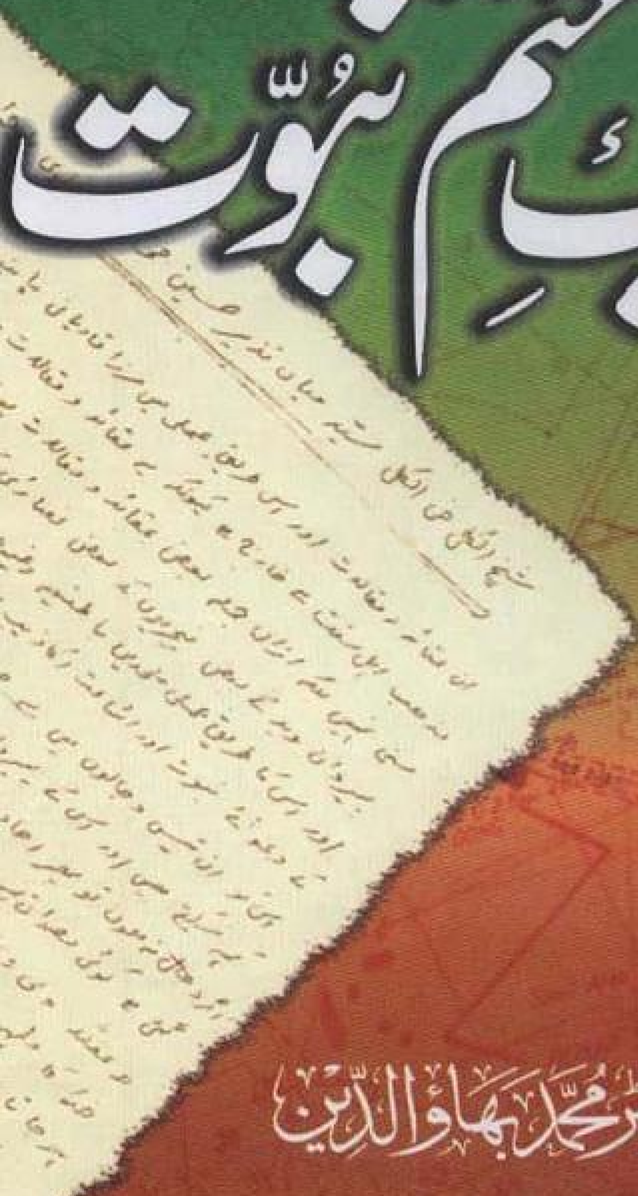
تحریکِ ختمِ نبوّت



ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

ا

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

تحریک ختم نبوت

حصہ سی و چہارم (۳۴)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۹۰۲ء)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ سی و چہارم (۳۴) ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۹۰۲ء
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۶۶
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیراہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست عنوانات

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

مشمولات کتاب کا تعارف

۱۸۸۰ء کے عشرے میں مولانا احمد حسن شوکت نے میرٹھ سے ایک ہفتہ وار اخبار شحنہ ہند کے نام سے نکالنا شروع کیا جس کے ۱۸۹۰ء کے عشرے کے چند شماروں کی فوٹو کاپی میرے پاس موجود ہے۔ نیز چند انگریزی تحریروں میں اس کے ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء، اور ۱۵ فروری ۱۹۰۳ء، ۸۔ اگست ۱۹۰۸ء اور ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء کے شماروں کے حوالے بھی ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار کم از کم ۱۹۱۰ء تک زندہ تھا۔ ایک انگریزی تحریر میں بتایا گیا ہے :

Shahna-i-Hind, a popular daily all across India was successful in conveying to the masses why British rule in India was one of exploitation. The British, understandably, was not impressed by the hardline stance adopted by the Shahna-i-Hind.

ایک اور انگریزی تحریر میں شحنہ ہند میرٹھ کا ذکر بایں الفاظ ملتا ہے:

A more important paper is the Shahna-i-Hind, a weekly publication printed at the Shaukat ul Mataba Press. This has a larger circulation than other local papers. In addition to the news gathered from elsewhere, it contains ...comments on Quran, notices and criticisms on provincial and local administration and the affairs of the native states.

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ شحنہ ہند میرٹھ اپنے دور کا ایک مقبول و معروف اخبار تھا جو سارے ہندوستان میں پڑھا جاتا تھا۔ اور اس میں دینی اور سیاسی مسائل پر خبریں، مضامین اور آراء شامل ہوتی تھیں۔ اور اول الذکر اقتباس سے تو یہ

بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار کسی زمانہ میں روزنامہ بھی رہا ہے۔

اس اخبار کے اڈیٹر مولانا احمد حسن شوکت، مرزا غلام احمد قادیانی کے نقادوں میں شامل تھے۔ انہوں نے ۱۹۰۱ء اس اخبار کا ایک ہفتہ وار ضمیمہ نکالنا شروع کیا جس کا موضوع رد قادیانیت تھا۔ یہ ہفتہ وار ضمیمہ چار سال تک (یعنی ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۴ء کے آخر تک) نکلتا رہا اور ایک اندازے کے مطابق اس میں ردّ قادیانیت پر تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل مواد شائع ہوا ہے۔

۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء کے بیشتر ضمیمے تحریک ختم نبوت کی جلد ۲۹ اور جلد ۳۰ میں نقل ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں ۱۹۰۲ء کی فائل کا تین چوتھائی مل گیا ہے جسے تحریک ختم نبوت کی زیر نظر جلد میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ ۱۹۰۴ء کے کچھ ایسے ضمیمے بھی ملے ہیں جو قبل ازیں موجود نہ تھے، اسلئے انہیں کتاب ہذا کی جلد ۳۵ میں شامل کیا جا رہا ہے

زیر جلد میں جو ضمیمے نقل ہو رہے ہیں ان میں مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی، منشی الٰہی بخش لاہوری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، منشی امام الدین لاہوری، منشی امام الدین گجراتی، مولانا محمد عبداللہ ملتانی، حافظ محمد یوسف امرتسری، جناب کبیر احمد سراوی اور چند نامعلوم الاسم فاضلوں کی نثری نگارشات کے علاوہ محمد حسین صادق گجراتی اور مولانا عبدالعزیز خلف مولانا غلام رسول آف قلعہ میہاں سنگھ گوجرانوالہ کی نظمیں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ فرید الدین عطار کی تذکرۃ الاولیاء سے حضرت بایزید بسطامی کے حالات و واردات بزبان فارسی، نیز اخبار الحکم سے کئی ایک قادیانی تحریریں موقع کی مناسبت سے شامل اشاعت کر دی گئی ہیں۔ امید ہے قارئین پسند فرمائیں گے۔

والسلام۔ فقیر بارگاہ صمدی: محمد بهاء الدين

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء نمبر ۴ جلد ۲۰ و ۲۲

تصویر پرستی

مولانا احمد حسن شوکت، اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ، لکھتے ہیں:

مجدد کا پیدا ہونا کم از کم ہر صدی کے بعد ضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، تاکہ جو لوگ دین کے اوامر ونواہی کو بھول گئے ہیں، یا احکام دین کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں، ان کو یاد دلایا جائے اور شانے پکڑ کر ان کو جھڑ جھڑایا جائے، اور خواب غفلت سے بیدار کیا جائے۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام میں مجدد پیدا ہوئے اور انشاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر کسی مجدد کا یہ کام نہیں کہ اوامر ونواہی کو منسوخ کردے، یا دین میں کوئی نئی بات نکالے جس سے حدیث شریف

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ

کی مخالفت لازم آئے، یعنی امور شرکیہ و بدعیہ جاری کرے۔ بس اسلامی شریعت کا یہی ناموس اعظم ہے۔ اور اس ناموس کا توڑنے والا نہ صرف شریعت اسلامی بلکہ خدا و رسول کی توہین اور ہتک کرنے والا ہے۔

مذہب اسلام میں توحید رأس الطاعات ہے، اور تمام انبیاء اسی لئے مبعوث ہوئے۔ اور جب امتوں میں شرک اور بت پرستی اور ہوائے نفس کا طوفان برپا ہوا، تو اسکو بدرقہ توفیق الہی اور جاذبہء ہدایت نامتناہی سے دور کیا۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں بت پرستی کی جو کچھ کیفیت تھی، اور خاص خانہ کعبہ میں جس قدر اصنام موجود تھے، اہل تحقیق پر ظاہر ہے۔ مگر ہمارے نبی امی ﷺ نے سب کی بیخ و بنیاد مستاصل کردی اور شرک و بت پرستی کے دعائم اور آلات تک کو مٹا دیا۔ منجملہ ان کے تصویر کا بنانا، یا بنوانا، یا گھروں میں رکھنا، یا فروخت کرنا، یا ان کے بنانے اور رواج دینے میں مدد کرنا تک قطعی حرام اور ممنوع کردیا۔ اور فرمادیا کہ

لعن الله المصورو المصور له

یعنی تصویر بنانے والے اور بنوانے والے پر خدا تعالی لعنت کرے۔

یہ ہمارے نبی امی خاتم المرسلین ﷺ کی بد دعا ہے۔ بھلا جس شخص کے حق میں نبی بد دعا کرے، وہ دین و دنیا میں کیوں کر فلاح و بہبود پا سکتا ہے۔ اور جس پر خدا تعالی لعنت کرے، اور اس سے بیزار و متنفر ہو، وہ کیونکر بھلائی کا پھل پا سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نئے نبی قادیانی مرزا جی جو تمام انبیاء کے حلّوں میں جلوہ افروز ہوئے ہیں تصویر پرستی کو رواج دے کر خدا تعالی کے لعنتی بنتے ہیں۔

اب تو کھلم کھلا اخبار الحکم قادیان میں اپنے اور اپنے حواری کی تصویروں کی فروخت کا اعلان ہو رہا ہے اور اس حرام اور ناپاک تجارت سے خوب نفع اٹھا رہے ہیں۔ بت تراشی بت فروشی کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔ دھاتوں کے بت اور کاغذی بت، باعتبار تصویر ہونے کے برابر ہیں، کیونکہ شریعت محمدیہ میں ہر قسم کی تصویر حرام ہے۔ اسلام نے جس شئے کو توحید کا مخل اور برہمزن قرار دیا، وہی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و بعثت کا اصل اصول اور بدرقہ بلکہ علت غائی ہے۔

آپ کی دلیل کتنی زبردست ہے کہ یورپ والے چونکہ کسی شخص کی تصویر دیکھنے سے اس کے خوارق و عادات اور خصائل معلوم کر لیتے ہیں، اور مجھے یورپ میں اپنی بعثت کا اعلان مدنظر ہے، لہذا میں نے تصویر کو رواج دیا۔ کیا سوڈان کے جھوٹے مہدی جو یکے بعد دیگرے حشرات الارض کی طرح پیدا ہو کر نیست و نابود ہو گئے، ان میں سے کسی نے اپنی اپنی تصویریں بنوائیں اور شائع کرائی ہیں۔ لیکن وہ شیطان کی طرح شرق سے غرب تک مشہور ہو گئے۔

قادیانی مرزا جی کا علاتی بھائی یوگنڈا کا مہدی، جو ابھی جہنم واصل ہوا ہے، کیا اس نے دنیا میں اپنی تصویریں بھیجی تھیں۔ علی ہذا یورپ اور ایشیاء کے بڑے بڑے مدبر اور وزراء بغیر تصویر کے ساری خدائی میں مشہور ہو گئے۔ پھر جب آپ کا یہ عذر لنگ صرف یورپ کے لئے ہے، تو ہندوستان میں تصویر پرستی کو کیوں رواج دیا جاتا ہے۔ آپ کے حواری اور چیلے چاپڑ جو آپ کو بسا اوقات دیکھتے ہیں اور باری باری قادیان آ کر دیدار نحوست آثار سے مستفید ہوتے ہیں، وہ کیوں تصویریں خرید کر اپنے گھروں میں رکھتے اور نہ صرف مرزا جی کی بلکہ ان کے ساتھ چند مسٹنڈوں کی تصویریں

دکھا کر اپنی جوروؤں کو رجھاتے اور دیوث بنتے ہیں۔سچ ہے الحیاء من الا یما ن ۔

اس سے پہلے تو مرزائیوں کے گھروں میں صرف قادیانی مرزاجی بذریعہ تصویر تشریف لے جاتے تھے،اب تو خاص الخواص حواری بھی ان کے گھروں میں وارد ہوتے ہیں اور اسی طرح ہر نیا حواری برابر داخل ہوتا رہے گا کل جدید لذیذ

ہوائے نفس کے لئے تاویلات کا گھڑنا کچھ مشکل نہیں۔ہر امر کی تاویل ممکن ہے۔مگر امر حق دوسری شئے ہے۔تاویل حق کو ناحق اور ناحق کو حق ہرگز نہیں بنا سکتی ۔پس تصویر پرستی کے جواز میں جو لچر اور پوچ دلائل پیش کئے جاتے ہیں ضمیمہ میں چند مرتبہ ان کو کاغذی تصویر کی طرح ہوا میں اڑا دیا گیا ہے۔مولانا عبداللہ صاحب ملتانی کا مضمون شائع ہو چکا ہے جس کو مولانا نے قبل از طبع قادیان بھیجا تھا۔مگر تمام مرزائی مبہوت ہو کر بت اور تصویر بن گئے،اور کسی کے چھوٹے منہ سے جواب میں ایک حرف بھی نہ نکلا۔اب اس کا بقیہ حصہ بھی جلد شائع ہوگا۔ان شاء اللہ۔امید ہے کہ مولوی صاحب ممدوح بہت جلد روانہ فرمائیں۔

بے معنی الہام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

آج تک اڈیٹر الحکم قادیان نے ہماری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔بلکہ خود قادیانی مرزاجی نے اپنی الہامی کتاب اعجاز المسیح میں لسان کو مونث لانے میں منہ کی کھائی۔ہم نے قرآن کی سند پیش کی،مگر تسلیم نہ کی،اور کیوں تسلیم کرتے۔قرآن وحدیث پرانے ہوگئے۔اب تو نئے نبی اور اسکی نئی شریعت کا دور دورہ ہے۔بلکہ خدا بھی پرانا ہو گیا۔اب تو حسب فحوائے الآیہ: افر أیت من اتّخذ الٰھه ھوا ہ ہوائے نفس کی جدت کو معبود بنایا گیا ہے۔

بیزارم ازاں کہنہ خدائے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرے ہست

مسلمانوں کے قدیم اور ازلی ابدی خدا تعالی نے تو نبی امی خاتم المرسلین

ﷺ پر نزول وحی ختم کر دی، مگر مرزا جی کا نیا خدا نئے نئے بے سر و پا الہام کرتا ہے۔
ہم نے لکھا تھا کہ قادیانی مرزا جی کا الہام

جری اللہ فی حلل الانبیاء

بالکل بے معنی ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کا خدا زبان عرب سے محض نابلد ہے۔

یہ ہم نے اس لئے لکھا کہ قادیانی مرزا جی کا خدا تو پنجابی ہونا چاہیے جو پنجابی زبان میں الہام کے دونگڑے برسائے، کیونکہ مرزا جی کا بظاہر قرآن مجید کی اس آیت پر ایمان ہے کہ

ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ

یعنی ہم نے ہر نبی کو اسی کی قومی زبان کے ساتھ بھیجا ہے۔

پھر معلوم نہیں مرزا جی پر زبان عرب میں کیوں الہام ہوتا ہے۔ مرزا جی کا خدا مسلمانوں کے خدا کی تقلید نہیں کرتا، اسی لئے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔

جو کی تقلید خرد کی تو کار کوہ کن بگڑا
چلا جب چال کوّا ہنس کی اس کا چلن بگڑا

بلکہ مرزا جی تو اپنے کو چینی الاصل مغل بتاتے ہیں۔ پس چینی زبان میں الہام ہونا چاہیے تھا۔ پنجابی (مادری) زبان اور چینی خاندانی مغلئی زبان کو چھوڑ کر مرزا جی کا زبان عرب کے سنگلاخ میدان میں ٹھوکریں کھانا بدقسمتی ہے یا نہیں۔

گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی جانب بھاگتا ہے۔ چونکہ مرزا جی کے خدا نے زبان عرب کی تعلیم نہیں پائی لہذا بے چارہ غلطیاں نہ کرے، تو کیا کرے۔ مگر چونکہ اپنے نبی کے خوارق پر لٹو ہو رہا ہے اور اس کی خاطر اور فرمائش منظور ہے، لہذا اپنے نبی کے ساتھ رسوا ہونے کو برا نہیں سمجھتا۔

ہر نبی پر کتابیں یا صحیفے ایک ہی زبان میں نازل ہوئے۔ یعنی ہر نبی جو کچھ کہتا تھا ایک ہی زبان میں کہتا تھا۔ قرآن مجید کی زبان بھی وہی عربی ہے اور حدیث کی بھی عربی۔ یہ نہیں کہ خاص الہام تو عربی زبان میں ہو، اور عام الہام اردو زبان میں، جو فی حد ذاتہ کوئی مستقل زبان نہیں اور بعض سلاطین مغلیہ کے لشکری لوگوں کی زبان

ہے، اور سہل انگاروں کا ایجاد کیا ہوا لٹکا ہے۔

نئے نبی کو جو نئے خدا کا بھیجا ہوا ہے، ایسی حقیر اور ذلیل زبان میں تکلم اور تخاطب کرنے سے شرم کرنی چاہیے جس کو چمار اور ڈھیڑ اور حلال خور تک بولتے ہیں ،اور جو ترکوں انگریزوں فرانسیسیوں جرمنوں وغیرہ تک کا اولش ہے۔

چھی چھی! قسم ہے (قادیان کے) منارے کی، ایں وی گندی گل ہے۔ اگر پنجابی یا گورمکھی میں الہام ہوتا تب بھی ہم کو صبر آجاتا۔

اس تمہید کے بعد سنئے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے بے معنی ہونے کے جس قدر ثبوت ہم نے دیئے تھے، اڈیٹر الحکم قادیان سب کو شربت کے گھونٹ سمجھ کر پی گیا۔ صرف لفظ جری پر بحث کی جسکو ہم نے جرءت سے ماخوذ بتایا تھا۔ الحکم کے اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مہموز نہیں بلکہ معتل اللام ہے۔ یعنی جریاً وجریاناً سے ہے۔

اچھا صاحب! یہی سہی کہ جری بروزن فعیل جرءت سے بھی آتا ہے اور جریان سے بھی۔ اور جری کے معنی دلیر اور شجاع کے بھی ہیں اور رسول اور وکیل اور اجیر کے بھی، جیسا کہ قاموس میں ہے:

و ابجریّ کغنیٍ و الوکیل و الرسول و الضا من و الاجیر

لیکن اب تو اور بھی یہ الہام بد سے بدتر ہوگیا۔

اولاً آپ کے خدا نے ایسا لفظ کیوں الہام کیا جسکے پانچ معنے ہیں اور کیوں اپنے نبی کی امت کو پریشانی میں ڈالا۔ اور ممکن ہے کہ جری کے معنی کوئی شخص اجیر یا جرّہ باز کے سمجھے جو چڑیوں وغیرہ غریب جانوروں پر جھپٹا مار کران کو شکار کرتا ہے اور یہ دونوں مرزاجی پر منطبق بھی ہیں کیونکہ وہ مرزائیوں سے معقول اجرت (دکھشنا اور نذرانہ) اینٹھ رہے ہیں اور روغن بادام اور زعفران اور مشک دم کئے ہوئے پولاؤ اور قورمے چکھ رہے ہیں ،اور تر مال کھا کھا کر میرزا جی اور تمام مرزائی ساٹھے پاٹھے بن کر سنڈ یا رہے ہیں، اور چڑیاں کیا معنی دن دہاڑے الوؤں کا شکار کر رہے ہیں اور ہمیشہ جال بچھا رہتا ہے۔

دوم، مرزا جی کا خدا منطق سے تو بالکل ہی بے بہرہ ہے۔ جو بات ہم کہیں

گے مرزا جی اور ان کے حواری تو کیا خود ان سب کا خدا بھی یقیناً نہ سمجھ سکے گا۔ سنئے! جب آپ جری کے معنی رسول کے لیتے ہیں تو اس سے اہل میزان و منطق کے قواعد کے موافق ایک تو مجعولیت ذاتیہ لازم آتی ہے جو محالات سے ہے، دوم تحصیل حاصل۔

اب ہم سمجھاتے ہیں کہ مجعولیت ذاتیہ اور تحصیل حاصل کس جانور کا نام ہے۔ اس کی مثال یوں ہے جعل الانسا ن حیوا نا نا طقاً (یعنی کیا گیا انسان حیوان ناطق)۔ ماہیت میں جعل واقع ہوا۔ انسان کی ماہیت تو خود حیوان ناطق ہے، تو یہ معنی ہوئے کہ حیوان ناطق، حیوان ناطق کیا گیا۔ جب جری کے معنی رسول کے ہیں تو الہامی فقرے کی یہ ترکیب ہوئی کہ

نبی فی حلل الا نبیاء یارسو ل فی حلل الرسل

بھلا مستقل رسول کو رسولوں کے لباس میں آنے کی کیا ضرورت۔ پھر حقانی علماء اور فضلاء اور محدثین اور صادقین سب ہدایت کرنے کے اعتبار سے رسولوں کے لباس یعنی لباس التقوی میں آتے ہیں، آپ کی کچھ تخصیص نہ رہی۔ الغرض جس ترکیب سے آپ اس بے معنی فقرے کو معنی پہنائیں گے خدا نے چاہا تو معنی کا لباس نہ پہنے گا اور ننگا رہے گا۔ غرقی لنگوٹی بھی نصیب نہ ہوگی۔

تمام آسمانی کتابوں، خصوصاً قرآن مجید، کو غور سے پڑھ جاؤ کوئی آیت یا جملہ ایسا نہ پایا جائے گا کہ اجزاء جملہ محذوف ہوں۔ اب مرزا کے جر ی اللہ فی حلل الا نبیاء پر نظر ڈالو۔ فقرہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ اس صفت کا موصوف زید ہے، یا عمر ہے، یا خالد ہے، یا سوڈان کا مہدی، یا یوگنڈا کا مہدی، یا قادیانی مہدی ہے۔ بہر حال جزء جملہ محذوف ماننا پڑے گا کہ

انت جر ی اللہ یا غلا م ا حمد بیگ جری اللہ

یا :قل انا جر ی اللہ۔

پس یہ فقرہ ناقص اور غیر تام ہے۔ گو یا خبر ہے جس کی مبتداء نہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ فی حلل ا لا نبیاء جری شبہ فعل کے متعلق ہے تو یہ معنی ہوئے کہ بھیجا گیا ہے نبیوں کے حلوں میں،

علاوہ ناقص اور غیر تام ہونے کے یہ خرابی ہے کہ جری اور رسول کا صلہ فی

نہیں آتا بلکہ الی آتا ہے۔کلام مجید میں ہے:

انّی رسول الله الیکم ۔

اور اگر آپ یہ کہیں کہ فی حلل ا لانبیاء جری اللهکی صفت ہے یعنی جری الله الکائن فی حلل ا لانبیاء تواب بھی کلام ناقص ہے۔

بہرحال آپ اس کی مبتدءمحذوف مانیں گے یعنی انت وغیرہ مگر اس صورت میں حصر لازم آئے گا کہ مرزاجی کے سوا نبیوں کے لباس میں آنے والا دوسرا رسول نہیں حالانکہ دیگر انبیاء کے مبعوث ہونے اور دنیا میں آنے کے خود بدولت بھی قائل ہیں۔

اب ہم کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہوئی کہ حصر کیوں لازم آئے گا۔، سنئے مبتداء ہمیشہ معرفہ اور خبر ہمیشہ نکرہ ہوتی ہے اور جب دونوں معرفہ ہوں گی تو حصر ہوگا۔ اب انت مبتداء محذوف بھی معرفہ اور جری الله بھی معہ اپنی صفت کے معرفہ، تو حصر لازم آیا۔

اور اگر آپ تقدیر الہام یوں کریں گے کہ

جری الله الذی جاء فی حلل الانبیاء

یا: نزل فی حلل الانبیاء

تو علاوہ اس قدر محذوفات ماننے کے پھر بھی مبتداء اور خبر معرفہ ہی رہیں اور حصر لازم۔

ہم تو جب جانیں کہ اڈیٹر صاحب الحکم ہمارے تمام ایرادات کو اٹھائیں۔ یہ نہیں کہ قادیانی مرزاجی کے حمقاء کوخوش کرنے کو دو چار سطریں لکھ دیں اور کہہ دیا کہ بس جواب ہوگیا۔خوب یاد رکھئے کہ ہم مجدد السنہ مشرقیہ ہیں۔ ہمارے سامنے کسی کی پیری نہیں چل سکتی۔انشاء اللہ آپ نے اب تک مائیاں مونڈی ہیں، بابو نہیں مونڈا۔ قادیانی اونٹ منارے کے نیچے کھڑا کھڑا مینگنیاں کررہا تھا، پہاڑ کے نیچے سے نکلا تو عافیت معلوم ہوئی۔(باقی آئندہ)۔

(مولانا احمد حسن شوکت کے منقول بالا مضمون کا پس منظر جاننے اور اس کا صحیح لطف لینے کے لئے مناسب معلوم ہوا کہ اخبار الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ اول پر شائع ہونے والا مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی کا مضمون بھی نقل کر دیا جائے۔ یہ مضمون یوں ہے:

شحنہ ہند کا اڈیٹر اور اس کے اعوان

اگر اب بھی نہ سمجھیں تو پھر ان سے خدا سمجھے

اتقوا الله ان کنتم مو منین

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جنوری ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی وحی جری الله فی حلل ا لا نبیاء پر اعتراض کیا گیا ہے اور اس کا عنوان جمایا گیا ہے: بے معنی الہام۔ چنانچہ اڈیٹر صاحب جو مجدد السنہ مشرقیہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں، فرماتے ہیں؛

یہ فقرہ بالکل بے معنی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کا خدا عرب کے محاورات اور ان کی غلطی اور صحت سے ناواقف ہے۔ بھلا ایسا ملہم خدا کس کام۔

اب سنئے جری بروزن فعیل صفات میں سے ہے..اسم فاعل اپنے معمول یعنی اللہ کی جانب مضاف ہے تو یہ معنی ہوئے خدا کا جرءت کرنے والا، یا خدا کو جرءت دینے والا۔ اس کے معنی ہوئے کہ خدا کا جرءت کیا ہوا اگر زبردستی اس کو مفعول بنانا چاہیں۔

افسوس! مستعجل نادان انجام سے نہیں ڈرتا اور نہایت بے باکی سے زبان کے سرکش گھوڑے کا لگام ڈھیلی چھور دیتا ہے شحنہ ہند کا اڈیٹر لسان کے تذکیر وتانیث کے معاملہ میں ایک دفعہ ذلیل ورسوا ہو چکا تھا مگر اس سزا کو کافی نہ سمجھ کر ذلت کا ہدف بننے کے لئے پھر تیار ہوا ہے و من یهن الله فما له من مکر م سنئے! السنہ مشرقیہ کے مجدد صاحب! یہ جرِیّ، جر ء یجر ء جر أة یعنی باب الہمزہ سے نہیں جیسا آپ نے سمجھا ہے۔ یہ ہے جر ی یجر ی جر یاً و جر یا ناً (یا ء ی) سے جس کے معنی ہیں الرسول، چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے:

الجر یّ الرسو ل ۔ و الو کیل تقو ل جرّیت جر یّا و استحر یت جر یّاً ای ا تخذت و کیلا و سمی الو کیل جر یّاً لا نه یجری مجری مو کله و الضا من و اما الجریء (جرئت کرنے والا) المقدم فهو من با ب الهمزة ۔

اب جر یّ الله فی حلل الا نبیاء کے معنی ہوئے رسول اللہ۔ وکیل اللہ۔ ضامن اللہ یعنی رسو ل من عند الکله ، و کیل من عند الله ضا من من عند الله ، یعنی اللہ کی طرف سے رسول اور اللہ کی طرف سے وکیل اور اللہ کی طرف سے ضامن۔

اب بتائیے کیا یہ وحی خدا کی اور زندہ اور سچے خدا کی اور عرب کے محاورات سے واقف خدا کی

وحی اور کلام ہے یا نہیں؟ حضرت مسیح موعود (مرزا) کو خدا تعالی نے جیسے رسول اور نبی اور نذیر اور بشیر کہہ کے پکارا ویسے ہی جری کے لفظ سے یاد فرمایا ہے شائد اس نام کے اطلاق کرنے کی حکمت یہی ہوگی جو آج ظاہر ہوئی ہے کہ تمہارے جیسے جاہرین بالسوء مخالفوں کے علم وفضل کی پردہ دری ہوگئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یا قوم الیس منکم رجل رجل رشید کیا ایک بھی نہیں! جوان غولوں کو سمجھائے کہ آئندہ ایسی بے حیائی سے باز آجائیں کیا اس نادانی پر السنہ مشرقیہ کی تجدید کا دعوی زیبا ہے۔ اے خدا سے لڑنے والے۔ا۔د۔ گجراتی جب تک یہ چیتھڑا تیری ناپاکیوں سے آلودہ ہوکر خدا کے ملائکہ مقربین کی مشام کو ایذاء دیتا رہے گا۔ یادرکھو والعاقبة عند ربك للمتقين۔ عاجز عبدالکریم)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم فروری ۱۹۰۲ء نمبر ۴ جلد ۲۰و۲۲

بقیہ: بے معنی الہام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اخبار الحکم قادیان کا یہ کہنا کہ جری بمعنی رسول اللہ یاوکیل اللہ یائی ہے مہموز نہیں، محض لچر و پوچ اور غیر مفید ہے۔ اس سے الہام جو بے معنی ہے بامعنی نہیں ہوسکتا۔ ہماری مراد بے معنی ہونے سے یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے واسطے یہ الفاظ صحیح المعنی نہیں، نہ یہ کہ خود جری اللہ بے معنی ہے۔

جری اگر مہموز ہوگا جب بھی مہمل نہیں۔ آخر جرءت کنندہ کے معنی رکھتا ہے ۔ہمارا مطلب یہ تھا کہ جری اللہ کی اضافت لفظی ہے جو اپنے معمول کی طرف ہوتی ہے اگر لفظ جری کا اللہ معمول ہوگا تو وہی معانی پیدا ہوں گے جو ہم نے پہلے بیان کئے۔ اور درصورت یائی ہونے کے بھی جری اضافی لفظی ہے۔ لفظ جری کا بمعنی رسول ہونا مسلّم ہے مگر جری اللہ کے معنی رسول من عند اللہ کس طرح ہوں گے کیونکہ اضافت لفظی میں حرف من کا مقدر کرنا خلاف قاعدہ ہے۔

اور جری اللہ بترکیب اضافی کسی لغت عرب میں موجود نہیں ہماری بحث ترکیب اضافی پر تھی نہ کہ صرف لفظ جری پر۔

پس لسان العرب میں جری کا بمعنی رسول ہونا صاحب الہام کے واسطے مفید نہیں کیونکہ رسول اللہ اور جری اللہ کی اضافت میں فرق ہے۔ بے شک رسول اللہ بمعنی من عند اللہ صحیح ہے، مگر اضافت جری اللہ بمعنی من اللہ صحیح نہیں اس لئے کہ لفظ جری صفت ہے اور لفظ رسول صفت نہیں۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

الغرض اخبار الحکم قادیان نے تحکماً محض جہالت سے بے معنی کو با معنی کرنا چاہا، مگر جو علمی تحقیق مطلوب تھی اس کو بالائے طاق رکھا کیونکہ اس غریب عطائی کو علمی مبحث سے کیا سروکار۔

اور جب ہمنے جری کو بمعنی جرأت کنندہ لکھا ہے تو اسکو مہمل کس طرح کہتا ہے۔ بے معنی سے یہ مراد ہے کہ یہ الہام مرزا جی کے حق میں بے معنی اور غیر صحیح ہے۔ لفظ جری کو اگر یائی کہیں گے اور بمعنی رسول عند اللہ قرار دیں گے تب بھی اس کا صحیح ہونا محال ہے۔ اس واسطے کہ جب آیت قرآنی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے آنحضرت ﷺ کا نبی خاتم الزمان ہونا تمام اہل اسلام کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ عقیدہ دین اسلام کا رکن ہے تو بعد نبی آخر الزمان کے دوسرے کا رسول من عند اللہ ہونا کب صحیح ہوسکتا ہے نعوذ باللہ۔ یہ دین میں رخنہ اندازی اور زندقہ ہے۔ کوئی مسلمان اس کو صحیح اور با معنی نہیں کہہ سکتا کیونکہ با معنی سے مراد یہی ہے کہ جو معنی لئے جائیں وہ اپنے محل پر صادق آسکیں ورنہ وہ کلام مہمل ہے۔

پھر یہ لفظ معانی معدودہ پر محمول ہوسکتا ہے۔ جری بیائے مشددۃ بمعنی جرأت کنندہ بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی اللہ پر اور اللہ کے دینی احکام پر جرأت اور بے باکی کرنے والا کیونکہ جری جو مہموز ہے جری بیائے مشدد حسب قاعدہ صرف ہوسکتا ہے جیسا اقیئس کا افیّس۔ تو اسکے لئے ایک دوسرا الہام چاہیے جس سے یہ ثابت ہو کہ لفظ جری مہموز نہیں بلکہ یائی ہے۔ اس میں لسان العرب کا حوالہ کافی نہیں بلکہ لسان الحق درکار ہے اور اہل باطل کے واسطے لسان الحق کا ہونا محال ہے۔ اور جب ایک لفظ

میں دو احتمال ہوں تو بحکم اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال قابل احتجاج و اعتبار نہ رہا۔

علی ہذا یہ کہنا کہ رسالت سے ہماری مراد رسالت ظلی اور بروزی ہے، نہ کہ اصلی رسالت، محض لغو اور اپنی امت کو دھوکہ دینا ہے۔ سب علمائے دین یہی منصب رکھتے ہیں کیونکہ احکام دین محمدی کی اشاعت اور اعلاء کلمۃ اللہ میں مصروف رہتے ہیں، مرزا جی کی کچھ خصوصیت نہیں۔ اور الہام کا حجت قطعی ہونا کس کے نزدیک ہے۔ الہام سب پر ہوتا اور سب کے الفاظ ہی ہوتے ہیں۔ الہام میں غلطی ہونا ممکن ہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں میں کچھ بھی ایمان ہے تو وہ اقرار کریں گے کہ ان کی الہامی پیش گوئیاں غلط ہوئی ہیں اور تاویلوں سے کچھ کام نہیں چلا۔ شیطان مختلف لباس میں ملبّس ہوکر انسانوں کو دھوکے دیتا ہے۔ فسق اور فجور کا طبائع میں پیدا ہونا بھی الہام ہے جیسا کہ خود کلام مجید میں موجود ہے

ونفس وما سوّاها فالهمها فجورها وتقواها (الشمس :۸)

یعنی ہم نے نفس انسان کو بدکاری اور پرہیز گاری کا الہام کیا۔

خدا تعالی نے نفس کی قسم کھائی ہے جس پر فجور اور تقوی دونوں کا الہام ہوتا ہے۔ پس ممکن ہے، بلکہ یقینی ہے، کہ قادیانی مرزا جی کے دل میں شیطان نے جری الله فی حلل الانبیاء کا وسوسہ ڈالا ہو۔ اللهم احفظنا منه و من شرور انفسنا و اهدنا الصراط المستقیم

اسی نمبر کے اخبار الحکم میں اڈیٹر صاحب انہی ردّی اور لغو اوراق (اعجاز المسیح) پر جو بروزی کے اغلاط اور اسقام کا مبرز ہے، اور نہ صرف ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بلکہ مصری اخبار المنار نے بھی ہر طرح اس کی قطع برید کی ہے، ڈینگیں مارتا ہوا لکھتا ہے کہ:

اعجاز المسیح کے اشتہار کی اشاعت کے بعد ۱۴ جنوری ۱۹۰۱ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ الہام ہوا منعه مانع من السماء،

یعنی اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی پیر مہر علی شاہ کی طرف ہے لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم

رکھا ہے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو۔ الخ

مرزا غلام احمد قادیانی کے خدا نے پھر غلطی کی اور پھر غلط الہام کیا اور جھوٹ بھی بولا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ تو دور ہی سے مرزا صاحب قادیانی اور مرزائیوں کی چھاتی پر مونگ دلتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور ہر طرح کی تحدی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور مرزا صاحب قادیانی کو بولایا اور منتظر رہے، مگر خفتہ بختی سے مرزا قادیانی کے پاؤں سو گئے اور قادیان سے لاہور آتے ہوئے سو سو من کے ہو گئے۔

بھلا باطل کے بھی کہیں پاؤں ہوتے ہیں۔ ہیبت حق اسی کا نام ہے کہ قادیانی مرزا کا خدا بھی پیر مہر علی صاحب سے ڈر گیا اور الہام کر دیا کہ خبردار اے برادر شغال! اس شیر حق کے مقابلہ پر نہ آنا۔

اب مرزا قادیانی کے خدا نے جو منعه مانع من السّماء میں جھک مارا ہے اس کی حقیقت سنئے۔

جب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں بہت سے لوگ ہیں تو اس کے خدا نے منعناهم کیوں نہ کہا۔ کیا زبان گھس جاتی؟

دوم: اس بے معنی الہام کا ترجمہ یہ ہوا کہ

روکنے والے نے آسمان سے روک دیا۔

یعنی مقابلہ کرنے کی طاقت تو تھی مگر روک دیا، تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی جو تاب مقاومت نہیں رکھتا، ذلیل نہ ہو۔

یہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کے خدا نے مرزا پر بڑا احسان کیا کہ رسوائی اور ہلاکت سے بچالیا۔ مگر مرزا قادیانی تو حد درجہ کا فرنعمت ہے کیوں شکر یہ ادا کرنے لگا۔

سوم: اعجاز کا مقابلہ اعجاز سے ہوتا ہے، اور تم خود اس کے قائل ہو گئے کہ تحدی کیلئے پیر مہر علی شاہ صاحب کو روکنے والے نے روک دیا، ورنہ وہ اپنے اعجاز سے ساری ماما پختیاں اور روغن بادام میں دم کئے ہوئے وزعفران اور مشک میں پکے ہوئے پلاؤ اور قورمے اسفل و اعلیٰ سے اگلوا دیتا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اعجاز یعنی معجزات کا وقوع ممکن ہے حالانکہ معجزہ خارق فطرت ہے اور خارق فطرت ہرگز ممکنات میں داخل نہیں ورنہ معجزہ، معجزہ نہ رہے گا۔

لیجئے آپ ہی کی زبان سے ثابت ہوگیا کہ اعجاز المسیح، اعجاز المسیح نہیں بلکہ ایک عامیانہ یا مجذوبانہ بڑ ہے، نہ قابل تحدی ہے۔

سمجھے بھی ہم نے کیا کہا؟ آپ کی بلید الطبعی سے تو سمجھنے کی امید نہیں۔ بس ایسے کوڑ مغزوں سے خدا ہی سمجھے۔

چہارم: مانع نکرہ ہے۔ مرزاجی کو اس کا علم نہیں کہ شیاطین میں سے کون سا شیطان تھا۔ وسواس تھا، خناس۔ الکناس تھا، یا خنزب تھا۔ خدا تعالی تو قرآن مجید میں ضمیر متکلم کے ساتھ مخاطب کرتا ہے مثلاً جعلناه یا خلقناه۔

پس تعجب ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خدا نے منعنا هم کا الہام نہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ اس کو یہ لفظ نہ ملا، اور نہ روکنے والے کا علم ہوا۔ اور یوں اپنے نبی کو تاریکی میں رکھا۔

منارة المسیح

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزائی اخبار الحکم قادیان کی لوح گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہی ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ یکسر الصلیب و یقتل الخنا زیر والی حدیث جس کو مرزاجی نے اپنی مہدویت و عیسائیت کا تمغہ گردانا چھیل ڈالی گئی، اور اب اس کی جگہ قطب صاحب کی لاٹھ اور حریصوں اور لالچیوں کے طول امل سے بھی لمبا ایک منارہ یعنی مرزائیوں کا ٹھاکر دوارہ کھڑا کیا گیا ہے۔ بھلا خر دجال کو اتنی لمبی کنوتیاں اور خود دجال کو اتنی لمبی ناک کیوں نصیب ہونے لگی۔ یہ تو ہمارے مرزاجی ہی کی شان ہے۔

پھر خیر سے منارے کے کنگرے کے کلس کی چوٹی پر صلیب بھی کھڑی کی ہے جو سوڈان اور یوگنڈا کے مہدیوں کی قبر کو دوربین لگائے تک رہی ہے۔..

منارہ تو اسلئے تعمیر ہوگا کہ تیس سال کی بعثت کے بعد اب مسیح موعود آسمان سے اس پر نزول کریں گے، اور صلیب اس لئے کہ خود مرزاجی مرزائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن کر اس پر کھینچے جائیں گے۔ اور پھر جہنم میں داخل ہوں گے۔

عیسی مسیح تو عیسائیوں کے اعتقاد کے موافق دوزخ میں تھوڑی ہی دیر رہے، مثیل المسیح ابدالآباد تک رہیں گے کیونکہ اصلی مسیح پر فوق لے جانا ضروری ہے۔ اصلی مسیح کا تو دوزخ میں کسی نے ساتھ نہ دیا، مگر مرزائی اپنے امام کا وہاں بھی ساتھ دیں گے کیونکہ وہ اسکے عشق میں ہردم سرشار اوران کی زبان پر ہر لحظہ اس شعر کی تکرار ہے

ساتھ تیرے ہم بھی چوں سایہ مقرر جائینگے
آگے جائیں پیچھے جائینگے پر جائینگے

مرنے کے بعد مرزا جی کے قول کے موافق کشمیر میں عیسی مسیح تو قبر میں مدفون ہیں مگر جب مثیل المسیح مریں گے تو منارے کے مندر میں ان کا بت رکھا جائے گا تاکہ تمام مرزائی اوران کی نسلیں پوجا کرتی رہیں اور بت کا نصب کرنا موجودہ مہذب زمانے کی تہذیب کا بڑا بھاری اقتضاء ہے اور قادیانی مرزا جی کی تو بہت ہی بڑی یادگار رہو گی کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں تصویر پرستی کورواج دیا ہے اور تمام مرزائیوں کے گھروں میں ان کی ایک ایک تصویر موجود ہے۔ پھر بھگوان کی کرپا سے مہا دیو جی کی روح تو بہت ہی آنند ہو گی کہ میرا کلوتا پوت میرے چرنوں پر چلا اور مندر میں اپنی مورتی رکھوائی۔ اور پھر مرزائی اور مرزائینیں اس کے سبھی اعضاء کی پرستش کریں گی۔ آریوں نے تو عقلمند بن کران سوانگوں کو چھوڑ دیا مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی ہنود کے مذہب کو زندہ کریں گے۔

کیا لغویات و واہیات اور کیا حماقت آمیز خرافات ہے۔ مرزائیوں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ ایک دنیا دار، مکار، عیار اپنی خود غرضی کی چالوں سے ان کو کیسا ناچ نچا رہا ہے۔ تمام مرزائیوں پر شیطان نے ایسا مسمر یزم دم کیا ہے کہ سر تک نہیں ہلا سکتے۔

اللهم احفظنا من فتنة الشيطان و الدجال

مرزا جی الحکم مطبوعہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۴ کالم اول میں لکھتے ہیں:

اب وقت آ گیا ہے کہ یہ طلسم (عیسائی مذہب) ٹوٹ جائے اور وہ بت، جو صلیب کا بنایا گیا ہے، گر پڑے۔

حق بر زبان جاری۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ یہ منارہ صلیب کا بت نہیں تو کیا ہے جس پر صلیب یوں سوار ہے جیسے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے سروں پر شیطان۔

منارہ کی صورت ایسی ہونق، بے ہنگم اور بے ڈول ہے گویا عوج بن عنق کا سالا ہے۔

(اس قادیانی مضمون کا کچھ حصہ یوں ہے:

عیسائی مذہب کے استیصال کے لئے ہمارے پاس تو ایک دریا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ یہ طلسم ٹوٹ جاوے اور وہ بت جو صلیب کا بنایا گیا ہے گر پڑے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالی اگر مجھے مبعوث نہ بھی فرماتا، تب بھی زمانہ نے ایسے حالات اور اسباب پیدا کر دیئے تھے کہ عیسائیت کا پول کھل جاتا کیونکہ خدا تعالی کی غیرت اور جلال کے یہ صریح خلاف ہے کہ ایک عورت کا بچہ خدا بنایا جاتا، جو انسانی حوائج اور لوازم بشریہ سے کچھ بھی استثناء اپنے اندر نہیں رکھتا۔ الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء ص ۴۔

مرزا صاحب قادیانی کا یہ ارشاد انہی کی تکذیب کر رہا ہے۔

اگر زمانہ نے وہ حالات خود ہی پیدا کر دیئے ہوئے تھے جن میں عیسائیت کا پول کھل جانا تھا تو مرزا صاحب جو فرماتے ہیں کہ ان کی آمد کا مقصد عیسی پرستی کے ستون کو توڑنا ہے، ایک غیر ضروری بات تھی۔ جو کام ان کے وجود و بعثت کے بغیر بھی ہو جانا تھا اس کام کے لئے آپ کی بعثت کی کیا ضرورت تھی؟ بہاء)

مرزا جی اور ان کے چیلوں کی لیاقت

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ دار الطغیان قادیان حمقاء اور اسفہاء اور جہلاء کا پڑاوا ہے۔ منطق، فلسفہ، کلام، علم معانی و بیان، بلاغت و بدیع ان کو چھو کر بھی نہیں گیا۔ عربیت کی قلعی کھل گئی۔ یہ بھی خبر نہیں کہ لسان مذکر ہے یا مونث۔ صلات اور متعلقات افعال میں سینکڑوں غلطیاں، من کی جگہ الی اور فی کی جگہ علی۔ ناظرین ضمیمہ پر یہ بات اچھی طرح روشن ہے۔

جری اللہ اور ظل اور بروز میں کیسی پٹخنیاں کھائیں۔ مرزا جی جو لفظ بطور علم یا صفت اپنے لئے تراشتے ہیں، خود اسکے معنی سے ناواقف ہوتے ہیں۔

اچھا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، پھر لیجئے اور بتایئے کہ آپ جو ظلی ظلی اور بروزی بروزی کی ڈونڈی پیٹ رہے ہیں تو بتایئے کہ یہ دونوں لفظ یا ان میں سے کوئی ایک لغوی مفرد مطلق ہے، یا لغوی مفرد بالمرکب، یا لغوی مرکب بالمفرد۔

اور ظاہر ہے کہ اصلی لغوی معنی مراد نہیں، ضرور استعارہ ہوگا۔لیکن استعارہ ترشیحیہ ہے، یا تخئیلیہ، یا بالکنایہ، یا مجاز بالحقیقت، یا حقیقت بالمجاز۔

پھر ظل اور بروز کے معنی باعتبار دلالۃ النص ، اشارۃ النص ،عبارۃ النص ، یا باعتبار اقتضاء النص ، یا باعتبار کلیت۔

پھر کلیت مرتبہء بشرط شئے میں ہے، یا بشرط لا شئے ،یا لا بشرط شئے یا لا لا بشرط شئے میں، یا نوع الانواع کے اعتبار سے، یا عامّ العام کے تعلق سے۔

قادیانی مرزا جی اور تمام ہالی موالی اور چیلوں چاپڑوں کی خدمت کے در میان کے بیچوں بیچ میں عرض ہے کہ آپ مراتب مذکورہ بالا میں سے جس مرتبہ یا معنی کو اپنی ذات پر منطبق کریں، اس کی تصریح مع البرہان فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔، خدا نے چاہا تو مخالف ہوا کے جھونکوں سے ڈھاک کے تین پات ہی منارے کی چوٹی پر پھر پھراڑتے نظر آئیں گے۔ چار ہفتہ کی مہلت ہے۔

اسلامی علماء سے ضروری التجاء

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی بیہودہ اور لاطائل کتاب اعجاز المسیح پر بڑا گھمنڈ ہے، حالانکہ وہ سورہ الحمد کی تفسیر نہیں بلکہ خانگی خوارق اور ذاتی افعال کا کچا چٹھا اور اپنی مہدویت وعیسائیت ونبوت کا دکھڑا اور:

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

کا آئینہ ہے۔

با ایں ہمہ مرزا قادیانی بار بار اعلان دیتا ہے کہ میری نبوت کا یہی کرشمہ اور یہی اعلی نشان ہے،اور کوئی شخص اس کی نظیر نہیں لاسکتا اور نہ لانا ممکن ہے۔،

ہم کہتے ہیں کہ حماسہ، متنبّی ،نظامی، فردوسی، سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر فیضی کی نظیر بھی کوئی نہیں لاسکتا۔

علی ہذا، بہت سے باکمال علماء ایسے گزرے ہیں جن کی تصنیفات اور

تفسیرات کے سمجھنے کی بھی مرزا قادیانی اور مرزائی لیاقت نہیں رکھتے۔

آئمہ اربعہ، امام غزالی، امام رازی (سبحان اللہ وبحمدہ جن کو حجۃ الاسلام کہنا بجا ہے)، کیا ان کی تصنیفات کا کوئی شخص جواب دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

یہ علماء اور فضلاء اور آئمہ جامع کمالات و مستجمع علوم وفنون تھے۔ ہر فن اور ہر مسئلے میں قلم توڑ گئے ہیں۔ مخالفین اسلام کو عاجز کر گئے ہیں۔ مگر یہ کسی نے دعوی نہیں کیا کہ ہمارے کلام کا جواب دینا طاقت بشری سے خارج ہے، اور ہم نبی اور رسول ہیں۔ یہ لوگ علوم وفنون کے نہنگ بحر آشام تھے، کبھی انہوں نے اپنے علم وفضل کا دعوی نہیں کیا ،اور کیونکر کرتے کہ و فوق کلّ ذی علم علیم

یہ تو قادیانی مرزا جی ہی گندے حوض کی مچھلی ہیں کہ شامت جو آئی ہے تو کنارہ ءحوض سے سر نکال بیٹھے۔ ہمارے زمانہ میں بھی بڑے بڑے علماوفضلاء کثر ھم اللہ و اید ھم اللہ تعالی موجود ہیں۔ مثلاً مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب ،مولانا عبد الجبار صاحب امرتسری ،مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، مولانا محمد عبدالمنان محدث وزیرآبادی، مولانا حافظ محمد عبدالجبار عمرپوری حال وارد کلکتہ، مجتہد مطلق مولانا شمس الحق صاحب رئیس ڈیانواں، مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری، مولانا محمد مشتاق صاحب انبیٹھوی ہیڈ مولوی ہائی سکول لدھیانہ، مولانا محمد حسن صاحب رئیس اعظم لدھیانہ، مولانا محمد سعید بنارسی ،مولانا ابولمکارم محمد علی صاحب مئوی ،مولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق سرہندی۔

علی ھذا صدہا فحول علماء ایسے موجود ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ہر علم و فن میں دس سال پڑھائیں، زبان عرب میں سورت الحمد کی تفسیر لکھ کر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے غرّے ڈبے کا دھڑ کیوں نہیں توڑ ڈالتے۔

غالبًا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ علماء سلف بہت کچھ لکھ گئے ہیں اور کوئی بات نہیں چھوڑ گئے ہیں۔ مگر ایک مدعی کذاب کا منہ ٹھونک ڈالنا بھی تو ان کا فرض ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم پانچ اجزاء کی تفسیر ایک جدید طرز پر لکھی جائے اور اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ان الحادات وابرازات کا بھی سدّ باب ہو جو اعجاز المسیح میں مندرج ہیں۔

ہم یہ فرض اپنے ذمے لے سکتے تھے، مگر ناظرین جانتے ہیں کہ تین صحیفوں یعنی اخبار شحنہ ہند، وطوطی ہند، ضمیمہ شحنہ ہند، شوکت التجدید یعنی رسالہ پروانہ مع مرقع حل کلام شعراء فارس وعرب کی اشاعت اوران کا اہتمام ہمارے ذمے ہے۔ یک سرو ہزار سودا کا مضمون ہے۔

ہمارے شاگردوں میں بھی بعنایت الٰہی بعض تبحر علماء ہیں۔ مثلاً مولانا ابو یوسف حسین صاحب صابر پیش امام اہل حدیث گنور ضلع بدایوں، مولانا حکیم محمد عبدالحق صاحب حسان اسحاق پٹنی۔ اگر عزم بالجزم کیا جائے تو یہ جوابی تفسیر دوماہ میں تیار ہوسکتی ہے۔ ہم اپنی استطاعت کے مطابق مفسر کو ...نذرانہ دینے کیلئے تیار ہیں۔

علی ہذا ہمارے معاونین ہمت کریں تو کم از کم پانچ سو روپیہ کا چندہ ہو سکتا ہے۔ اسی میں سے مفسر کا حق الخدمت دیا جائے اوراسی میں چھپ جائے۔

یہ سرمایہ فراہم ہو جائے تو تفسیر کا تیار ہوکر چھپ جانا کچھ مشکل نہیں۔ امید کہ ہمارے معاونین دست کرم کشادہ کریں گے اور چندے کی فہرست شائع ہونے لگے گی حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

مرزائی الہام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

کروڑوں آدمی، مرزا غلام احمد قادیانی کو جانتے بھی نہیں کہ کس جانور کا نام ہے اوراس بے دال کے بودم کا گھونسلہ کہاں ہے۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی جو مرزا قادیانی کے ہتھکنڈوں سے واقف ہیں، اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان میں سے باوصف منکر ہونے کے نہ تو کسی کی نسبت ہاویہ میں گرائے جانے کی کبھی پیشگوئی ہوئی ہے، نہ کسی قسم کے عذاب کی، نہ ہلاکت کی۔ آخر منکر تو سبھی ہیں اوراب تو دوسال سے الہام کا بالکل ڈربا ہی پھک گیا۔ ککڑوں کوں کی بھی آواز نہیں آتی۔ اس کی کئی وجوہ ہیں۔

اول تعزیرات کی دفعہ تخویف نے مرزا غلام احمد قادیانی کو خوف کے شکنجے میں کچھ ایسا کھینچا کہ اسکا خدا بھی بوکھلا گیا۔ سہم گیا...پس الہام کے نام سے چوں بھی نہیں

نکلتی ۔ اسے اندیشہ ہوا کہ تخویفی الہام کے ارتکاب میں کہیں میں بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ نہ دھرا جاؤں، کیونکہ برٹش گورنمنٹ بڑی سطوت و جبروت والی جبار و قہار گورنمنٹ ہے۔

دوم جب کوئی پیش گوئی پوری نہ ہوئی اور تیر تکوں کی وہ بھرمار ہوئی کہ ترکش خالی ہو گئے، اور ایک بھی نشانہ پر نہ لگا، تو مرزا قادیانی جھونجل میں آ کر خود اپنے خدا کو چھوڑ بیٹھا۔ اور الہام کی ڈیوٹی سے مستعفی ہو گیا کہ

چندیں مدت خدائی کردی گاؤ خر را نشناختی

اور بقول غالب:

زندگی اپنی اسی طور جو گذری مرزا
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

سوم، مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا کچھ ایسا پوچ، بزدلا، ہول دلا نکلا کہ جو سادہ لوح مسلمان موت کی پیشین گوئی کی دھمکی میں آ گئے ان کو تو چھاتی سے لگا لیا اور جو دھمکی کی اکڑ فوں میں نہ آئے ...مرزا کا خدا ان کے خوف سے چوہے کے مٹکے میں جا دبکا۔ چنانچہ وہ لوگ جو مرزا قادیانی کے سبز باغ پر فریفتہ ہو کر گانٹھ کٹوا بیٹھے تھے اور پھر ہوش میں آ گئے، اب مرزا کے کٹے حریف ہیں، مگر مرزا قادیانی کا خدا بے کس بے بس ہو کر گونگے کا گڑ کھائے بیٹھا ہے، اور ان کا رواں بھی نہیں اکھاڑ سکتا۔

چہارم، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا معیار صرف لوگوں کا اس کی تخویف کی دھونس میں آ جانا ہے۔ چنانچہ جب ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی پادری والی پیش گوئی پٹ پڑی، تو مرزا قادیانی نے یہی عذر لنگ پیش کیا کہ اسکے دل میں خوف پیدا ہوا، مگر مرزائی نہ بنا، بدستور عیسائی ہی رہا۔

تخویف کا لٹکا تو بہت خاصہ تھا، مگر افسوس ہے کہ گورنمنٹ سدّ راہ ہو گئی اور لوگوں کو مرزائی ہونے سے بچا دیا۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کا خدا دونوں پانی پی پی کر گورنمنٹ کو کوس رہے ہیں کہ منہ سے شکار اور تر لقمہ چھین لیا۔ مگر گورنمنٹ کا کچھ نہیں کر سکتے۔

بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی کا خدا حسب دستور مرزا پر یہ الہام کرتا کہ

اس کی نسبت خوفناک پیش گوئی کرے، گورنمنٹ کی فضول اور لغو للو پتو کرنے اور اس کو چیتے کی طرح پھلانے کا الہام کر رہا ہے۔

بھلا ایسے ڈرپوک خدا کو مرزا غلام احمد قادیانی کیا چولھے میں جھونکے۔ چونکہ ہم مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے خیر خواہ ہیں، لہذا اصلاح دیتے ہیں کہ دوسرا خدا تلاش کریں۔ خدائے سابق کی حقیقت تو کھل گئی جس نے تخویف کی حکمت عملی پر جھاڑو پھیری دی، اور کسی گھر کا نہ رکھا۔ اب تر مال کیوں کر ہاتھ آئے گا۔ ہم کو مرزا قادیانی کی اس حسرت پر حسرت وافسوس ہے کہ دعویٰ نبوت جس کا مدار صرف تخویفی الہام پر تھا اس کی یوں مٹی خراب ہوگئی۔

پنجاب میں رمال اور نجومی کثرت سے ہیں۔ جو ضعیف الاعتقاد ان سے پوچھتا ہے یا قرعہ پھنکواتا ہے، تو وہ نہایت خوف ناک پیشین گوئی کرتے ہیں کہ تم پر فلاں ستارہ بہت سخت ہے، ضرور مارے جاؤ گے۔ لیکن اگر دو گز سرخ کپڑا، اور سوا دو سیر اناج، اور ساڑھے دو پیسے اور ہلدی کی سات کڑ ہیں لادو، تو میں ستارے کا اثر زائل کر سکتا ہوں۔

قادیانی مرزا جی بھی چونکہ خاندانی رمال ہیں لہذا بلی کی خواب میں چھیچھڑے ہی نظر آئیں گے، اور وہ تخویف ہی میں اپنی روٹیاں نکالنا چاہیں گے۔

بشارت یوسفی اور نجات ابدی

بھائیو! میں حلفیہ کہتا ہوں کہ نجات ابدی سوائے اسلام کے دوسرے مذہب میں نہیں۔

اگر کسی شخص کو ابدی نجات حاصل کرنا منظور ہے، تو بلاتکلف میرے مکان بمقام امرتسر کٹڑہ مہان سنگھ تشریف لائیں اور شرف اسلام حاصل کریں۔

جو صاحب اپنی معاش کے متعلق مطمئن نہ ہوں، خدا کے فضل سے ان کی معاش کا مناسب انتظام ہوگا۔

اس گورنمنٹ کے پر امن عہد میں ہر شخص تبدیل مذہب میں کلی اختیار

رکھتا ہے، لہذا کسی قسم کی تکلیف کا خیال نہ فرمائیں، باطمینان تشریف لائیں اور نجات ابدی حاصل کریں۔

المشتہر۔ خادم المخلوق حافظ محمد یوسف
آنریری جنرل سکرٹری انجمن حامی نومسلمان امرتسر

خونی مہدی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اخبار الحکم قادیان میں گورنمنٹ کو مخاطب کر کے بڑے زور شور سے دوہرایا جاتا ہے کہ تمام مسلمان خونی مہدی کے آنے کے منتظر ہیں۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں انقلاب ہو، اور مہدی کے آنے تک دنیا کی سلطنتیں جو فتنہ اور فساد اور بدامنی پھیلا رہی ہیں اور رعایا پر ظلم کر رہی ہیں خونی مہدی ان مظالم سے ان کو خلاصی دے۔

اس شرانگیز فقرے سے دو باتیں نکلیں:

ایک یہ کہ ہر سلطنت کی مسلمان رعایا اپنی اپنی گورنمنٹ سے ناراض ہے، اور اس کا قلع قمع کرنا چاہتی ہے۔ گویا بغاوت پر آمادہ اور اپنی اپنی گورنمنٹ کی بداندیش ہے۔

دوم یہ کہ تمام سلطنتیں ظالم اور جابر اور خواب غفلت میں مخمور ہیں۔ مرزا جی ان کی بالین پر کھڑے چلّا رہے ہیں اور بدمستی سے جگا رہے ہیں کہ

> ہوشیار ہو جاؤ مسلمان تمہارے سخت دشمن ہیں، اور دنیا سے تمہارے نکالنے کے لئے خونی مہدی کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔

اس فقرے کے ان پہلوؤں پر مسلمان غور فرمائیں گے تو ان کو اپنے حق میں پورا لائبل نظر آئے گا۔

قادیانی مرزا جی نے اگرچہ اس فقرے سے مسلمانوں کے حق میں کانٹے بوئے ہیں لیکن درحقیقت اپنے پاؤں پر کلھاڑی ماری ہے۔ اس کی توضیح سنئے:

کیا خونی مہدی وہی نہیں جسکی شان میں

یکسر الصّلب و یقتل الخنا زیر

حدیث شریف وارد ہے۔ اور کیا اس حدیث کو آپ نے اخبار الحکم قادیان کی لوح پر اپنی مہدویت کا تمغہ نہیں بنایا۔ اگر چہ اب یہ حدیث حک کر کے لوح پر اس کی جگہ منارۃ المسیح قائم کیا گیا ہے، مگر نوشتہ تقدیر مٹ نہیں سکتا وہ تو مشتہر ہو چکا۔

پردہ ہو لاکھ خنجر شمر یزید کا
ہر گز چھپے گا نہ خون تمہارے شہید کا

تو خونی مہدی خود مرزا جی ٹھہرے۔ اور اگر مرزا جی وہ مہدی نہیں ہیں جو صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے اور سوروں کو قتل کرے گا، تو اپنے ہی قول سے مہدی کذاب وبطال ثابت ہوئے، کیونکہ حدیث میں تو اسی مہدی کے آنے کی پیشین گوئی ہے جو قاطع صلیب اور قاتل خنازیر ہوگا۔ اور وہی سچا مہدی ہے، نہ کہ وہ جو اپنے منارے پر صلیب لگائے اور سوروں (بے دینوں) کو اپنے جھونپڑے میں پناہ دے، اور جھونپڑے کا نام دارالامان رکھے۔

اور اگر آپ اپنے معمولی ہتھکنڈوں کے موافق حدیث شریف کی تاویل کریں گے اور اصلی معنی مراد نہ لیں گے، اور تاویل کے بعد اس حدیث کو اپنے اوپر منطبق کریں گے تو کوئی خونی مہدی نہ ہوگا جس کے آنے کے مسلمان منتظر ہیں۔ آپ کا قول پھر بھی باطل ہوگا اور ہم پھر یہی کہیں گے ...لعنۃ اللہ علی الکا ذبین

عجیب بات ہے کہ مسلمان جس مہدی کے منتظر ہیں، مرزا قادیانی اس کو خونی بھی بتاتا ہے اور خود بھی وہی مہدی بنتا ہے۔ بات بات میں تناقض ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ سے انکار بھی ہے، اقرار بھی۔ جدھر کی ہوا دیکھی ادھر ہی کو گڈی اڑادی، اور اپنے کو پبلک میں کذب کا گڈا بنایا۔

اصلی مہدی موعود علیہ السلام کے واسطے خونی مہدی کا لقب تراشا، اور جب گورنمنٹ کے خوف سے اس میں پانی مرتا دیکھا تو کنّی دبا کر صاف نکل گیا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں بلکہ قادیانی مہدی ہوں (جیسا کہ سوڈانی مہدی تھا)۔

سچ ہے دروغ گو کا حافظہ جبروت الٰہی سلب کر لیتا ہے اور اسکو پس و پیش کی کچھ خبر نہیں رہتی۔ ہم تو جب جانیں کہ تیمور لنگ کا سالا ہمارے اعتراضات کا جواب دے۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۴ فروری ۱۹۰۲ء نمبر ۶ جلد ۲۰ و ۲۲

نور احمد لکھوی اور غلام حسن پشاوری

مولوی نور احمد صاحب لکھوی کے روبرو غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور حواری مرزا قادیانی کا مقابلہ پر نہ آنا۔

کچھ عرصہ ہوا مولوی صاحب موصوف کشمیر کے مرزائیوں کو شکست دے کر پشاور تشریف لائے، تو بنام غلام حسن صاحب بعض رؤساء کی معرفت ایک تحریر بھیجی، مگر انہوں نے مولوی نور محمد صاحب کا نام ہی سن کر مقابلہ پر آنے سے انکار کیا۔ لہذا ایک محضر نامہ ان لوگوں نے مولوی صاحب کو لکھ کر دستخط کر کے حوالے کر دیا جن کے سامنے سب رجسٹرار صاحب نے انکار کر دیا تھا۔

اس سے پہلے آپ قادیان تشریف لے گئے تھے جہاں خود مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین کو مقابلہ کے واسطے بلایا۔ مگر دونوں صاحب گھر میں چھپ رہے، باہر نکلنے تک کی تاب نہ لا سکے۔ لہذا کئی روز مولوی صاحب قادیان میں رہے۔ وعظ کہا، چھ مرزائیوں نے توبہ کی اور توبہ نامہ لکھ کر مولوی صاحب کے حوالہ کیا جو بطور ایک رسالہ کے طبع ہو چکا ہے۔ اب تو جہاں دیکھو مرزائیوں کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔

راقم: ایک محقق

مرزائیوں کی بے ایمانی اور دھوکے بازی

ہر ہفتہ اخبار الحکم قادیان میں کسی نہ کسی کا نام نومریدوں میں درج کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر جاہل مرید کو قادیان سے مولوی کا خطاب مل جاتا ہے، چاہے وہ جاہل ہی ہو، تاکہ مولویوں کی تعداد بڑھ جاوے۔ گویا قادیان جاہلوں کو مولوی بنانے کی ٹکسال

ہے۔مگر جب تحقیقات کی جاتی ہے تو:

طرہ باز خان کا خدمت گار مسمی نتھو،

اور: مرزا نور نورنجن بیگ صاحب کا سائیس میاں کلو،

اور: فلاں کی خالا،

اور: فلاں کی نانی وغیرہ

پر زور ڈالا جاتا ہے کہ مرزائی فہرست میں نام لکھواؤ، ورنہ نوکری سے برخاست۔

بہت سے ایسے لوگوں کے نام ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اس کے مذہب سے محض ناواقف ہیں۔

اس پر بھی بس نہیں، پرانے پرانے گڑے دبے مردوں کے نام بھی درج کر دیئے جاتے ہیں کہ نہ وہ زندہ ہوں گے، نہ مرزائیوں کی قلعی کھولیں گے۔ چنانچہ الحکم مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء میں ایک نام محمد الدین امام مسجد فیروز پور پنجاب میگزین دروازہ کا معہ اہل بیت واولاد، لکھا ہے۔ حالانکہ خود محمد الدین لکھتا ہے کہ تخمیناً ۱۱ سال اس کی بی بی کو فوت ہوئے گزرے، اور ۲ سال لڑکے کو مرے ہوئے گزرے۔

ہم کو ایسے واقعات سے افسوس ہوتا ہے۔ معلوم نہیں مرزائیوں کی حیا، جو شعبہ ایمان ہے، کہاں گئی۔ ان کے جعل اور دھوکہ بازی کی کچھ انتہاء بھی ہے۔ محمد الدین مدت دراز سے مرزائی مذہب کو باطل وضلالت جانتے ہیں، ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا کہ وہ انارکلی لاہور کی مسجد میں امام اور پکے سنت جماعت مسلمان ہیں۔

وہی محقق

سختی اور نرمی

سختی اور نرمی اپنے اپنے محل پر عین مصلحت وتہذیب ہے۔ ایک کے مقام پر دوسرے کا استعمال ناموزوں ہے۔ اس کلیہ پر تمام مذاہب اور روئے زمین کے عقلاء متفق ہیں۔ بعض صلح کل نئی روشنی کے دلدادہ، یا بعض نادان صوفی، جو اس کلیہ کی مخالفت کر کے مداہنت کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں، وہ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ

کے وہ مقامات دیکھیں جہاں سختی کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ مثلاً

یا ایّھا النّبی جا ھد الکفّار و المنا فقین واغلظ علیھم . الخ۔

یا: اشدّا ء علی الکفّار۔ الخ ۔

یا: ودّوا لو تد ھن فیدھنو ن۔

آخران احکام کی تعمیل کا بھی تو کوئی محل ہوگا، یا یہ احکام فضول ہیں معا ذ اللہ۔

جو حضرات سخت کلامی کو ہر جگہ نا جائز جانتے ہیں، مہربانی کر کے پیغمبر خدا ﷺ کے اس قول کو بغور پڑھیں

تعزی بعزاء الجا ھلیة فاعفوا بھن ابیه و لا تکنوا

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس قول کو ملا حظہ کریں جو عروہ بن مسعود ثقفی سفیر مشرکین مکہ کو روبرو رسول اللہ ﷺ کے کہا تھا

امصص بظر ا للّا تِ (صحیح بخاری حد یث نمبر ۲۷۳۱۔۲۷۳۲)

جو صاحب قائل ہیں کہ ہجو کرنا کسی جگہ بھی جائز نہیں وہ آنحضرت ﷺ کے اس قول کو دیکھیں جو آپ ﷺ نے حضرت حسانؓ بن ثابت کو فرمایا:

اھجھم ورو ح القدس معك۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کارروائیاں سختی کا محل ہیں یا نہیں۔

مرزا قادیانی نے دعوی پیغمبری کیا،

تمام پیغمبروں کی توہین کی خصوصاً عیسی علیہ السلام کی نسبت کوئی فحش کلمہ اٹھا نہیں رکھا

علماء ومشائخ صحابہ وآئمہ دین، الغرض اس کے زبان وقلم سے کوئی فحش وگالی نہیں بچی جو اس نے بزرگان دین کی نسبت استعمال نہ کی ہو۔

منشی الٰہی بخش صاحب کو خود ہی قسمیں دے کر کتاب عصائے موسیٰ لکھوائی،

اب ان کو مغلظ گالیاں سناتا ہے۔

عبدالعزیز بٹالوی کو بھی گالیوں سے ڈراتا ہے۔

یہ گالیاں اس واسطے دیتا ہے کہ کوئی اس کی تردید گالیوں سے ڈر کر نہ کرے،

اور یہ شتر بے مہار ہو کر جو چاہے سو کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے جواب میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ہر شخص اپنی عزت و آبرو کو اس سے بچاتا ہے۔ پس ایسے مجسم شیطان، مدعی نبوت، مذمم انبیاء و اولیاء کی نسبت بھی کسی قسم کی سختی نہ کی جاوے اور زجر و توبیخ خلاف تہذیب متصور ہو، تو پھر ہم کو بتلایا جاوے کہ سختی کا کون سا محل ہے۔

مرزائی جب کہ کسی مسلمان کو مخاطب کر کے گالیاں دے اور وہ حسب آیت جزاء سئة سیئة مثلها بطور تادیب کچھ ایسے الفاظ لکھے کہ آئندہ شوخی و شرارت مرزائیوں کی جاتی رہے، تو اس فتنہ کے انسداد کے شکریہ میں ایسے شخص کی مدح کریں یا الٹا اس پر ناراض ہو کر اپنے کو بناوٹی مہذب ثابت کریں۔

افسوس ہے کہ ہمارے بڑھے ہوئے صوفی اتنی سختی بھی سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرے کو پھیر دینے کی تعلیم سے دنیا میں امن نہیں رہ سکتا۔ ہمارے صوفیوں کو خیر الامور او سطها پر نظر چاہیے، نہ کہ مداہنت اختیار کرنا، اور نہ بدزبان اور بدلگام بننا۔

کون کہتا ہے کہ آپ زبردستی سختی کریں، مگر جو جائز طور پر سختی کے ساتھ مرزا قادیانی سے بدلا لے اس پر کیوں خفا ہوں؟

آپ چاہتے ہیں کہ ضمیمہ شحنہ ہند کا خوف جو مرزا غلام احمد قادیانی کے دل میں ہر وقت رہتا ہے، زائل ہو جائے اور مرزا قادیانی پھر پہلی سی شوخیاں کرنے لگے۔ آپ الحکم کے طرز کو دیکھ لیں کہ ضمیمہ شحنہ ہند کی بدولت کس قدر راہ پر آچلا ہے۔

حمیت اسلامی و غیرت ایمانی صحابہؓ میں تھی۔ حضرت عمر فارقؓ جنہوں نے ایک شخص کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ سے فیصلہ چاہا تھا۔

اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ذرہ سی بات پر عروہ بن مسعود ثقفی کو سخت فحش گالی دی۔

ایک ہم ہیں کہ انبیاء کرام، اولیاء عظام مشائخ، آئمہ دین، صحابہ سب کی توہین و مذمت سنتے ہیں مگر بجز مرزا صاحب، حضور، آپ، جناب، کے زبان سے نہیں نکال سکتے۔ بلکہ کوئی غیرت اسلامی سے کچھ لکھے تو وہ بھی نہیں سن سکتے۔

ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا ست ۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں مرزا قادیانی ایسے دعوے کرتے اور ایسا کفر بکتے، تو کیا حضرت عمر فاروقؓ اسی طرح پہلو بہ پہلو بیٹھ کر تحریری مناظرہ کرتے یا اور طرح خبر لیتے ۔

ہم میں سے اگر کسی کو ماں باپ، پیر استاد کی کوئی گالی دے، تو اسی طرح تہذیب سے پیش آویں گے یا مارنے مرنے، عدالت و پولیس میں جانے کو تیار ہوں گے۔ کیا غیرت اسلامی پر غیرت خاندانی کو ترجیح دینا تقوی و زہد ہوسکتا ہے ۔

ضمیمہ شحنہ ہند میں کوئی سخت لفظ ہو، تو اس کا سننا گوارا نہیں ہوسکتا، کیا یہ تقوی کی وجہ سے ہے۔ ہرگز نہیں۔ بازاروں میں اکثر فحش گالی گلوچ بھی ہوتا ہے، ہم میں سے کون سا زاہد بازار جانا چھوڑ دیتا ہے، یا کانوں میں انگلیاں دے لیتا ہے۔ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ایک مجموعہ ہے مختلف آدمیوں کے خیالات کا۔ ایک ہی شخص کے خیال کے مطابق ہونا غیر ممکن ہے ۔ ایسا تحکم بے جا و ناروا ہے ۔ ہاں خلاف شرع کوئی بات ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ میں نہ ہونی چاہیے ۔ راقم : ج ۔ ن

توجہ طلب گورنمنٹ اور مرزا قادیان

لاہور سے منشی امام الدین صاحب لکھتے ہیں :

مفصلہ ذیل فقرات جن کو ایک لائق راقم مضمون نے بہ عنوان :

توجہ طلب گورنمنٹ اور قادیان کے مرزا صاحب ،

مرزا کے اشتہار : المنار ، کا لب لباب

بحوالہ الحکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء پیسہ اخبار مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱ کالم سوم میں درج فرمائے ہیں :

اصل اشتہار المنار تو ہماری نظر سے نہیں گذرا مگر اسکا لب لباب جس کو لائق مضمون نویس پیسہ اخبار لاہور نے لکھا ہے یہ ہے :

آجکل پھر مرزا نے ایک تازہ مفسدانہ اور فتنہ انگیز اشتہار شائع کیا اور اپنے اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں بھی بہ سرخی المنار چھپوایا ہے جس کا لب لباب یہ ہے:

میں اور میری جماعت گورنمنٹ کی خیر خواہ اور وفادار رعایا ہے، باقی کل ملک یا کم از کم کل مسلمان گورنمنٹ کی بدخواہ اور باغی رعایا ہیں ۔ میری اور مسلمانوں کی مخالفت کی اصل بنا جہاد ہے۔ میری تعلیم جہاد کے خلاف ہے، اس لئے سرگروہان اسلام نے ناراض ہوکر میرے کفر اور قتل کے فتوے دیئے۔ میری جدید تصنیف اعجاز المسیح میں بھی جہاد کی مخالفت تھی ،اسی وجہ سے کل اخبارات نے اس کی مخالفت کی ،حالانکہ غیر ممالک کے لوگوں نے میری بات تسلیم کی اور جہاد سے باز آ گئے (کیا مرزا قادیانی بتا سکتا ہے کہ وہ کون سے مسلمان تھے جو جہاد کو جائز سمجھتے تھے اور مرزا کے کہنے سے باز آ گئے)۔ الغرض مخالفت جہاد کی وجہ سے مسلمان میرے برخلاف ہیں ،ورنہ سینکڑوں دوسرے فرقے موجود ہیں انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا ۔ بارہا بے اختیار دل میں گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں شائع کیں، اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے، اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ وغیرہ۔

اس کاذب سے کوئی پوچھے کہ تمہارے کذب کی کوئی حد بھی ہے۔ اور تو اور گورنمنٹ عالیہ کو بھی یہ کاذب مغالطہ دینے سے نہیں ٹلتا۔ معلوم نہیں اس نے گورنمنٹ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ گورنمنٹ بڑی دانا اور مدبر ہے۔ کیا وہ مرزا کا یہ کلام نہیں سمجھتی کہ، اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں ۔

عادل گورنمنٹ اپنی رعایا کے حال سے بخوبی واقف ہے ،اور اس کو معلوم ہے کہ کون کس مطلب کیلئے نرالی چال چل رہا اور خود غرضی اور طمع نفسی کا جال بچھا رہا ہے ۔ اس کاذب نے مسلمانوں پر بڑا بھاری افتراء باندھا ہے ۔مخالفت کی اور ہی بنا ہے جس کو مرزا قادیانی نے پوشیدہ رکھا ہے، نہ کہ جہاد۔ مگر ہم بھی مرزا قادیانی کے کوٹھی کٹھلے سے خوب واقف ہیں، کچا چٹھا کھولے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ اگرچہ گورنمنٹ سب کچھ جانتی ہے مگر چونکہ پبلک کی غلط فہمی کا اندیشہ ہے لہذا اس کا رفع کرنا اور گورنمنٹ

کو توجہ دلانا ضرور ہے۔

مرزا قادیانی نے کفر کے فتووں کو، جو علماء اسلام عرب وعجم نے اسپر لگائے ہیں، تعلیم جہاد کی مخالفت قرار دیا ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے دعوی کو کفر کے فتووں میں دکھا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی بخوبی جانتا ہے کہ بناء مخالفت کی وجوہ کچھ اور ہیں، جن کے باعث مرزا کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے۔

منجملہ انکے ایک وجہ توہین انبیاء ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑے اولوالعزم رسولوں اور نبیوں کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کی ہے، اور بڑی حقارت آمیز تحریریں شائع کی ہیں جس سے گورنمنٹ کی وفادار رعایا اسلام کو سخت سے سخت رنج اور عظیم صدمہ پہنچا ہے۔ سردست ہم حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں جن کو اہل اسلام خدا کا پاک رسول اور نبی مانتے ہیں، اور قرآن شریف میں خود خداوند تعالی حضرت مسیح علیہ السلام کی تعریف اور آپ کی والدہ ماجدہ کو علاوہ اور توصیف اور تعریف کے بار بار صدیقہ فرماتا ہے۔ الغرض ہر مسلمان کو ان کا مرتبہ معلوم ہے، اور بچہ بچہ کو خبر ہے کہ یہ کیسے اولوالعزم رسول اور خدا کے پیارے نبی اور مقربین میں سے ہیں۔ اور ایسا ہی کروڑ ھا عیسائی آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور آپ کی توقیر کرتے ہیں، اور اپنا پیشوا مانتے ہیں، اور عیسائیوں کو جو محبت حضرت عیسی سے ہے وہ بھی اظہر من الشّمس ہے۔ خاص کر ہماری گورنمنٹ عالیہ جس کے زیر سایہ ہم ہر طرح آرام سے بسر کرتے ہیں اور خود مرزا صاحب بھی اس امر سے خوب واقف ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایک عیسائی گورنمنٹ ہے، اور حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتی ہے۔ صرف اتنا تفاوت ہے کہ اہل اسلام ان کو خدا کا پاک رسول سمجھتے اور مانتے ہیں، اور عیسائی ان کو خدا کا بیٹا۔ مگر عیسی کی نکوکاری، راست بازی، معصومیت، پاک دامنی میں عیسائی اور مسلمان بدل وجان متفق ہیں۔ مگر اسی مسیح علیہ السلام اور خدا کے پیارے رسول کی نسبت یہ مرزا قادیانی، جس کو گورنمنٹ کی خیر خواہی پر بڑا فخر ہے اور ہمیشہ اسکی خیر خواہی میں دم مارتا ہے، ضمیمہ انجام آتم کے حاشیہ صفحہ ۵ و ۶ پر اس طرح لکھتا ہے:

> یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو (یعنی حضرت مسیح کو) کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی (مرزا کا یہ کلمہ کیا قرآن پاک کی تکذیب نہیں کرتا کیونکہ قرآن شریف میں تو آچکا

ہے کہ وہ سچے نبی تھے۔ کیا مرزا کا یہ کہنا کہ انہیں جھوٹ بولنے کی عادت تھی اہل اسلام اور عیسائیوں کا سخت دل شکن اور قابل توجہ گورنمنٹ نہیں)

جن پیشین گوئیوں کا اس نے اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا بیان فرمایا ہے، ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کی تولد سے پہلے پوری ہوگئیں۔ اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چورا کر لکھا (قرآن شریف میں تو خداوند تعالی یہ فرماتا ہے کہ انجیل میرا کلام ہے جو حضرت مسیح کو عنایت کیا تھا اور مرزا کہتا ہے کہ مسیح نے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چورا کر لکھا ہے۔ یہ ہے قرآن پر مرزا کا اعتقاد۔ پھر اس کاذب کی یہ زیادتی کہ مسیح نے چورا کر اسلئے لکھا کہ ملک میں میرا رسوخ بڑھے، صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خدا کے رسول نہ تھے۔ اب مرزا کی خرافات مانیں یا خدا کے پاک کلام قرآن شریف کی تعلیم کو۔ مرزا شاید یہ سمجھا ہے کہ میں جس طرح ادھر اودھر سے اوروں کی کتابوں سے سرقہ کر کے لکھتا ہوں ویسا ہی مسیح نے بھی کیا ہوگا۔ پھر مرزا پرائی بدشگونی پر اپنی ناک کاٹتا ہے۔ کیا معنی کہ جب اصل مسیح معاذ اللہ جھوٹا ہے تو مثیل المسیح بدرجہ اولی جھوٹا ہوگا کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اصل تو جھوٹی ہو، اور اس کی نقل سچی ہو) اور پھر ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔

آپ نے یہ حرکت شائد اسلئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی۔ اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا، جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ حصہ نہیں دیا یا اس استاد کی یہ شرارت ہے (یہاں حضرت مسیح کے استاد کو شریر کہنے سے نہیں ٹلا) کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے (مرزا کا حضرت مسیح کے علمی اور عملی قوی کو کچا بتانا قابل غور ہے) اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان (مسیح اور

شیطان کی پیروی !لعنت اللہ علی الکاذبین) کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

پناہ بخدا معاذ اللہ! خدا کے پاک رسول اور شیطان کی پیروی۔ افسوس ہزار افسوس۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی تحریریں اسلام کے خلاف نہیں۔ کیا یہ صریح قرآن شریف کی تکذیب نہیں۔ پس ایسی ملحدانہ تحاریر کے باعث علماء اسلام نے مرزا کو کافر قرار دیا، اور یہی اصل بناء مخالفت ہے۔ پھر گورنمنٹ کو یہ مغالطہ دینا کہ میری اور اہل اسلام کی مخالفت کی بنا جہاد ہے، مرزا کا سفید جھوٹ ہے۔

حضرت مسیح کی نسبت مذکورہ بالا حقارت آمیز کلمات ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ کمال خیرہ چشمی اور بے باکی سے دوسری جگہ اسی کتاب ضمیمہ آتھم کے حاشیہ صفحہ ۶ پر اس سے بھی بڑھ کر یوں ابراز کیا ہے:

> آپ کو (حضرت مسیح کو) اپنی زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہوگئے تھے۔ آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی سخت ناراض رہتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شائد خداتعالی شفا بخشے۔

اس پیراگراف میں حضرت عیسی کی نسبت جو لکھا ہے وہ پبلک اور گورنمنٹ نے ملاحظہ فرمالیا۔ گویا ان پر شیطانی الہام بھی ہوئے کہ وہ خدا سے منکر ہونے کو طیار ہوگئے اور توبہ ہزار بار توبہ نقل کفر کفر نباشد آپ پاگل بھی تھے اور پھر حضرت مسیح کے حقیقی بھائی بھی تھے جسکی نہ قرآن میں خبر نہ کسی حدیث رسول کریم میں ذکر لعنت اللہ علی الکاذبین پھر بھی مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کو مسلمان بتاتا ہے۔ یہ ہے مخالفت کی وجہ نہ کہ جہاد۔

اور لیجئے:

> آپ کے (عیسی مسیح کے) ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ (دیکھو ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۷)۔

کیا مرزا قادیانی کی ایسی کافرانہ تحریریں دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس

کا اعتقاد قرآن شریف پر ہے۔ بس یہی اس کی تکفیر کے بواعث ہیں۔ اصل بنا مخالفت کو پوشیدہ کرنے کی غرض سے جہاد کو بنا مخالفت قرار دینا کون عقل مند تسلیم کرے گا۔

اور لیجئے! دیکھو ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۸۔ پیرا گراف دوم:

آپ کے خاندان کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۹ پر پھر حضرت مسیح کی نسبت لکھتا ہے:

پس ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔

(مرزا قادیانی کی اس عبارت کا مفہوم ایسے اولوالعزم رسول اور نبی کی نسبت قابل توجہ گورنمنٹ ہے)

مرزا قادیانی کی ایسی تحریریں ہر دو مذہب کے پیشواؤں کی دل شکن ہیں اور ان سے گورنمنٹ کو بھی سخت رنج پہنچے گا۔ مذہب اسلام اپنی محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا، بلکہ وہ تو حبشی اور وحشی گورنمنٹ کی اطاعت بھی لازم بتاتا ہے۔ کیا روئے زمین کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں سے مرزا ہی نے اسلامی عقاید کو سمجھا ہے۔ کیا گورنمنٹ نادان ہے کہ مرزا کی مجنونانہ بات کو نہیں سمجھ سکتی۔ کیا ایسی تحریروں سے گورنمنٹ کی کروڑوں رعایا کو صدمہ پہنچانا گورنمنٹ کی خیر خواہی میں داخل ہے۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک عیسائی کو مخاطب کر کے عیسیٰ مسیح کو چور، پاگل، کم عقل، شیطان کا پیرو کہنا، اور اس کی دادیوں اور نانیوں کو کسبی عورتیں کہنا، اور پھر ان کے وجود سے مسیح کا ظہور پذیر ہونا، بیان کرنا اور پھر متکبر اور راستبازوں کا دشمن کہنا، خدا کی اطاعت اور گورنمنٹ کی خوشنودی میں داخل ہے۔

پھر حضرت مسیح کے علاوہ بہت سے ولیوں نبیوں اور رسولوں کی بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے توہین کی ہے۔ اور بہت جگہ قرآن شریف کی آیات کو اپنے حق میں تغیر و تبدل کر کے لکھا ہے۔

اور انہیں دنوں ایک اشتہار بہ عنوان ایک غلطی کا ازالہ شائع کیا ہے جس میں دعویٰ کیا کہ میں ہی محمد اور احمد بن کر دنیا میں پیدا ہوا ہوں،

اور ازالہ میں قرآن شریف کی تکذیب کر کے قادیان کو ہی مکہ قرار دیا ہے اور اس میں قرآن شریف کا نزول لکھ دیا ہے۔

غرض کہ اس کذاب نے پیشوایان دین کی سخت توہین کی ہے جس کا ایک شمہ حضرت مسیح کی نسبت معرض تحریر میں آیا۔

ادھر کتابوں میں یہ درافشانی کہ خاص ایک عیسائی کو مخاطب کر کے حضرت مسیح کو بے نقط گالیاں دینا سب عیسائیوں کے دل کو صدمہ پہنچانا، اودھر گورنمنٹ کی رعایا کی دل شکنی کر کے اس کی خیر خواہی کا دم بھرنا۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پس مرزا قادیانی کو حضرت مسیح کی نسبت ایسا لکھنے سے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، علماء عرب وعجم نے کافر اور مرتد قرار دیا ہے اور یہی بناء مخالفت ہے نہ کہ جہاد۔

اب ہم گورنمنٹ کی خدمت میں امور ذیل پیش کرتے ہیں:

۱۔ کروڑہا اہل اسلام جو رعایا گورنمنٹ ہیں، جن میں لاکھوں گورنمنٹ کے ملازم ہیں، اور کروڑہا سوداگر پیشہ کے، مرزا قادیانی کی ایسی تحریر سے جو حضرت مسیح کی نسبت لکھی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا، سخت دل شکنی ہوئی ہے۔

۲۔ ایسا ہی کروڑہا عیسائیوں کو جو رعایا وسرکار انگلشیہ ہیں، جن میں ہماری عادل گورنمنٹ بھی بہ باعث عیسائی ہونے کے شامل ہے، سخت صدمہ پہنچا ہے۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کس لئے اور کیوں اور کس وجہ سے ایسی دل شکن تحریریں شائع کیں۔

۴۔ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کی نسبت جو کچھ تحریر کیا ہے کیا وہ فی الواقع سچ ہے، اور عیسائی دنیا اور اسلامی دنیا کے موافق ہے۔

۵۔ کیا مسلمان اور عیسائی حضرت مسیح کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے۔

۶۔ کیا جو شخص اپنے کو مذہب اسلام کا پیرو بیان کرے اور پھر حضرت مسیح کی توہین کرے، وہ اسلامی اصول کے مطابق مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔

راقم: خاکسار: امام الدین از لاہور محلّہ پیر گیلانیاں مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۲ء

استیصال الالحاد بجواب رقیمۃ الوداد

محمد احسن امروہی صاحب کے رقیمۃ الوداد کے جواب میں ایک لاجواب بسیط مضمون شائع ہوگا جس کا نام مندرجہ عنوان ہے۔ یہ مضمون تخمیناً دو جزء پر ہوگا، لہذ ۱۶۔فروری کا ضمیمہ شائع نہ ہوگا اور یہ ہم ذمہ کرتے ہیں کہ ۲۴ فروری کو ایک ...انتظار کا نعم البدل ناظرین کو مل جائے گا۔انشاء اللہ کیونکہ یہ عجیب وغریب مدلل مضمون ہے جس نے مرزا کے الحاد کا کما حقہ استیصال کر دیا ہے اور ظلیت و بروزیت، جو شیطان کا ابراز ہے، گدھے کے سینگ کی طرح غائب کر دیا ہے (اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ)

نرالی عزت اور انوکھی ذلت

یاایھا الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون۔ کبر مقتاً عند اللّٰہ ان تقو لوا مالاتفعلو ن

مولوی امام الدین گجراتی (جو گجرات کے ایک سکول میں مدرس اور سرسید احمد خان کے معتقد تھے) لکھتے ہیں:

۱۔ اگر کوئی مسلمان ایک حبّہ بھی اپنے مسلمان بھائی کا مار کھائے ،تو اس کی ابدی ذلت اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کے ہزاروں روپے براہین احمدیہ کی آڑ میں ہڑپ کر جائے تو اس کی عزت۔

۲۔ اگر کسی بزرگ باخدا کو کوئی مسلمان بن مانگے ،للہ فی اللہ، کچھ نقد یا جنس دے دے ،تو مرزا قادیانی کے نزدیک اس کی حماقت ،اور دوسرے کی مکاری ،اور دونوں کی ذلت، اور اگر قادیانی مرزا جی دعا کرنے کے بہانہ لوگوں سے پانچ پانچ سو روپیہ ڈکار جاویں تو ان کے لئے ھنیئا مر یئا اور لطف یہ کہ سال کا سا پورا بیٹا کیا، تنکے جیسی بیٹی بھی نہ ہو۔

۳۔ اگر کوئی شخص ختم نبوۃ کے بعد نبوۃ کا دعوی کرے، تو ایسا ذلیل وخوار ہو کہ ازاں سو راندہ وازیں سو درماندہ۔ اور اگر مرزا صاحب قادیانی ،شرک فی النبوۃ کے مرتکب ہوں اور برملا یارسول اللہ یا نبی اللہ کی آواز اپنے لئے سنیں تو ان کی عزت۔

۴۔ اگر مرزا جی نے پاک اور مقدس مسلمانوں اور اسلام کے عاشقوں پر بیش باد کہہ کر لعنتیں گنیں اور علماء اسلام کو مغلظ گالیاں لکھیں جن کی ڈکشنریاں بن رہی ہیں، تو یہ تبلیغ رسالت کا نمونہ، اور اگر کوئی مسلمان جسکا ایسی خرافات سنتے سنتے جگر کباب ہو گیا ہو، مرزا غلام احمد قادیانی کو سخت الفاظ سے جواب دینا چاہے، تو مرزا قادیانی کے نزدیک اس کی ذلت۔

۵۔ پیر مہر علی شاہ صاحب جو مرزا قادیانی کے بلانے پر احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے لاہور تشریف لائے جہاں چھ ہزار مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا اور مرزا قادیانی کو رجسٹری شدہ خطوط میدان میں بلانے کیلئے بھیجے وغیرہ، تو مرزا قادیانی کے نزدیک ان کی شکست۔، اور مرزا جی جو مارے خوف کے دم سے چھاج باندھ کر چوہے کے بل میں گھس جائیں اور قادیان سے باہر ایک قدم نہ نکالیں تو ان کی فتح۔

۶۔ مرزا صاحب قادیانی جو ایک خاندانی حارث ہیں اور کچھ اراضی رکھتے ہیں، تو یہ ان کی عزت میں داخل، مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو جو سرکار دولت مدار انگلشیہ چار مربع زمین کے عطا فرمائے تو یہ بزعم مرزا قادیانی ان کی ذلت۔

۷۔ مرزا صاحب قادیانی کی کفریات اور الحاد وارتداد کا تجربہ ومشاہدہ کر کے علماء اسلام نے جو کفر کے فتاوے لگائے، تو مرزا قادیانی کی عزت، اور مرزا صاحب نے جو بذریعہ اپنے مرید اسماعیل ڈاکٹر کے محض مکروفریب سے جعلی استفتاء لکھا اور اسکو جعلی سائل بنایا تا کہ علماء سے کفر کے فتاووں پر دستخط کرائے تو اس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی ذلت۔

۸۔ اگر کوئی شخص خلاف قرآن وحدیث ذوی الارحام کو اپنی جائداد سے محروم الارث کرنا چاہے، تو وہ دوزخ کا ایندھن اور سانپوں اور بچھوؤں کا کاٹنے کا نشانہ، لیکن اگر قادیانی مرزا جی نے ایک کنواری کے چھیننے کے لئے ایسا کیا تو ان کی عزت کا نشان۔

۹۔ اگر کسی مسلمان کی جورو کسی کے ساتھ رہے، تو اس کی ذلت کا موجب، مگر الہامی جورو اگر اپنے خاوند کے پاس آباد رہ کر صاحب اولاد ہو اور زوجناکھا والا الہام غتربود ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی مسلمان خلاف حکم خدا ورسول اپنی جورو کو ناحق بے موجب طلاق دے، تو اسکو دکھ کی مار اور اس کا دونوں جہانوں میں منہ کالا، مگر مرزا جی کے لئے موجب فخر۔

۱۱۔ اگر کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھول کر بھی ناجائز کلمہ کہہ بیٹھے تو اس کی ذلت ، اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کھلے طور پر معصوم اور سچے نبی مسیح کو گالیاں دے تو اس میں قادیانی کی عزت۔

۱۲۔ اگر کسی مسلمان اہل علم سے کوئی صرفی نحوی غلطی ہونے کا احتمال ہو، تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک اس کی سخت ذلت، اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ہزاروں موٹی اور بھدی غلطیاں جو پبلک کے سامنے پیش کی گئیں اور ہمارے مولانا احمد حسن شوکت کئی ماہ تک قادیانی کے کلام فارسی اور عربی کی مرمت کرتے رہے اور اسکے سرمایہ علمی کی قلعی کھولتے رہے، تو ان کی ذلت۔

۱۳۔ اگر کوئی مسلمان بطور الہام صحیح طور پر قرآنی پیش کرے، تو مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک شیطانی الہام ،اور اگر مرزا قادیانی ،قرآن شریف کی آیات توڑے اور اپنے شیطانی الہامات بنا کر پیش کرے تو وہ رحمانی الہام۔

۱۴۔ اگر نومسلم حافظ نابینا نے، جو مسجد چینیاں لاہور میں رہتا تھا، بذریعہ الہام کے ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی پادری کے پندرہ ماہ مقررہ میں بچ رہنے کا اشتہار دیا، اور اس کی یہ پیش گوئی ایک جہان کے روبرو سچ نکلی ،تو اس کی ذلت، مگر جب مرزا قادیانی کی بڑی بڑی پیشین گوئیوں کا ،جن پر اس نے اپنے صدق و کذب کا مدار رکھا تھا، سب کے سامنے بیڑا غرق ہوا، تو مرزا صاحب نے اس کو اپنی عزت کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال لیا۔

۱۵۔ ابھی تھوڑے دنوں کا عرصہ گزرا کہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں مرزا صاحب بذریعہ سمن یا وارنٹ طلب کئے گئے، اور ان سے ضمانت نامہ لیا گیا کہ پھر کبھی کسی شخص کے حق میں خونی الہام اور مہلک پیشین گوئیاں نہ کرونگا۔ بٹالوی کو حرف طے سے نہ لکھونگا وغیرہ، تو اس میں قادیانی کی کمال درجہ کی عزت۔ مگر مذکورۃ الصدر عدالت میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بھی، جو بطور گواہ طلب کئے گئے تھے، یہ اقرار نامہ لیا گیا کہ قادیان کو کاف سے نہ لکھا کرونگا تو اس میں مولوی صاحب بٹالوی کی ذلت۔

۱۶۔ سرسید مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ نے جو قومی ہمدردی کے ہزاروں کاموں کے ساتھ ایک ایسا عظیم الشان اسلامی کالج علی گڈھ میں قائم کیا جس کی نظیر ہندوستان بھر میں نہیں ،تو اس میں بقول مرزا غلام احمد قادیانی اس کی ذلت ،مگر مرزا صاحب قادیانی

جومنارے یا گھنٹہ گھر کی آڑ میں جماعت حمقاء سے چندہ بٹور رہا ہے اور ایسی تجارت سے خاسر الدنیا و الآخرة بن رہا ہے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ روپیہ پھر مریدوں کو کبھی واپس نہ دیا جائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ کی بدولت وصول کیا اور کسی کو ایک جوں تک بھی واپس نہ دیا، تو اس میں قادیانی کی عزت۔

۱۷۔ خداوند تعالیٰ تو قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے

تکاد السّماوات یتفطّرن منه و تنشقّ الارض و تخرّ الجبال هداً ان دعواللرّحمن ولداً ماینبغی للرّحمن ان یتّخذ ولدا

(مریم: ۹۰۔۹۱)۔ اور قادیانی مرزا جی اس شیطانی الہام پر لٹو کہ

انت بمنزلة ولدی۔ انت بمنزلة توحیدی وتفریدی

۱۸۔ آنحضرت ﷺ سے لے کر ادنی امتی پر تو قرآن شرف کی پابندی فرض ہو، اور مرزا جی کو یہ الہام شیطانی ہو

اعمل ما شئت فانّی قدغفرت لکم

یعنی اے مرزا جو تیری مرضی ہو کیا کر، تو ہماری طرف سے بخشا گیا۔

کیوں نہ ہو آخر خدا کا بیٹا جو ٹھہرا۔ (اور بایں ہمہ عیسائیوں پر اعتراض)۔ بے شک مرزا جی کو رخصت ہے کہ بازاری سانڈوں کی طرح پھریں اور جسکی مولی گاجر آٹا دال دیکھیں، چٹ کریں۔

۱۹۔ اگر مرزا صاحب قادیانی کسی کی بہو بیٹی پر دندان آز تیز کریں اور زوّجناکھا والے الہاموں کے دام کسیں، تو اس میں ان کا سراسر تقدس اور اگر ملا محمد بخش لاہوری کو اس قسم کا الہام ہو، تو تمسخر میں ٹالا جاوے۔

راوی: کیوں مولوی محمد احسن صاحب امروہی! تلك اذاقسمة ضیزی کا مطلب درست آیا یا نہیں؟

ہم ان باتوں کا فیصلہ پبلک پر چھوڑتے ہیں اور مرزا جی کو ناصحانہ طور پر سمجھاتے ہیں کہ عزیز من! یہ سراسر جھوٹی عزت دین و مذہب کی خانہ بر انداز ہے۔ ہوش میں آؤ اور عقل کے ناخن لو و السلام علی من اتبع الھدی۔

ا۔د۔ گجراتی

استفتاء

مرزا صاحب نے اپنے اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) مطبوعہ الحکم میں فرمایا ہے کہ جملہ انبیاء کا اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔

اور دعوی کے ثبوت میں امیر خسرو دہلوی کا یہ شعر نقل کیا ہے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس میں گزارش یہ ہے کہ شعر مذکور کون سی آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔ اور توریت اور زبور اور انجیل اور فرقان میں کون سے نبی نے فرمایا ہے کیونکہ جملہ انبیاء کی نسبت لفظ بروز منسوب کیا گیا ہے۔ خود حضور اقدس کے مریدوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں یہ سوال ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع کراؤں ورنہ مجھے استفتاء کی ضرورت نہ تھی۔

سید محمد عمر ایک فوجی سپاہی۔ از گجرات پنجاب

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۹۰۲ء نمبر ۷ جلد ۲۰ و ۲۲

استیصال الالحاد بجواب رقیمۃ الوداد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم و اللہ اعلم بما یکتمون

(یہ لوگ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں، اللہ خوب جانتا ہے)

مرزا غلام احمد قادیانی بڑی جسارت سے اپنی نبوۃ و رسالت کے اشتہارات دیتا ہے۔ اخبار میں اعلان کرتا ہے۔ چنانچہ اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں لکھا ہے:

خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔

ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

اس میں صاف طور سے اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا۔

پھر اس کے بعد اسی کتاب میں یہ وحی اللہ ہے:

جر یّ الله فی حلل ا لا نبیاء

یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴)

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:

محمد رسو ل الله و الذین معه اشدّاء علی الکفّار ر حما ء بینهم۔ اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(لیکن مرزائی جماعت کا حال اس کے برعکس ہے۔ جن کو کافر کہتے ہیں، ان پر ایسے نرم ہیں کہ ان کی منت و خوش آمد میں کتابیں مشتہر کرتے ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے منافق بے ایمان اور تمام مومنین کو شیخی سے کافر کہتے ہیں)

پھر یہ وحی اللہ ہے جو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ میں ہے:

دنیا میں ایک نذیر آیا۔

اس کی دوسری قرأت یہ ہے:

کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔

اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔..

سیرت صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر (۲) طور پر وہی نبوۃ کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے

لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے
.. میری نبوۃ و رسالت باعتبار محمد و احمد ہونے کے ہے، نہ میرے نفس کی رو
سے۔ اور بروزی طور پر یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہذا خاتم النبیین
کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسی کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا۔
نبی کے معنی لغت کی رو سے خدا سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا ہے۔
پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے، نبی کا لفظ صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول
ہونا شرط ہے۔ جب کہ قریب ڈیڑھ سو پیش گوئی صاف طور پر میری پوری ہو
گئی تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور
جب کہ خود خدا تعالی نے میرے یہ نام رکھے ہیں تو میں کیونکر ردّ کر دوں
۔ مجھ کو اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کا
م ہے، کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔
اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق
ایک ذرہ کے، اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ اور میں بیت
اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے، وہ
اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسی و عیسی و حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر
اپنا کلام نازل کیا۔
میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ ضرور خدا
میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا آیا ہے
من نیستم رسول و نیا وردہ ام کتاب ، کے صرف اس قدر معنی ہیں کہ میں
صاحب شریعت نہیں ہوں۔ محمد ﷺ کے واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور امین ہو کر اور
اس کے نام محمد و احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی، یعنی
بھیجا گیا اور غیب کی خبریں پانے والا۔
میں بموجب آیت و آخرین منهم لمايلحقوا بهم بروزی طور پر وہی
نبی خاتم الانبیاء ہوں۔
اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد و احمد رکھا،

اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا۔ میں ظلی طور پر محمد ﷺ ہوں۔ میں بروزی طور پر محمد ﷺ ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوۃ محمد یہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوۃ کا دعوی کیا۔ آنحضرت ﷺ نے خواب میں مجھے فرمایا:

سلما ن منّا اهل البيت على مشر ب الحسن،

میرا نام سلمان رکھا۔ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں، ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشین گوئی صادق نہیں آتی۔

حضرت موسی کا یشوعا بروز تھا۔ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوۃ کا بھی اظہار کریں۔ مجھے بروزی صورت نے نبی و رسول بنایا ہے۔ اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ و رسول اللہ رکھا، مگر بروزی صورت، میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد و احمد ہوا۔ پس نبوۃ و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد ہی کے پاس رہی۔ علیہ الصلوۃ والسلام۔ وغیرہ۔،

اس زور شور سے تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت ورسالت کا دعوی چھ صفحہ کلاں کے اشتہار میں کیا۔ پھر اس کو ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء کے اخبار الحکم قادیان (صفحہ ۵ تا ۹) میں شائع کیا۔

لیکن آفرین ہے مولوی محمد احسن امروہی قادیانی کے دین وایمان وفہم پر کہ وہ اپنی پر از الحاد وعناد بنام نہاد:

رقيمة الوداد

میں اول تو بظاہر مرزا غلام احمد قادیانی کے ان تمام دعاوی سے انکار کرتا ہے، اور جو کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے دعوی نبوۃ و رسالت کیا ہے، اس کو بے جا الزام لگانا جہالت وتقوی اللہ کے خلاف بتایا ہے۔ اور بعد میں وہی مرزا صاحب قادیانی کے ظلی و بروزی نبی ورسول ہونے کی حمایت میں اپنے علم وفضل کا نمونہ دکھایا ہے۔

اور جس طرح مداریوں ناٹک ومسمریزم والوں کے معمول بہ ویسی ہی بولی

بولتے ہیں جیسے ان کے عامل، اسی طرح امروہی وہی مرزا قادیانی والی بولی بولا ہے۔

حافظ محمد یوسف (امرتسری) کے ساتھ اس قدر عرصہ کی ملاقات و محبت کا مقتضا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے کارڈ کا جواب نرمی صبر و تحمل سے بھیجتے، لیکن مرزائی سلسلہ میں صبر و تحمل و انسانیت کہاں ہے؟ اسی لئے مولوی محمد احسن امروہی نے اپنے امام و مرشد بلکہ روحانی باپ (ا) مرزا کے تکبر شیخی و شہرۃ طلبی میں رنگین ہو کر اپنے اظہار فضیلت کیلئے بڑے فخر و شیخی سے اپنے خط کو اخبار الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء میں صفحہ ۴ سے چودہ تک شائع کیا۔ اس میں چند فقرات مرزا صاحب قادیانی کے انکار نبوۃ مستقل کے اور اپنی طرف سے تین مقدمات در بارہ الہامات و معنی نبی و لفظ رسول اور الہامات براہین احمد یہ درج کر کے لکھا ہے:

ا۔ حافظ (محمد یوسف) صاحب خدا آپ کا حافظ ہو..الخ۔

جواب: آمین ثم آمین حافظ (محمد یوسف) صاحب کا تو اللہ تعالی ہمیشہ حافظ و ناصر رہا۔ ان کو ابتداء عمر میں بعنایت و تائید الٰہی قرآن مجید کے حفظ کی نعمت میسر ہوئی۔

بعد میں اپنے اور اپنے عیال و طفال کے لئے دیانت و امانت سے ملازمت کرتے رہے، کسی کے دست نگر نہیں ہوئے۔ اور نہ کبھی کسی چندے و قیمت کتب وغیرہ کے بہانے سے روپیہ اینٹھا، بلکہ خود سائلوں اور مانگنے والوں کی خدمت کرتے رہے اور روپیہ دیتے رہے۔

بعد ملازمت کے باعزت و آبرو پنشن لے کر خانہ نشین اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ اور جو مومن مسلمان مطیع اللہ و متبع رسول و سالک سبیل المومنین متوکل علی اللہ ہوتا ہے، اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اس کی ویسی ہی حفاظت فرماتا ہے۔

۲۔ مولوی محمد احسن امروہی صاحب لکھتے ہیں کہ حافظ (محمد یوسف) صاحب یا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ہماری طرف سے مباہلہ کرنے کو تیار تھے، یا اب ہماری ملاقات تک پسند نہیں فرماتے، حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی و آریہ وغیرھم ہم سے برغبت تمام ملتے ہیں۔

جواب: جو شخص خود صادق و راست باز ہوتا ہے، دغا فریب کا نام نہیں جانتا، وہ دوسرے شخص پر بھی خصوصاً جب کہ وہ بلباس اسلام و ظاہر کلمہ گو ہو، ایسا ہی خیال کرتا ہے۔ اسی

لئے ایک حافظ محمد یوسف صاحب کیا، بہت سے مسلمان اس وقت مرزا قادیانی کے حمایتی وطرف دار تھے جب کہ مرزا دین اسلام وقرآن مجید کی محبت وخدمت کا دعوی کر کے مخالفین اسلام سے بحث ومباحثہ کا دم مارتا تھا۔

کسی کو کیا معلوم تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی منافقانہ اس بہانہ سے آمدنی و خوش گزرانی کے لئے اپنی دوکان بنارہا ہے، اور کام چل نکلنے پر بعد میں دین اسلام کا دشمن بن کر اس کے مسلّمہ وحقّہ مسائل کو خود غرضی سے ترمیم وتنسیخ کر کے خود مورد و مخاطب آیات قرآنی بن کر نبی ورسول بن بیٹھے گا۔

اب جب مرزا قادیانی اوراس کی جماعت کے یہ لچھن ظاہر ہوئے تو قدیمی اسلام کے دلدادہ سچے اور پکے مسلمان فوراً مرزا صاحب سے متنفر و بیزار ہوکر علیحدہ ہو گئے۔ اور یہی عین ایمان و اسلام کا تقاضا تھا، کیونکہ مومنین مسلمین تو الحبّ لله و البغض لله کی جہت سے مرزا قادیانی کے حمایتی اوراس سے موافق تھے۔ جب وہ جہت باقی نہ رہی ،تو پھر ملاقات واتفاق کیا؟

رہا مخالفین اسلام سے ملنا، سواس میں اسلام ومسلمانوں کا کچھ نقصان نہیں ۔سب مسلمان جانتے ہیں کہ ہمارا اوران کا طریق و دین الگ الگ ہے۔ حسن معاشرت وخوش اخلاقی کا اسلام میں حکم وتاکید ہے۔لیکن مرزا قادیانی ومریدین بلباس وصورۃ اسلام زبان سے لا اله ا لا الله محمد رسول الله مسلمانوں کو سنا کر، پھر اپنے ملحدانہ، نیچریانہ، فلسفیانہ خیالات ومسائل مسلّمہ اسلام پر تلوار چلا رہے ہیں۔ اور اپنے زعم فاسد سے اس کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ اپنے اوہام باطلہ سے تراشی ہوئی ظلی و بروزی نبوۃ کا دھوکا دے کر مرزا غلام احمد قادیانی جیسے مستغرق دنیا و بندہء نفس کو مخاطب آیات قرآن مجید ومورد فرمان رب حمید بنا کر اس کو بروزی محمد واحمد ورسول بنا رہے ہیں جس پر بعض نہایت محتاط خشیت اللہ وتقوی اللہ والے علماء جو مرزا قادیانی کے زبانی دعوی اسلام وکلمہ لا اله الا الله پڑھنے کے سبب مرزا قادیانی کے کفر وارتداد میں متامل تھے، اب مرزا قادیانی کا یہ اشتہار نبوۃ ورسالت والا دیکھ کر ان علماء کا بھی سارا تامل وتردد جاتا رہا۔اور جو فتوی مرزا غلام احمد قادیانی پر علماء اسلام کا ہو چکا ہے ،اس فتوی کے وہ محتاط علماء بھی بغیر کسی تامل کے بالکل مصدق وموافق ہو گئے۔

چونکہ مرزا صاحب قادیانی ومریدین کو بدعقیدگی کوتاہ نظری انہاک دنیا و بے مذاقی و بدنصیبی کے سبب قدیمی وپرانے احکام اسلامی وعبادات سے کچھ مذاق باطنی نور و برکات اسلام حاصل نہ ہوئی، بعد اسلامی فیضان سے بکلی محروم رہ کر سوائے قیل وقال وزبانی لاف وگزاف کے کچھ حصہ نہ ملا، اس لئے مرزا قادیانی ومریدین اسلامی قدیمی مسائل کو الٹ پلٹ کر کے اپنے نئے تراشیدہ خلاف سلف وخلف مسائل گھڑ کر شائع کرتے رہتے ہیں، تو پھر اس صورت میں بموجودگی احکام قرآن مجید

لا یتّخذ المؤ منو ن الکا فر ین او لیاء من دو ن المؤ منین ،و من یفعل ذ لك فلیس من اللّه فی شیء ا لّا ان تتّقوا منهم تقاة۔

(آل عمرا ن : ۲۸)

ولم یتّخذوا من دون اللّه و لا رسو له ولا المؤ منین و لیجة

(التو بة : ۱٦)۔

یا ایّها الذین آ منوا لاتتّخذوا بطا نة من دو نکم لا یأ لو نکم خبا لا و دّوا ما عنتّم قد بد ت البغضاء من افوا ههم و ما تخفی صدو ر هم اکبر قد بیّنا لکم الآ یا ت ان کنتم تعقلو ن

(آل عمران:۱۱۸)

کے مسلمان مومنین متبعان قرآن مجید ان سب احکام الٰہی کے خلاف ایسی پر حذر وخطر میل وملاقات کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ حافظ (محمد یوسف) جی اب مرزا غلام احمد قادیانی ومریدین کی ملاقات کو پسند نہیں کرتے۔

۳۔ محمد احسن امروہی لکھتا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے تحذیر المومنین کو بڑی کوشش سے طبع کرایا تھا۔،

جواب: صحیح حال نہیں لکھتے کہ ان دنوں بھی تنگی خرچ ومعیشت کے سبب لوگوں سے ٹکے وصول کرنے اور چندہ حاصل کرنے کے لئے تحذیر المومنین لکھنے اور شائع کرنے کا اپنی گزران کیلئے حیلہ بنا لیا تھا۔ اور بقیہ کتابیں بھی روپیہ وصول کرنے کی خاطر لکھی تھیں۔

۴۔ مولوی محمد احسن امروہی لکھتا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کو رؤیا میں مرزا صاحب قادیانی کی صداقت ثابت ہو چکی تھی۔ حافظ (محمد یوسف) صاحب چونکہ عبداللہ

صاحب (غزنوی) مرحوم کی روحانی ومعنوی اولاد ہیں، لہذا عبداللہ صاحب غزنوی کے نور دیکھنے والے کشف کے مطابق ممکن ہے کہ حافظ (محمد یوسف) صاحب کی محرومی شائد اسی وجہ سے ہو۔

جواب: یہ ڈھکوسلہ اور افتراء ہے۔ حافظ (محمد یوسف) صاحب کو رؤیا میں مرزا غلام احمد کی صداقت ثابت ہونے، سید عبداللہ صاحب مرحوم کے کشف میں نور نازل ہوا دیکھنے وغیرہ کی نسبت جو یہودیانہ تحریف وتراش خراش کر کے مرزا قادیانی اپنے ہاتھ وقلم سے عبارت بنا کر شائع کر کے اپنے مریدین کو خوش کر رہا ہے، ان کا اصلی حال اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کے عرصہ دراز کے تجربہ واقفیت حالات ومعاملات مرزا صاحب قادیانی وبالآخر الہام سے مرزا کی ضلالت وگمراہی سے آگاہ ہو کر جس طرح حافظ جی مرزا قادیانی سے علیحدہ وبیزار ہوئے، یہ سب واقعات صحیح صحیح انشاء اللہ العزیز بعد میں ایک علیحدہ تحریر میں شائع ہوں گے جس سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان امور میں کیا کیا کارستانیاں وبہتان مرزا غلام احمد قادیانی نے مریدین کو فراہم رکھنے کے لئے بنائے ہیں۔

سر دست اتنا معلوم رہنا چاہیے کہ یہ حضرت سید عبداللہ (غزنوی صاحب) کی ہی صحبت کا بابرکت اثر تھا کہ باوجود مرزا کے حکیم اور امروہی وغیرہ کے طرح طرح کے حیلہ حوالہ چاپلوسی خوش آمد واصرار کرنے کے حافظ (محمد یوسف) صاحب اور ان کے احباب مریدین سید عبداللہ، مرزا قادیانی کے دام تزویر میں نہ پھنسے۔ اور سید عبداللہ صاحب سے ایسا رشتہ اخوت اسلامی محکم ومضبوط رکھا کہ ان کے قدم بقدم اطاعت اللہ تعالی اطاعت رسول اللہ ﷺ واتباع سبیل المومنین سلف وخلف صالحین کے پابند رہ کر مرزا قادیانی کے محدثہ طریق ودجالانہ منہاج کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر بیزار ہو کر کلیۃً علیحدہ ہو گئے۔

۵۔ مولوی محمد احسن امروہی لکھتا ہے کہ

> وجہ دوم گستاخی معاف ہو کہ تمام عمر جناب کی سرکاری کاموں کی انجام دہی میں گزری، دینی کاموں کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے روحانی حالت صبغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصبغ نہیں ہوئی، تو اب پیرانہ سالی میں ضعیف

القوی ہوکر معارف وحقائق کی طرف کیوں کر متوجہ ہو سکتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی
تو اس عاجز (محمد احسن) کے شامل حال ہے کہ با وجود شدت ضعف و پیری
کے کشف حقائق دینیہ میں مشغول ومصروف ہے اور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالی..الخ

جواب: حافظ (محمد یوسف) صاحب سرکاری ملازمت میں رہ کر ہی تو آپ جیسے اور مرزا صاحب قادیانی جیسے حاجت مندان گندم نما جوفروش، دراصل عاشقان مال و دولت دنیا، و بظاہر زبانی دعویداران خدمت اسلام کی صدہا روپیہ سے خدمت کرتے رہے۔ اگر حافظ (محمد یوسف) جی حق حلال کی ملازمت نہ کرتے اور ان کی بھی آپ کی طرح ادھر اودھر کے چندوں پر ہی معاش وگزران ہوتی، تو وہ دوسرے سائلوں کی خدمت کس طرح کرتے؟

حافظ جی نے اپنے حالات اور خالص اتباع سنت رسول اللہ ﷺ سے تو کچھ اپنی جائداد نہ بنائی، نہ زیور بنایا۔ تمام عمر رہنے کو ایک جھونپڑا بھی تعمیر نہ کیا۔ اب تک کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔

ترک دنیا بود سنت مصطفیٰ
عاشقان کردند این سنت ادا

کے عامل ومتبع تو حافظ جی ہی بمقابلہ آپ کے مرشد وامام کے کئی درجہ بڑھ کر ہیں۔ فضل الٰہی شامل ہونا تو اس کو کہتے ہیں، نہ کہ اس کو کہ محتاجی و حاجت مندی کے سبب جماعت مرزا سے چندہ ماہوار لے کر اوقات بسری ہو۔ اور اس چندہ کے عوض ایک کاذب دجال کی ہاں میں ہاں ملا کر اسکے بروزی وظلی نبوۃ ورسالت کی آپ حمایت کریں، اور پھر اس کا نام کشف حقائق دینیہ میں مصروف ہونا رکھ کر الٹا اپنا فخر وشیخی بگھاریں۔ نعوذ باللہ منہا۔ یہ تو خسف حقائق دینیہ ہوا، نہ کہ کشف حقائق۔

اور پھر فضل الٰہی شامل حال ہونے کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالی اپنے مطیع بندہ کو اس کے اخلاص، انابت، تبتل وتوکل کے سبب خود اس کے لئے کافی ہو کر اس کو مخلوق سے غنی کر دے، نہ یہ کہ اس بندہ کو در در کا ٹکڑا گدا، اور دوسروں کا دست نگر اور چندہ پر بسر کرنے والا رہنے دے۔ لیکن شائد آپ اپنے مبلغ علم سے لوگوں سے کچھ معاش کیلئے چندہ وصول ہو جانے کو ہی فضل الٰہی شامل حال ہونا جانتے اور سمجھتے ہیں؟

آپ ایک طرح سے معذور ہیں۔آپ تھے تو غیر مقلد:

آنکہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

کے گرداب میں پھنس گئے۔اگر ایسا نہ کریں، تو کیا کریں۔علم بے نفع کے سبب تصوف سے آپ کو خبر نہیں۔رزاق ورب العالمین پر آپ کو توکل نہیں۔اگر چندہ لے کر اس قدر کام بھی نہ کریں، تو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت آپ کو چندہ کس بات کا دے؟

تعجب ہے کہ اب تک تو آپ حافظ جی کی ایسی تعظیم وتکریم کرتے رہے کہ محبّ مکرم لکھتے اور یوسف ایّها الصّدّیق کہہ کر پکارتے رہے ہے، اور اب ایسا تنزل اختیار کیا کہ ان کو نور سے محروم، دینی کاموں سے غیر متوجہ، خوف خدا اور تقوی اللہ سے عاری، وغیرہ بنانے لگے۔اور زیادہ تر تعجب یہ کہ آپ کا امام ومرشد مرزا قادیانی تو حافظ (محمد یوسف) صاحب کو مرد صالح، بے ریا، متقی، اور متبع سنت وغیرہ اپنی کتابوں میں لکھ چکا ہے، بلکہ ان کو ملہم واہل کشف اور مستجاب الدعوات مان کر لودیانہ میں اپنی ایک حاجت و مدد میں شامل کیا تھا۔یعنی مرزا غلام احمد قادیانی جب کچھ روپیہ لے کر ایک شخص کے واسطے دعا ومحنت میں مصروف تھا، تو حافظ جی سے بھی اس امر میں دعا کرنے کا ملتجی ہوا۔جس پر حافظ صاحب نے کہا تھا کہ مجھ کو تو یہ معلوم ہوا ہے کہ ایسے مجاہدات و دعا شرک ہیں۔

پس جب آپ کا مرشد وامام خود حافظ جی کو ملہم واہل کشف مان چکا ہے، تو پھر آپ کس طرح حافظ صاحب کو صبغۃ اللہ کے ساتھ مصبغ نہیں مانتے، اور برخلاف اپنے مرشد کے حقائق ومعارف کی طرف غیر متوجہ کہہ سکتے ہیں؟ کیا آپ کا فہم وعقل اپنے مرشد وامام سے بڑھ کر ہے؟ یا مرزا نے یہ سب جھوٹ اور خلاف لکھا ہے؟

پھر آپ کی روحانی حالت کا صبغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصبغ اور شدۃ ضعف وپیری میں کشف حقائق دینیہ میں مشغول ومصروف ہونا تو یہی ہے کہ آپ ماہوار کچھ چندہ ملنے کی خاطر ایسے مصبغ ورنگین ہوئے ہیں کہ اس کے رنگ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو بروزی وظلی نبی ورسول بنا کر اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں، جو کوئی مسلمان ہرگز نہیں کرسکتا۔اور اس پر طرہ یہ کہ بایں دعوی علم حدیث وکشف حقائق دینیہ، مرزا

غلام احمد کی بروزی وظلی نبوۃ کے دلائل وثبوت میں :

امت احمد دو ضد دارد نہاں اندر وجود
مے تواند شد مسیحا مے تواند شد یہود

اورمولوی جامی کی عاشقانہ نعت کے ابیات :

زمہجوری برآمد عالم .. الخ زخاک ایلا لہ برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

وغیرہ اور بھاشا میں قول :

آمنہ پوت عبداللہ جائے۔نکل وبامحمد آئے ،

وغیرہ پیش کررہے ہیں۔سبحان اللہ یہ مسئلہ نبوۃ ورسالت اور یہ ثبوت و دلائل، اور یہ آپ کا کشف حقائق وعلم حدیث۔اس طرح تو اللہ تعالی اپنے حفظ وامان میں رکھے اگر مرزاغلام احمد قادیانی نے فرعون کی طرح

یا ایھا الملأ ما علمت لکم من الہ غیری (القصص :٣٨)

انا ربّکم الاعلی (النازعات :٢٤)

کسی دن کہہ کراپنے لئے سجدہ کرانے کا خواہاں ہوکر یا اشتہار دے کراپنے لئے سجدہ جائزقرار دیا تو آپ بایں علم وفہم ودعوی کشف حقائق دینیہ فوراً

گر نبودی ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود

دلیل میں پیش کرکے مرزاغلام احمد کے لئے سجدہ جائز ومباح کردیں گے نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئا ت اعمالنا۔

آپ ذرا اپنی کبرسنی وعقل وفہم وعلم پرغوروفکرکرکے فرماویں کہ یہ صبغۃ اللہ کارنگ ہوا،یاصبغۃ الدجال الکذاب ہوا؟ آپ کے نقل کردہ شعر

امت احمد دو ضد دارد نہاں اندر وجود
مے تواند شد مسیحا مے تواند شد یہود

پرمرزاغلام احمد نےعمل درآمد تو خوب کیا ہے۔جس طرح یہود عزیر ابن اللّٰہ اور یہود ونصاری نحن ابناء اللّٰہ و احبّاءہ کہتے تھے،اسی طرح مرزا قادیانی بھی

اپنے لئے ابنیت جائز کر کے یہودی بنتا ہے۔اور ساتھ ہی تثلیث تراش کر مسیحیت کا بھی دعویدار ہے۔اور بقول: جیسی روح ویسے فرشتے

مرزا غلام احمد قادیانی کے حامی ومصدق مولوی جامی کی زندگی کے وقت کی فریاد کو اب ان کی رحلت اور پانچ سوتیس برس کے بعد مرزا قادیانی کے آنے سے سنا جانا لکھ کر کہتے ہیں (نعوذ باللہ۔نقل کفر، کفر نباشد) کہ، مرزا قادیانی نے محمد واحمد بن کر ظلی نبوۃ پا کر بروز کیا ہے کیونکہ اس قرن کے ہزاروں فتن دجالیہ بغیر آنحضرت ﷺ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کے آئے ہوئے دفع نہیں ہو سکتے۔اس وباء عالمگیر فتن دجالیہ کے دفع کے لئے زمانہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ یوں کہا جاوے:

آمنہ پوت عبداللہ جائے۔نکل وبا محمد آئے

معاذ اللہ ونعوذ باللہ، لطف یہ کہ مرزا قادیانی تو اپنی نفسانیت میں اس قرن کو بڑا با برکت وامن وامان وعدل وانصاف وانوار وتجلیات ومشاہدات والا لکھتا ہے اور مولوی محمد احسن امروہی اس کو ہزاروں فتن دجالیہ ووباء عالمگیر کا قرن قرار دے کر مرزا قادیانی کو بروز خاتم النبیین ﷺ بنا کر یہ ثبوت ودلائل پیش کر رہے ہیں۔گویا مرزا قادیانی اور ہزاروں فتن دجالیہ ووباء عالمگیر والا قرن ہر دو دوش بدوش یا زانو بزانو ہیں۔

٦۔مولوی محمد احسن امروہی صاحب حافظ محمد یوسف صاحب کی خبر لیتے ہوئے کتاب لاجواب عصاء موسیٰ کے جواب لکھنے کی بھی شیخی کے اظہار سے رک نہیں سکے۔لکھا ہے کہ اتمام حجت کے لئے جواب لکھ رہا ہوں قریب آپ کو معلوم ہوگا..الخ

جواب: آپ کی تصانیف کا حال تو معلوم ہے، ملحدانہ خیالات وناشائستہ تاویلات اور ادھر اودھر کر کے ٹال دیا کرتے ہیں۔یا بایں پیری وکبرسنی اور زبانی لب گور بیٹھنے اور قریب قریب اللہ تعالیٰ کی روبکاری میں بہت جلد پہنچنے کا خوف بیان کرنے کے، جیسا کہ اس خط میں بھی لکھا ہے، تمسخر اور ہنسی سے باز نہیں رہ سکتے۔آپ نے شمس الہدایۃ کا جواب بھی لکھا تھا۔اس کی نسبت جو اہل علم کی رائے ہے وہ بھی غور سے ملاحظہ کریں۔

ماسٹر غلام حیدر صاحب ہیڈ ماسٹر بورڈ سکول چکوال جن کے ساتھ مولوی نورالدین وعبد الکریم تحریص وترغیب کی خط وکتابت کرتے رہے، انہوں نے مراسلہ بجواب دعوت منہاج مرزا قادیانی اپنے عشرہ کاملہ کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ،

شمس الہدایہ کا جواب جو محمد احسن امروہی صاحب نے دیا ہے، اس میں شائستگی کو بالائے طاق رکھ کر کام لیا ہے۔ ایسے روکھے اور بے تہذیب جواب کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کرتے۔ وغیرہ

یہ آپ کی تصانیف کا حال ہے جس پر باشرم وحیا اہل علم خیال وغور کر کے دوسری مرتبہ ایسی نامعقول و بے تہذیب تحریر وتصنیف کا ہرگز نام نہیں لیتے۔ سو اگر ایسا ہی جواب عصائے موسیٰ جیسی مدلل و پرتہذیب کتاب کا آپ نے لکھ کر اپنا یا مرزا غلام احمد قادیانی اور مریدین کا دل خوش کر لیا، تو کیا بات ہوئی۔ ایسی دل خوش کن تحاریر تو آپ کی جماعت اول ہی سے شائع کرتی رہتی ہے۔ بات تب ہے کہ بپابندی ان شرائط کے جو صاحب عصائے موسیٰ نے جواب کے لئے کتاب کے سرورق کے اخیر صفحہ ۴ پر لکھی ہیں کہ،

کتاب کی پوری عبارت لکھ کر پھر تہذیب سے مستند و مدلل جواب تحریر کریں،

آپ جواب عصائے موسیٰ تحریر کریں، تاکہ لوگ آپ کے علم، امانت و دیانت کا اندازہ کر سکیں۔ بظاہر آپ جیسی طبیعت سے امید کم ہے۔ بہر حال لوگ منتظر ہیں کہ آپ واقعات مندرجہ عصائے موسیٰ کا جواب کیا دیتے ہیں اور مرزا قادیانی کے سبّ و شتم لعن وطعن مومنین مسلمین وغیرہ عمل درآمد و مسائل خلاف شریعت اسلامی کی کن دلائل و وجوہ سے حمایت کر کے ان کا صحیح وجائز ہونا ثابت کرتے ہیں۔

۷۔ محمد احسن امروہی صاحب یحرفون الکلم عن مواضعه والوں کی طرح مرزا کے اشتہار سے اول چند فقرات انکار نبوۃ تشریعی و جدید شریعت لانے کے لکھ کر پھر مرزا کا فنافی الرسول ہو کر بروزی طور پر اور غیر مستقل نبی ورسول ہونا بیان کر کے لکھتے ہیں کہ

اس کثرت سے انکار دعوی نبوۃ مستقل موجود نہ ہونے پر کون عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فنافی الرسول نے اس نبوۃ ورسالت کا دعوی کیا ہے جس کا انکار اجماع امت کر رہا ہے۔ الخ

جواب۔ یہ ایک شترمرغی چال ہے کہ نبوۃ مستقل کا دبی زبان سے انکار اور غیر مستقل بروزی وظلی نبوۃ ورسالت کا زور سے اقرار کیا ہے۔ آپکی دیانت وامانت دیکھئے کہ زور شور سے دعاوی والے فقرات کو قطعاً چھوڑ کر جزوی انکار والے فقرات لکھ کر مسلمانوں

پر مرزا کا انکار نبوت ثابت کیا ہے، اور پیچ دار عبارت سے مرزا کا فنا فی الرسول ہو کر بروزی وظلی نبی و رسول ہونے کی پٹڑی جمائی ہے۔

فقدان بصیرت یا حرص چندہ سے آپ کو یہ بھی نظر نہیں آیا کہ اول اگر اسلام میں بعد ختم نبوۃ خاتم النبیین ﷺ کے کسی بروزی ظلی و غیر مستقل نبوۃ و رسالۃ کا سلسلہ قائم رکھنا منظور الٰہی تھا، تو قرآن مجید میں، جیسے کہ دوسرے مسائل و عقائد در بارہ توحید و رسالت وغیرہ امور ضروری کے کھلے کھلے درج ہیں اسی طرح، ظاہر طور پر یہ مسئلہ بروزی ظلی غیر مستقل نبوۃ بغیر جدید شریعت کا بھی قرآن مجید میں مفصل درج ہوتا۔ اور اسی وقت سے بعد ختم نبوۃ کے (افراد کامل خیر القرون کے جو بقول امروہی فنا فی الرسول اور فیوض خاتم النبیین سے بھرپور تھے وہ علانیہ طور پر اس کے دعویدار ہوتے اور چونکہ بقول مرزا و مریدین کے اس قسم کی بروزی نبوۃ و رسالت سے مسئلہ ختم نبوہ میں کچھ حرج واقع نہیں ہوتا اور ختم نبوۃ کی) مہر نہیں ٹوٹتی، لہٰذا کوئی مسلمان انکار بھی نہیں کرتا۔

دوم صحابہ کرام حاشیہ نشینان و ہم مجلس رسول اللہ ﷺ کا حال ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے سید الانبیاء والرسل ﷺ کی صحبت و تعلق کے لئے تمام دنیا سے منتخب کیا۔ ان کے سامنے نزول وحی ہوتا رہا۔ قرآن مجید ان کے روبرو اترتا رہا۔ ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔ اور ان فیوض و برکات صحبت سید ولد آدم ﷺ سے ایسے مالا مال و سرشار ہوئے اور ایسے فنا فی اللہ ہوئے کہ اپنی جان و مال عزت و آبرو وطن ملک املاک خویش و اقارب غرض کہ ہر چیز کو اسلام و رضا الٰہی و اطاعت احکام شریعت پناہی ﷺ پر انہوں نے قربان کر دیا تھا۔ پس ان پیشوایان اسلام کی فہم قرآن مجید و فہم حقائق معارف اسلام و فہم مقصد و مدعا خیر الانام ﷺ میں کون برابری کر سکتا ہے اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے، اور زبانی سیرت صدیقی کی کھڑکی میں داخل ہو کر، یا زبانی فنا فی الرسول بن کر ان اکابر کے خلاف بروزی ظلی و غیر مستقل نبوۃ و رسالت تراش کر نبی و رسول بنے، اور ان کبراء امت سے بڑھ کر بول بولے، وہ بیشک کذاب دجال ہے۔

سوم صدیق و خلیفہ اول رسول اللہ ﷺ جسکی کھڑکی کی راہ سے طفیلی ہو کر مرزا کو نبوۃ محمدی کی چادر پہن لینے کا دعوی کرتا ہے، اس صدیق نے باوجودیکہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے ان کو لوگوں کا امام بنایا، فرمایا کہ:

ابو بکر کے ہوتے کسی کو لائق نہیں کہ قوم میں امام بنے

ایک عورت سے فرمایا کہ:

ہم نہ ہوں تو ابو بکر سے پوچھ لینا۔

(یہ حدیث بخاری شریف سے نقل کی جا رہی ہے۔ بہاء

عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه قال :اتت امرأة النبى ﷺ فامرها ان ترجع اليه . قالت : أرأيت ان جئت و لم اجدك ؟ كانها تقول: الموت. قال : ان لم تجديني فاتى ابا بكر (صحيح بخارى حديث نمبر ٣٦٥٩)

لیکن وہ کبھی چادر نبوۃ پہننے کے دعویدار نہ ہوئے۔ بلکہ یہاں تک اس لقب نبوۃ ومنصب کی تعظیم وتکریم وغیرت کی کہ اس وقت بعینہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح زبانی توحید الٰہی ورسالۃ رسول اللہ ﷺ کا اقرار کر کے مسیلمہ کذاب نے جب اپنے لئے نبی کہلانا روا رکھا تو صدیق اول رضی اللہ نے اس کے ساتھ تدارک کا جو معاملہ کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔اور بعد ختم نبوۃ ہرگز روا نہ رکھا کہ کوئی کاذب ،جھوٹا، دغا باز اس لقب و خطاب سے پکارا جاوے۔

جب یہ حال ہے تو اب کوئی مکار آئے دن طرح طرح کے دعوے کرنے والا حیلہ وتدابیر سے چندہ وروپئہ فراہم کر کے اپنی جائداد وزیور بنانے والا، کس منہ سے سیرت صدیقی سے ہو کر چادر پہننے کا دعوی کر کے نبی ورسول کہلا سکتا ہے۔

چہارم صدیق خلیفہ اول کے بعد امیر المومنین خلیفہ ثانی کی شان دیکھئے جن کی موافقت میں قرآن مجید نازل ہوتا رہا۔جن کو مخبر صادق ﷺ نے ملہم محدث الامۃ فرمایا۔

فرمایا:

شیطان ،عمرؓ سے ڈرتا ہے۔،

اللہ تعالی نے عمرؓ کے دل وزبان پر حق جاری وظاہر فرمایا ہے۔،

میرے بعد ابو بکرؓ وعمرؓ کا اقتداء کرو۔

ابو بکرؓ وعمرؓ کان اور آنکھ ہیں۔،

فرمایا:

ہر نبی کے لئے دو وزیر اہل السماء سے دو وزیر اہل الارض سے ہوتے ہیں۔

میرے وزیر اہل السماء سے جبریل ومیکائیل ہیں اور اہل الارض سے ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔ وغیرہ۔

(بخاری شریف سے تین روایات حضرت عمر کے متعلق نقل کی جاتی ہیں۔ بہاء

قا ل رسو ل الله ﷺ : ایھاً یا ابن خطا ب ، و الّذی نفسی بیده ما لقیك الشیطا ن سا لکاً فجّا قط الّا سلك فجّا غیر فجك ۔صحیح بخاری حد یث نمبر ص ٣٦٨٣۔

عن ابی هر یرة قا ل : قا ل رسو ل الله ﷺ : لقد کا ن فیمن کا ن قبلکم من بنی اسرا ئیل ر جا ل یکلّمو ن من غیر ان یکو نوا انبیاء ، فان یّکن فی امّتی منهم ا حد فعمر۔ صحیح بخاری ۔ حد یث نمبر ٣٦٨٩۔

عن ابی هر یرة، عن النبی ﷺ قا ل : انّه کا ن فیما مضی قبلکم من الا مم محد ثو ن ، و انّه ان کان فی امّتی هذه منهم فا نّه عمر بن الخطا ب۔ صحیح بخاری۔ حد یث نمبر ٣٤٦٩)

یہ خلیفہ دوم باوجود اس شان ومرتبہ فی الدین مع عظیم الشان ظاہری سلطنت اسلامی کے فرماتے کہ

عہد رسول ﷺ میں لوگوں کا حال وحی سے معلوم ہو جاتا تھا اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔ اب ہم ظاہر اعمال سے لیتے ہیں جو ہم کو بظاہر اچھا معلوم ہو اس کا اعتبار کرتے ہیں۔ الخ

ایسا ہی خلیفہ اولؓ نے فرمایا تھا جب بعد رسول اللہ ﷺ عرب نے مرتد ہوکر ادائے زکوۃ سے انکار کیا تو خلیفہ اولؓ نے کہا کہ

اگر ایک رسی اونٹ باندھنے والی سے بھی یہ انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔

اس پر جب حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ:

یا خلیفۃ رسول اللہ آپ لوگوں سے تالیف ورفق کریں،

تو جواب میں حضرت ابوبکرؓ فرمایا کہ،

تو جاہلیت میں ایسا جبار اور اسلام میں ایسا ضعیف؟

وحی منقطع ہو گئی اور دین کامل ہو چکا۔ میں اپنی حیات میں اس کا نقصان کیونکر گوارا کر سکتا ہوں۔

اسی طرح بعد رسول اللہ ﷺ کے جب سیدنا ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ، حضرت ام ایمنؓ کی زیارت کو گئے اور ان کے رونے کا سبب پوچھا تو ام ایمنؓ نے کہا:

میں اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی۔

پس اب غور طلب یہ ہے کہ جو لوگ حاضران وحی الٰہی ومصاحب رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ وسنت رسول سے ایسے ماہر وواقف تھے اور جن کے یہ اوصاف مخبر صادق ﷺ نے خود فرمائے، وہ کبرائے امت و پیشوایان دین تو فرماویں کہ وحی منقطع ہو چکی ،اور اب چنگیز خانی مغل مرزا مستغرق دنیا کی شیخی وبلند پروازی دیکھئے کہ کس جسارت سے ان سب کے مخالف اپنے اوپر بایں اوصاف سفلیہ نزول وحی کا دعویدار ہے، اور اپنی وحی پر مثل آیات قرآن مجید ایمان رکھتا ہے۔ قرآنی آیات کو اپنے حق میں نازل ہونا مانتا ہے۔ اور پھر مولوی محمد احسن امروہی صاحب آنکھیں بند کر کے صم بکم عمی ہو کر مرزا صاحب کی حمایت میں کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس نبوۃ ورسالت کا کہاں دعوی کیا ہے جسکا انکار اجماع امت کر رہا ہے۔

افسوس ایسی سمجھ ونظر پر۔

سچ اور بالکل صحیح ہے

فانّھالاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب الّتی فی الصّدور

(الحج:٤٦)۔

پنجم: بعد میں امیر المومنین سیدنا وسید المسلمین علی مرتضیٰؓ کو بوقت غزوہ تبوک رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں خلیفہ کر کے فرمایا

انت منّی بمنزلة ھارون من موسی الاانه لا نبی بعدی

جب حضرت علی مرتضیٰؓ نے عرض کی کہ آپ مجھ کو مستورات اور بچوں پر خلیفہ کرتے ہیں ،تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

تم اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ تم میرے ساتھ اسی طرح ہو جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے۔

(ذیل مین بخاری شریف سے حضرت علیؓ سے متعلق دوروایات نقل کی جاتی ہیں۔ بہاء

قال النبی ﷺ لعلیّ : اما ترضی ان تکون منّی بمنزلة هارون من موسی ۔ صحیح بخاری۔ حدیث نمبر ٣٧٠٦)

انّ رسول الله ﷺ خرج الی تبوك واستخلف علیّاً فقال : اتخلّفنی فی الصّبیان و النّساء ؟ قال ﷺ: ألا ترضی ان تکون منّی بمنزلة هارون من موسی الّا انّه لا نبیّ بعدی۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ٤٤١٦)

یعنی جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے تھے تو حضرت ہارون کو اپنی قوم پر اپنا خلیفہ کر گئے تھے اصلاح قوم کیلئے، ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن مکتوم کو بھی امامۃ الناس کے لئے خلیفہ کیا تھا۔

پھر حضرت علی مرتضیٰ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں عیسیٰ والی مثال ہے یہود نے تو یہاں تک بغض کیا کہ ان کی والدہ صدیقہ پر بہتان باندھا اور نصاری نے یہاں تک محبت کی کہ ان کو ایسی منزل پر پہنچایا جو ان کی نہ تھی۔

اسی طرح حضرت ابوذرؓ کو بھی رسول اللہ ﷺ اصدق اور شبہ عیسیٰ بن مریم فرمایا تھا۔

اب محمد احسن امروہی صاحب ہارونؑ والی منزلت کو شاید خلاف مدعا سمجھ کر اس سے سکوت کر کے دوسری عیسیٰ والی مثال سے خود کہتے ہیں کہ

جناب علی مرتضیٰؓ کو بھی مسیح کا بروز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔،

خیر کچھ ہی ہو دیکھنا تو یہ ہے کہ باوجود ان عالی اوصاف وعظمت شان کے علی مرتضیٰؓ و ابوذرؓ، نہ کبھی بروزی وظلی ہارونؑ بنے، اور نہ کبھی عیسیٰؑ ومثیل عیسیٰ بنے، اور نہ ابن مکتومؓ وغیرہ جن کو خود رسول اللہ ﷺ نے امام بنایا تھا کبھی امامت کے دعویدار ہوئے۔عمر نے کبھی نزول وحی کا دعوی نہ کیا۔ پس اگر بروزی ظلی غیر مستقل نبی ورسول ہونے سے ختم نبوۃ کی مہر نہیں ٹوٹتی تھی تو ان اکابر کو ایسا کہلانے سے کون مانع تھا۔

ششم : یہ اکابر صدر امت واقعی فنا فی الرسول بلکہ فنا فی اللہ تھے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ختم نبوۃ و رسالت کے بارے میں لا نبی بعدی فرمایا تھا اورلفظ نبی و رسول کا کسی کے لئے علانیہ مقرر و جائز کرنا تو درکنار اپنے زعم وخیال میں بھی نبی ورسول کالقب لانے والے یا کہنے والے کو

کلّھم یز عم انّہ رسو ل اللہ فر ما کر

د جا لو ن کذا بو ن

میں داخل فرمایا تھا، لہذا ان اکابرامت نے باوجود رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے یہ اوصاف والقاب سن کر پھر بھی قرآن مجید کی آیت ختم نبوۃ اور رسول اللہ ﷺ کا اس بارہ میں ارشاد مدنظر رکھ کر کسی نے نبی ورسول کا لقب وخطاب نہ بروزی نہ ظلی نہ جزئی غیر مستقل مثیل وغیرہ اپنے لئے کبھی جائز نہیں رکھا۔

پھر بعد خیر القرون کے ہزاروں اولیاء اللہ فنا فی الرسول وفنا فی اللہ امت مرحومہ میں ہوئے۔ انہوں نے بھی ان خطابات کو اپنے لئے یا بغیراز انبیاء کے کسی دوسرے کے لئے بولنا یا اطلاق کرنا ہرگز گوارا نہیں کیا۔

اسی طرح اب بھی فقراء ملہم اہل کشف خواہ ان کو کیسے ہی الفاظ والقاب الہام رؤیا کشف وغیرہ میں آویں، کبھی اپنے آپ پر خطاب نبی ورسول وغیرہ ہرگز جائز وروا نہیں رکھتے۔ اور اہل علم واقف تصوف ایک ذرہ برابر بھی اطاعت اللہ واطاعت الرسول واحکام شرعیہ واتباع سبیل المومنین سے ہرگز قدم باہر نہیں رکھتے۔ گویا اس پر آج تک اجماع امت مرحومہ چلا آیا ہے جس کے لئے شارع ؑ کا ارشاد ہے کہ اس امت کا کبھی ضلالت وگمراہی پر ہرگز اجماع نہ ہوگا۔

ہفتم: بموجب حکم وارشاد شارع ؑ من احد ث فی امر نا ھذا .. الخ کے اسلام کا مسلّمہ مسئلہ ہے کہ امر دین اسلام میں جو کوئی بدعت نئی چال وطرز نکالے جس کا اثر وعمل درآمد خیر القرون میں ثابت نہ ہو، تو وہ ضلالت وگمراہی ہے جسکی پاداش جہنم ہے۔

اب چونکہ قرآن مجید کی رو سے نبوۃ ورسالت ختم ہوچکی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں لا نبی بعدی فرمادیا۔ بلکہ جو کوئی اپنے آپ کو نبی اللہ کہے یا اس کو خیال کرے اسے دجّا لون کذّابو ن میں داخل فرمایا۔ صحابہ کرام صدر اسلام نے بموجودگی فضائل وکمالات اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اوصاف والقاب سننے کے بھی نبی ورسول بروزی ظلی غیر مستقل جدید شریعت لانے والا جزئی مثیل وغیرہ کسی نے بھی کبھی نہ کہلایا، نہ کسی کے لئے جائز رکھا۔ بلکہ جس نے نبی ورسول خطاب

اپنے لئے گھڑے یا مقرر کئے وہ دجّالون کذا بو ن میں شمار ہوکر اپنے کیفرکر دا ر کو پہنچا۔

غرض خیر القرون میں اس کا کہیں اہل اسلام میں نام ونشان نہیں۔ اگر ہے تو یہی کہ جو نبی ورسول کہلا یا وہ ذلیل وخوار ہوا۔

نظر بریں وجوہ اب ہرگز کسی مسلمان کو لائق و جائز نہیں کہ خلاف قرآن مجید خلاف رسول اللہ ﷺ خلاف سلف وخلف صالحین، لقب نبی ورسول، خواہ بروزی خواہ ظلی خواہ غیر مستقل و جزئی، اپنے لئے تراش کر جائز ومباح کرے۔

بناء علی ہذا، مرزا غلام احمد کے یہ تمام دعاوی ومسائل نبی ورسول کہلانے اپنی زوجہ کوام المرزائین بنانے وغیرہ کے سراسر باطل الحادوزندقہ ہیں۔ اور جو کوئی ان امور ومسائل میں اس کا حامی ومصدق ہو، خواہ محمد احسن امروہی خواہ اورکوئی، وہ

و من یّشاقق الرّسو ل من بعد ماتبیّن له الهدی و یتّبع غیر سبیل المو منین نو لّه ما تو لّی و نصله جهنّم و ساء ت مصیرا

(النساء :۱۱۵)

کا ظاہر مصداق اور دائرہ اسلام سے بالکل خارج ہے۔

اور اسی لئے سب واقف اور دین دار مسلمان اب مرزا غلام احمد قادیانی و جماعت مرزا سے متنفرو بیزار ہوکر ربّنا لا تز غ قلو بنا بعد اذ هد یتنا و هب لنا من لّد نك ر حمة انّك انت الو ها ب پڑھتے ہیں۔

مولوی محمد احسن امروہی کے مرزا غلام احمد قادیانی کو فنا فی الرسول بلکہ بروزی آنحضرت ﷺ بتانے سے تو بے اختیار ہنسی آتی ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ

- کجا وہ ذات مطہر ومبارک سید الاولین والآخرین ﷺ اور کجا مرزا قادیانی اسفل السافلین۔
- کجاوہ ہر وقت مصروف ذکر اللہ و رحمۃ للعالمین ﷺ اور کجا مرزا قادیانی ہر وقت مصروف سبّ وشتم وحاسد مومنین بدخواہ ودشمن مخلوق رب العالمین۔
- کجا وہ مصداق ومخاطب انّك لعلی خلق عظیم اور کجا مرزا قادیانی فوارہ لعن وطعن ولئیم۔

❁ کجا وہ و ا خفض جنا حك للمو منين کا عامل و با لمو منين رؤف ر حيم نرمی سے درگذر وعفو کرنے والا ،اور کجا مرزا قادیانی فظاً غليظ القلب بات بات پر بھڑک کر مومنین سے دست وگریبان ہوکران کو صلواتیں سنانے والا۔

❁ کجا وہ شیریں زبانی وعذب البیانی سے مخالف اور دشمنوں کو اپنا فرمانبردار بنانے والا ،اور کجا مرزا قادیانی سخت و درشت کلامی سے مسلمانوں کو متنفر و بیزار کرنے والا۔

❁ کجا وہ منبع جودوکرم ومعدن سخا ،اور کجا مرزا قادیانی اپنی خوش گذرانی، زیور بنانے، جائداد ملک املاک بڑھانے کے لئے ہر ایک حیلہ وحوالہ سے چندہ و روپئہ لینے میں یکتا۔

❁ کجاوہ سید الزاہدین دنیا کو سجن المو منين و جنت الكافر ين سمجھنے اورفرمانے والا، اور کجا یہ مرزا قادیانی مشک وعنبر ڈال کرقوۃ باہ واعصاب کے نسخے استعمال کرکے بید مشک کیوڑا خس کی ٹٹی پر بسر کرنے والا۔

❁ کجا وہ ہر امرو ہر حال میں متوکل علی اللہ، اور کجا مرزا قادیانی ذرا سے مقدمہ پر متو کل علی الو کلا ء۔

❁ کجا وہ سر پر شمشیر برہنہ وکشیدہ دیکھ کر و مصا ئب کے وقت خير الحافظين کوحافظ ونا صرجان کراللہ و لا حول و لا قوة الا با لله پڑھنے والا، اور کجا مرزا قادیانی ذرا سے شک ووہم پرخوش آمد ولجاجت اہل دنیا وحکام کی منافقانہ مدح وثنا کرکے ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پڑنے والا اور اس مضمون کے پیچدار اشتہارات ورسائل اردو وانگریزی میں نکالنے والا،

❁ کجا وہ شرم وحیا وپردہ کی تعلیم دینے والا، اور کجا مرزا غلام احمد قادیانی ،ننگ وناموس مستورات کو غیرمحرم کے ساتھ ہوا کھلانے والا۔ وغیرہ۔

سید الاولین والآخرین ﷺ کو دینی بادشاہت کے ساتھ ظاہری و دنیوی سلطنت بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائی تھی کہ کسی کونصیب کہاں اور مال و دولت و غیرہ بھی بے حدوحساب آتا رہا لیکن امروہی صاحب گریبان میں منہ ڈال کرسوچیں کہ

آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی بی بی عائشہؓ یا اپنی لخت جگر فاطمۃ الزہرا کو مرزا قادیانی کی طرح ہزار ہا روپئہ کے جڑاؤ طلائی زیور دیا تھا، یا وہ کبھی عمارات کی تعمیر و درستگی و سفیدی مکانات میں مصروف ہوئے تھے؟

سید الزاہدین والمتقین ﷺ کے زہد فی الدنیا وتقوی اللہ کے حال سے کتب سیر معمور ہیں جن کا کچھ حصہ عصائے موسی میں بھی درج ہے کہ تین تین چاند دیکھے جاتے اور گھر میں کچھ نہ پکتا، چراغ نہ جلتا۔ جو روپئہ و مال آتا اسی وقت صدقہ وخیرات میں خرچ فرما دیتے، کل کے واسطے کچھ ذخیرہ نہ رکھتے۔

ترک دنیا بود سنت مصطفیٰ

عاشقاں کردند ایں سنت ادا

آنحضرت ﷺ بالکل روبحق اور مرزا ہمہ تن رو بدنیائے دوں، فراہمی چندہ کے درپئے۔ رسول اللہ ﷺ کسی دوسرے کا اونچا بلند مکان بنا ہوا دیکھ کر ناراض ہو کر اس سے اعراض فرماویں، سلام کا جواب نہ دیں۔ اپنے گھر میں ایک دینار و درہم بھی نہ رکھیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی ہزار ہا روپئہ کا زیور و جائداد رکھ کر غیروں کے مال سے دس ہزار روپئہ کی لاگت کا اپنا یادگاری بلند مینار وگھنٹہ گھر بنانے کی آرزو وفکر میں رہے۔ اور بموجودگی ان حالات ردّیہ کے مولوی محمد احسن امروہی صاحب اس کو اپنے فہم و دین وایمان میں فنا فی الرسول اور بروز محمدی بنا کر اس کی تصدیق وحمایت کر رہے ہیں۔ کیا یہی علم وحدیث دانی کا نتیجہ ہے یا حدیث شریف اذالم تستحیی فا صنع ما شئت پر عمل ہے۔

نہم: حضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت عمر فاروقؓ کا حال بھی ظاہر ہے کہ اول جو مال ومتاع تھا، وہ رضاء الٰہی واسلام پر قربان کر دیا تھا۔ کچھ پاس نہ رکھا۔ جب اللہ نے عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی، پھر بھی اسی طرح قدم بقدم رسول اللہ ﷺ زاہدانہ فقیرانہ درویشانہ تمام عمر بسر کی۔ مرزا غلام احمد کی طرح کبھی کوئی مال واسباب زیور و جائداد نہ بنائی۔

پس جب ان کا یہ حال تھا، تو مرزا غلام احمد قادیانی بایں فراہمی مال و جائداد و حیلہ حوالہ کس طرح ان کی سیرۃ حاصل کرنے اور پھر اس نے بھی بڑھ کر نبوۃ و رسالت

کی چادر پہننے کا مستحق و دعویدار ہوسکتا ہے۔ فتد بر

دہم: رہا لفظ بروز، اس کے معنی لغت کے رو سے باہر آنا، نکلنا ظاہر ہونا اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ

و لما بر زوا لجالوت و جنو دہ۔ (البقرہ:۲۵۰) (ظاہر ہوئے)

فا ذا بر زوا من عند ك بيت طا ئفة منهم (النساء:۸۱) (باہر نکلے)۔

و بر زوا للّه جميعا (ابراہیم:۲۱) (روبرو ہوں گے)،

و بر زو للّه الوا حدالقهّار (ابراہیم:۴۸) (روبرو ہوں گے)

قل لو كنتم فى بيو تكم لبر ز الّذين كتب عليهم القتل (آل عمران :۱۵۴) (ظاہر کی جاوے گی)

و برّ زت الجحيم للغا و ين (الشعراء:۹۱) ظاہر کی جاوے گی)

و برّ زت الجحيم لمن يّر ى (النازعات:۳۶) (اور ہر دیکھنے والے کے سامنے جہنم ظاہر کی جائے گی)

يو م هم با ر زون (غافر:۱۶) (ظاہر ہوں گے)

و تر ى ا لا ر ض با ر زة و حشر نـاهم (الکہف:۴۸) (صاف نکلی ہوئی)

ان آیات کریمہ میں انہی معنی میں آیا ہے کہ خاص وہی اشخاص بذات خود نکلے یا ظاہر ہوئے یا دوزخ ظاہر کی جائے گی یا زمین صاف نکلے گی۔ لیکن جیسے معنی بروز کے مرزا غلام احمد قادیانی لیتا ہے کہ آنحضرتﷺ کی بجائے وہ مرزا ظاہر ہوا، یہ معنی ہر گز صحیح نہیں۔ نہ لغت کی رو سے، نہ بول چال ومحاورہ کے رو سے۔ بروز محمد کے معنی تو یہ ہیں کہ محمدﷺ خود ظاہر ہوئے اور تشریف لائے۔ چونکہ یہ صاف کھلا تناسخ ہے جس کا مرزا قادیانی خود مخالف ہو کر ردّ تناسخ شائع کر چکا ہے اور محمد احسن امروہی صاحب بھی اس کی نفی کرتے ہیں کہ یہ سنت اللہ نہ تھی کہ خود آنحضرتﷺ قبر مبارک سے خروج کر کے اس دنیا میں رونق افروز ہوں الخ۔ نظر بریں حالات لفظ بروز کا دھوکا دے کر مرزا غلام احمد قادیانی کا آنحضرتﷺ بننا اور مولوی محمد احسن امروہی کا اس کی تصدیق وحمایت کرنا سراسر غلط بلکہ الحاد وزندقہ ہے۔

یازدہم: لفظ ظل وعکس بھی غلط ہیں۔ ظل تو اصل کی ظاہری حسی موجودگی میں

موجود ہوتا ہے۔اصل کی غیوبت واوجھل میں ظل کا وجود کہاں۔

...ایسا ہی عکس یا تو آئینہ میں یا پانی وغیرہ شفاف اجسام میں پڑتا ہے..مرزا غلام احمد قادیانی ظاہری باطنی مجذوم کا جسم بایں موجودہ اوصاف واتصاف ظاہری و باطنی اس لائق کہاں کہ ذات مقدس سید الاولین والآخرین ﷺ کا عکس اس میں ظاہر ہو۔ بالآخر ظل میں جو بے حقیقت اور محض ایک نظری ومرئی جسم ہے، جس کا فی الحقیقت کچھ وجود نہیں اوراسی طرح عکس کہ جب ایک جسم کسی عکس پذیر جسم کے مقابل ہو، تب ہی وہ نظر آتا ہے ورنہ کچھ حقیقت و وجود نہیں رکھتا تو پھر ظل وعکس میں کل کمالات پورے اصل کے حقیقۃً کیونکر متحقق ہو سکتے ہیں؟

بناء علی ہذا یہ سب الفاظ بروز ظل عکس وغیرہ مرزا قادیانی کی خودغرضی کے تراشیدہ سراسراوہام ردّی ونافرجام خیالات ہیں اور ہرگز قابل سماعت نہیں۔

۸: محمد احسن امروہی صاحب کہتے ہیں کہ نبی کے معنی خدا کی طرف سے اطلاع پاکر خبر دینے والا اور رسول کے معنی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا، جب آپ نے مرزا قادیانی کو مجدد مان لیا تو مبعوث من جانب اللہ بھی مان لیا اور جب مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا۔ براہین جو آپ کو مسلم ہے اس میں اس قسم کے الہام موجود ہیں۔مولوی محمد حسین بھی ان تمام الہاموں کو تسلیم کر چکے تھے بلکہ تقریظ لکھی تھی..الخ

جواب: کذاب دجال کی صحبت کے اثر یا چندہ کے لالچ سے آپ کے فہم واعتقاد کو بھی جذام لگ گیا ہے نبی رسول کے معنی لغت میں خبر دینے والا و بھیجا ہوا سہی لیکن بحث تو اس میں ہے کہ بموجب آیت قرآن مجید و لکن رسول اللہ وخاتم النّبیین اور حدیث شریف لانبی بعدی کے جو شخص بعد خاتم النبیین ﷺ کے یہ خطابات والقاب اپنے لئے مقرر یا جائز کرے، وہ بموجب فیصلہ رسول اللہ کلّھم یزعم انّہ رسول اللہ یا نبی اللہ، دجالین کذابین میں داخل ہے یا نہیں؟

اور یہ ثابت ہے کہ ایسا منہ پھٹ، گستاخ،ضرور دجال وکذاب ہے کیونکہ سوا تیرہ سو برس میں کسی نے بھی نبی ورسول نہیں کہلایا۔ نہ ظلی، نہ بروزی، نہ عکسی وغیرہ۔ حافظ محمد یوسف یا اور شریف النفس مسلمان جو مرزا قادیانی کے ابتداء میں دین اسلام کی طرف سے بحث ومباحثہ کرنے کے دعوے پر اس کے ہمدرد وحامی رہے یا کبھی اس کے

اپنے آپ کو مجدد اشارۃً کہنے پر خاموش رہے، تو آپ اس کو مان لینا قبول کر لینا کہتے ہیں۔ کیا آپ کو اس قدر سمجھ بھی نہیں کہ اگر یہ مسلمان حقیقۃً مرزا قادیانی کو سچا مان لیتے تو وہ مرزا قادیانی کے مریدوں میں کیوں داخل نہ ہوتے۔ چونکہ ان کا مرزا سے تعلق بیعت نہ تھا، تو پھر انہوں نے مرزا قادیانی کو خاک مانا؟

علاوہ بریں حافظ محمد یوسف اور انکے رفیق تو مرزا قادیانی کو صدقات خیرات دینے والے تھے، آپ کی طرح محتاج و حاجت مند نہ تھے کہ قلیل چندے پر اسکے خیراتی دجالی دسترخوان کی مکھی بن کر اس کے ہر کفر و زندقہ کے مصدق و حامی ہو جاتے۔

پھر الہامات کا براہین احمدیہ میں موجود ہونا یا ان کو تسلیم کرنا، اول تو براہین احمدیہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کہیں کسی جگہ الہامات کی بنا پر دعوی نبوت نہیں کیا، بلکہ آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی .. الخ کو کہا کہ،

یہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں ہے جن کے دوبارہ دنیامیں تشریف لانے پر دین اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔

اوراسی طرح آیت عسی ربّکم ان یّرحمکم (الاسراء: ۸) کو مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ کہا۔

اور الہام جری اللّٰه فی حلل الانبیاء کی نسبت لکھا کہ امت محمدیہ کے بعض افراد کو حلہ انبیاء بطور مستعار ملتا ہے، یہ لوگ نبی نہیں ہوتے۔ وغیرہ۔

یہ تو مولوی محمد احسن امروہی و مولوی عبدالکریم سیالکوٹی جیسے ناعاقبت اندیش دین فروش اپاہج مرزا قادیانی کو مل گئے کہ متاع الدنیا قلیل و گزران کی خاطر اس کے ہر کفر والحاد کی ہاں میں ہاں ملاکر اس کو بانس پر چڑھاتے ہیں اور وہ بھی بدبختی سے ایسا دلیر ہوا ہے کہ آیات قرآنی کا مورد بن کر نبی و رسول بننے لگا ہے جسکو دین سے واقف لوگ کیوں کر گوارا کر سکتے ہیں۔

دوم، مرزا غلام احمد قادیانی و مریدین جو اکثر مولوی محمد حسین صاحب کا براہین احمدیہ پر ریویو یا تقریظ لکھنا و الہامات کا تسلیم کرنا فخر سے لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اس کا حال سنئے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ماشاءاللہ ذہین و فطین محدث ہیں۔ کچھ آپ

کی طرح نیم ملاں مسئلہ الہام سے ناواقف و کورے نہیں۔ پھر بفضلہٖ تعالیٰ و تقدس سید عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم کی صحبت بابرکت دیکھ چکے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو کچھ ریویو میں لکھا ہے بہت درست ہے۔ غور سے دیکھو اور شرم کرو۔

سوم، مولوی محمد حسین صاحب نے براہین احمدیہ پر ریویو اس وقت لکھا تھا:

جب وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو واللہ حسیبہ کہہ کر شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار جانتے تھے اور ساتھ ہی کہتے تھے کہ ہم کو ذاتی تجربہ نہیں (دیکھو ریویو براہین۔ در اشاعۃ السنہ۔ ص ۲۸۴)

جب مرزا (ص ۸۹) اپنے آپ کو ادنیٰ امتی سمجھتا تھا (ریویو در اشاعۃ السنہ۔ ص ۲۶۹ و ۲۷۰)،

جب مرزا قادیانی مذہب اسلام کی دعوت کرتا تھا اور مذہب احمدی یا مرزائی نہ بنایا تھا نبوۃ کا دعویٰ نہ تھا (ریویو براہین در اشاعۃ السنہ۔ ص ۲۷۸)

جب مرزا قادیانی کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ تھا (ریویو براہین در اشاعۃ السنہ۔ ص ۱۹۱)۔

پیغمبری کا دعویٰ نہ تھا جب مرزا اپنے الہامات کو دوسروں پر حجت قطعی نہ ٹھہراتا علماء اسلام کا خلاف نہ کرتا الہام کو دلیل شرعی نہ جانتا تھا (ریویو۔ ص ۲۹۸، ۲۹۹)

جب مرزا کو مہبط وحی و رسالت مورود نزول قرآن مجید ہونے کا دعویٰ نہ تھا (ریویو براہین احمدیہ در اشاعۃ السنہ۔ ص ۲۶۲، ۲۶۳)،

جب مرزا قرآن مجید کی آیات کا مورود نزول و مخاطب انہی انبیاء کو مانتا تھا جن کے حق میں وہ آیات ہیں اور معنی بھی ویسے ہی کرتا تھا اور کمالات انبیاء کا دعویدار نہ تھا (ص ۲۱۸، ۲۵۷، ۲۵۸، وغیرہ)۔

جب مرزا کو نزول قرآن مجید و حصول کمالات انبیاء کا اپنے میں دعویٰ نہ تھا (ریویو براہین احمدیہ در اشاعۃ السنہ۔ ص ۲۶۳ و ۲۶۸)۔

اب آنکھیں کھول کر مرزا غلام احمد قادیانی کے ان حالات کو خواہ منافقانہ تھے، حال کے موجودہ حالات سے موازنہ کرو کہ کس قدر زمین و آسمان و کفر و اسلام کا فرق ہے۔ اور اب مرزا صاحب قادیانی نبی و رسول مع کمالات و مورد و نزول و مخاطب آیات قرآن مجید بن کر کہاں کا کہاں نکل گیا اور کہاں جا گرا ہے؟

چہارم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا قادیانی کے فہم کی غلطی بیان کی ہے (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۲۹۱)۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی انہی الہامات کے قائل ہیں جو کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں۔ بلکہ موید و موافق ہوں۔ اور پھر بھی ان کو دلیل شرعی نہیں جانتے (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۳۰۳)،

پھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے کہ تلبیس ابلیس سے وہی الہامات محفوظ ہیں جو کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں، بلکہ موید و موافق ہوں (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۳۰۴)۔،

پھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا کہ جو ہمیشہ وسوسہ میں رہے اور وسوسہ شیطانی کو الہام رحمانی سمجھے وہ شیطان کا بھائی کہلانے کا مستحق ہے (جیسا کہ آج کل مرزا قادیانی کا ظاہر حال ہے) (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۳۰۴)۔،

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فرمایا کہ نبی کا الہام شرع اور دلیل ہے ولی کا الہام شرعی دلیل نہیں (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۳۲۳)۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فرمایا کہ ولی کو اپنے الہام پر یقین و عمل کرنے کی شرط موافقت کتاب اللہ و شریعت محمدیہ ہے (ریویو براہین احمدیہ در اشاعۃ السنہ ص ۳۲۵)۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فرمایا کہ صریح دلیل کتاب وسنت کے ہوتے کشف وغیرہ کو دلیل ٹھہرانے کی حاجت نہیں (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۳۳۷)۔،

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے فرمایا کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت نہیں جانتے ہم صرف کتاب اللہ اور سنت کے پیرو ہیں کسی کشفی الہامی غیر نبی کے متبع و مقلد نہیں (ریویو براہین احمدیہ دراشاعۃ السنہ۔ص ۳۴۵)۔ وغیرہ

غرض مسئلہ الہام میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سلف و خلف صالحین کے بالکل موافق ہیں۔ آئمہ شریعت و طریقت مثل سید پیر عبدالقادر جیلانی، امام ربانی

مجدد الف ثانی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شاہ ولی اللہ وغیرہم کے بھی مسئلہ الہام میں اسی کے موافق اقوال ہیں۔ سب اہل اللہ ملہم اہل کشف اس امر میں متفق ہیں اور آج تک کلھم اتباع فخر الاولین والآخرین ﷺ کو ہی اپنا فخر جانتے رہے اور جانتے ہیں۔ کبھی کوئی نبی و رسول نہیں بنا، اور نہ کہلایا۔ یہ تو مرزا غلام احمد قادیانی پر تباہی آئی کہ بے مرشد ہونے کے سبب الہامات ظنیات پر نبی و رسول بن کر خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق بن رہا ہے۔ اور آپ کے فہم و عقل پر پتھر پڑے کہ اس مسئلہ سے جاہل و بے مذاق ہونے کے سبب خشک شدو بود سے مجرد مرزا قادیانی کے کہنے پر ویا چندہ کی خاطر مرزا صاحب کے ردّی و خلاف شریعت تراشیدہ الہامات واوہام پر مرزا قادیانی کو بروزی ظلی وغیرہ نبی ورسول معہ کمالات مان کر اس کی تصدیق کرتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

پنجم۔ بالآخر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو میں لکھا ہے کہ:

یہ الہامات وان کی تاویلات حد امکان وتجویز عقل سے خارج نہیں۔ ثبوت وتحقق الہامات کی ہم نے شہادۃ نہیں دی (ریویو براہین احمدیہ در اشاعۃ السنہ۔ ص ۳۴۵)۔

ہم نے بالفعل اسی قدر امکانی اور تجویزی رائے دی ہے ہم کو ذاتی تجربہ ومشاہدہ نہیں اور اس امکانی رائے سے بھی ہمارا مقصود الہامات انبیاء کی تائید متصور ہے۔ براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہیں ہے (ریویو براہین احمدیہ در اشاعۃ السنہ۔ ص ۳۴۶)۔

اس کے بعد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے براہین احمدیہ کے نقائص بیان کرنے میں مرزا قادیانی کی بے علمی، سخت کلامی و بدتہذیبی بیان کی ہے اور آخر کو مولوی صاحب، مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات وچلچھن دیکھ کر مرزا قادیانی سے بالکل منقطع علیحدہ و بیزار ہو گئے اور اس کے حالات فتوی میں شائع کر دیئے جو عالمان متبعان کی شان تھی۔ پس اب آپ بعد غور بتلاویں کہ کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تقریظ یار یویو کس حوصلہ و عقل سے اپنی حمایت میں آپ پیش کرتے ہیں اور اس سے آپ کو کیا فائدہ۔

ششم : رہا حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کا الہامات کو ماننا، سو اسکا جواب نمبر۲ کے جواب میں آ چکا ہے۔ مزید براں حافظ جی اللہ تعالی کے فضل و کرم سے خود ملہم واہل کشف ہیں۔ لیکن اپنے شیخ (سید عبداللہ غزنوی) کے قدم بقدم ہمیشہ عبودیت ومسکنت ان پر غالب رہتی ہے۔ کبھی اپنے الہامات و حالات کی شیخی نہیں بگھارتے۔ کسی سے ظاہر نہیں کرتے اور ہر امر میں کتاب اللہ وسنت کے مطیع و پابند ہیں اور اللہ تعالی کے فضل سے کبھی ان کا الہام وکشف غلط وخطا نہیں ہوا۔

ایک مرتبہ ایک رئیس نے بڑی الحاح سے اپنی اولاد کیلئے حافظ محمد یوسف صاحب سے دعا کرائی۔ اوران کے دعا کرنے پر ان کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی دو فرزند اس رئیس کو دے گا۔ یہ بات حافظ جی نے اس کو کہدی۔ اس امر کو چند برس گزر گئے جس پر حافظ جی تعجب کیا کرتے تھے کہ ہم سے تو ایسا معاملہ کبھی نہیں ہوا....اس قدر دیر بھی کبھی نہیں ہوئی۔ آخر چند برس کے بعد اللہ تعالی نے دو فرزند اس شخص کے گھر عطا کئے۔ موضع چاہل ضلع امرتسر میں جا کر دریافت کرلو۔ اب تک دو فرزند اس کے موجود ہیں۔ ادھر مرزا قادانی کا ایک بھی ایسا الہام حافظ جی نے پورا و سچا ہوتا نہیں دیکھا تو پھر حافظ جی مرزا جی کے گاؤ خورد الہامات کی کیا وقعت کر سکتے ہیں۔

ہفتم، پہلے پہل اگر حافظ محمد یوسف جی و یا ان کے رفقائے نے حسن ظن سے مرزا غلام احمد قادیانی کا ملہم ہونا بھی مان لیا تو کیا مضائقہ؟ کار تو انجام پر ہے۔ اللہ تعالی جواد کریم وشکور علیم ہے۔ کسی کی انابت ومحنت ضائع نہیں فرماتا۔ عجب نہیں کہ مرزا قادیانی ابتداء میں منیب ہو، اور اس انابت کے سبب اس پر کچھ واردات و حالات بھی آئے ہوں۔ چونکہ بے مرشد و بے رہبر تھا اسلئے ان کو سنبھال نہ سکا اور لوگوں کی محبت وتعظیم سے تکبر تعلّی وشیخی میں آن کر سبیل المومنین سے علیحدہ ومتوجہ دنیا ہوکر حقہ ومسلمہ مسائل اسلامی کو الٹ پلٹ کرنے سے بموجب ارشاد

من یّشاقق الرّسول من بعد ما تبیّن له الهدی ویتّبع غیر سبیل المؤمنین نولّه ما تولّی ونصله جهنّم و ساءت مصیرا ۔

(النساء:۱۱۵)

من کان یرید حرث الآخرة نزد له فی حرثه و من کان

یرید حر ث الدّ نیا نؤته منها و ما له فی ا لآخرة من نصیب (الشوری : ۲۰) وغیرہ کے ارشاد

و لو شئنا لرفعنا ہ بها و لکنّه ا خلد الی الا رض و اتّبع هواه فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث ذلك مثل القوم الذین کذ بوا بایا تنا فاقصص القصص لعلّهم یتفکرو ن (الاعرا ف : ۱۷۶)

کا مصداق ہوگیا۔ دیکھ لو مال و دولت آنے پر کس قدر زیور و جائداد مرزا غلام احمد قادیانی نے بنالی ہے اور کہاں کا کہاں چلا گیا ہے کہ تمام دنیا میں کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا۔ معاذ اللہ

ہشتم : آپ اگر الہامات وکشوف کے بہت قدردان وشائق ہیں، تو الہامات مندرجہ عصائے موسیٰ کوغور سے دیکھیں کیونکہ وہ ایسے بے ریا ملہمین کے الہامات ہیں جو مرزا قادیانی کی طرح ہرگز تعلّی شیخی وشہرۃ پسند نہ تھے، اور نہ مرزا قادیانی کی طرح ان متقین ملہمین نے الہامات وکشوف کی کبھی تمام عمر دوکان کھولی تھی، اوران میں ایسے بھی ہیں جن کو مرزا قادیانی سے کچھ غرض و واسطہ نہ تھا، بلکہ کچھ کچھ پہلے حسن ظن رکھتے تھے اور آج کل بھی ایک فقیر کو مرزا قادیانی کی نست اکثر الہامات ہوتے ہیں۔ ان میں سے روز عید فطر گزشتہ کو الہامات ہوئے ہیں وہ یہ ہیں

سنسمه علی الخر طو م

انّابلو ناهم کما بلو نا اصحاب السبت ،

جزا ء لمن کان کفر.. الخ

آپ ان الہامات کو کہیں لکھ لیں اور دیکھیں انشاء اللہ العزیز وحکیم جل شانہ عم نوالہ کی قدرت کاملہ سے بغیر کسی مخلوق کی مداخلت کے ان کا کیسا صحیح صحیح ظہور ہوتا ہے۔ لا حول و لا قوة الا با لله العلی العظیم

۱۱ : مولوی محمد احسن امروہی صاحب لکھتے ہیں (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۱۱) کہ مخالفین جو حضرت عیسیٰ نبی اسرائیلی کے نزول کے قائل ہیں اس عقیدہ سے سوائے ان صد ہا مقاصد کے جو اسلام ضرر شدید پہنچا تے ہیں اور جن کی

تفصیل ہمارے رسائل میں موجود ہے ایک مفسدہ عظیم الشان یہ لازم آتا ہے کہ آیت و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین اورا حادیث متضمن مضمون لا نبی بعدی سب غلط اور باطل ہوئی جاتی ہیں۔ و نعوذ باللہ منہا۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کو ایسے عقیدہ والوں پر کچھ اشتعال پیدا نہ ہوا۔ الخ

جواب: افسوس مرزائیوں کی کج فہمی و بودے عقیدے پر کہ صدر اسلام صحابہ کرام جو بموجب استدلال آیت قرآن و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کے اور متعدد صحیح احادیث رسول اللہ ﷺ سے نزول مسیح پر عقیدہ رکھنے والے تھے، ان کے بعد تابعین، تبع تابعین، پھر صدہا اہل اللہ اولیاء اللہ آئمہ شریعت وطریقت صوفیا عظام وغیرہ مسلمین مومنین جو اسی عقیدہ پر چلے آئے اور برکات و فیوض اسلام سے مالا مال ہو کر معرفت وتقرب الٰہی کے اس قدر درجات حاصل کئے کہ ان کی نظیر کہیں دوسری طرف مل نہیں سکتی۔ ان اکابران و پیشوایان کے نزدیک تو اس عقیدہ سے کوئی ضرر خفیف بھی اسلام کو نہیں پہنچا، اور نہ کوئی مفسدہ لازم آیا، اور نہ خاتم النبیین والی آیت اور لا نبی بعدی والی حدیث غلط ہوئی۔ لیکن اس بدبخت و بے نصیب مرزائی جماعت کہ بباعث سوءعقیدہ فلسفیانہ ونیچریانہ خیالات کے محرومی ومہجوری برکات اسلام کے سبب اپنا تراشیدہ اسلام ایسا ہے کہ اس کو عقاید سلف وخلف صالحین سے ضرر شدید پہنچتا ہے اور ان کے خیالات واوہام باطلہ ذراسی بات پر آیات قرآن مجید و حدیث شریف کی تکذیب اور انکو فوراً باطل کرنے پر مستعد و تیار ہو جاتے ہیں فویل للمکذبین

افسوس آپ ایسے حواس باختہ ہوئے ہیں کہ یہ موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح تو خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبی نہیں ہیں کہ ان کی دوسری دفعہ آنے پر آیت خاتم النبیین وحدیث لا نبی بعدی صحیح نہ رہے۔ وہ تو بعثت خاتم النبیین سے چھ سو سے کچھ سال اوپر ہی اول منصب نبوۃ پر مبعوث ہو کر اپنا منصب ابلاغ وخدمت الٰہی بجالا چکے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرۃ کاملہ کا نشان دکھلانے کے لئے یہود بنی اسرائیل کو ان کی ایذاء سے روک کر ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ جیسا کہ ہر شخص زمین پر پیدا ہونے والا

آخر زمین پر ہی فوت ہو کر وہیں دفن ہوتا ہے، ایسا ہی مسیح بھی قرب قیامت میں بموجب ارشاد الٰہی کے لیؤمنن بہ قبل موتہ کا مضمون پورا کرنے کو نزول فرماویں گے۔ اور چونکہ ان کی حالت رفع الی اللہ میں بعثت خاتم النبیین ﷺ پر نبوۃ ختم ہو چکی لہذا مسیح اسی خاتم النبیین ﷺ کی نبوۃ و شریعت کے موافق بقیہ عمر بسر کر کے حسب قانون الٰہی زمین پر فوت ہو کر قریب رسول اللہ ﷺ کے دفن ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ چونکہ شریعت خاتم النبیین ﷺ کے ہونے کے کسی کی شریعت نہیں ہے، جو ہے سب اسی کے تابع ہے، جیسا کہ خاتم النبیین ﷺ نے خود فرمایا:

لوکان موسی حیّا لما وسعہ الا اتّباعی

اور قاعدہ مشاہدہ مسلمہ بھی یہی ہے کہ آفتاب کے روبرو کسی ستارے و چاند کی کوئی روشنی وہستی نہیں ہے۔ نظر بریں نزول مسیح کے اعتقاد و ان کے عمل درآمد بموجب شریعت محمدی سے نہ اسلام کو کچھ ضرر ہے، اور نہ کچھ مفسدہ لازم آتا ہے۔ اور نہ مسیح کی نبوۃ میں کچھ نقصان آتا ہے، اور نہ خاتم النبیین و لا نبی بعدی میں کچھ فرق۔

یہ سراسر دجالیت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول بنانے کی خاطر طرح طرح کے بے بنیاد ابلیسی و دجالی وسوسے مریدین مرزا قادیانی امت خیر الوری کے دلوں میں ڈالتے ہیں اور قرآن مجید حبل اللہ المتین و عروۃ الوثقی کی آیات محکمات و حدیث رسول اللہ ﷺ میں شکوک پیدا کر کے خود خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بن رہے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

مرزائی جماعت بدعقیدتی کے باعث اسلام سے بہت دور جا پڑی ہے اور قرآن مجید کی آیات کی مخالفت و تکذیب کے اکثر درپئے رہتی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں اللہ تعالی و ماقتلوہ و ما صلبوہ فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو مسیح کی تکلیف دہی سے بند کر رکھا تھا، لیکن مرزائی جماعت بڑے زور سے ان آیات کی تکذیب کر کے کہتی ہے کہ یہودیوں نے مسیح کو پکڑ کر صلیب پر چڑھا کر میخیں لگا کر ان کو زخمی کیا اور وہ زخم بعد مرہم لگانے کے اچھے ہوئے۔ وغیرہ۔

یہ ان کا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ معاذ اللہ۔ اور پھر زبان سے مسلمان بنتے اور مسلمانوں سے میل و ملاقات کے خواہاں ہوتے ہیں۔

۱۰: محمد احسن امروہی نے اول اھد نا الصرا ط المسقیم۔ صرا ط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضو ب علیھم و لاالضالین کوحصول جزئی و ظلی رسالت کے لئے دلیل پیش کر کے اس سوال کا کہ جب جزئی نبوۃ وظلی رسالت افراد امت مرحمہ کو بھی حاصل ہوسکتی تو پھر خلفاء اربعہ اور تابعین خیر القرون نے لفظ نبی ورسول کا اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا۔ خود ہی یہ جواب دیا ہے کہ

افراد کمل خیر القرون کو اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے اللہ تعالی نے بہمہ تن صرف مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار وتمکین ہی کی طرف متوجہ رکھا اوران کی مساعی جمیلہ سے جو جو کاذب مدعیان نبوۃ کے پیدا ہوئے ان کی سرکوبی اور ہلاکت جیسا کہ کتب مقدسہ میں لکھی تھی ان کے ہاتھوں سے آئی و جزا ھم اللہ خیر الجزاء ۔ اگر خیر القرون کی توجہ اس مسئلہ ختم نبوت کی طرف اللہ تعالی اس کوشش کے ساتھ متوجہ نہ کرتا تو پھر یہ مسئلہ کسی قدر مشتبہ ہو جاتا۔

لہذا بمز یداحتیاط کمل افراد خیر القرون کو ایسا کوئی الہام الٰہی نہ ہوا کہ وہ اپنے اوپر لفظ نبی یا رسول کا بطور ظلیت کے اطلاق کرتے باوجودیکہ فیوص خاتم النبیین سے جس کو ظلی نبوۃ کہتے ہیں وے بھرپور تھے۔

کیونکہ ثبت العرش ثم انقش ایک قضیہ مسلّمہ ہے کیونکہ بغیر الہام اور اعلام الٰہی کے خیر القرون ہوں یا آشخر ین منھم یہ دعوی ظلی نبوۃ کا کیونکر کر سکتے ہیں اس دعوی کے لئے امر الٰہی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ مانحن فیہ میں موجود ہے کیونکہ یہاں پر (مرزا کا) تو کوئی ایسا دعوی ہی نہیں جو بغیر الہام اورامر الٰہی کے ہو۔ الخ (الحکم قادیان ۲۴۔نومبر ۱۹۰۱ءص ۱۲)

جواب: افسوس صد افسوس ایسی کج فہمی اور ضلالت پر دیکھو اس بے ہودہ تحریر میں کس قدر نقص ومخالفت مسائل اسلام ہے اول تو اس دعا تعلیم فرمودہ رحمٰن ورحیم سے جو طلب ہدایت صراط مستقیم کے لئے ہے اس سے جزئی وظلی رسالت کا حاصل ہونا سمجھنا سراسر غلط و بیہودہ وہم ہے ایسی تفسیر خلاف سلف وخلف کوئی مسلمان قبول نہیں کرتا پھر بخاری ومسلم کی حدیث شریف:

من احدث فی امر نا ھذا .. الخ۔

اور حدیث

شر الا مور محد ثا تها و کل بد عة ضلا لة و کل ضلا لة فی النار.. الخ ۔

والے مسلّمہ مسئلہ اسلام کو دین اسلام میں جو کوئی نئی چیز نکالے یا نئی چال چلے جس کا اثر وعمل درآمد خیر القرون میں ثابت نہ ہوتو وہ بدعت وگمراہی ومردود ہے۔

آپ نے اس کو بالکل نیست و نابود کر کے بر خلاف عمل درآمد خلفاء اربعہ و تابعین خیر القرون کے اب لفظ نبی ورسول کا اطلاق مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے جائز کیا ہے۔

دوم، خدمات دینی اسلامی واستحقاق مناصب ومراتب خلفاء اربعہ وتابعین خیر القرون کا اول خود اعتراف کیا ہے کہ وہ مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار کی طرف متوجہ رہے اور ان کی مساعی جمیلہ سے کاذب مدعیان نبوۃ کی سرکوبی ہوئی وغیرہ۔

پھر باوجود ان خدمات ومساعی جمیلہ کے نیز فیوض خاتم النبیین سے بھرپور ہونے کے آپ ان اکابر کو ان عالی القاب نبی ورسول کہلانے کے استحقاق سے محروم کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کو صدر اسلام کی مخالفت پر ان عالی شان القاب کا مستحق قرار دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ کام وخدمات تو ان اکابر نے کیں لیکن اس کا صلہ انعام وسرفرازی وخطاب والقاب مرزا قادیانی کو ملے۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے اکثر مسائل اسلام میں خصوصاً اہم مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار میں ان پیشوایان اسلام کی مخالفت دل کھول کر کی سبحان اللہ کیا سمجھ وفہم ہے۔

سوم آپ کا یہ کہنا کہ ان اکابر کو نبی ورسول کہلانے کا الہام نہ ہوا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو ہوا ہے، کیسی جہالت ہے جس سے ذات مبارک خبیر وعلیم پر معاذ اللہ ناانصافی وناقدردانی کا الزام واعتراض وارد کیا ہے کہ جو اکابر ظلی نبوۃ کے مستحق اور فیوض سے بھرپور تھے ان پر یہ انعام واکرام نہیں کیا لیکن ان کے مخالف مرزا قادیانی پر کیا۔

استغفر الله العظیم آپ کو یہ بھی نہیں سوجھا کہ جن کو سید الصادقین خاتم النبیین فخر الاولین والآخرین ﷺ نے

خود اپنے سامنے مسلمانوں کا امام بنایا،
اپنی زبان صدق بیان سے محدث ملہم فرمایا،
فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو یہ ہوتا۔
خود جن کو بمنزلہ ہارون علیہ السلام فرمایا
جن کو شبہ و مثیل عیسیٰ فرمایا۔ وغیرہ

تو اس ذات بابرکات کے فرمان سے جس کی شان میں : وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم:۲۔۳) موجود ہے جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرماوے جس کی تابعداری اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا باعث ہو اس کے اپنے فرمان کے مقابل کسی امتی کا الہام وغیرہ کیا حقیقت وحیثیت رکھتا ہے۔

چہارم، الہام کے مسئلہ سے تو مرزا قادیانی کے مرید معہ اپنی بے مرشدی کے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ شریعت اسلام میں اکابر اسلام اہل الہام وکشوف کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ الہامات ظنی ہیں دلیل شرعی نہیں۔ اور مخالف کتاب وسنت ہوں تو بالکل ہی ردّی مردود بلکہ الحاد وزندقہ ہیں۔ لیکن افسوس کہ آپ مرزا قادیانی کے الہام یا قمر و قمران ؟ والے الہام وآتھم والے ونکاح آسمانی وغیرہ والے آنکھوں سے دیکھ کر بھی پھر ان کی سند پر مرزا قادیانی کو نبی ورسول بتارہے ہیں۔ کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام الملہمین حضرت عمرؓ تو بعد خاتم النبیین ﷺ کے الہامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب بھی نہ کرتے۔ اور اسی طرح بعد میں سلف صالحین الہامات کو حق مان کر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے ان کے الہامات وغیرہ کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے رہے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ عصمۃ کتاب وسنت میں ہے نہ کسی کے کشف والہام ومشاہدہ میں لہذا کشف والہام ومشاہدے پر ہرگز عمل جائز نہیں مگر بعد عرض علی الکتاب و السنۃ،

اسی کے موافق اقوال دوسرے آئمہ طریقت وشریعت کے ہیں جن کا ذکر صاحب عصائے موسیٰ نے کیا ہے۔ اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ

قول محمد عربی ﷺ درکار است نہ کلام محی الدین عربی وصدر الدین قونوی وعبد

الرزاق کاشی ما رابنص کا راست نہ بفص فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔الخ۔

یہ تو ملہمین واہل کشف کے اقوال ہیں جن سے جہالت و ناواقفی سے یا کسی حرص و لالچ کے سبب آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے ردّی تراشیدہ ناکام الہاموں کو مرزا قادیانی کی نبوۃ ورسالت میں دلیل وسند پیش کرتے ہیں۔افسوس۔

۱۱۔ مولوی محمد احسن امروہی کہتے ہیں کہ منعم علیھم سے مراد انبیاء صدیقین شہداء وصالحین ہیں۔اگران کے صراط مستقیم پر چلنے سے وہ انعام الٰہی جوان پر ہو متبع کو حسب استعداد حاصل نہ ہوں تو پھر اس اتباع سے کیا فائدہ۔

جواب: یہی فائدہ کہ اس متبع نے مراعات ادب عبودیت و تعظیم حق ربوبیت مدنظر رکھ کر اپنے رب خالق کے احکام کی تعمیل کر کے اس کی رضا مندی حاصل کی جو غایت مدعا تھا۔ یہ ہرگز صحیح نہیں کہ جس منصب سلطنت بادشاہت کو وہ مالک اپنے حکم سے ختم و بند کر چکا ہے اور اس عامی عبد و بندہ کو اس منصب کے واسطے اور اس کے لائق نہیں بنایا، یہ تبع بندہ ناقص الفطرۃ و ناقص القوی غیر معصوم آلودہ حرص و ہوی بایں ریش وفش اس منصب سلطنت و بادشاہت کا خواہاں و دعویدار ہوا۔

دیکھو دنیا میں بھی یہی قاعدہ وقانون ہے کہ کوئی شخص عوام میں سرکاری احکام کی بجا آوری سے سلطان بادشاہ یا وائسرائے کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہوسکتا۔اسی طرح بعد ختم نبوۃ ورسالت کے کوئی امتی خواہ کیسی ہی فرمان برداری و اتباع کرے لیکن وہ کبھی نبی ورسول ہرگز نہیں ہوسکتا۔اور نہ یہ معزز لقب وخطاب کسی حالت میں اپنے لئے جائز کرسکتا ہے۔اور اگر کوئی احمق نادان ایسا کرے گا یا و دھنیا بھٹیارا موچی چمار بھنگی ہلاک خور ہوکر اپنے آپ کو سلطان بادشاہ یا بادشاہ زادہ و پرنس وغیرہ کہے و یا کہلائے گا تو وہ بے ادب گستاخ اپنی حد سے باہر نکلنے والا آپ ہی باغی بن کر سزا پائے گا

۳۔مولوی محمد احسن امروہی صاحب کہتے ہیں کہ فیوض رسالت و برکات ختم نبوہ قیامت تک جاری رہیں گے۔الخ

جواب: یہ بالکل صحیح ہے۔اس میں کبھی مسلمان مومن کو انکار نہیں لیکن آپ

فیوض و برکات ومنصب نبوۃ ورسالت کوخلط ملط ادا کر کے ایک بنا دیں فیوض و برکات الگ ہیں اورمنصب نبوۃ و رسالت علیحدہ ہے ۔ علاوہ ازیں بحث تو اسؔ میں ہے کہ آیا بعدختم نبوۃ کےکوئی نبی ورسول ہوسکتا ہےاور یا کہلا سکتا ہے؟ تو یہ ثابت وفیصلہ شدہ امر ہے کہ بعدختم نبوۃ و رسالت کے خواہ کیسے ہی انعام واکرام فیوض و برکات کسی امتی کو حاصل ہوں لیکن وہ کسی طرح نبی و رسول نہیں بن سکتا اور نہ کہلا سکتا ہےاور ابتدائے اسلام سے آج تک اسی پرعمل درآمد رہا اور آئندہ بھی قیامت تک رہے گا انشاء اللہ العزیز

۱۳۔ مولوی محمداحسن امروہی صاحب کہتے ہیں کہ

> اللہ تعالی نے جو نام آنحضرتﷺ کا قرآن مجید میں سراج منیر رکھا ہے، اس سے کیا یہی مراد ہے کہ اس سے کوئی دوسرا چراغ روشن نہ ہونے پائے ؟ کلا وحاشا..الخ (الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۱۳)

جواب: آنحضرتﷺ سے ہزاروں بلکہ لاکھوں چراغ روشن ہوئے ہیں اورتا قیامت ہوتے رہیں گےلیکن ان چراغوں کی نسبت اس آفتاب عالم تاب سے ایسی ہے کہ جیسے شاہی فانوس و یا بیش بہا برقی لیمپ سے ایک ادنی غریب عاجز نوکرمزدورو یا کسی بھنگی خاکروب چمار کےمٹی کے چراغ کو ہوتی ہے۔ کوئی ادنی ملازم اپنے کم قیمت مٹی کے چراغ کوکسی عالی شان شاہی فانوس و یا بیش بہا برقی لمپ سے روشن کر کے ہرگز دعوی نہیں کرسکتا کہ میرا ناچیز میلا کچیلا چراغ بھی شاہی فانوس ولمپ کے برابر ہوگیا ہے اوراگرکوئی احمق نا معقول ایسا کرے گا تو رسوا و ذلیل ہوگا ظاہر ہے کہ عالی شان بیش قیمت شاہی فانوس اورنفیس لمپ ہمیشہ عالی شان شاہی محلات و یا مصفا ونفیس مکانات ہی کے لائق ہوتے ہیں۔ اور ایسی ہی جگہ روشن ہوتے ورکھے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ یہ عالی شان وبیش بہا فانوس وبیش قیمت لمپ کسی وقت ٹوٹے پھوٹے اجڑے ہوئے خس وخاشاک والے میلے کچیلے جھونپڑوں و یا پاخانوں میں رکھے جاویں و یا روشن کئے جاویں کیونکہ ان کی باہم کوئی نسبت نہیں ۔ اور الطیّبات للطیبین و الطیبو ن للطیبات قرآن مجید کا بھی مسلمہ قاعدہ وحکم ہے۔ اسی طرح نورنبوت ومنصب رسالت بھی انبیاء کے ظرف اعلی واجسام مطہر ومقدس کے شایان و

لائق ہوتا ہے نہ کسی غیر معصوم عام امتی کے بقول:

در تنگ نائے معنی صورت چگو نہ گنجد
در کلبہء گدایاں سلطان چہ کار دارد

پس اگر کوئی ادنی ملازم یا بھنگی چمار بوالہوسی سے سلطانی وشاہی عالیشان فانوس ولمپ کو اپنی ناپاک پر از خس وخاشاک ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے میں رکھنے کا خواہش مند و دعویدار ہوگا تو خود ہی گستاخی سے مستوجب سزا ہوگا۔ انبیاء کرام کی خلقت جبلت ومعصومیت دوسری عام مخلوق سے بالکل علیحدہ ارفع واعلی ہوتی ہے۔

عام میں سے جو کوئی فیوض و برکات وانعام حاصل کرتا ہے اول تو بہ طفیل اتباع انبیاء کرام کے اس کو کچھ حاصل ہوتا ہے جس کی نسبت ذرہ وآفتاب کی ویا ایک برگ کے درخت سے ہوتی ہے بمقابلہ انبیاء کے۔ پھر چونکہ اس عامی امتی کو وہ تقدس وہ معصومیت حاصل نہیں اور نہ ہی اس کا ظرف اس لائق ہے اور نہ ہی اس کی جبلت و خلقت عالی شان برگزیدہ رحمان کی جماعت پیشوایان کافہ انام کے برابر ہے۔ لہذا وہ عامی امتی کسی امر میں انبیاء کی برابری تو کہاں ان کی فرمان برداری واتباع سے کبھی باہر نہیں نکل سکتا اور جو کوئی مرزا قادیانی کی طرح ازخود رفتہ ہو کر ان پیشوایان کی برابری کا دم مارے ویا گستاخی سے ان کے خاص خطاب والقاب اپنے لئے تجویز کرے وہ آپ ہی اپنی بربادی کا سامان کرے گا او ذلیل وخوار ہو کر عذاب الٰہی کا مستحق بنے گا۔

۱۴۔ مولوی محمد احسن امروہی کہتے ہیں کہ

> جس طرح پر یہ تفاسیر حقہ پر از معارف وحقائق حسب ضرورت ازمنہ بدعت نہیں، باوجودیکہ صحابہ کرام سے ماثور ومنقول نہیں، اسی طرح پر اشاعت ان فیوض خاتم النبیین ﷺ کی جو بروز محمدیہ میں موجود ہوتے ہیں ضروری اور واجب ہے۔ خصوصاً اس زمانہ آخری میں جو زمانہ مہدی ومسیح موعود ہے۔ الخ (الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

جواب: ہر دو امر غلط در غلط ہیں۔ تفاسیر قرآن مجید جو آنخضرت ﷺ وصحابہ کرام سے مروی ہے، اس تفسیر کے مخالف اگر کوئی خود غرض اب نئی تفسیر کر کے مسائل مسلّمہ کو ردّ و بدل کرے، وہ تفسیر ہرگز قبول نہیں کیونکہ جن اکابر کے روبرو قرآن مجید

نازل ہوا، ان سے بڑھ کر قرآن مجید کا کون واقف ومفسر ہوسکتا ہے اور ان سے زیادہ کس کی تفسیر قابل قبول ہوسکتی ہے؟ ایاکم و القیاس فی القرآن و الدین۔ خیرۃ الخیرۃ میں بھی اکابر سلف کا قول لکھا ہے:

اسلم التفسیر ما کان مرویا عن السلف و انکرہ ما فتح به علی القلوب فی کل عصر و لو لا محرك یحرك قلوبنا لما انطقتا الا بما ورد عن السلف .. الخ،

فیوض خاتم النبیین سے جو بقول آپ کے بھر پور تھے جب ان میں سے کسی نے آج تک نبی ورسول کہلانے کی جرأت نہیں کی، تو اب دوسرے کسی خودغرض، مال مردم خور، ودغاباز، عہد شکن، خائن، غدار، کو کب جائز ہے کہ نبی ورسول کہلائے۔

۱۵۔ مولوی محمد احسن امروہی صاحب ظلی نبوت کیلئے حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل پیش کرتے ہیں فرماتے ہیں:

ظلی نبوت کے لئے خود حدیث موجود ہے کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔ جب کہ علماء امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوئے، تو پھر مہدی اور مسیح موعود تو علمائے امت سے بہت بڑے عالی مقام پر ہے، وہ ایک معنی سے نبی ہوا یا نہیں..الخ (الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

جواب: افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس آپ بایں دعوی علم کے ایک موضوع حدیث پیش کرتے ہیں جس کی نسبت ملا علی قاری ہروی نے لکھا ہے:

لا اصل له کما قال الدمیری و الزرکشی و العسقلانی

پھر امام شوکانی نے اپنے موضوعات میں اس کی نسبت لکھا ہے:

قال ابن حجر و الزرکشی لا اصل له

آپ کے علم وشیخی ومرزائی دلائل کی یہ حقیقت وکائنات ہے انا لله و انا الیه راجعون۔ مرزا قادیانی اور مرزا کے حمائیتیوں کے علم ودلائل کا یہ حال ہے نسأل الله السلامة لنا ولاخوننا المسلمین فی الدنیا و الآخرة

۱۶۔ مولوی محمد احسن امروہی، مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی ودلیل میں حضرت بایزید بسطامی کا قول کہ

میں ہی آدم ہوں، میں ہی شیث، میں ہی نوح، میں ہی ابراہیم، میں ہی موسیٰ، میں ہی عیسیٰ، میں ہی محمد ہوں،

پیش کر کے اپنی طرف سے نکتہ بیان کرتے ہیں کہ بایزید بسطامی نے خود بروز کا دعویٰ کیا ہے، مخبر صادق کی طرف سے خاص ان کی نسبت کوئی بشارت نہیں۔ لیکن یہاں پر تو خود آنحضرت ﷺ نے اس مہدی موعود کا نام محمد واحمد رکھا ہے یواطی اسمہ اسمی وغیرہ

جواب: آپ کا صدق وعلم تو اوپر حدیث موضوع پیش کرنے سے معلوم ہو چکا ہے جس سے راقم آپ کو مرفوع القلم و یا کچھ اور سمجھ کر قابل خطاب نہیں جانتا بلکہ آپ کی تحریر کے رد میں اس قدر لکھ کر اپنی تضیع اوقات پر افسوس کرتا ہے لیکن بنظر اظہار حق و نفع مخلوق الٰہی کے اپنی تحریر کو ختم کرنے کیلئے کچھ اور لکھتا ہے کہ اول تو اہل علم و عقل کی یہ شان نہیں کہ دینیات اور خصوصاً اہم مسائل شرعیہ میں ایسے بے ثبوت و بے سند اقوال پیش کریں کیونکہ اسلام جیسے صادق دین قیم میں ایسے بے سند اقوال کون سنتا ہے دیکھو نمبر ایک کا جواب ضمن چہارم۔،

دوم، بموجب حدیث شریف رفع القلم عن الثلاثة.. الخ کے یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ دیوانہ اہل سکر و حالات دیوانگی وسکر کے کلمات ہرگز قابل سند نہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

منصور اگر انا الحق گوید و بسطامی سبحانی معذور اند و مغلوب اند در غلبات احوال اما ایں قسم کلام مبنی بر احوال است تعلق بعلم دارد و مستند بتاویل عبد رانمی شاید و ہیچ تاویل دریں مقام مقبول نیست

فان کلام السکاری یحمل و یصرف عن الظاهر لا غیر الخ۔

یہ قول امام ربانی کا گویا مرزا غلام احمد قادیانی ہی کی ایسی لغوتا ویلات کے جواب میں تھا کیونکہ مرزا قادیانی بھی اپنی شد و بود بے نفع علم کے زور سے ایسی بے ہودہ تاویلات دن رات کرتا رہتا ہے اور اس کو صحبت ومجلس میں جہاں زہد و ریاضت و ذکر اللہ کا دن رات مشغلہ ہو وہاں سکر و غلبہ حالات کہاں۔

سوم، اول تو بہت اکابر سلف جن میں حضرت شیخ الاسلام ابو اسماعیل ہروی

ہیں،فرماتے ہیں کہ بایزید پر بہت جھوٹ لوگوں نے باندھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے آسمان پر جا کر عرش پر خیمہ لگایا۔، ابوعلی جورجانی فرماتے ہیں کہ
اللہ تعالی بایزید پر رحم کرے ہم ان کے حال کوتسلیم کرتے ہیں شائد انہوں
نے ایسا کلام حد غلبہ یا حال سکر میں کیا ہوگا۔،

چہارم تذکرۃ الاولیاء میں یہ امروہی والے الفاظ تو ذکر بایزید بسطامی میں نہیں ہیں اور اگر ایسا مضمون ہوبھی تب بھی غلبہ حال و بے اختیاری کا ہےاور ہرگز قابل ذکر وسند نہیں ایسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ خلوت میں ان کی زبان سے نکل گیا سبحا نی ما اعظم شا نی، جب ہوش میں آئے مریدین نے کہا کہ تم نے ایسے الفاظ بولے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالی تمہارا دشمن ہو اگر ایک بار ایسا سنو اور مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو ادھر مرید کو کارد حوالہ کی کہ اگر وہی الفاظ پھر دوسرے وقت میں کہوں،تو چھری مارو۔.(آخر قصہ تک)۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان الفاظ کی خود بایزید بسطامی کوخبر نہ تھی اور ان کو پسند بھی نہ کرتے تھےلیکن حالت سکر میں بے قابو انسان معذور اور مرفوع القلم ہے ۔اسی کتاب میں ہے کہ حج کو جاتے ہوئے تھوڑے فاصلہ پر مصلی بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر فرماتے کہ یہ دہلیز بادشاہان دنیا کی نہیں ہے کہ یک بارگی وہاں پہنچ سکیں۔ اس سال حج کر کے مدینہ منورہ نہ گئے کہا کہ راستہ میں ایک شہر میں انبوہ خلقت پیچھے ہولیا۔پھر کر دیکھا کہا یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ آپ کی مجلس چاہتے ہیں۔اسی وقت متوجہ ہوکر کہا یاالٰہی خلقت کومیرے سبب اپنے سے محجوب نہ کی جئو۔،

پھر اپنی محبت ان کے دلوں سے نکالنے کے لئے بعد نماز صبح ان کی طرف دیکھ کر کہا انی انا اللہ لا الہ الا انا فا عبدو ن ۔

لوگوں نے کہا کہ یہ دیوانہ ہےاور سب نے پیچھا چھوڑ دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ شیخ نے اس جگہ یہ آیت بزبان خدا عز وجل پڑھی تھی جس طرح منبر پر چڑھ کر پڑھتے ہیں حکایۃً عن ربہ ۔اسی طرح ایک مرتبہ لوگ ان کے استقبال کو آئے تو رمضان شریف میں سفر میں لوگوں کے روبرو ایک دوکان سے روٹی لے کر کھانے لگے یہ دیکھ کر سب لوگ واپس ہوگئے۔

بایزید احکام شرعی کے ایسے عامل اور لوگوں سے ایسے متنفر تھے۔ اب مرزا غلام احمد کا حال دیکھئے کی حج و مدینہ منورہ کو با وجود استطاعت نہ خود جائیں، نہ ان کا اہل وسعت کوئی مرید جائے۔اور خود بلا بلا کر لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں، اور حیلہ و حوالہ سے ان کے دلوں میں اپنی تعظیم وتکریم ڈال کر حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اور اپنی بیوی کو ام المرزائین کہلائیں۔

ششم۔ بایزید شریعت کا اس قدر ادب و تعظیم کرتے کہ ایک مرتبہ ایک شیخ کو ملنے گئے۔اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ یہ اسی وقت واپس آ گئے اور کہا کہ اگر طریقت میں اسکا کوئی قدم ہوتا تو شریعت کا خلاف اتنا بھی نہ کرتا۔

آپ دروازہ مسجد پر پہنچ کر ٹھہر جاتے اور روتے۔کوئی پوچھتا تو کہتے کہ میں عورت مستحاضہ کی طرح ڈرتا ہوں کہ اندر مسجد کے جا کر اس کو آلودہ نہ کروں۔

ان کی زبانی ہے کہ ایک رات صحرا میں سرلپیٹ پر پڑے ہوئے احتلام ہو گیا رات نہایت سرد تھی، غسل کرنا چاہا۔نفس نے کاہلی کی اور کہا صبر کر دن کو آفتاب نکلے غسل کرنا۔اس کاہلی نفس سے میں نے جانا کہ نماز قضا ہو گی۔ پس اسی طرح معہ لباس یخ توڑ کر میں نے غسل کرلیا۔ کہاں مرزا قادیانی کہ ذرا سے شغل و بہانہ پر کئی دن نماز وروا ہ بالائے طاق۔

ہفتم، رسول اللہ ﷺ کا ادب و تعظیم اس قدر بایزید کو تھا،فرماتے ہیں کہ ایک شب ماہتاب میں جب کہ تمام جہان آرام میں تھا، مجھ پر ایک حالت غالب ہوئی۔ میں نے عرض کی یاالٰہی تیری درگاہ بایں عظمت خالی وکارخانہ باین عجائبات ومنہاں۔ اس پر آواز آئی کہ درگاہ اس لئے خالی ہے کہ کوئی آتا نہیں اور ہر ناشستہ رولائق درگاہ کے نہیں۔

اس پر میں نے نیت کی کہ تمام خلائق کے لئے دعا کروں۔ پھر دل میں آیا کہ مقام شفاعت محمد ﷺ کا ہے۔

اس ادب کے نگاہ رکھنے پر مجھ کو خطاب سلطان العارفین بایزید کا ملا۔ چار ہزار وادی قطع کر کے، میں نہایت درجہ اولیاء پر پہنچا۔نگاہ کی تو اپنے کو ابتدائی درجہ انبیاء کرام میں دیکھا۔اس بے نہایتی میں میں نے کہا کہ کوئی

اس درجہ پر نہیں پہنچا اور اس سے بالا تر مقام نہ ہوگا۔ لیکن بنظر غور نگاہ کی، تو اپنا سر ایک نبی کے کف پاء پر دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نہایت حال اولیاء کا بدائت حال انبیاء کا ہے۔ اور انبیاء کے نہایت کو نہایت نہیں۔

پس میری روح تمام ملکوت سے گزری۔ بہشت و دوزخ دکھلائی گئی کسی طرف التفات نہ کی۔ ہر پیغمبر کی جان پر سلام کیا جب بجان مصطفیٰ پہنچا تو صد ہزار سال کا دریائے آتشی بے نہایت و ہزار حجاب نور کا دیکھا کہ اگر اول دریا میں ایک قدم رکھتا تو جل جاتا و برباد ہو جاتا۔ لاچار ہیبت و دہشت سے ایسا مدہوش ہوا کہ کچھ ہوش نہ رہا ہر چند میں چاہتا کہ خیمہ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھ سکوں لیکن محمد ﷺ تک پہنچنے کی تاب نہ تھی باوجودیکہ میں حق تعالی تک پہنچ گیا۔

یعنی ہر شخص بقدر خود اللہ تعالی تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالی سب کے ساتھ ہے لیکن محمد ﷺ ایک صدر خاص میں ہے۔ لاجرم تا وادی لا الہ الا اللہ تو قطع نہ کرے وادی محمد رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچ سکتے...

الٰہی جو کچھ میں نے دیکھا وہ سب میں تھا میری خودی کے ہوتے مجھ کو تیری طرف راہ نہیں ہے۔ اور میری خودی سے مجھ کو عبور نہیں، میں کیا کروں؟

فرمان آیا کہ خودی سے مخلصی ہمارے دوست محمد ﷺ کی متابعت میں ہے۔ اس کے خاک قدم کو سرمہ بنا اور ہمیشہ اس کی متابعت میں رہ۔ الخ۔

مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ جس شخص کو تعظیم نبوۃ اس قدر ہو، اس کی نسبت تعجب ہے کہ لوگ اس کیخلاف باتیں کریں اور اس کے قول کے معنی نہ سمجھیں۔

مولوی محمد احسن امروہی صاحب! آپ ذرا ان حالات کو بھی تذکرۃ الاولیاء میں دیکھتے اور امانت و دیانت سے ان کو بھی اپنے رقیمۃ الوداد میں درج کرتے اور غور بھی کرتے کہ حضرت بایزید بسطامی کا تو رسول اللہ ﷺ سے یہ ادب اور یہ تعظیم اور مرزا قادیانی کا یہ حال کہ لیلۃ القدر، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، دجال وخر دجال کا حقیقت شناس اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ جانتا اور اس کو... لکھ

کر شائع کرتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حرام کی ہوئی تصویر کو دلیری سے کھچوا تا، مباح کرتا اور اس کی تعظیم و تکریم کراتا اور بکواتا ہے نعوذباللہ من هذه العقيدة الفاسدة الباطلة

ہشتم۔ حضرت بایزید کا ذکر ہے کہ ایک شب ذوق عبادت کا ہوا۔ خادم سے کہا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز ہے۔ جب دیکھا تو خوشہ انگور ملا۔ فرمایا کہ کسی کو دے دو، ہمارا گھر بقال کی دکان نہیں۔

مولوی محمد احسن امروہی ذرا سوچیں اور دیکھیں کہ آپ کا مرشد و امام کس قدر انبار کنجیوں (کلید ھا) ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے اور مربہ اچار وغیرہ کھانے کی چیزیں بھی کس طرح قفل بند اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔

حضرت بایزید کے ہاتھ پر ان کے حالات دیکھ کر کئی گبر وغیرہ مسلمان ہوئے ادھر مرزا غلام احمد قادیانی، عبداللہ آتھم و سراج الدین عیسائیاں و دیگر ہندوؤں ہم مجلس ہمسائیگان کو مسلمان کرنا تو درکنار اپنی بیوی کے قریبی بھائی سعید اور اپنے مرید یوسف خان کو بھی عیسائی ہونے سے نہ روک سکا۔

حضرت بایزید نے ایک حالت میں ایک بوڑھی عورت کا بوجھ اشارہ کر کے ایک شیر پر رکھ دیا۔ جب عورت سے پوچھا کہ تو شہر پہنچ کر کیا کرے گی تو اس عورت نے کہا تو ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیر کو اس کام کے لئے مکلّف نہیں بنایا، تو نے اس کو تکلیف دی اور پھر یہ چاہتا ہے کہ اہل شہر اس بات کو جان کر کہ شیر تیرا مطیع ہے تجھ کو صاحب کرامت جانیں۔ اس بات پر حضرت بایزید نے توبہ کی اور اس بوڑھیا کو اپنا پیر مانا۔

ادھر مرزا قادیانی کو دیکھو کہ خرق عادت وغیرہ کی طرف سے تو پلہ میں خاک بھی نہیں، مگر دعاوی کرامات و شیخی سے کبھی باز نہیں آتا۔ اگرچہ ہر موقع پر تجل وخوار ہی ہوتا ہے۔ اور دنیا میں پیر بھی کسی کو نہیں مانتا بلکہ اپنے تئیں اپنی زبانی تمام جہان کا پیرو امام بلکہ بعض انبیاء سے افضل بیان کر کے محمد و احمد بنتا ہے۔ معاذ اللہ۔

بایزید فرماتے ہیں مجھ کو کریم چاہیے میں کرامت نہیں چاہتا۔ ادھر مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹ موٹ فرضی کرامات بنا کر مشہور کرتا اور لوگوں کو دن رات کرامت

نمائی کا دھوکا دے کر اپنی طرف کھینچنے میں مصروف ہے۔

بایزید کہتے ہیں کہ تم بر سر آب چلتے ہو تو جواب دیتے کہ لکڑی بھی پانی پر چلتی ہے جب کہے کہ تم ہوا میں اڑتے ہو تو فرماتے کہ مرغ بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ کہا کہ ایک رات میں تم مکہ جاتے ہو، کہا جادوگر ایک رات میں ہند سے دماوند جاتے ہیں۔ کہتے کہ پھر کار مرداں کیا ہے۔ تو کہا کہ دل سوائے اللہ عز وجل کے کسی سے نہ لگائے اور مرزا قادیانی جھوٹ موٹ ہوائی باتیں کرتا ہے کہ لو مردہ زندہ ہو گیا، فلاں مخالف ذلیل ہوا، فلاں مر گیا، اور ایسے واہیات بے سروپا لغویات مشتہر کرتا ہے اور دل گنجینہ مکر و مغلاطات ہر وقت مستغرق خیالات بدخواہی و تباہی مخلوق الٰہی، دشنام و بد دعا بحق ناموافقین، تدابیر دست اندازی در کیسہ ہائے موافقین معتقدین منصوبے جنگ وجدال بادیان ردی زمین، منافقانہ خوش آمد و دم بازی حکام ذہین فطین۔

بایزید کہتے کہ اگر فرعون گرسنہ ہوتا تو انا ربکم الاعلی ہرگز ہرگز نہ کہتا۔ ادھر مرزا قادیانی ہر وقت پلاؤ، زردہ، روغن بادام، مشک وعنبر وغیرہ مقوی باہ واعصاب کے نسخہ بنانے واستعمال کرنے کے شغل میں ہے اور یہی سبب ہے کہ اب اس حالت میں نبوۃ ورسالت وآنحضرت ﷺ بننے کے دعاوی دن رات سوجھتے ہیں۔ پہلے تنگ دستی ومحتاجی کی حالت میں جب ادھر اودھر سے قرضہ لے کر بسر کرتے تھے، اس وقت یہ بلند پروازی وگستاخی کبھی نہ سوجھی، اور نہ کبھی کوئی دعوی زبان پر لائے۔

سچ کہا مولانا روم نے:

ہیچ جا دیدی گدائے بے نوا
رو بگرداند بچہ فرعون از خدا

بایزید سے کسی نے پوچھا سنت وفرض کیا ہے۔ کہا سنت ترک دنیا بتمامھا اور فرض صحبت مع اللہ۔ ادھر مرزا قادیانی کو دیکھو کس فرض وسنت میں مشغول ہے۔... غرق فی الدنیا بتمامھا کے لئے دن رات چندہ طلبی تیاری زیورات وملک املاک۔

بایزید کو ایک شخص نے دروازہ گھر پر آواز دی۔ آپ نے پوچھا کس کو بلاتے ہو۔ اس نے کہا بایزید کو۔ آپ نے جواب دیا کہ تیس سال ہوئے کہ میں بے چارہ یزید کو تلاش کرتا ہوں لیکن اس کا نام ونشان نہیں ملتا۔

ادھر مرزا قادیانی ایسا عاشق شہرت کہ دن رات اشتہار بازی و رسالہ بازی ولایت تک انگریزی میں ترجمہ کرا کر پہنچاتا ہے۔

بایزید فرماتے ہیں کہ بعد ریاضات چہل سال ایک رات حجاب دور ہوا۔ میں نے زاری کی کہ مجھے راہ ملے۔ خطاب ہوا کہ کوزہ شکستہ و پوستیں کا تجھ کو بوجھ نہیں۔ اس پر میں نے کوزہ و پوستن پھینک دی۔ نداء سنی کہ بایزید ان مدعیان کو کہا ہے کہ بایزید نے چہل سال مجاہدہ و ریاضت با کوزہ شکستہ اور پوستین پارہ پارہ کی جب تک ان کو نہیں پھینکا اس کو راہ نہیں ملا پس تم با چندیں علائق جن میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا ہے اور طریقت کو دام و دانہ ہواء نفس بنایا ہوا ہے کلا و حاشا ہرگز راہ نہ پاؤ گے۔

ادھر مرزا غلام احمد قادیانی بلا ریاضت و بایں علائق زمین داری باغات، جائداد، زیور اسباب و مال وغیرہ کے سب سے بڑھ کر اپنے منہ سے خدا رسیدہ۔

بایزید سے لوگ دعا چاہتے تو وہ مناجات کرتے:

خداوندا یہ خلقت تیری ہے تو ان کا خالق ہے میں کون کہ تیرے اور تیری خلق میں واسطہ ہوں۔

پھر اپنے آپ کو کہتے کہ وہ دانائے اسرار ہے مجھ کو اس فضولی سے کیا کام؟

ادھر مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ دعاؤں و کرامتوں والہاموں و کشفوں کی دکان کھولی ہوئی ہے۔ لوگوں سے پیشگی پانچ پانچ سو روپیہ لے کر وعدے و اقرار کرتے ہیں۔ جھوٹے ہوتے ہیں لیکن باز نہیں آتے۔

بایزید نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز امام نے ان سے پوچھا کہ تم کوئی کسب نہیں کرتے اور نہ کسی سے سوال کرتے ہو تم کہاں سے کھاتے ہو۔ بایزید نے کہا کہ ذرا ٹھہرو مجھے نماز قضا پڑھ لینے دو کیونکہ جو شخص روزی دہندہ کو نہ جانے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

ادھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا رزاق پر ایسا اعتماد ہے ہے کہ اول محرری کرتے رہے۔ قانونی وکالت کے امتحان میں فیل ہونے پر سلسلہ کتاب فروشی شروع کیا۔ ہزاروں روپیہ طرح طرح کے وعدے و اقرار کر کے لے کر ہضم کیا۔ اب امامت مجددیت مسیحیت اور آخر نبوۃ و رسالت کی گدی بنا کر دن رات اشتہارات دے

کر مخلوق الہی کی جیب خالی کر کے اپنی جائداد بنا رہے ہیں۔

بایزید کے حالات میں ہے کہ وہ تمام خلائق کیلئے رحمت طلب کرتے تھے حتی کہ ابلیس کے لئے بھی رحمت کی درخواست کی جس پر جواب ملا کہ وہ آگ سے بنا ہے لہذا آتشی کے لئے آتش چاہیے۔

ادھر مرزا قادیانی کو دیکھئے تمام مخلوق کو معہ مسلمان مومنین جہنمی دوزخی بنا کر خوش ہوتا ہے۔

بایزید فرماتے کہ آدمی تب متواضع ہوتا ہے کہ اپنے نفس کا کوئی مقام وحال نہ دیکھے اور اعتقاد کرے کہ خلق میں اس سے کوئی زیادہ برا نہیں۔

ادھر مرزا اس کے بالکل برعکس تمام مخلوق میں کسی کو اپنے برابر نہیں جانتا۔

مولوی محمد احسن امروہی صاحب! آپ اگر ان حالات حضرت بایزید کو تذکرۃ الاولیاء میں غور سے دیکھتے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات سے بھی مقابلہ کرتے تو ضرور ان کو بایزید کا قول کہ بروزی نبوۃ کی دلیل وسند میں پیش کرتے ہوئے کچھ تو شرم آتی لیکن ماہوار راتب وچندہ کے سبب وہ بے چارے معذور ہیں۔

نہم، بالآخر آپ اپنے اس نکتہ کی نسبت کہ،

بایزید نے دعوی بروز خود کیا لیکن یہاں پر خود آنحضرت ﷺ نے اس مہدی موعود کا نام محمد واحمد رکھا ہے۔،

کان آنکھ کھول کر دیکھیں اور سنیں کہ جن اکابر کو آنحضرت ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں اپنے رو برو اپنی زبان صدق بیان سے بمنزلہ ہارون شبہ عیسی وامام وغیرہ بنایا تھا جن کا ذکر نمبر ۴ کے جواب میں ہوا ہے۔ان سے بڑھ کر اور کون ہوسکتا ہے۔جب انہوں نے نبی ورسول نہ کہلایا تو اب مرزا قادیانی بایں اوصاف واعتساف کیونکر ایسا ہوگیا کہ بلا کسی خدمت ومحنت ولیاقت کے ان سب اکابر سے بڑھ جائے؟

دہم ۔احادیث کا مصداق مہدی موعود قریش میں سے ہے نا کہ چنگیز خانی مغلوں میں سے۔ جب وہ آوے گا وہ بھی نبی ورسول ہرگز نہ کہلا وے گا۔ ہاں امام بیشک ہوگا جس کا مرزا صاحب بالکل وہرگز لائق ومستحق نہیں۔مسیح کی نسبت خود ہی مرزا غلام احمد قادیانی لکھ چکا ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا مسیح بھی آجاوے جس پر احادیث

کے الفاظ مطابق ہوں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کے الفاظ والا مسیح ومہدی اب تک نہیں آیا الہامات مرزا کا ذکر ہو چکا ہے ان کی حقیقت و غلام احمد مرزا کے نام کی بحث عصائے موسی میں مفصل ہے وہاں غور سے پڑھو۔

(تذکرۃ الاولیاء بزبان فارسی از شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری سے حضرت بایزید بسطامی کے کچھ احوال و وارادات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں جن میں سے بیشتر کا اردو میں تذکرہ سطور بالا میں ہو چکا ہے۔ بہاء

شیخ بایزید بسطامی اکبر مشائخ واعظم اولیا بود، وحجت خدائے بود، وخلیفہ بحق بود، وقطب عالم، بود ومرجع اوتاد، وریاضات وکرامات وحالات وکلمات اوراا ندازہ نبود ودر اسرار وحقائق نظری نافذ، وجدی بلیغ داشت، وروایات درمقام قرب وہیبت بود۔ وغرقہ انس ومحبت بود پیوستہ تن در مجاہدہ ودل در مشاہدہ داشت، وروایات او درا حادیث عالی بود، وپیش از اوکسی را در معانی طریقت چنداں استنباط نبود کہ اوراگفتند کہ درایں شیوہ ہمہ او بود کہ علم بہ صحرا زد وکمال او پوشیدہ نیست تا بہ حدی کہ جنید گفت: بایزید درمیان ما چون جبریل است درمیان ملائکہ....

نقل است کہ اورا نشان دادند کہ فلاں جائے پیر بزرگ است۔ از دور جائے۔ بہ دیدن اوشد۔ چوں نزدیک اورسید آں پیر را دید کہ او آب دہن سوئے قبلہ انداخت۔ درحال شیخ بازگشت، گفت:

اگر اورا درطریقت قدرے بود خلاف شریعت براو نرفتی

نقل است کہ از خانہ او تا مسجد چہل گام بود۔ ہرگز درراہ خیو نداختی۔ حرمت مسجد را

نقل است کہ دوازدہ سال روزگار شد تا بہ کعبہ رسید کہ در ہر مصلی گاہی سجدہ بازمی افگند ودورکعت نمازمی کرد۔ می رفت ومی گفت: ایں دہلیز پادشاہ دنیا نیست کہ بہ یکبار بدینجا برتواں دوید

پس بہ کعبہ رفت وآں سال بہ مدینہ نشد۔ گفت: ادب نبود اورا تبع ایں زیارت داشتن۔ آں را جداگانہ احرام کنم

باز آمد۔ سال دیگر جداگانہ از سر بادیہ احرام گرفت ودرراہ شہرے شد۔ خلقی عظیم تبع اوگشت۔ چوں بیرون شد مردماں از پئے او بیامدند۔ شیخ بازنگریست۔ گفت: اینھا کی اند؟

گفتند: ایشاں با تو صحبت خواہند داشت

گفت: بارخدایا! من از تو درمی خواہم کہ خلق را بہ خود از خود محجوب مگردان۔ گفتم ایشاں را بہ من محجوب گردان

پس خواست کہ محبت خود از دل ایشان بیرون کند۔ وزحمت خود از راہ ایشان بردارد نماز بامداد بگزارد۔ پس بہ

ایشاں نگریست۔گفت: انی انا اللہ لا الہ الا انا فا عبدونی

گفتند: ایں مرد دیوانہ شد

اورا بگذاشتند و برفتند۔ وشیخ اینجا بہ زبان خدائے سخن می گفت۔ چنانکہ بر بالائے منبر گویند۔ حکایۃ عن ربہ۔ پس در راہ می شد۔ کلہ سر یافت بروی نوشتہ۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون ،نعرہ ای بزد و برداشت و بوسہ داد وگفت: سر صوفئی می نماید در حق محوشدہ وناچیز گشتہ نہ گوش دارد کہ، خطاب لم یزلی بشنود، نہ چشم دارد کہ جمال لا یزالی بیند۔ نہ زبان دارد کہ ثنائے بزرگواری او گوئد، بلکہ عقل و دانش دارد کہ ذرہ ای معرفت او بداند ۔ایں آیت در شان اوست ......

یکبار در خلوت بود، بر زبانش برفت کہ: سبحانی ما اعظم شانی ۔ چوں با خود آمد مریدان با او گفتند: چنیں کلمہ ای بر زبان تو برفت۔

شیخ گفت: کدا تان خصم ۔ بایزید خصم !اگر از ایں جنس کلمہ ای بگوئم مرا پارہ پارہ بکنید

پس ہر یکے را کاردی بداد کہ اگر نیز چنیں سخنی آیدم بدین کاردھا، مرا بکشید ۔مگر چناں افتاد کہ دیگر بار ہماں گفت ۔ مریدان قصد کردند تا بکشندش ۔ کانہ از بایزید انباشتہ بود ۔ اصحاب کشت از دیوار گرفتند وہ ر یکی کاردی می زدند۔ چناں کارگری آمد کہ کسی کارد برآب زند۔ ہیچ زکم کارد پیدا نمی آمد چون ساعتی چند برآمد آں صورت خرد می شد۔ بایزید پدید آمد۔ چوں سوعہ؟؟ ای خرد در محراب نشتہ ۔ اصحاب در آمدند و حال بگفت ۔شیخ گفت: بایزید این ست کہ می بینید ۔آں بایزید نبود ....

نقل است کہ گفت: شبی در صحرائی بودم ۔ سر در خرقہ کشیدہ ۔مگر خوابی در آمد۔ ناگاہ حالتی پدید شد کہ از آں غسل باید کرد ۔یعنی احتلام ۔ وشب بہ غایت سرد بود۔ چوں بیدار شدم نفسم کاہلی می کرد کہ بہ بآب سرد غسل کند ۔ می گفت: صبر کن تا آفتاب برآید۔ آنگاہ این معاملہ فرا بیش گیر۔گفت: چوں کاہلی نفس بدیدم و دانستم کہ نماز بہ قضا خواہد انداخت ۔ برخاستم وھم جناں باز آں کرقہ یخ فرو شکستم و غسل کردم وہم جنان در میان آں خرقہ می بودم تا وقتی کہ بیفتادم و بے ہوش شدم ۔ چوں بہوش آمدم ناگہ خرقہ خشک شدہ بود....

گفتم: برابلیس رحمت کن!

گفتند: گستاخی کردی ! بروکہ او از آتش است، آتشی را آتش باید۔تو جہد آن کن کہ خود را بدان نیاری کہ سزائے آتش شوی کہ طاقت نیاری...

وچون کسی از وی دعائے خواستی، گفتی: خداوندا! خلق تواند وتو خالق ایشان ۔من درمیانہ کیستم کہ میاں تو و خلق واسطہ باشم ۔ با خود گفتی او دانائے اسرارت مرا با ایں فضولی چہ کار..

گفت : یکبار بہ درگاہ اومناجات کردم وگفتم :کیف الو صو ل الیك ۔ندائے شنیدم کہ:ای بایزید! طلق نفسك ثلا ثا ثم قل الله ۔نخست خودرا سہ طلاق دہ، وآ نگہ حدیث ما کن...

گفت : اگرفرعون گرسنہ بودی ہرگز انا بکم ا لا علی نگفتی ...

گفت : چوں بہ وحدانیت رسیدم وآں لحظت بود کہ بہ توحید نگریستم ، سالہا درآں وادی بہ قدم افہام دویدم تامرغی گشتم ۔چشم از یگانگی، بر او از ہمیشگی ۔ درھوائے چگونگی می پریدم ۔ چوں ازمخلوقات غایب گشتم گفتم : بہ خالق رسیدم ۔

پس سراز وادی ربوبیت برآوردم ۔کاسہ ای بیاشامیدم کہ ہرگز تاابداز تشنگی اوسیراب نشدم ۔

پس سی ہزارسال درفضائی وحدانیت او پریدم وسی ہزارسال دیگر درالوہیت پریدم وسی ہزارسال دیگر در فردانیت ۔ چوں نودسال بہ سرآمد بایزیدرا دیدم ومن ہر چہ دیدم ہمہ من بودم ۔پس چہار ہزار بایدہ بریدم و بہ نہایت رسیدم ۔ چوں نگہ کردم خودرا دیدم در بدایت درجہ انبیاء ۔

پس چندانی درآن بی نہایتی برفتم کہ گفتم بالائے ایں ہرگزکسی نرسیدہ است و برتر ازیں مقام ممکن نیست ۔ چوں نیک نگاہ کردم سرخود برکف پائے یکے نبی دیدم ۔پس معلوم شدکہ نہایت حال اولیاء بدایت احوال انبیاءاست ۔نہایت انبیاءراغایت نیست ۔پس روح من را ہمہ ملکوت بکذشت وبہشت ودوزخ بدونمودند و بہ ہیچ التفات نکرد و ہر چہ درپیش اوآمد طاقت آں نداشت و بہ جان ہیچ پیغمبر نرسید۔الا کہ سلام کرد ۔ چوں بہ جان مصطفیٰ علیہ السلام،آنجا صد ہزار دریائے آتشین دید بےنہایت و ہزارحجاب ازنور کہ اگر بہ اول دریا قدم نہادمی بسوختی وخودرا بہ باد بردادمی تالاجرم از ہیبت ودہشت چنان مدہوش گشتم کہ ہیچ نماندم ۔ ہر چند خواستم تا میخ طناب خیمہ محمد رسول اللہ بتوانم دیدزہرہ نداشتم ۔ با آنکہ بہ حق رسیدم زہرہ نداشتم بہ محمد رسیدن ۔ یعنی ہرجس برقدرخویش بہ خدائے تواندرسیدکہ حق باہمہ است ،امامحمد سر پیش شان درحرم خاص است لاجرم تاوادی لا الہ ا لا اللہ قطع نکنی بہ وادی محمد رسو ل اللہ نتوانی رسید ودرحقیقت ہردووادی یکی است چنانکہ آن معنی کہ گفتم : کہ مرید بوتراب حق رامی دیدوطاقت دیدار بایزیدنداشت ۔پس بایزید گفت :الٰھی ! ہر چہ دیدم ہمہ من بودم ۔ بامنی مرا بہ تو راہ نیست وازخودی خودمرا گذریست ۔مراچہ باید کرد؟

فرمان آمدکہ : خلاص تو از توئی تو درمتابعت دوست ماست محمد عربی دیدہ را بہ خاک قدم او اکتحال کن و بر متابعت او مداومت نمای ۔تعجب ازقومی دارم کہ کسی راچندیں تعظیم نبوت بود ۔ آنگاہ سخن گوید بہ خلاف ایں و معنی ایں ندانند چنان کہ بایزیدراگفتندفردای قیامت خلائق درتحت لوای محمد علیہ الصلو ۃ والسلام باشند۔گفت :بہ خدایی کہ لوائی کہ لوی من ازلوای محمد زیادت است کہ پیغامبران وخلائق درتحت لوای ما باشند۔یعنی چون

منی را نہ درآسمان مثل یابند و نہ در زمین صفتی دانند۔ صفات من درغیب است ۔ وآنکہ در پردہ غیب است از اوسخن گفتن جہل محض است وسراسر ہمہ غیب است ،۔ چوں کسی چنیں بود۔ چگونہ این کس۔ این کس بود؟ بل کہ ایں کس را زبان حق بود گوبندہ نیز حق۔)

۱۷۔ مولوی محمد احسن امروہی صاحب، حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کی فتوحات میں خواب میں امام ابن حزم کا آنحضرت ﷺ سے معانقہ کر کے غائب ہو جانا اور سوائے آنحضرت ﷺ کے دوسرا نظر نہ آنے کا حال بھی ثبوت و دلیل بروز میں پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس کو مولوی محمد حسین تصدیق کر چکے ہیں۔ الخ

جواب: مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تصدیق وحمایت مرزا قادیانی کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے۔ افسوس ہے کہ مرزائی جماعت کے دلائل وثبوت خوب و خیال ورطب ویابس اقوال رہ گئے ہیں۔ آپ یہ موٹی و عام بات نہیں سمجھ سکے کہ جس طرح آفتاب کے سامنے ستارگان کا وجود غائب ہو جاتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے وجود مسعود مطہر ومقدس کے آگے ابن حزم کا وجود کیونکر غائب نہ ہو جاتا اور پھر سمندر کے آگے قطرہ کی اور درخت کے آگے ایک برگ یا پتہ کی کیا حقیقت وہستی ہے

۱۸۔ اخیر پر امروہی صاحب تھوڑے چندہ ماہوار پر ایسے از خود رفتہ ہوئے ہیں کہ اپنے رقیمہ پر از عنا د والحاد کو ختم کرتے کرتے بھی ایک قدیمی اسلامی مسلّمہ مسئلہ کو نیست و نابود کرنا چاہا ہے، اس طرح کہ حسب فحوائے حدیث شریف متفق علیہ ما بين بيتي و منبري رو ضة من رياض الجنة و منبري على حوضي کے جو ایک قطعہ زمین کا مسجد مبارک نبی ﷺ میں نشان لگا کر ممیّز کیا ہوا ہے اور عام وخاص مسلمان ومومن حصول ثواب و برکات کے لئے اس جگہ پر عمداً وارادۃ نماز پڑھتے ہیں اور مومنین صالحین عابدین سے وہ جگہ کسی وقت ہی خالی ہوتی ہوگی گویا کہ سوا تیرہ سو برس سے مسلمانوں کا اس قطعہ زمین کی فضیلت پر اتفاق واجماع چلا آتا ہے اب مولوی محمد احسن امروہی صاحب اس اتفاق واجماع سلف وخلف کے مقابل ومخالف بڑی دلیری وشیخی سے اس حدیث شریف کی ملحدانہ تفسیر کر کے اس قطعہ زمین مبارک کی فضیلت کو اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

حدیث میں جو آیا ہے ما بين قبري و مسجدي یا منبري رو ضة

من ریاض الجنۃ اس سے کیا مراد ہے۔ اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے تو یہ معنی ظاہری کیوں کر درست ہو سکتے ہیں۔ کیا روضہ جنت کی وسعت اسی قدر ہے کہ جس قدر فاصلہ درمیان قبر اور منبر رسول ﷺ کے ہے۔ یہ تو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے بالکل مخالف ہے۔

پس یا تو علماء سے آپ اس کا جواب لیں یا جو اس حدیث کا مطلب ہم بیان کرتے ہیں اس کو قبول کریں و ھو ھذا :

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیّبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السّماء تؤتی اکلھا کلّ حین باذن ربّھا و یضرب اللہ الا مثال للنّاس لعلھم یتذکرون

یعنی کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ تعالی نے طیب کلمہ کی ایک مثال بیان فرمائی کہ کلمہ طیبہ مانند ایک پاکیزہ درخت کے ہے کہ اس کی جڑ ثابت ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں اور ہر ایک وقت میں اپنے پروردگار کے اذن سے پھل دیتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالی لوگون کو ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ اصل بات کو سمجھ لیویں۔

مطلب آنحضرت ﷺ کا یہ ہے کہ میں جو زمین پاک میں دفن کیا جاؤنگا تو سمجھو کہ میں بمنزلہ تخم پاک کے ہوں جو زمین پاک میں بویا جاوے۔ اور جو تخم زمین عمدہ میں بویا جاتا ہے وہ نہایت عمدہ پھل دیتا رہتا ہے۔ اسی طرح پر تم مجھ کو مردہ نہ سمجھو بلکہ میرے مدفن کا مقام بمنزلہ ایک باغ جنت کے ہے کہ اپنے وقت میں ضرورتوں کے وقت عمدہ عمدہ پھل اس سے پیدا ہونگے یعنی میں حیاۃ النبی ہوں اور میری حیات اس طرح پر ہوگی کہ جس طرح تخم پاک کی حیات بروزی رنگ میں ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

پس جس طرح ایک تخم سے صدہا ثمار و بار پیدا ہوتے ہیں اسی طرح پر مجھ سے احمد و محمد پیدا ہوں گے خصوصاً آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا احمد و محمد پیدا ہوگا جو مجھ میں اور اس میں کچھ بھی فرق نہ ہوگا جیسا کسی تخم کے پیدا

شدہ پھلوں میں اصل تخم سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو لوگ اس روضہ جنت میں سے دنیا میں تمتع حاصل کریں گے وہی روضہ جنت میں داخل ہوں گے ۔الخ (الحکم قادیان ۲۴۔نومبر ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

اس ملحدانہ تفسیر پر بڑا فخر کیا ہے اللہ تعالی ان کو ہدایت کرے ۔ مرزائی جماعت کا دین وایمان ایسا ففروا ہوا ہے کہ آیت قرآن مجید اتّخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ تو ان کو بالکل فراموش ہی ہوگئی اور اس امر کی حس ہی نہیں رہی کہ یشاقق الرسول و غیر سبیل المومنین پر چلنے کی پاداش جہنم ہے ۔ یہ سب ایسے بے خوف وگستاخ ہوئے ہیں کہ اس قدیمی مسلمہ مسئلہ اسلامی کو خواہ مخواہ بے ضرورت ضرور زور لگا کر الٹ پلٹ کرکے اپنا نفسانی ناقص ردی مسئلہ اس قدیمی مسئلہ کی جابجا قائم کرتے ہیں و نحن نعوذ باللہ ۔

امروہی یہ تو خیال کریں کہ بموجب احادیث شریف رسول اللہ ﷺ کے تخم پاک سے جب مہدی موعود بنی فاطمہ سے آوے گا تو وہ ضرور احادیث یواطی سمہ اسمی کے موافق محمد واحمد ہوگا لیکن مرزا چنگیز خانی تخم کا ہے وہ ... کیونکر محمد واحمد بن سکتا ہے ۔ امروہی بے چارہ معذور ہیں بامید چندہ وامداد اور خرچ مجبور کررہی ہے اللہ تعالی رحم فرمائے ۔۲ جنوری ۱۹۰۲ء

راقم ۔اے مسلمان واقف حالات ۔

اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں :

تیمور لنگ صاحب کی کانی ٹٹوانی اور بدہونضرہ کی ترکی تو تمام ہوگئی اور نیم حکیم کی نبض بھی دیکھی گئی ۔ اب مولوی محمد احسن امروہی صاحب کو بھی مسالا مل گیا ۔ امید کہ اب کوئی کان نہ ہلائے گا اور تھان پر کھڑا ہرتر کی اور مراقی راتب کھائے گا ورنہ یاد رہے کہ کہ خالی تو بڑا منہ پر چڑھادیا جائے گا مرد میدان ہو تو اس دھوان دھار ضمیمے کی ہر بات کا جواب دیں ۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸۔ مارچ ۱۹۰۲ء نمبر ۱۰ جلد ۲۰ و ۲۲

لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا

ہاں سمند آہستہ راں اے اعرج نا ہوش مند
منحرف مے تازی و مستی و تاریک است راہ

مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں:

ہمیں تو میاں عبد الکریم سیالکوٹی قادیانی کی لیاقت، متانت، اور تہذیب نفسی کا جس قدر خیال تھا کب کے اس کو خیر باد کہہ چکے تھے، اور اسلامی پبلک کو اس کے کرتوں سے واقف کر چکے تھے۔ مگر وہ ایسا صاحب شرم ہے کہ اگر سو پڑیں تو ایک گنتا ہے، اور ان کو پیٹھ پیچھے باتیں یقین کرتا ہے۔

اس کی ایمان داری کا یہی مبلغ ہے کہ ہماری سینکڑوں اصلاحوں کو شیر مادر کی طرح پی گیا، اور ڈکار تک نہ لی۔ ہمارے چودھویں صدی اخبار والے اعتراضات سے باوجود ان کو پڑھنے اور دیکھنے کے بھی ایسی خاموشی اختیار کی کہ گویا اس کے منہ سے زبان ہی جاتی رہی ہے۔

ضمیمہ شحنہ الموسوم بہ نامہ اعمال قادیانی میں تو آپ پر اتنی پڑیں اور پڑ رہی ہیں کہ گنج کے کیڑے جھڑ گئے ہوں گے۔ مگر وا رے بے حیائی اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء میں پھر اپنے اوصاف ثلاثہ کا کامل ثبوت دیا ہے جو قسام ازل نے آپ کی طبیعت میں گوندھے ہیں۔۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

اے خدا سے لڑنے والے۔ا۔د۔ گجراتی کب تک یہ چیتھڑا تیری ناپاکیوں سے آلودہ ہو کر خدا کے ملائکہ مقربین کے مشام کو ایذا دیتا رہے گا یاد رکھو والعاقبة عند ربك للمتقين۔،

اے ذات شریف! معلوم نہیں آپ کیوں اپنی طینت کی پاکی اور تہذیب نفسی کا بار بار ثبوت دیتے ہیں۔ بھلا آپ کی معذوری اور دو روٹیوں اور پاؤ بھر گوشت

پر ایمان فروشی میں کس کو شک ہے۔ پھر پھکڑ بازی سے معلوم نہیں آپ کے ہاتھ کیا آتا ہے۔ ذرا خیال تو کرو جری اللہ والے ناپاک شیطانی الہام کی دھجیاں مولانا احمد حسن شوکت نے اڑائیں اور پبلک پر عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کر دیا کہ ایسا لغو اور بے معنی الہام مرزا غلام احمد قادیانی کو خاص ابلیس علیہ اللعنۃ کی طرف سے ہوا ہے۔ آپ کو لازم تھا کہ پہلے مولانا موصوف کے روشن دلائل کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور پھر جواب دینے پر قلم اٹھاتے۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ سوائے بکواس کے آپ میں اس قدر مغز ہی نہیں۔ آپ تو صرف جھوٹی مداحی سے روٹیوں کے بنجارہ ہیں۔ آپ تو بجائے خود، اگر مرزا قادیانی کی سات پشتیں بھی چل کر آویں تو انشاء اللہ معقول جواب نہ دے سکیں گی۔ البتہ گالیاں دینا اور افتراء اور بہتان سے کام لینا دجال اور خر دجال کی قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ اب میں آپ کے ناپاک فقروں کا جواب دیتا ہوں ذرا کان لگا کر سنئے

۱۔ راقم ایک مسلمان ہے اور اپنے عقاید رسالہ راست بیانی قادیانی میں مفصل بیان کر چکا ہے۔ میں نے اپنے والدین کی گود میں ارکان اسلام سیکھے اور ساری عمر خداوندتعالی کو ایک ماننے اور حضرت محمد ﷺ کو رسول برحق جاننے میں گذاری اور گزر رہی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہوں اور ان سے برابری کرنے والوں کو پکا ملحد اور پورا مرتد یقین کرتا ہوں۔ پھر آپ دین وایمان سے فارغ خطی حاصل کر کے کیوں مجھ پر بہتان باندھتے ہیں۔

جب آپ نے ایسا ناپاک فقرہ اپنے بد باطن اور سیاہ دل سے نکالتے وقت کوئی دلیل پیش نہیں کی تو یاد رکھو کہ یہ گندہ اور مکروہ فقرہ مجذوب کی بڑ اور گوز شتر سے زیادہ نہیں۔ اگر آپ کو کوئی روشن دلیل مل نہ سکتی تھی، تو کوئی کانی، گنجی، لنگڑی، دلیل ہی پیش کرتے۔

سنو! اگر آپ کی طرح ہمارا دل بھی ناپاک ہوتا ...تو آپ کے مرشد اور اس کے چند بے ایمان مشیروں کی طرح ہم بھی کوئی پینتھ قائم کر کے دغا اور فریب سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو اپنی طرف ورغلا کر ان سے ٹکے بٹورتے اور پاک اور مقدس مسلمانوں اور بالخصوص انبیاء کرام کی تضحیک کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے۔ حاشا للہ کہ خداوند پاک جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہم بندوں پر بے شمار

انعام واحسان کئے ہیں ایسی بے ادبی کا خیال بھی ہمارے دل میں پیدا ہو۔

برخلاف اس کے ہماری لڑائی تو ایسے شخص سے ہے جو شیطان سے بھی زیادہ خبیث ہے۔ جو قرآن شریف کی آیات کو اپنے مطالب کے موافق بناتا ہے۔ پہلے تو انبیاء کرام کی شان میں ہتک آمیز الفاظ لکھتا ہے پھر ان کے ساتھ استہزاء کرتا ہے۔ اس کی افترا پردازی اور بہتان بندی کا یہ عالم ہے کہ باوجود خود کافر مرتد ہونے کے اسلامی دنیا کو دائرہ اسلام سے باہر بتاتا ہے حالانکہ علمائے اسلام نے خود اس کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ اس کی شیخی تکبر تعلیٰ اور غرور کی تو یہ حد ہے کہ (معاذ اللہ) اپنی ذات کو خدا کا بھی مخدوم اور معبود ثابت کرتا ہے، اور کذاب اور مفتری علی اللہ ہے اور جن پیش گوئیوں پر اس کا ناز تھا وہ روز روشن میں علی رؤس الاشہاد غلط نکلیں اور ایک جہان کے روبرو اس کا منہ کالا ہوا، مگر کیا مجال ہے کہ اس نے بے شرمی روسیاہی سے آنکھ بھی نیچی کی ہو۔

سنو! ہماری لڑائی ایسے شیطان سے ہے جو ختم نبوت کے بعد اپنی نبوت کا دعوی کرتا ہے اور غیر سید ہو کر اپنی ذات کو خاندان سادات سے ظاہر کر کے صریح جھوٹ بولتا ہے ... پس ایسے آدمی کے کرتوتوں سے پبلک کو واقف کرنا نہ صرف ہمارا بلکہ کل نیک دل مسلمانوں کا کام ہے اور باوجودیکہ مسیح کاذب یا دجال اور اس کے لنگڑے گدھے کی پشت پر لٹھ پر لٹھ برس رہا ہے پھر بھی دولتیاں جھاڑنے سے باز نہیں آتا۔ پس وہ کون عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہم خدا سے لڑ رہے ہیں بلکہ ہم تو ابلیس خبیث کے مکروں سے پبلک اسلامی کو آگاہ کر رہے ہیں۔

۲۔ رہا چیتھڑے والا معاملہ، سو یہ آپ ہی کے خیالات کی شستگی کا مبلغ ہے کہ گئی گذری اور پرانی چیزوں کو از سر نو تازہ کرانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو وہ معاملہ یاد نہیں رہا جو مشن سکول کی لوئر ٹیچری سے نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ رخصت ہوتے وقت پیش آیا تھا۔ غالباً یہ وہی پرانا چیتھڑا ہوگا جو ناپاکیوں سے آلودہ ہو کر آپ کے دل میں جاگزین ہے اور المرء یقیس علی نفسہ کے موافق اپنے کرتوتوں کو اوروں کے ساتھ آپ نسبت کرنا چاہتے ہیں سو یہ آپ کی غلطی ہے۔

۳۔ ملائکہ مقربین کی بھی ایک ہی کہی ۔ جماعت حمقاء کو قابو میں لا کر ان کے مالوں سے قوت باہ کے نسخے بنانا اور یاقوتیاں اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ اڑا کر شہوت رانی کا جہاز چلانا، مغلوب الغضب ہوکر ذوی الارحام کو عاق کرنا، اور اپنی بی بیوں کو ناحق بے موجب طلاق دینا وغیرہ، کیا ملائکہ مقربین کا یہی کام ہے۔

کار شیطان مے کند نامش ولی
گر ولی این ست لعنت بر ولی

یاد رکھو یہ ملائکہ مقربون کا نہیں بلکہ اندھیرے کے بھوتوں اور دیوثوں کا کام ہے۔

۴۔ و العاقبة للمتقین سراسر حق ہے۔ پس ایسا ناپاک مشن جو عین تقوی اور ورع کے برخلاف ہے چونکہ ایک ہوائی قلعہ ہے اس لئے اسے زک پر زک پہنچ رہی ہے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بج رہی ہے۔ اور عوام میں اس کی مٹی خراب اور پرلے درجے کی رسوائی ہو رہی ہے۔ اس دروغ کو خداوند پاک کبھی فروغ نہ دے گا اور عنقریب ہی یہ مشن بھی مثل دیگر جھوٹے مشنوں کے صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گا اور والعاقبة للمتقین نئے طور پر جلوہ دکھاوے گا۔

اگر میرے مخاطب (عبدالکریم سیالکوٹی) کو تہذیب اور متانت کا کچھ بھی بہرہ ہوتا تو میں نے چودھویں صدی اخبار میں جس تہذیب و متانت اور ادب سے کام لیا تھا وہ اس کی قدر کرتا۔ مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ۔ اس لئے جیسا مخاطب کا نیچر ہے ویسا ہی جواب عرض کیا گیا اور مقولہ: جیسا منہ ویسے تھپڑ، کو مدنظر رکھ کر اور اب پھر کہا جاتا ہے کہ اگر مخاطب میں کچھ بھی شرم ہے تو ہمارے سینکڑوں اعتراضوں کے جن کی بدولت اس جھوٹے مشن کی بنیاد بیخ و بن سے کٹ رہی ہے کسی معقول دلیل سے جواب دے مگر واقعات کا جواب کہاں اس لئے میاں عبدالکریم ہم کو برملا گالیاں نکال کر اپنی اصلیت ظاہر کر رہے ہیں اور یہی قسام ازل نے ان کو نصیب کیا ہے۔

راقم: ا۔ د، گجراتی

افشاءِ راز قادیانی

مولانا شوکت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

راقم یکے از معتقدین مرزا صاحب ہے مگر خداوند تعالیٰ نے بندہ کو طبیعت کچھ ایسی عطا فرمائی ہے کہ جو بات اچھی طرح محقق نہ ہو جائے اس کے تسلیم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ میرے دل میں مرزا صاحب کے اکثر الہامات کی بابت کچھ ایسے شک و اعتراض پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کے مطالب ہرگز سمجھ میں نہیں آتے۔ میں نے ان اعتراضات کو مرزائی جماعت کے لیڈنگ ممبروں کے سامنے اکثر پیش کیا مگر نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ مجھے کوئی قابل اطمینان جواب نہیں دیتے۔

اسی امید پر اڈیٹر الحکم کو بھی لکھا کہ میرے سوالات کو خواہ مرزا صاحب کی تائید میں ہوں یا تردید میں شائع کر دیا کرے اور مجھ سے ان کی اجرت وصول کر لیا کرے۔ مگر باوجودیکہ بندہ اخبار مذکور کا خریدار بھی ہے مگر جناب اڈیٹر صاحب نے عالم تکبر تعلیٰ غرور اور شیخی میں آکر ان الفاظ میں راقم کو جواب لکھا کہ ایسے مضامین کو میں ردیات کے ٹوکرے میں پھینک دوں گا۔ پس اس طرح وہاں سے بھی مجھے پوری مایوسی ہوئی مگر مجھے اپنے رفع شکوک کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

میں آپ کے ضمیمہ شحنہ ہند میں مرزا صاحب کی اکثر غلطیوں کی اصلاحیں دیکھتا ہوں اور وہ ایسی عمدہ اعلیٰ اور معقول ہوتی ہیں کہ بے اختیار طبیعت مان جاتی ہے مجھے یقین ہے کہ فی الحال میرے مندرجہ ذیل دو اعتراض جو مرزا جی کے دو الہاموں کی نسبت ہیں آپ اپنے ہر دلعزیز ضمیمے میں شائع فرماویں گے تو میں مشکور و ممنون ہوں گا

۱۔ انت بمنزلۃ ولدی ۔ اس الہام کو مولوی عبد العزیز بٹالوی نے بھی اپنی کتاب حقیقۃ المہدی میں درج کیا ہے (دیکھو ص ۱۶ کتاب مذکور

ص ۱۰۴۔ دوسرا اعتراض اس الہام پر ہے اصح زوجتی ۔ یاصح زوجتی (الحکم جلد ۵ نمبر ۲ صفحہ ۵ کالم ۴ نمبر ۳۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء۔ الحکم ص ۱۱ کالم ۱۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء)

واضح ہو کہ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک رحمانی و شیطانی کلام کی شناخت کا حقیقی

معیار قرآن مجید کو رکھا ہے اور مرزا صاحب کا بھی اسی پر بظاہر اعتقاد ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح ستہ کو ہم اس وقت مانتے ہیں کہ قرآن کریم ان کی تائید کرے اور اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہو تو اس کو ہرگز نہ مانیں گے۔ اور اپنے اس اصول مسلمہ کی تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں

ولو کا ن من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلا فاً کثیراً (النساء:۸۲)

پس ہم بھی مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ اتفاق رائے کرکے اسی آیت کو ہر الہام کا معیار صداقت رکھتے ہیں اور سب سے اول الہام انت بمنزلۃ و لدی کو لیتے ہیں جس کا ترجمہ ہے: اے مرزا صاحب تو میرے لئے بجائے بیٹے کے ہے۔

حضرت کو لازم تھا کہ پہلے خدا کے لئے کوئی حقیقی بیٹا مانتے، پھر اپنی ذات کو اسکا بمنزلہ بناتے۔ جس طرح ایک اصلی مسیح دنیا میں گذر چکا ہے تو اسکا مثیل آپ نے اپنے تئیں بنانا چاہا ہے۔ گو اس سے پاک لوگ مرزا قادیانی کو نہایت نفرت اور حقارت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے جناب حضرت علی مرتضیٰ کو بمنزلہ ہارون فرمایا ہے کہ یا علی انت بمنزلۃ ھا رو ن من موسیٰ اور یہ کلام آنحضرت ﷺ کا بالکل راست ہے۔

پس بمصداق ثبت العرش ثم انقش ۔ جب تک آپ بھی خدا کے لئے کوئی بیٹا مقرر نہ فرمائیں بمنزلۃ ولد خدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ جہاں تک قرآن شریف میں تدبر کیا جاتا ہے اور اس پاک و بے عیب کتاب سے تذکر و تامل کیا جاتا ہے سراسر اس کے خلاف ہی نکلتا ہے۔

۱۔ قل ھو اللہ احد اللہ۔ الصمد۔ لم یلد و لم یو لد۔ و لم یکن لہ کفوا ا حد

۲۔ انّی یکو ن لہ ولد و لم تکن لہ صا حبۃ (الانعام:۱۰۱)

البتہ کفار مشرکین کے اکثر مقولے حکایۃً قرآن مجید میں درج ہوکر ان کے جوابات دیئے گئے ہیں جن کے یہ بدعقاید تھے کہ فرشتے معاذ اللہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ عزیر اور مسیح اس کے بیٹے ہیں۔ جیسا کہ آیات ذیل سے پایا جاتا ہے

۱۔ و قال اتّخذ الر حمن ولداً سبحا نہ ، بل عبا د مکر مو ن لا یسبقو نہ بالقو ل و ھم بامرہ یعملون (الانبیاء:۲۶۔۲۷)

۲۔ و قالوا اتّخذ الرّحمان ولدا۔ لقد جئتھم شیئا ادّا ۔تکاد السّماوات یتفطّرن منه و تنشقّ الارض و تخرّ الجبال ھدّا ان دعوا للرّحمن ولدا۔ وما ینبغی للرّحمن ان یّتّخذ ولدا ۔

(مریم:۸۸۔۹۲)

۳۔ و قالت الیھود عزیر ن ابن الله و قالت النصاری المسیح ابن الله ۔(توبہ)

پس اگر مرزا صاحب نے کفار ومشرکین یہود ونصاری کے تتبع سے اپنی ذات کو بمنزلۃ ولدی کا لقب دیا ہوتو کچھ عجب نہیں مگر اس میں ایک اور مشکل مرزا صاحب قادیانی کو پیش آوے گی یعنی ان کو مشرکین کفار وغیرہ کا ساتھی اور ہم خیال بننا پڑے گا اور مرزائی ان کی تردید کا جو دعوی کررہے ہیں وہ سراسر عبث اور فضول گنا جاوے گا۔

دوسرا الہام ۔مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ میری بیوی بیمار تھی، اسپر مجھے الہام ہوا کہ، میری بی بی تندرست ہوگئی ۔،

اس سے کئی کئی احتمالات پیدا ہوتے ہیں:

ا: خداوند تعالی کی ذات پاک کے لئے زوجہ کا خیال کرنا صریح شرک ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیات جوتمہید میں بیان کی گئی ہیں صاف صاف روکتی ہیں۔ پس تعجب پر تعجب ہے کہ الہام نمبر ا میں تو خدا، مرزا صاحب کو اپنا متبنی (منہ بولا بیٹا) قرار دے اور الہام نمبر۲ میں مرزا صاحب کی زوجہ کو اپنی زوجہ کہہ کر پکارے ۔یعنی اپنی بہو کو زوجہ کہے۔تعالی شانه کبرت کلمة تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا

۲۔خداوند تعالی کے کلام پاک میں تناقض ہونا محال اور غیر ممکن ہے حالانکہ ان دونوں الہاموں میں پایا جاتا ہے (اور اگر مرزا جی زوجتی سے اپنی زوجہ مراد لیں تو صح زوجتك الہام ہونا چاہیے تھا کیونکہ ملہم خدا ہے نہ کہ مرزا جی اور اگر مرزا جی ہی ملہم اور ملہم ہیں تو یہ الہام نہیں بلکہ اضغاث احلام ہے۔اڈیٹر شحنہ ہند)

۳۔ یہ الہامات آیات قرآنی کے صریح مخالف ہیں جیسا کہ تمہید میں بیان کیا گیا

۴۔ جب کہ بداہۃً ثابت ہے کہ یہ الہامات مثل دیگر مرزا صاحب کے الہاموں کے خدا کا کلام نہیں تو اس بات کے ماننے میں ذرہ بھی تامل نہیں کہ یہ الہامات سراسر شیطانی

ہیں

۵۔ اگر بفرض محال مرزا صاحب قادیانی کوخدا کا بیٹا کہا جاوے (حسب قرار داد الہام) تو مرزا صاحب کی بی بی اس طرح خدا پر (معاذ اللہ) حلال ہوسکتی ہے جیسے سورہ احزاب میں منہ بولے بیٹے کی بیوی کو پیغمبر خدا ﷺ پر خدا نے حلال کیا اور شائد حلال ہونے کی یہ وجہ بتاویں کہ چودھویں صدی میں خدا کے ہاں بیٹا (مرزا غلام احمد قادیانی) ہوگا اور اس کی بیوی سے یعنی بہو سے خدا نکاح کرے گا اور اس کو زوجتی کہے گا۔

مگر سورہ احزاب والا معاملہ تو بعد طلاق صاف ہوا یہاں مرزا صاحب نے جب تک اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تو خدا اس کو کیونکر زوجتی کہہ سکتا ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ الہامات شیطانی ہیں۔

میں نے یہ دوسرا الہام صح زوجتی والا ایک مولوی صاحب کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ بھی اس مقام پر درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اس پر بھی غور فرما کر جواب تحریر فرماویں گے۔

راقم: ع، ع۔ از سیالکوٹ

قادیانی کے شیطانی الہامات

جناب خان صاحب! و علیکم السلام و رحمة الله و بركاته

میں نے قادیانی الحکم اخبار کی دونوں تحریروں کو بغور تمام پڑھا۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء میں تو اصح زوجتی مرقوم ہے

اور ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء میں صح زوجتی۔

دونوں الہاموں میں لفظاً و معناً اختلاف ہے۔ اول میں ہمزہ استفہام ہے دوسرے میں نہیں۔ اور معنوں میں تو ایک عجیب وغریب تحیر عقلی پایا جاتا ہے۔

پہلے الہام کے یہ معنی ہیں کہ کیا میری زوجہ تندرست ہوگئی۔

دوسرے الہام کے یہ معنی ہوئے: میری زوجہ تندرست ہوگئی۔

گویا پہلا جملہ انشائیہ اور دوسرا خبریہ۔ مگر دونوں صورتوں میں ملہم کا کفر لازم

آتا ہے کیونکہ گر الہام کنندہ خدا کو فرض کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ زوج اور ابن یعنی جورو اور بیٹے کے عیب سے بری اور منزہ ہے۔ چنانچہ وہ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے

ما اتخذ صاحبةً ولا ولدا (سورہ جن:۳)

اور انی یکون له ولد ۔(سورہ انعام:۱۰۱)

اولی الابصار غور فرما سکتے ہیں۔ اور اس پر ملہم (الہام کنندہ) کی بے خبری اور بے علمی کا یہ عالم ہے کہ اپنی زوجہ اور صاحبہ کی مفروضہ صحت کا استفسار کرتا ہے۔ معلوم نہیں یہ استفسار قادیانی کے زعم میں خود بذاتہ قادیانی سے ہے یا کسی اور سے۔ کیا عجب ہے کہ قادیانی نے اپنے آپ کو اقانیم ثلاثہ کا ایک اقنوم تصور کر کے اپنے سے یہ استفسار سمجھا ہو جیسا کہ اس شیطانی الہام کو بھی اپنی طرف منسوب کرتا ہے انت بمنزلة ولدی یا کسی غیر سے استفسار کیا ہو جو اعلی وزارت کی کسی پر بیٹھ کر مثل خونی کا حق رکھتا ہے جس کی طرف سے وارنٹ گرفتاری قادیانی کو آرہے ہیں۔

غیر استفہامی یعنی اختیاری صورت میں زوجہ کے عیب سے باوصف انکار کے الہام کنندہ نے اقرار کیا اور یہ عجیب کیفیت ہے کہ الہام دادہ ء (قادیانی) تو اپنی زوجہ مریضہ کی بات کرے اور الہام کنندہ (قادیانی کا خدا) اسکو اپنی زوجہ تصور فرما کر اس کی صحت کی قادیانی کو خبر دے۔ عجیب مغالطہ اور طرفہ معجون مرکب ہے جس کی کیفیت اور مزاج سے مطلع ہونا محال ہے اگر قادیانی یا اسکا کوئی پیرو اپنی تاویلات لاطائل ... سے ہاتھ پاؤں مار کر کچھ بیان کرے، تو ہم ایسی تاویل کے سننے کے بڑے مشتاق ہیں گو وہ تاویل گنجی یا کانی یا لنجی ہی کیوں نہ ہو۔

علاوہ بریں الہام کنندہ (قادیانی کا خدا) زبان عربی سے بھی پرلے درجے کا نابلد ہے اور اس کے محاورات اور قواعد صرف ونحو بدیع ومعانی سے نرا کورا اور معرا اور محض جاہل ہے، جس کو اب تک یہ خبر بھی نہیں کہ یہ الہام باعتبار محاورہ عربی درست ہے یا غلط۔

اور ملہم (مرزا قادیانی) بھی علی ہذا القیاس بالکل ہی کودن اور ناواقف ہے جو الہام مذکور کی صحت وسقم میں تمیز نہ کر کے اپنے اخبار مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء اور ۲۴

جنوری ۱۹۰۲ء میں اس لغو اور غلط الہام کو شائع کر کے خاص و عام میں رسوا اور ذلیل ہو رہا ہے اور اپنے مقرب حواریوں وغیرہ کی علمیت ولیاقت کی قلعی کھلوا رہا ہے کیونکہ یہ بات تو مشن اور بورڈ سکولوں کے طلبہ پر بھی مخفی نہیں کہ (زبان عربی میں) فاعل مونث حقیقی لفظی ہو تو جب اسکی طرف فعل منسوب کیا جاوے تو اس فعل کا مونث ہونا لازم و واجب ہوتا ہے نہ کہ مذکر جیسے کہ دونوں اصح و صح والے مخدوش الہاموں میں منقول ہے۔ جس صورت میں فاعل مونث حقیقی ہو تو فعل کو ہمیشہ بصیغہ مونث لانا چاہیے دیکھو کتاب مفتاح الادب حصہ سوم نحو صفحہ ۱۸

جب کہ زو جتی فاعل مونث حقیقی ہے تو چاہیے تھا کہ اس کا فعل مونث یعنی صحت زو جتی ہوتا۔ مگر چونکہ یہ ایک شیطانی الہام ہے پس اتنی فاش اور فاحش غلطیوں سے اسکا مملو اور مشحون ہونا ضروری تھا۔

دوسرے پہلو پر اگر قادیانی یا اس کا کوئی معاون یہ کہے کہ دونوں الہاموں میں زو جتی کی ضمیر ملہم (الہام کنندہ) کی طرف راجع ہے، اور زوجہ مفعول ہے نہ کہ فاعل ، اور اعتراض مذکورہ سے کسی باطل حیلہ سے بچنا چاہے تو پھر بھی نجات اور مخلصی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت میں استفہام اور غیر استفہام کے مطالب قادیانی پر ظاہر کرنے لازم ہوں گے اور جب الہام ہے ۔(اس مضمون کی آخری دس سطریں بالکل نہیں پڑھی جاتیں اور نہ ہی معلوم ہو سکا ہے کہ یہ مضمون کس صاحب قلم کا ہے۔ بہاء)

مرزا جی سے فیصلہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جب قادیانی مرزا جی ہر طرح عاجز ہو جاتے ہیں تو مباہلہ کا اشتہار دیتے ہیں مگر میدان میں نہیں آتے۔ الہام پارہ پارہ ہو گیا، جھوٹی نبوت کے پرخچے اڑ گئے ،اب شحنہ ہند میرٹھ سے فیصلہ کرنے کا اعلان دیا ہے۔ اس معاملہ میں معاونان ضمیمہ کی عام رائے حسب ذیل موصول ہوئی ہے

اولاً مرزا جی ضمیمے کے تمام اعتراضات کا معقول جواب دیں۔

دوم، جب کہ تمام علمائے اسلام مرزا قادیانی کو بالا جماع کافر قرار دے چکے ہیں، تو کیا ابھی فیصلہ ہو جانے میں شک ہے۔

سوم، حضرت حاجی مولوی صوفی محمد عبدالحق صاحب سے مباہلہ کر کے جو مزہ چکھا اور اس کا جو کچھ مزید اثر ظہور میں آ رہا ہے کیا وہ عبرت کے لئے کافی نہیں۔

چہارم، ملہمان متبعان کتاب وسنت نے جو آپ کے الہامات کو شیطانی قرار دیا تو ان کا کیا بگڑا، جواب شحنہ ہند پر مباہلہ کی دھونس ڈالی جاتی ہے۔

پنجم، مولوی فضل حق صاحب ایبٹ آبادی نے ہر طرح کا فیصلہ کرنے کا جو ڈنکے کی چوٹ تمام مرزائی شرائط قبول کر کے اعلان دیا ہے پہلے ان سے مباہلہ کیجئے کپکپی کیوں چڑھ گئی۔

ششم، جب کہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۶ میں حضرت ابن مسعود کی درخواست مباہلہ کو مرزا جی سخت خطا قرار دکر مباہلہ سے گریز کر چکے ہیں، تو اب مباہلہ کی درخواست کیسی ہے۔ یا تو پہلے جھوٹ بولا یا اب جھوٹ بولتا ہے (دیکھو صفحہ ۱۴۸ عصاء موسی) پھر تعزیرات کی دفعہ خلاف بیانی شحنہ ہند کے اجلاس میں کیوں قائم نہ ہو۔ آج مثل پیش ہو کر حکم ہوا کہ وارنٹ گرفتاری جاری کیا جائے۔

بے معنی الہام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

جس طرح شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمے نے قادیانی مرزا جی کی پیشگوئیاں بند کر دیں اسی طرح انشاء اللہ الہام بھی بند کیا جائے گا۔ اور بانس رہے گا نہ بانسری اور پھنک ایک پھنک دو کو بھی شحنہ پھانک جائے گا۔ بس ٹڑوں ٹوں مداری اور اس کی ڈکڈگی باقی رہ جائے گی۔

بے معنی الہامات کے جیسے کچھ پرزے اڑے۔

فی حلل الانبیاء کی جو کچھ چتھاڑ ہوئی۔

اصح زوجتی اور انت بمنزلۃ ولدی کی جو کچھ قلعی آج کے ضمیمہ شحنہ

ہند میرٹھ میں کھلی، اس سے مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ مرزا جی کے خدا نے انت ولدی نہیں کہا کیونکہ اس کا ایک اکلوتا بیٹا (بزعم نصاری) پہلے ہی موجود تھا بلکہ بمنز لۃ ولدی کہا۔ ظاہر ہے کہ اس سے اپنے پچھلے اکلوتے بیٹے کو بڑھایا اور لیپا لک بیٹے (مرزا قادیانی) کو گھٹایا کیونکہ نقل سے اصل ہمیشہ بڑی رہتی ہے حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کو اکلوتے بیٹے سے بڑھاتا ہے اور اس کی ہر طرح توہین کرتا ہے۔ گویا باپ بیٹوں میں تناقض ہے ھذا شیء عجاب اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مرزا قادیانی کو ولدی کہدیتا تو کیا فرق پڑتا۔ جب خدا کے ایک بیٹا ہو چکا ہے تو دوسرے بیٹے کا ہونا کون سا خرق نیچر ہے۔

ایک بیٹا جن کر یا جنوا کر مرزا غلام احمد قادیانی اور عیسائیوں کے خدا کا عنین ہو جانا قیاس میں نہیں آتا۔

بمنزلۃ ولدی سے قادیانی مرزا جی نے اپنے کو عیسائیوں کے عقیدے سے بچانا چاہا ہے مگر ولدی اور بمنز لۃ ولدی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں ایک ہی ٹکسال کی گھڑت ہیں۔ پھر دونوں فقرے کتنے بے جوڑ ہیں انت بمنز لۃ ولدی کے قضیہ حملیہ میں تو حمل صفت اور انت تو حیدی و تفریدی میں حمل مصدر کا ذات پر ہے جو بالکل بے معنی ہے۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۲ء نمبر ۱۱ جلد ۲۰ و ۲۲

الشھادۃ الجلی فی اثبات لوازم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(نبوت اور اس کے لوازم)

مولوی امام الدین گجراتی، محقق گجراتی کے قلمی نام سے لکھتے ہیں:

نبی کا لفظ نباء سے مشتق ہے اور نباء کے معنی خبر اور آگاہی کے ہیں۔ قرآن مجید میں نباء کا اطلاق غیب کے متعلق ہوا ہے اور غیب سے کبھی تو حالات ماضیہ

مراد لئے گئے ہیں اور کبھی مستقبلہ۔

اللہ تعالی کا مقصود انباء غیب سے یہ ہے کہ اس کے احکام کی عدم تعمیل کے جو نتائج پہلے لوگوں پر عائد ہوئے ہیں ان کو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے واسطے کھول کر بیان کیا جائے تاکہ یہ حالات انہیں صراط مستقیم پر چلنے میں ممدومعاون ہوں اور اس وجہ سے مرنے کے بعد قیامت کے دن جو حالت ان کی ہونے والی ہے اس سے آگاہ اور خبردار ہو جائیں

آیات جن میں نبا کا اطلاق حالات ماضیہ پر ہوا ہے:

كذ لك نقصّ عليك من انباء ما قد سبق ۔ و قد آتيناك من لد نا ذكرا ۔ من اعرض عنه فانه يحمل يوم القيا مة وزرا۔ خالدين فيه و ساء لهم يوم القيا مة حِملا ۔(سورہ طہ :۹۹۔۱۰۱)

ترجمہ: اسی طرح ہم واقعات گذشتہ تم کو سناتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے قرآن عطا فرمایا جن لوگوں نے اس سے منہ پھیرا قیامت کے دن وہ ایک بوجھ لادے ہوں گے اسی حال میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے دن ان کو بہت ہی گراں ہوگا۔

الم يأتكم نبؤا الذين كفروا من قبل فذا قوا و بال امر هم و لهم عذا ب اليم ۔(التغابن:۵) ترجمہ: کیا تم کو ان لوگوں کا حال نہیں پہنچا جنھوں نے پہلے کفر کیا پھر اپنے اعمال کا مزہ چکھا اور ان کو عذاب دردناک ہوتا ہے

آیات جن میں نبأ کا اطلاق حالات مستقبلہ پر ہوا ہے

فقد كذّ بوا بالحقّ لمّا جاء هم فسوف يأتيهم انباء ما كا نوا به يستهزؤن ۔ الم يروا كم اهلكنا من قبلهم من قر ن مكّناهم في الارض ما لم نمكن لكم و ارسلنا السماء عليهم مدرارا و جعلنا الا نها ر تجري من تحتهم فا هلكنا هم بذ نو بهم و انشأنا من بعد هم قر نا آ خر ين ۔(الانعام:۵۔۶)۔ترجمہ: چنانچہ جب حق انکے پاس آیا اس کو بھی جھٹلا ہی دیا یہ لوگ جس چیز کی ہنسی اڑا رہے ہیں اس کی حقیقت ان کو معلوم ہو جائے گی کیا ان لوگوں نے نظر نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کیا جن کی ہم نے ملک میں ایسی (مضبوط) جڑ باندھ دی تھی کہ ابھی تک تمہاری ایسی جڑ نہیں باندھی اور ہم نے ان

پر موسلا دھار مینہ برسایا اور ان کے نیچے سے نہریں رواں کر دیں پھر ہم نے انکے گناہوں کی سزا میں ان کو ہلاک کر یا اور ان کے پیچھے اور امت نکال کھڑی کی۔

قل ما اسئلکم علیه من اجر وما انا من المتکلفین۔ ان هو ا لا ذکر للعالمین ۔و لتعلمن نبأه بعد حین ۔(سورہ ص:۸۶۔۸۸)

ترجمہ: کہو کہ اس پر میں تم سے کچھ مزدوری تو مانگتا نہیں اور نہ مجھ کو تکلف کرنا آتا ہے یہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور بس اور کچھ دنوں پیچھے تم کو اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی

قرآن کریم نے نبوت اور رسالت کے لوازم صاف صاف بتلا دیئے ہیں اور مثال کے واسطے انبیاء کرام کے نام اور ان کے مختصر حالات بھی ظاہر کر دیئے ہیں اس موقعہ پر ان لوازم میں سے چند کے بیان پر اکتفا کیا جائے گا۔

اول: مدعی نبوت و رسالت پر وحی کا ہونا

یہ وحی اسی قسم کی ہونی چاہیے جیسی انبیاء سابقین پر ہوتی رہی ہے دیکھو آیت ذیل

انّاوحینا الیك كما اوحینا الی نو ح و النّبیین من بعده۔ و اوحینا الی ابرا هیم و اسما عیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط و عیسی و ایو ب و یو نس و ها رو ن و سلیما ن و آتینا دا ؤد زبو را ۔ و ر سلاً قد قصصنا هم علیك من قبل و رسلا لم نقصصهم علیك و كلّم الله مو سی تكلیما(سورہ نساء: ۱۶۳۔۱۶۴) ۔ترجمہ۔ بے شک ہم نے وحی کی تجھ کو جیسے کہ وحی کی ہم نے نوح کو اور نبیوں کو اور اس کے بعد اور وحی کی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور دی ہم نے داؤد کو زبور اور رسول ہیں کہ ہم نے ان کا حال اس سے پہلے تجھ پر بیان کیا اور رسول ہیں کہ ان کا حال ہم نے تجھ پر بیان نہیں کیا اور بات کی اللہ نے موسی سے ایک طرح کی باتیں کرنیں۔

اس آیت میں جناب سید المرسلین کو وحی مثل وحی انبیاء سابقین اس واسطے کہا گیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ محض وحی کا ہونا نبوت اور رسالت کے لئے کافی نہیں کیونکہ وحی کبھی شیطان کی طرف سے اسکے دوستوں کو بھی ہوتی ہے جس کی اطاعت

انسان کو مشرک بنا دیتی ہے دیکھو آیت ذیل

و ان الشّیا طین لیو حو ن الی او لیا ء ھم لیجادلو لم و ان اطعتمو ھم انّکم لمشر کو ن۔ (الانعام : ۱۲۱) ۔ترجمہ۔ اور شیاطین تو اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ تمہارے ساتھ کج بحثی کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مان لیا تو بلا شبہ تم (بھی) مشرک ہو۔

کبھی وحی نیک عورتوں کو بھی ہوتی ہے اور وہ واقعی مکالمہ الٰہی تک پہنچ جاتی ہیں تو بھی وہ نبی نہیں ہو جاتیں چنانچہ حضرت موسیٰ کی والدہ محترمہ کے ساتھ جو مکالمہ الٰہی ہوا اسکا ذکر آیت ذیل میں ہے

و او حینا الی امّ مو سی ان ار ضعیہ فا ذا خفتَ علیہ فا لقیہ فی الیمّ و لا تخا فی و لاتحزنی انّا رآ دو ہ الیك و جا علوہ من المر سلین ۔(سورہ قصص :۷) ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی بھیجی کہ ان کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب ان کی نسبت تم کو خوف ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور خوف نہ کرنا اور نہ رنج کرنا ہم ان کو پھر تمہارے پاس پہنچا دیں گے اور ان کو پیغمبروں میں سے بنائیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ کی والدہ محترمہ کے ساتھ مکالمہ الٰہی کا ذکر ان الفاظ میں ہے دیکھو آیت ذیل:

فار سلنا الیھا رو حنا فتمثّل لھابشراً سو یاً۔(سورہ مریم:۱۷)۔

ترجمہ: پس ہم نے اپنے روح (القدس یعنی جبریل) کو انکی طرف بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی شکل بن کر ان کے روبرو آ کھڑے ہوئے۔

فناد اھا من تحتھا الّا تحز نی قد جعل ر بّك تحتك سر یا۔ و ھزی الیك بجذ ع النخلۃ تسا قط علیك ر طبا جنیا ،(مریم۔ ۲۴۔۲۵) ترجمہ: پھر جبریل نے (چشمہ) کے تلے سے ان (مریم) کو آواز دی کہ آزردہ خاطر مت ہو تمہارے پروردگار نے تمہارے تلے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کی جڑ کو اپنی طرف ہلاؤ تم پر پکی پکی کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔

بایں ہمہ مکالمات الٰہیہ یہ معزز خاتونیں کبھی انبیاء کی فہرست میں شمار نہیں ہوئیں باوجودیکہ کتاب اللہ نے ان مکالمات کی کھلے الفاظ میں تصدیق کی ہے۔

دوم: یہ وحی نبی رسول کی قومی زبان میں ہونی چاہیے

کیونکہ ضرور ہے کہ نبی وحی کو خود سمجھ سکے۔
دیکھو آیت ذیل:

و ما ارسلنا من رسول الّا بلسا ن قو مه ليبيّن لهم ۔(سورہ ابراہیم:۴)۔اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسی قوم کی زبان میں تا کہ ان کو سمجھائے

اس التزام میں یہ ایک لطیف حکمت ہے کہ اگر وحی غیر زبان میں ہو جسکو نبی بہ تکلف سمجھے یا بالکل نہ سمجھ سکے تو قطع نظر اس سے کہ یہ امر سراسر اغراض نبوت (ہدایت خلق) کیخلاف ہے اللہ تعالی کے علم کمال پر اعتراض لازم آتا ہے جسکا ذکر آیات ذیل میں ہے۔

اللّٰه اعلم حيث يجعل رسا لته ۔(الانعام:۱۲۴)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رکھے اپنی پیغمبری کو

اللّٰه يصطفى من الملائكة رسلاً ومن النّاس، انّ الله سميع بصير ،(الحج: ۷۵) ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے پہنچانے کیلئے انتخاب فرمالیتا ہے اور آدمیوں میں سے (بھی) سنتا دیکھتا ہے۔

سوم: مدعی نبوت کو اپنا دعوی صراحۃً وحی الٰہی سے پیش کرنا چاہیے

اور اسی نبی کی وحی میں مخاطبین نبوت کو اس پر ایمان لانے کا حکم ہونا چاہیے۔ اور ایمان لانے کا نتیجہ ظاہر ہونا چاہیے کیونکہ جس حالت میں افضل الرسل کے واسطے یہ شرائط ضروری ہیں تو اور کون ان لوازم سے مستثنی ہوسکتا ہے اس کی تائید میں دیکھو آیات ذیل آئے جس میں سرور عالم ﷺ نے رسالت کا دعوی کیا:

قل يا ايّها الناس انّى رسو ل الله اليكم جميعاً ن الّذى له ملك السّما وا ت والار ض لا اله الاهو يحيى و يميت فآمنوا باللّه و رسو له النّبى ا لا مّيأ الّذى يؤمن بالله و كلما ته و اتّبِعوه لعلكم تهتدو ن ۔(الاعراف ۔۱۵۸) ترجمہ: کہہ دے (اے پیغمبر) کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کے پاس اللہ کا پیغام لانے والا ہوں جسکے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت

ہے کوئی معبود نہیں بجز اس کے جلاتا اور مارتا ہے پھر ایمان لاؤ اس پر اور اس کے کلام پر اور اس کی تابعداری کروتا کہ تم ہدایت پاؤ

آیت جس میں انکار نبوت پر سزا تجویز کی گئی ہے:

قل یا ایّھاالنّاس انّما انا لکم نذ یر مبین۔ فا لّذین آ منوا و عملوا الصّالحات لھم مغفرۃ و رزق کر یم۔ و الّذین سعوا فی آیاتنا معاجز ین او لئك فی ا صحا ب الجحیم ۔(سورہ الحج:۴۹۔۵۱)۔ترجمہ: اے پیغمبر (ان لوگوں سے) کہو کہ لوگو! میں تو تم کو کھلا کھلا (عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں اور بس پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کیئے (اس کے سلہ میں) ان کیلئے بخشش ہے اور عزت کی روزی اور جو لوگ ہماری آیتوں کی ہتانی جتانی کرتے رہتے ہیں وہی دوزخی ہیں

چہارم: اس وحی میں مدعی نبوت کا نام اور درجہ بالصراحت ہونا چاہیے

اس ضرورت کو اس حد تک تسلیم کیا گیا ہے کہ وحی مسلمہ (قرآن کریم) میں اس جامع کمالات انسانی و چشمہ فیوض رحمانی کے اسم گرامی کو بھی نہ بالکنایہ بلکہ بالصراحۃ بار بار بیان کیا گیا ہے دیکھو آیات ذیل:

و ما محمد الارسو ل قدخلت من قبله الرسل (آل عمران:۱۴۴)۔

ترجمہ: اور محمد اور کچھ نہیں مگر ایک پیغمبر ہے بیشک اس سے پہلے بھی پیغمبر گزرے ہیں۔

ما کا ن محمد ابا ا حدٍ من ر جا لکم و لکن رسو ل الله و خاتم النبیین ۔(الاحزاب۔۴۰) ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور (سب) پیغمبروں کے آخر ہیں۔

و الذین آمنوا و عملوا الصّا لحات و آمنوا بما نزِّل علی محمّد و ھوالحقّ من ر بّھم کفّر عنھم سیّآ تھم و ا صلح با لھم ۔(سورہ محمد۔۲۔) ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے اور جو محمد پر نازل ہوا ہے اس پر (بھی) ایمان لائے اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے خدا نے ان کے گناہ ان سے اتار دیئے اور ان کی حالت (بھی) درست کر دی۔

پنجم: ایسے نبی یارسول کے پاس ایک کتاب منزل اللہ ہونی چاہیے

جومخاطبین کے اختلافات کا فیصلہ کرنے والی ہواور انسانی جماعت کواس پر عمل کرنے کی صورت میں عدل پر قائم رکھنے والی ہو۔ دیکھو آیات ذیل:

آیت جس میں نبی کے ساتھ کتاب کا ہونا ضروری معلوم ہوتا

کان النّاس امّة وا حدة فبعث اللّه النبیین مبشّر ین ومنذ رین و انز ل معهم الکتاب بالحق لیحکم بین النّاس فیما اختلفوا فیه (البقرہ:۲۱۳)۔ترجمہ: سب آدمی ایک گروہ تھے پھر بھیجا اللہ نے نبیوں کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اوران کے ساتھ برحق کتاب اتاری تا کہ لوگوں میں اس بات میں وہ مختلف ہوگئے ہیں حکم دیں۔

آیت جس میں رسول کے ساتھ کتاب کا ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے

لقد ارسلنا ر سلنا بالبیّنات و انز لنا معهم الکتاب و المیزان لیقو م النّاس با لقسط ۔(الحدید: ۲۵)۔ترجمہ: ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے معجزے دے کر بھیجا اور انکی معرفت کتابیں اتاریں اور پیمانہ (حق وباطل) تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

ان آیات میں جوکتاب کا لفظ ہےاس کی نسبت کئی مفسروں نے صاف لکھ دیا ہے کہ اس سے ہر نبی کے واسطے کتاب کا ہونا ضروری ہے اس موقعہ پر صرف ایک مفسر کی رائے لکھ دینا کافی ہوگا۔و هو هذا

قال القا ضی ظا هر هذه ا لآیة ید ل علی انه لانبی الّا معه کتاب منزل فیه بیان الحق طال ذا لك الکتا ب ام قصر و دوّن ذلك ام لم یدوّن وکان ذ لك الکتا ب معجزا و لم یکن کذ لك لا ن کو ن الکتاب منز لًا معهم لایقتضی شیئا من ذ لك (تفسیر کبیر جلد دوم زیر آیت ۲۰۹۔ بقرہ)

ششم: وہ کتاب منزل من اللہ اختلافات سے پاک ہو

اوروحی انبیاء ا لبقین کی مصدق ہو نہ کہ اس کے برخلاف۔

یہی معیار قرآن کریم کے من جانب اللہ ہونے کا زمان رسالت سرور عالم ﷺ میں پیش کیا گیا تھا۔ دیکھو آیات ذیل:

افلا یتد بّرو ن القر آن ولوکان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیه اختلا فاً کثیراً ۔ (النساء:۸۲) پھر کیا وہ نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر خدا کے سوا اور کسی کے پاس سے ہوتا تو وہ بے شک اس میں بہت اختلاف پاتے۔

و انز لنا الیك الکتاب بالحقّ مصدّ قا لما بین ید یه من الکتاب و مهیمنا علیه ۔ (المائدہ:۴۹) ۔ اور بھیجی ہے ہم نے تیرے پاس کتاب برحق سچا بتاتی ہے اسکو جو اسکے آگے ہے کتاب سے (یعنی تورات وانجیل سے) اور اسکی محافظ ہے۔

ہفتم: نبی کو لازم ہے کہ وحی الٰہی کو بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچا دے

اگر ایسا نہ کرے تو اپنے درجے سے گر جاتا ہے۔ دیکھو آیت ذیل جس میں رسول اکرم ﷺ مخاطب ہیں

یا ایّها الرسو ل بلّغ ما انز ل الیك من ر بّك فا ن لم تفعل فما بلّغت رسا لته و اللّٰه یعصمك من النّاس ۔(المائدہ: ۶۷) ۔ ترجمہ: اے پیغمبر پہنچا دے (لوگوں میں) جو کچھ کہ بھیجا گیا ہے تیرے پاس تیرے پروردگار سے اور اگر تو نہ کرے تو تو نے اسکا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ بچائے گا تجھ کو آدمیوں سے۔

و ما کان للنبی ان یغلّ و من یغلل یأت بما غلّ یوم القیامة ثم تو فّی کلّ نفس ما کسبت و هم لا یظلمو ن ۔(آل عمران:۱۶۱) ترجمہ: اور کسی نبی کے لائق نہیں کہ غبن کرے گا، آئے گا اس چیز سمیت جسکو غبن کیا ہے قیامت کے دن پھر پوری دی جائیگی (سزا) ہر ایک شخص کو اس کی جو اس نے کمایا ہے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا

ہشتم: ا۔ نبی کی زندگی قوم کے واسطے ایک مثال قابل اتباع ہونی چاہیے

ب۔ اس کا قول وفعل مطابق ہونا چاہیے۔

ج۔ اس کو خود احکام الٰہی کا سب سے اول پابند ہونا چاہیے

دیکھو ان تینوں امور کے متعلق آیات ذیل:

ا۔ قل ان کنتم تحبّو ن الله فاتّبعو نی یحببکم الله ویغفرلکم ذنو بکم و الله غفور ر حیم (آل عمران:۳۱) ترجمہ: کہہ دے (اے پیغمبر) کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخش دینے والا ہے بڑا مہربان۔

ب۔ یا ایها الذین آمنوا لم تقو لو ن ما لاتفعلو ن ۔ کبر مقتاً عند الله ان تقو لوا ما لاتفعلو ن (سورہ الصّف:۲۔۳)، ترجمہ: مسلمانو! تم ایسی بات کیوں کہہ بیٹھا کرتے ہو جو تم کر کے نہیں دکھاتے اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو اور کرو نہیں۔

ج۔ ثم جعلناك علی شر یعة من الا مر فاتّبعها و لا تتبع اهواء الّذین لا یعلمون ۔(الجاثیہ:۱۸) پھر ہم نے تم کو دین کی شریعت سے لگا دیا ہے تو تم اسی پر چلے جاؤ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو علم نہیں۔

قل انی امر ت ان اعبد الله مخلصا له الدین۔ و امر ت لِأَن اکون او ل المسلمین۔ قل انّی اخاف ان عصیت ر بّی عذا ب یوم عظیم (سورہ الزمر:۱۱۔۱۳) کہو کہ مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں خالص خدا کی فرمان برداری کو مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کیا کروں اور (نیز) مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں کہو کہ میں اپنے پروردگار کے نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔

نہم۔ نبی کیلئے اپنی زندگی کے ہر حصہ میں صادق ہونا شرط ہے

جناب اصدق الصادقین ﷺ نے اپنی نبوت و رسالت کی حقانیت کا مدار علیہ یہ نشان عظیم بھی قرار دیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:

قل لو شاء الله ما تلوته علیکم و لا اد راکم به، فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلو ن۔ فمن اظلم ممّن افتری علی الله کذبا او کذّب بآ یاته انّه لایفلح المجر مون (یونس:۱۶۔۱۷) ترجمہ: کہہ دے (اے پیغمبر) اگر چاہتا اللہ تو میں نہ پڑھتا تمہارے سامنے اور (خدا) تم کو اس سے خبردار نہ کرتا،

پھر بے شک میں رہا تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا تم نہیں سمجھتے ۔ پھر کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جو باندھ لیوے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلا وے اس کی نشانیوں کو ٹھیک بات یہ ہے کہ نہیں فلاح پا ئیں گے گنہ گار۔

دہم: نبی کی دعوت حکمت اور موعظ حسنہ پر مبنی ہونی چاہیے نہ کہ سختی پر

اور اگر جدال کی صورت پیش آ جائے تو مستحسن طریق اختیار کرنا چاہیے دیکھو آیات ذیل:

ادع الی سبیل ر بّك بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلھم بالّتی ھی احسن انّ ر بّك ھو اعلم بمن ضلّ عن سبیله و ھو اعلم بالمھتدین (النحل:۱۲۵) ترجمہ: بلا اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ اور بحث کر ان سے اس طریق میں کہ وہی سب سے اچھا ہے بے شک تیرا پروردگار وہ خوب جاننے والا ہے اس کو جو گمراہ ہوا اور وہ خوب جاننے والا ہے راہ پانے والوں کو

و لا تسبّوا الّذین یدعون من دو ن اللّٰه فیسبّوا اللہ عدواً بغیر علم ۔(الانعام:۱۰۸) ترجمہ: اور مت گالی دو ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں (اور کسی کو) اللہ کے سوا پھر وہ اللہ کو گالی دینگے بے سمجھے۔

اذھبا الی فرعون انّه طغی۔ فقو لا له قو لا لیّنا لعلّه یتذکّر او یخشی ۔(طہ:۴۵۔۴۶)۔ترجمہ: دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے پھر اس سے نرمی سے بات کرو شائد وہ سمجھ جائے یا (ہمارے عتاب سے) ڈرے

یازدہم: احکام الٰہی کی تبلیغ کرنے اور وحی الٰہی کو سنا دینے سے نبی یا رسول کا فرض پورا ہو جاتا ہے

اس کے منصب عالی کو قوم کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں

فھل علی الرسل الا البلا غ المبین (النحل:۳۵)۔ پھر رسولوں پر کچھ ذمہ نہیں بجز صاف صاف (حکم) پہنچا دینے کے ۔

فلعلّك باخع نّفسك علی آثا ر ھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفاً ۔انّاجعلنا ما علی الار ض زینة لّھا لنبلو کم ایّھم ا حسن

عملاً ۔(الکہف:۶۔۷)

ترجمہ: (اے پیغمبر) اگر (یہ لوگ) اس بات کو نہ مانیں تو شائد تم مارے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے جو (کچھ) زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کی رونق (کا موجب) بنایا ہے تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔

انّا انز لنا عليك الكتا ب للنّاس بالحقّ فمن اهتدى فلنفسه و من ضلّ فا نّما يضلّ عليها و ماانت عليهم بو كيل (الزمر:۴۱)

ترجمہ: بیشک (اے پیغمبر) کتاب ہم نے لوگوں کے (فائدے کے) لئے تم پر اتاری ہے (اور) اس میں (دین) حق (کی تعلیم) ہے جو رو براہ ہوا وہ اپنے خاص (بھلے کے) لئے اور جو بھٹکا تو اس کے بھٹکنے کا وبال (بھی) اسی پر (پڑے گا) اور تم کچھ ان کے وکیل تو ہو نہیں

دوازدھم ۔تبلیغ کے بعد نبی کا کام یہ ہے کہ صبر کے ساتھ مخالفین اور موافقین کے افعال ذمیمہ اور اعمال حسنہ کے نتیجے دیکھے

کیونکہ قانون الٰہی یہ ہے کہ اس کے فرمان برداروں کی عزت ہوتی ہے اور نافرمانوں کو ذلت ملتی ہے۔

دیکھو آیات ذیل

و اصبر و ما صبرك الا با لله ولاتحزن عليهم ولا تك فى ضيقٍ ممايمكرو ن ۔ ان الله مع الذين اتقوا و الذين هم محسنو ن (النحل ۱۲۷۔۱۲۸) ترجمہ: اور صبر کر اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کی مدد سے اور مت غم کھا ان پر اور مت ہو تنگ دل اس سے جو وہ مکر کرتے ہیں بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیز گار ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو نیکی کرنے والے ہیں۔

فا صبر كما صبر او لو العزم من الرّسل ولا تستعجل لّهم كأنّهم يوم يرو ن مايوعدون لم يلبثوا الّا ساعةً من نهار، بلا غ فهل يهلك الاالقوم الفاسقون (الاحقاف:۳۴۔۳۵) ترجمہ: (اے پیغمبر) جس طرح (اور) ہمت والے پیغمبروں نے (ایذاؤں پر) صبر کیا تم بھی صبر کرو اور ان کیلئے (عذاب کی) جلدی نہ مچاؤ جو دن (قیامت کو) دیکھ لیں گے جسکا ان سے وعدہ کیا

جا تا ہے تو (ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) گو یا وہ (دنیا میں) بہت رہے ہوں گے (سارے) دن میں سے ایک گھڑی بھر (لوگوں کو حکم خدا کا) پہنچانا تھا سو پہنچا دیا گیا سو (اب اسکے بعد جو) لوگ نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہوں گے

وللّٰہ العزۃ ولرسو له و للمؤمنین ولکنّ المنافقین لایعلمون (منافقون: ۸)۔ترجمہ: حالانکہ (اصلی) عزت اللہ کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی ہے مگر منافق (اس بات سے) واقف نہیں۔

قرآن کریم نے آئندہ نبوت اور صحف آسمانی کی ضرورت کو اعلان عام کے ذریعہ سے رفع کر دیا ہے۔..آئندہ نبی کی ضرورت تو اس طرح پر اٹھادی گئی کہ جناب سرور کائنات ﷺ کی رسالت کے مقاصد کسی خاص قوم میں محدود نہیں رکھے بلکہ وہ تمام انسانوں کے واسطے ہیں اور آئندہ صحف آسمانی کی ضرورت کو اس طرح رفع کیا ہے کہ وہ کتاب جو اس ہادی عالم پر اتاری گئی ہے انسان کی جسمانی اور روحانی فلاح کے واسطے کافی و وافی ہے اس کی موجودگی میں کسی اور صحیفہ کا خواہش مند ہونا ایک خطرناک اور قابل ملامت خواہش ہے۔

آیات جن میں آئندہ نبی کی ضرورت کو رفع کیا گیا ہے

وما ار سلناك الا کافة للنّاس بشیراً ونذیراً ولکنّ اکثر النّاس لا یعلمون (السبا۔۲۸) ترجمہ: اور (اے پیغمبر) ہم نے تو تم کو تمام (دنیا کے) لوگوں کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے کہ (ان کو ایمان لانے پر ہماری خوش نودی کی) خوش خبری سنادو اور (کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے) ڈرادو مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے

ما کان محمد ا با ا حد من ر جا لکم ولاکن رسو ل الله وخا تم النبیین ۔(الاحزاب:۴۰) ۔ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ۔وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور سب پیغمبروں کے آخر میں ہیں۔

آیات جن میں آئندہ صحف آسمانی کی خواہش کو ایک خطرناک خواہش بتلایا گیا ہے

فما لھم عن التّذ کرۃ معرضین۔ کأ نّھم حمر مستنفرۃ۔ فرّت من قسورۃ ۔بل یر ید کلّ امریء منھم ان یؤ تی صحفا منشرۃ ۔کلا بل لایخافون الآ خرۃ ۔ کلا انّه تذکرۃ ۔ فمن شاء ذکرہ (المدثر

۴۹۔۵۵)۔ ترجمہ: (مگر) ان لوگوں کو کیا (بلا مارگئی) ہے کہ نصیحت سے اس طرح روگردانی کرتے ہیں گویا وہ (جنگلی) گدھے ہیں (اور) شیر (کی صورت) سے بدک کر بھاگتے ہیں بلکہ ان کے تو یہ حوصلے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کو کھلے ہوئے آسمانی صحیفے دیئے جائیں سو یہ تو ہونا نہیں بلکہ (بات یہ ہے کہ یہ لوگ) آخرت ہی سے نہیں ڈرتے سو یہ جھک مارنے کی بات ہے کیونکہ یہی قرآن (سراسر) نصیحت ہے تو جو چاہے اس کو سوچے (سمجھے)۔

راقم: محقق گجراتی

مولانا احمد حسن شوکت ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

سبحان اللہ سبحان اللہ! مولانا محقق گجراتی نے کس تحقیق اور ترتیب وتہذیب سے کلام مجید کی آیات کا انتخاب پیش کیا ہے اور کیسا صاف وشفاف جھلکتا ہوا آئینہ مرزا اور مرزائیوں کو دکھایا ہے کہ صل علی ۔مگر وہاں تو خدا کی عنایت سے مئے کے پھوٹے ہووں چوپٹ اندھوں کی محفل ہے۔وہ جب خود نبی امی خاتم المرسلین کو نہیں مانتے تو جو قرآن ان پر نازل ہوا ہے اسے کیوں ماننے لگے۔ہاں ان آیات کو مانیں گے جن کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے باب میں نازل نہیں ہوئیں بلکہ میرے باب میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ منہ اور گرم مسالا۔...

ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء نمبر ۱۲ جلد ۲۰و۲۲

خدا پر قادیانی کا بہتان

مولوی امام الدین صاحب گجراتی لکھتے ہیں:

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء کے اخبار الحکم میں پورے نو کالم مندرجہ عنوان مضمون کے جواب میں لکھے ہیں۔ یہ مکالمہ سید محمد عمر صاحب گجراتی اور برہان الدین مرزائی کے مابین ہوا تھا۔اور ہمیں اور مولانا شوکت مجدد السنہ مشرقیہ کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔مگر مولوی عبدالکریم ہم کو برا بھلا بکنے کے لئے اسے ہماری طرف

منسوب کرتا ہے۔ جواب یوں تو شیطان کی آنت کی طرح طویل ہے، مگر پڑھ کر دیکھو تو کوہ کندن وکاہ برآوردن والی مثل صادق آتی ہے۔

از برون چوں گور کافر پرخلل اندرون قہر خدائے عزوجل

مولوی عبدالکریم کے اس جواب کی فہرست حسب ذیل ہے

۱: گالیاں اور برے الفاظ سے خطاب جو قسام ازل نے مرزائیوں کو نصیب کیا ہے پورے تین کالم۔

۲۔ مرزا قادیانی کے شیطانی الہامات، ۲ کالم

۳۔ مولویوں اور مرزائیوں کے ناموں کی فہرست، ۳ کالم

۴۔ مباہلہ کی درخواست اور المنار ولسان العرب کی عبارت، ۴ کالم

یہ تحریر ہم نے اس بزرگ کو پڑھ کر سنادی جس نے میاں برہان الدین جہلمی سے مکالمہ کیا تھا جس میں برہان الدین مذکور کو منہ کی کھانی پڑی۔

اس بزرگ نے صاف کہدیا کہ عبدالکریم نے بے شک وہاں تک زور لگایا مگر بھساک سے دلدل میں بیٹھ گیا۔ اور نہ نکل سکا۔ اعتراض یہ تھا کہ لفظ حمد کا اطلاق خداوندتعالی کی پاک ذات کے سوا قرآن مجید میں کسی اور پر بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اور پھر اس حالت میں کہ خاص خدائے تعالی (معاذ اللہ) کسی کی حمد گاتا ہو۔

۱۔ عبدالکریم کہتا ہے کہ:

محمد صیغہ مبالغہ کا ہے (یہ کون سے جون پوری قاضی کی لال کتاب میں لکھا ہے۔ اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ) جس کے معنی ستودہ شدہ کے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا کہنا۔ آپ اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ یہ مبارک اسم (محمد) قرآن مجید میں گرامر کے صیغے چھانٹنے کے لئے نہیں دیا گیا، بلکہ اسم معرفہ کی حیثیت سے وارد ہوا ہے اور قرآن مجید میں چار جگہ یہ پیارا نام موجود ہے

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ (آل عمران:۱۴۴)۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (الاحزاب:۴۰)۔

محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار (الفتح:۲۹)۔

و الذین آ منوا و عملوا الصا لحات و آ منوا بما نزّ ل علی
محمد و هوالحق من ر بهم ۔(محمد:۲)

ان چاروں آ یات میں لفظ محمد صاف صا ف اسم معرفہ ہے، اور وہی مبارک اورمقدس اسم ہے جو آ نحضرت ﷺ کے وا لدین نے تولد کے وقت رکھا تھا۔ جیسے دوسرے انبیاء کرام کے نام قر آ ن شریف میں مو جود ہیں ۔یعنی آ دم،موسیٰ،عیسیٰ ،نو ح، یو سف، یعقوب ،یونس، ایوب، ابرا ہیم ،اسما عیل ،اسحاق و غیرہ اور جیسے کل دنیا اپنی اولا د کے نام دوسروں سے تمیز کر نے کے لئے رکھ دیتی ہے۔اور یہ نہیں جا نتی کہ یہ بچے آ خرکو اولیاء ہوں گے یا انبیاء یا سلاطین وامراء۔

پس ان اسماء معرفہ کی گرا مر چھا نٹنا اور ان کے صیغے نکالنا خدا و ندتعالی کا مطلب ہے نہ ان ناموں کے رکھنے والوں کا۔

کیا عبدالکریم ان چاروں آ یتوں میں سے کسی آ یت کے معنی اپنے مدعا کے موافق کر سکتے ہیں۔مثلاً پہلی آ یت کو ہی لو جس کے یہ معنی ہوں گے ۔

سوا اس کے نہیں کہ محمد ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں ۔

یا بقول مولوی عبدالکریم سیا لکوٹی یہ معنی:

سوا ء اس کے نہیں کہ ستو دہ شدہ ایک رسول ہے اوراس کے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں ۔

ایسا ہی باقی تین آیتوں کی نسبت قیاس کرلو ۔مرزا ئے قا دیا نی جو چند صو فی مشر بوں کے تتبع سے نا موں کی فلسفی اورگرامر چھانٹتے ہیں تو یہ سرا سر بے محل ہے ۔علی ہٰذا سورہ صف میں بھی لفظ احمد اسم معرفہ ہے (مرزا جی کہدیں گے کہ سورہ صف خاص میری نسبت نازل ہوئی ہے اور وہ اسم معرفہ احمد نہیں غلام احمد بیگ میں ہوں) عبدالکریم اوراس کا مر شد کیا ایسے اسماء کے پیش کر نے سے بری الذمہ ہو سکتے ہیں کہ فی الحقیقت خدا وندتعا لی (معا ذ اللہ) عرش بر یں پر ہر وقت مرزا کی تعریف وتو صیف اورحمد گا نے میں رطب اللسا ن اور عذب البیان ہے کبرت کلمة تخر ج من افوا ھھم

ہم ان سب آیات کو جن میں حمد کا لفظ خاص خدا کے وا سطے ہے آ گے چل کر نا

ظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں عبدالکریم کو مناسب ہے کہ قرآن شریف سے ہی کوئی ایسی آیت پیش کرے جس سے یہ پایا جاتا ہو کہ خداوندتعالی مرزا یا کسی اور کی حمد کرتا ہے (جب مرزا اور مرزائیوں کا اپنے اصول پر ایمان ہے کہ قرآن کے مقابلہ میں کوئی حدیث یا کسی کا قول نہ مانا جائے گا تو اب لفظ حمد کے بارہ میں کوئی حدیث یا قول کا پیش کرنا آپ اپنے کان اینٹھنا ہے۔ اڈیٹر شحنہ ہند)

وہ آیات قرآنی جن میں حمد کا لفظ صرف خداتعالی کے لئے ہے:

١ ۔ الحمد لله رب العالمين ۔ (الفا تحة : ١)

٢ ۔ الحمدلله الذى خلق السما وا ت و الا ر ض جعل الظلمات و النور۔ (الا نعا م : ١)

٣ ۔ و قا لو ا الحمد لله الذى هدانا لهذا و ما كنالنهتدى لو لا ان هدا نـا ا لله (الاعرا ف :٤٣)

٤۔و آخر دعواهم ان الحمد لله ر ب العالمين (يو نس : ١٠)

٥ ۔ الحمد لله الذى وهب لى على الكبر اسماعيل و اسحاق (ابرا هيم : ٣٩)

٦ ۔ الحمد لله۔ بل اكثر هم لا يعلمو ن ۔(النحل :٧٥)

٧ ۔ و قل الحمد لله الذى لم يتخذ ولداً و لم يكن له شر يك فى الملك (الا سراء : ١١١)

٨ ۔ الحمد للّٰه الذى انزل على عبده الكتا ب ولم يجعل له عوجا (الكهف :١)

٩۔ فقل الحمد لله الذى نجّانا من القو م الظا لمين(المؤمنون : ٢٨)

١٠ و لقد آتينا دا ؤد و سليمان علما و قالا الحمد لله الذى فضّلنا على كثير من عباده المؤ منين (النمل : ١٥)

١١۔قل الحمد لله و سلا م على عباده الذين اصطفى(النمل: ٥٩)

١٢۔ و قل الحمد لله ۔(النمل :٩٣)

۱۳ ۔ و هو الله لااله ا لاهو، له الحمد فی الا و لی و الآ خرة و له الحکم و الیه تر جعو ن ۔(القصص :۷۰)

۱٤۔ قل الحمد لله بل اکثر هم لایعقلو ن (العنکبو ت : ٦۳)

۱٥ و له الحمد فی السما وا ت و ا لار ض و عشیّا و حین تظهرو ن (الرو م :۱۸)

۱٦ ۔ قل الحمد لله بل اکثر هم لا یعلمون (لقمان : ۲٥)

۱۷ ۔ الحمد لله الذی له ما فی السما وات وما فی الار ض و له الحمد فی الآ خرة و هوالحکیم الخبیر (سبا : ۱)

۱۸ ۔ الحمد لله فا طر السما وا ت و ا لا ر ض (فا طر:۱)

۱۹ و قا لوا الحمد لله الذی اذهب عنّا الحز ن(فا طر:۳٤)

۲۰ ۔ الحمد لله بل اکثر هم لایعلمو ن ۔(الز مر :۲۹)

۲۱۔ و قا لوا الحمد لله الذی صد قنا وعده (الز مر : ۷٤)

۲۲ ۔ یسبحو ن بحمدر بهم و یستغفرو ن لمن فی ا لا رض (الشوری: ٥)

۲۳۔ وقضی بینهم بالحق و قیل الحمد لله رب العا لمین (الز مر :۷٥)

۲٤: الحمد لله رب العا لمین (غا فر:٦٥)

۲٥: فلله الحمد رب السما وا ت و رب ا لا رض رب العالمین (الجاثیة :۳٦)

۲٦۔ له الملك و له الحمد و هو علی کل شیء قدیر (التغا بن : ۱)

۲۷۔ فقطع دا بر القوم الذین ظلموا و الحمدلله رب العا لمین (الا نعا م :٤٥)

۲۸: و الحمد للّه رب العالمین (الصا فا ت : ۱۸۲)

۲۹ فسبح بحمد ر بك و کن من السا جدین (الحجر:۹۸)

۳۰: فاصبر علی ما یقو لو ن و سبح بحمد ر بك قبل طلوع

الشمس و قبل غرو بها (طه : ۱۳۰)
۳۱: انما یؤمن بآ یا تنا الّذین اذا ذکّروا بھاخرّوا سجّداً و سبّحوا بحمد ر بّهم و هم لا یستکبرون (السجدة: ۱۵)
۳۲۔ الّذین یحملو ن العرش و من حو له یسبّحو ن بحمد ر بهم و یؤمنون به (غا فر:۷)
۳۳ ۔ فا صبر انّ وعد الله حق و استغفر لذنبك و سبّح بحمد ربّك بالعشیّ و الابکار (غا فر: ۵۵)
۳٤ ۔ و الملائکة یسبّحو ن بحمد ر بّهم ویستغفرون لمن فی الار ض (الشوری :٤)
۳۵ : وسبّح بحمد ر بّك قبل طلوع الشمّس و قبل الغرو ب (ق:۳۹)
۳٦: و ا صبر لحکم ر بّك فا نّك با عیننا و سبّح بحمد ر بّك جین تقوم۔ (الطور :٤۸)
۳۷ ۔ فسبّح بحمد ر بّك و استغفره انّه کان توّا با (النصر:۳)
۳۸ ۔ و نحن نسبّح بحمدك ونقدّس لك (البقرة: ۳۰)
۳۹ ویسبّح الرّ عد بحمده (الرعد :۱۳)
٤۰ و ان من شیء ا لا یسبح بحمده (٤٦:۱)
٤۱۔ یوم ید عوعکم فتستجیبون بحمده و تظنّون ان لّبثتم الا قلیلاً (الاسراء : ۵۲)
٤۲: وتوکّل علی الحیّ الذی لایموت و سبّح بحمده (الفرقا ن : ۵۸)

باقی رہا جری الله والا الہام شیطانی اس کی قلعی کھولنے اور دھجیاں اڑانے میں مولانا احمد حسن شوکت نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ ہر ایک پہلو سے اسکو لچر اور پوچ ثابت کر دیا ہے اس کی نسبت کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔
قادیانی جو اپنی مزخرفات پر ایمان رکھتا ہے تو اختیار ہے کہ اپنی وحی کو قرآن

جانے یا اس سے بڑھ کر مانے مگر قرآنی آیات تو ایسی شیطانی وحی پر لعنت بھیجتی ہیں

اگر مولوی محمد حسین بٹالوی نے دھوکا اور فریب کھا کر براہین احمدیہ جیسی لغو اور بے ہودہ کتاب کا ریویو کیا تو اس کے کفارہ میں قادیانی مشن کا بھی سرے سے بھانڈا پھوڑ دیا اور ایسی گندی اور پر از الحاد کتاب پر سینکڑوں دفعہ تھوکا اور جھوٹے کو گھر تک پہنچا کر چھوڑا۔ علاوہ بریں مولوی محمد حسین بٹالوی جو معمولی مولویوں میں سے ہے ہم اس کی اتنی ہی مدح کر سکتے ہیں کہ قادیانی گورکھ دھندے سے ستا چھوٹا اور اس کا ایمان سلامت رہا۔

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی ہم کو مباہلہ کے لئے طلب کرتا ہے ہم صاف کہتے ہیں کہ جس نے یحمدک اللہ من عرشہ والے شیطانی الہام پر ضمیمہ میں جرح کی تھی وہ ایک سید آل رسول ہے اور پہلے ہی سے ہم کو مرزا قادیانی کے کوڑھی ہونے کی خبریں دور دور سے پہنچ رہی ہیں اگر سید آل رسول سے آپ نے مباہلہ کی ٹھانی تو رہی سہی جماعت کا بھی یہی حال ہوگا اور ہم کو قادیانی کی مکاری اور افتراء علی اللہ کا پورا یقین ہو چکا ہے پس جس کو آپ کے مشن پر حسن ظن ہے یا جو آپ کی طرح کوڑھی ہو اس سے مباہلہ کرو عبدالکریم نے ناحق اتنے مرزائیوں کے نام لکھ کر اپنے اخبار کا منہ کالا کیا۔ اگر اتنے مولوی تمہارے قبضہ میں ہیں، تو آج تک اس قصیدہ کی غلطیاں کیوں کسی نے نہ نکالیں۔ ویسا لکھنا تو آپ لوگوں سے کہاں ہوسکتا ہے۔ وہ قصیدہ ہمارے مولانا احمد حسن شوکت نے بطور تحدی ضمیمہ میں دیا تھا اور مرزا قادیانی کی عربی فارسی اور اردو نظموں کی جو درگت مولانا موصوف نے اخبار شحنہ ہند میں کئی ماہ تک کی اور قادیانی کو ایک کودن اور طفل مکتب ثابت کیا وہ جہان میں مشہور ہو گیا۔

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے ہم کو یہ بھی دھمکی دی ہے کہ مولوی محمد اسماعیل علی گڈھی، مولوی غلام رسول دستگیر قصوری، مولوی محمد حسن ابوالفیض فیضی اس لئے فوت ہوئے کہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کے مرشد کو مفتری کہتے تھے۔

اگر احیا اور امانت مرزا غلام احمد قادیانی کے اختیار میں ہے، تو سب سے اول وہ الہامی زوجہ کے خاوند (مرزا سلطان محمد) کو ہی مارتا جو مرزا قادیانی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے۔ پھر مرزا قادیانی، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، ابوالحسن تبّتی، ملا

محمد بخش لاہوری کو ہلاک کرتا جو کھلم کھلا اس کے مشن کے پرخچے اڑا رہے ہیں۔ پھر ان ۱۲۰ کتابوں کے مصنفوں بالخصوص مصنف عصائے موسیٰ اور صاحب قطع الوتین کو شہید کرتا جنہوں نے اس مشن کے نہانی رازوں کو اپنی کتابوں میں طشت از بام کیا ہے۔ اور پھر ضمیمہ شحنہ ہند کے اڈیٹر اور اس کے نامہ نگاروں کا ہی کچھ اکھاڑ تا۔

مولوی عبدالکریم! یاد رکھ کہ جب تک قادیانی مشن کو زندہ در گور نہ کرلیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ پیچھا نہ چھوڑیں گے۔

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید
یا جاں رسد بجاناں یا جان ز تن بر آید

ا۔د۔ گجراتی

ایں گل دیگر شگفت

منشی امام الدین لاہوری لکھتے ہیں:

جب ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کی دھواں دھار زبردست اور موثر تحریروں سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بہت سے مرید بیعت پر تبرا کہہ کر کھسکنے شروع ہوئے اور دکان پھیکی پڑنے لگی، یا یوں کہیے کہ ٹوٹ گئی، تو اس غم والم میں ہزارہا تدابیر سوچیں، مگر ضمیمہ کی صداقت کے سامنے کچھ بھی پیش نہ چلی۔

ناچار قادیانی میاں جی کے خانہ ساز پرچہ اخبار الحکم نے دھڑا دھڑ بیعت کنندوں کی زیادہ تعداد دکھانے کے لئے ادھر ادھر تاک جھانک کی یہ چال اختیار کی کہ انہیں معدودے چند مریدوں کے نام جو ابھی تک اپنی نادانی جہالت اور ہٹ دھرمی سے دام تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں نوبت بہ نوبت دنوں کی ہیرا پھیری سے مکرر سہ کرر بلکہ چوکرر پبلک کو مغالطہ دینے کے لئے شائع کئے جاتے ہیں، تا کہ یہ ظاہر ہو کہ بیعت کنندوں کی تعداد ہفتہ وار روبترقی ہے۔ کیا یہ صریح کذب بیانی اور بے ایمانی نہیں۔

دیکھئے مفصلہ ذیل اشخاص کے نام الحکم مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء میں بیعت کنندوں کی فہرست میں شائع کر کے چھ ہی دن کے بعد الحکم مورخہ ۲۱ فروی ۱۹۰۲ء میں

وہی نام پھر شائع کئے گئے۔

یعنی مولوی محمد صاحب ساکن پپل۔ شیخ ڈومن، محبوب عالم لاہور رنگ محل، امام بخش ساکن ڈھولن، عبدالکریم، میاں ماہیا ساکنان ڈھومن ضلع سیالکوٹ۔ مولوی برہان الدین ساکن لورا ضلع گجرات، امام الدین افریقہ نیروبی، شیخ فرزند علی ساکن شاہجہان پور، میاں عبداللہ ساکن گنگہ ضلع ہوشیار پور۔

یہ نام چالاکی سے اخبار الحکم قادیان ۱۴ فروری میں اس طرح لکھے گئے کہ اول وآخر چند اور نام لکھ کر بیچ میں مذکورہ بالا دس نام متواتر فتح محمد آف تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کے بعد درج کئے گئے۔

پھر اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء میں ابتداء انہیں دس ناموں سے کی گئی مگر نو نام لکھ کر دو اور نام درج کر کے پھر وہ دسواں نام بارھویں نمبر پر لکھا ہے۔ تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اس بے ایمانی کو کوئی پہچان نہ سکے۔ جانتے ہیں پہچاننے والے تو چیل کی نگاہ رکھتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اسی کرتوت پر فخریہ کہتا ہے کہ میرے مریدوں کی تعداد ہزار در ہزار ہے اور پیشین گوئی کرتا ہے کہ آئندہ سال مرید بڑھ جائیں گے۔ بے شک بڑھ جائیں گے کیونکہ تیلی کے بیل کی طرح ہیرا پھیری کا حساب پہلے ہی لگا لیا ہے جس سے سال میں لاکھوں مریدوں کی قطار محض کاغذ پر صف باندھ کر کھڑی ہوسکتی ہے۔ مگر کاغذی ناؤ دنیا کے سمندر میں کب تک چلے گی اگر اس تعداد کے ساتھ قادیانی مرزا جی الہامی قوت سے فقط ایک سفر بڑھاویں جو آپ کی شان سے بعید نہیں تو چند روز میں بہت ہوجائیں گے۔

خدا کیلئے مرزائیو! غور کرو اور اس کذاب سے بچو اور الحکم قادیان کے مذکورہ بالا دونوں پرچے سامنے رکھو اور دھوکا بازی کو تولو اور کہو لعنت اللہ علی الکا ذبین۔

راقم: امام الدین از لاہور محلّہ پیر گیلانیاں ۱۳ مارچ ۱۹۰۲ء

ہم مرزا جی کے خدا کا الہام بند کر دیں گے

اڈیٹر شحنہ ہند مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) کی پیش گوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور ہو رہی ہیں۔انشاء اللہ مرزا جی کی پیشین گوئیاں بھی پوری نہ ہوں اور سب کی سب ہوا میں اڑ جائیں، ادھر ہم نے جس سبجیکٹ کا سلسلہ بعنوان (بے معنی الہام) جاری کیا ہے وہ بھی برابر جاری رہے گا جب تک مرزا جی پر الہامات کی بوچھاڑ بند نہ ہو جائے۔

ابر تو ہٹ گیا ہے ...کچھ کچھ پھوار سی پڑ رہی ہے۔معاونین ضمیمہ شحنہ ہند کے قدسی انفاس کی ہوا ان کو ابھی ابھی گھڑی کی چوتھائی میں اڑا دیتی ہے۔خود مرزا جی کی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں ہی الہام کی گرم جوشیوں کو سرد کر دیں گی۔انشاء اللہ

فاضل (مولوی امام الدین) گجراتی نے انت بمنزلة و لدی والے الہام کی ہر پہلو سے خوب خوب چھتاڑ کی ہے۔اب ہم اب چیتھڑوں کے بھی ٹکڑے کر کے منارہ کی چوٹی پر لٹکائے دیتے ہیں تاکہ زائرین کو دور سے نظر آئیں۔

اگر انت بمنزلة ولدی کی جگہ صرف انت ولدی کا الہام ہوتا تو معاملہ صاف تھا۔مرزا جی ابن اللہ بن جاتے اور تمام مرزائی آسمانی باپ کے پوتے،... اور پھر جدید مشن کے قائم کرنے اور خاص یورپ میں آسمانی باپ کی بادشاہی کی منادی کے پاپڑ بیلنے اور مرزا قادیانی کی تصویر کے بھیجنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

اور اگر یہ کہو کہ خدا کا ایک بیٹا (عیسیٰ مسیح) تو پہلے ہی موجود ہے تو ... کیا ایک باپ کے دو یا زیادہ بیٹے نہیں ہوتے۔کیا ایک بیٹا جنوا کر باپ (خدا) عنین ہو گیا ہے

اجی حضرت! جب سلسلہ ہی جاری ہو گیا ہے اور خدا کی اولاد کی بم پھوٹ گئی ہے تو بیٹوں کی کیا کمی۔اور ابھی کیا ہے، دیکھئے مرزا جی کے بعد کتنے بیٹے ہوتے ہیں۔عیسائیوں کا یہ محض خبط ہے کہ اکلوتا بیٹا صرف عیسیٰ مسیح ہے اور مرزا جی کا خبط عیسائیوں سے بھی بڑھ کر ہے کہ ان کے بعد خدا دوسرا بیٹا پیدا نہ کر سکے گا۔

جب ایک ایک انسان کے بیس بیس اور تیس تیس اولادیں ہوتی ہیں، تو کیا

قادیانی مرزاجی کا خدا انسانوں بلکہ حیوانوں حشرات الارض اور دریائی جانوروں سے بھی گیا گزرا۔

ہر مچھلی ایک جھول میں سینکڑوں انڈے دیتی ہے جن سے ہزاروں بچے نکلتے ہیں مگر اب چونکہ مرزاجی کے نزدیک ان کا خدا ایک بیٹا نکلوا کر عنین اور عقیم ہو گیا ہے تو مرزاجی کو اس نے مجبوراً بمنزلہ یعنی لیپا لک بیٹا بنالیا ہے۔

اگر چہ ایک حقیقی اور صلبی بیٹا (عیسی مسیح) پہلے ہی موجود تھا مگر مرزاجی کے خدا کی ہوس اور بڑھبس انسانوں اور حیوانوں کو دیکھ کر بڑھی کہ ان کے تو اتنے بیٹے اور میرے ایک ہی،۔

پس غریب خدا کو بیسویں صدی میں ایک لیپا لک بنانے کی ضرورت پڑی اور یہ ضرورت مرزاجی کے دعوے سے معلوم ہوئی کہ پہلا بیٹا نا خلف بیٹا تھا، کذاب تھا، ایسا تھا اور ویسا تھا، اسی لئے مجھے خدا نے لیپا لک بنایا۔ پس میں ہی خلف ارجمند ہوں اور مجھی سے خدا کی نسل جاری ہو گی۔

اور یہودی بھی یہی کہتے ہیں کہ عیسی مسیح نے اسی لئے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا کہ وہ عنین تھا اور عصمت بی بی از بے چاری کا مضمون تھا (معاذ اللہ)

الہام کا پہلا فقرہ تو انت بمنزلۃ و لدی ہے اور دوسرا فقرہ انت توحیدی و تفریدی ہے۔ چونکہ پہلے فقرے پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ جب خدا کے صلبی یا لیپا لک بیٹا ہوا، تو توحید و تفرید کہاں رہی اور چونکہ مسلمانوں کے خدا نے قرآن میں اپنی صفت لم یلد ولم یو لد بتائی ہے اور قادیانی مرزاجی بھی اپنے کو بظاہر مسلمان ہی کہتے ہیں، لہذا ان کو خوف ہوا کہ مسلمانوں سے پیچھا چھوڑانا مشکل پڑ جائے گا۔ لہذا اپنے الہام کے ساتھ بطور دفع دخل انت توحیدی و تفریدی کا دم چھلا لگانا پڑا، حالانکہ اب اور بھی بد سے بدتر اور اجتماع نقیضین ہو گیا کہ بمنزلہ کی تولید بھی اور پھر توحید و تفرید بھی۔

اب ذرہ دونوں فقروں کا تسلسل اور تال میل اور تیل با تربوز ایجاد بندہ ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی جب آپ **بمنزلہ** ہیں تو توحید و تفرید بمنزلہ کیوں نہیں۔ بیٹا تو بمنزلہ یعنی مجازی اور توحید و تفرید حقیقی اور اصلی۔ یا تو دوسرے فقرہ میں بمنزلہ لگائیے یا

پہلے فقرہ سے بمنزلہ کو اڑا یئے اور اپنے کو خدا کا صلبی بیٹا بنایئے تاکہ تعارض وتناقض اٹھ جائے۔

پھر فقرہء اولی میں تو ولد صفت اور فقرہء ثانیہ میں توحید وتفرید مصدر۔ اگر مبالغہ پر محمول کیا جائے کہ میری مجسم توحید وتفرید ہے تو فقرہ اولی میں بھی لفظ تولید آنا چاہیے۔ یعنی تو میری مجسم تولید ہے۔ اس صورت میں دونوں صیغے چاروں چول برابر ہو کر تقابل اوروزن کے کانٹے میں تل جائیں گے۔ یعنی انت تو لیدی انت توحیدی و تفریدی۔

یہ ہے مرزا جی کے خدا کا الہام جس کی اصلاح مجدد السنہ مشرقیہ کر رہا ہے۔ مجدد تو نہ مرزا جی کا بدخواہ ہے، نہ مرزا جی کے خدا کا۔ وہ تو صرف اپنی تجدید کا کرشمہ دکھا رہا ہے۔ اب بھی مرزا قادیانی اوران کا خدا مجدد پر ایمان نہ لائے تو اس سے زیادہ نہ کوئی ناانصافی اور ظلم ہے نہ کوئی تعصب اوراندھیر ہے۔

واضح ہو کہ شحنہ ہند میرٹھ اور پروانہ مشرقی لٹریچر کی یونیورسٹیاں ہیں جب تک کوئی ناظم و ناثر اس میں پاس نہ ہولے کیا طاقت ہے کہ منہ کھول سکے۔ پس قادیانی مرزا جی اوران کے حواری کو اس یونیورسٹی کی سند حاصل کرنا چاہیے ورنہ وہ ٹکسالی ناظم و ناثر نہ کہلائیں گے بلکہ کھوٹے پیسے بنکر ٹکسال باہر سمجھے جائیں گے۔

نشان آسمانی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ظاہر ہے کہ مرزائی مذہب انیسویں صدی کے فلاسفہ سے تراشا گیا ہے جو خود آسمان ہی کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا پر چھایا ہوا جو نیلگوں چنبر نظر آرہا ہے اس کا کوئی واقعی وجود نہیں، یہ محض انتہاء نظر ہے۔

پھر ہم حیران ہیں کہ جب خود آسمان کا وجود نہیں تو آسمانی نشان کیسا۔

بات یہ ہے کہ اگر مرزا جی آسمانوں کے وجود کا کھلم کھلا انکار کریں تو جو حمقاء دام میں پھنسے ہوئے ہیں وہ موقع پا کر پھر سے اڑ جائیں اور لاسا اور پنجرہ اور پھندا

سب دھرے رہ جائیں۔

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا یہ تکیہ کلام ہو گیا ہے کہ

نیا نبی آسمانی نشان لے کر آیا ہے بہت سے نشانات ظاہر ہو چکے ہیں اور بہت سے ظاہر ہونے والے ہیں۔،

لیکن یہ سب نشانات مرزائیوں ہی کو نظر آتے ہیں مخالفوں کو نظر نہیں آتے۔ حالانکہ انبیاء نے اپنے معجزات صرف مخالفوں کو دکھائے ہیں کیونکہ موافقوں کو کسی آسمانی نشان یا معجزات دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ کلام مجید میں تو سچے مومنوں کی صفت یؤمنو ن بالغیب ہے۔ معجزہ طلب کرنا یا معجزات دیکھ کر کسی نبی پر ایمان لانا ضعف ارادت وعقیدت کی علامت ہے۔ اگر معجزہ ایمان لانے کی قوی دلیل اور ذریعہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ابوجہل ہی ایمان لاتا

گرچہ گاہے از پئے بوجہل جہلاں لازم است
ماہ را جوزا نمودن سنگ را شر داشتن
از کرامت عار آید مرد را کانصاف نیست
دیدہ ازمعشوق بر بستن بزیور داشتن
چرخ اگر گردد بفرمانت برآں ہم دل مبند
اے برادر کار طفلاں است فر فر داشتن
خودکرامت شو کرامت چند جوئی زاں و ایں
تا توانی برگ بے برگی میسر داشتن
شہد جویا شہد شو خوشتر کدام انصاف دہ
طعم شکّر داشتن یا طمع شکر داشتن
چیست با اعجاز کارت گر توئی شیدائے ذات
زشت باشد نو عروسے را دو شوہر داشتن

ہم کو مندرجہ بالا اشعار کا مطلب سمجھانا بھی ضروری ہوا کیونکہ سخن فہمی مرزا غلام احمد قادیانی و مرزائیاں معلوم۔

مطلب یہ ہے کہ اگر چہ کبھی کبھی ابوجہل جیسے لوگوں کے لئے چاند دو ٹکڑے کر ڈالنا اور پتھر کو سونا بنانا لازم ہے، لیکن مردان الہٰی کو کرامت اور معجزہ طلب کرنے سے عار آنی چاہیے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ معشوق کے اصلی اور ذاتی حسن پر تو نظر نہیں، صرف زیور پر نظر ہے۔ اگر آسمان بھی تیرے حکم پر پھرنے لگے، تو فریفتہ نہ ہو کیونکہ بچے چمڑے کی بہت سی پھرکیاں پھراتے رہتے ہیں۔ ایں و آن زید و عمر سے کب تک کرامت ڈھونڈتا پھرے گا، تو بے سروسامانی ہی کو اپنا سامان بنا۔ بھلا دیکھ تو سہی وہ شخص اچھا ہے جو شہد کا طالب ہے یا وہ اچھا ہے جو خود شہد بن گیا ہے۔ اگر تو انبیاء کرام کے حسن ذات کا شیدا ہے، تو تجھے معجزے سے کیا کام۔ نو عروس کیلئے دو خاوندوں کا ہونا نہایت مکروہ ہے۔

مگر یہاں تو آسمانی نشان صرف پیشین گوئیاں ہیں۔ حالانکہ ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ فلاں مارا جائے گا، فلاں دھرا جائے گا، اور فلاں شخص جو مر گیا تو مرزا جی سے سوءعقیدت رکھتا تھا۔

کیا یہ نبی کا کام ہے؟ یہ تو مداری کے پھنک ایک پھنک دو سے بھی گیا گزرا۔

رمضان میں کسوف وخسوف ہوا یہ مسیح موعود کا آسمانی نشان ہے۔

شب کو جو شہاب ثاقب ٹوٹتے رہتے ہیں تو یہ بھی مسیح موعود کے آسمانی نشان ہیں۔

پچھلے جاڑوں میں راتیں بڑی ہوگئی تھیں اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اب گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہوں گی، تو یہ مسیح موعود کے مقدم کی نشانیاں ہیں۔

طاعون ملعون پھیلا یہ بھی مسیح موعود کے ظہور کی برکات ہیں۔

ہم کو مرزا جی بتائیں کہ یہ مسیح موعود کے قدوم کا تشائم ہے یا تفاول۔ اور جب بمبئی وغیرہ میں طاعون پھیلا تھا تو مرزا جی نے پیش گوئی کی تھی کہ تمام ہندوستان میں پھیلے گا اور جب ممالک مغربی وشمالی میں ریل کی پٹڑی بچھی تھی تو مرزا جی نے کہہ دیا تھا کہ پنجاب میں بھی ضرور بچھے گی پس یہ آسمانی نشانات ہیں دریں چہ شک۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۲ء نمبر ۱۳ جلد ۲۰ و ۲۲

عصائے موسیٰ کا جواب

یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مرزائی کارخانہ کو تہ و بالا اور برباد کرنے کے لئے عصائے موسیٰ (مصنفہ مولوی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری) جیسی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔ یہ کتاب ضرور تائید غیبی سے لکھی اور شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کو شائع ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال گذر گیا۔ باوجود اس کے کہ مرزا جی کو اسکی نسبت فی الفور الہام ہوا تھا کہ

گیارہ منٹ یا گیارہ گھنٹہ یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ ماہ میں اس کے مصنف کو ذلت و عذاب کا سامنا ہوگا اور کتاب نے جو آگ لگائی ہے وہ بجھ جاوے گی۔،

مصنف عصائے موسیٰ (منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری) تو بفضلہٖ تعالیٰ بدستور عزت و آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے اور ہر وقت ارحم الراحمین کے رحم کا طلب گار رہے۔ دنیاوی عزت جس کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی دیوانہ رہتا ہے اور رشائد اسی کو کامیابی کا معیار قرار دیتا ہے، وہ بھی مصنف عصائے موسیٰ کو اس طرح نصیب ہوئی کہ بغیر کوشش کے ان کی ملازمت میں توسیع ہوگئی۔ اس کے مقابلے میں مرزائی کارخانہ کو جو نقصان اور ذلت نصیب ہوئی وہ اظہر من الشّمس ہے۔ اس کے شیوع کے بعد سیکڑوں مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی سے متنفر ہوگئے۔ ہزاروں مذبذب طبیعت والوں کی تشفی ہوگئی اور سب نے کتاب کو پسند اور لاجواب تسلیم کیا۔

مرزا قادیانی کے برخلاف بہ نسبت سابق رسالے بھی زیادہ شائع ہوئے۔ ضمیمہ شحنہ ہند ہفتہ وار ڈبل شائع ہونے لگا۔ بمصداق ہر فرعون راموسیٰ، کئی حضرات نے مرزا قادیانی کو مقابلہ کے لئے بلایا، مگر چوہے کے بل میں دم ایسی الجھ گئی کہ نکل نہ سکا

۔مرزا قادیانی اس ڈیڑھ سال میں باوجود بار بار اشتہار دینے کے ایک کتاب بھی شائع نہ کر سکا، سوائے تفسیر فاتحہ کے جو بقول اڈیٹر المنار گھنٹہ کا کام بھی نہیں۔ عصائے موسیٰ کا جواب تو کیا، تحفہ غزنویہ، وتحفہ گولڑویہ وغیرہ کتابیں بھی جن کا اعلان مرزا قادیانی سال ہا سال سے دے کر مریدوں کی تسلی واطمینان کر رہا ہے، اب تک شائع نہ ہوئیں۔

اس عرصہ میں الہام اور پیشین گوئیوں کی کل بھی بم ٹھس ہوگئی۔ نہ کوئی پچھلا الہام پورا ہو سکا۔ پیسہ اخبار جیسے پبلک اوپینئن اخبار نے خاطر خواہ قلعی کھولی۔ اخبار دار العلوم نے نہایت معقولیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقاید اور خیالات کی تردید کا بیڑا اٹھایا۔

اس عرصہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے جو ہوش وحواس باختہ رہے اور اس نے نئے شگوفے چھوڑے وہ ہم بعد میں بعنوان، انتخاب الحکم، پیش کرتے رہیں گے، فی الحال عصائے موسیٰ کے جواب کے متعلق ایک بزرگ اور مصنف عصائے موسیٰ کے خطوط کا انتخاب پیش کرتے ہیں۔

ہاں ہم اتنا پوچھنا بھول گئے کہ کیوں بھئی مرزائیو! عصائے موسیٰ کی نسبت مرزا قادیانی اپنے الہام کے غت ربود ہو جانے کا کیا جواب دیتا ہے۔ وہی رجوع الی الحق جو عبد اللہ آتھم عیسائی اور وارثان مسماۃ محمدی نے کیا تھا یا کچھ اور۔ مہربانی فرما کر اس الہام کی تاویل مرزا غلام احمد قادیانی سے ضرور شائع کرائیے کیونکہ گیارہ مہینہ بھی عرصہ معینہ سے گزر چکے۔ اگر مرزا قادیانی کے الہام کی تلاش ہو، تو الحکم اور اربعین میں ملاحظہ کرلیں۔ بزرگ اور مصنف صاحب کے خطوط حسب ذیل ہیں:

بزرگ کا خط

مرزا غلام احمد قادیانی کے اصرار وتاکید پر جب عصائے موسیٰ زیر طبع تھا تو مرزا قادیانی کے مرید شیخی بگھارا کرتے تھے کہ عصائے موسیٰ کے نکلنے کی دیر ہے ایک ہفتہ کے اندر اندر اس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

جب عصائے موسیٰ بحول اللہ وقوتہ مرزا قادیانی ومریدین کے روبرو ہوا، اور سب نے دیکھا تو گو مرزا قادیانی اور اس کے خیراتی دسترخوان کی کالی بلی نے محض

فاقد البصیرتی سے عصائے موسی کو بے ضرورت، فضول، بے حیثیت، گندی، وناشدنی، ناقابل التفات، کتاب کہہ کر اپنے پنجرے کے الووں کو عصائے موسی کے مطالعہ سے سخت ممانعت کی، لیکن حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا اور نور آفتاب ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لئے باوجود ممانعت کے بہت سے سعید الفطرۃ پرانے اور قدیمی دین اسلام کے گرویدوں نے مسائل مندرجہ عصائے موسی کو مدلل بقرآن مجید و حدیث شریف دیکھ کر اس سے موثر و مستفیض ہوکر مرزا قادیانی کے عقاید و مسائل باطلہ سے بیزاری و علیحدگی اختیار کی جن کی تفصیل ضمیمہ شحنہ ہند میں ہوتی رہتی ہے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء جو اخبار الحکم قادیان ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے، اس میں تقوی اللہ کو بالائے طاق رکھ کر نہایت جسارت و دلیری سے خم ٹھونک کر نبی و رسول، بلکہ بروزی طور پر معہ جملہ کمالات محمد واحمد آنحضرت ﷺ سید الاولین والآخرین ﷺ بنا ہے۔ اس اشتہار کو دیکھ کر کوئی بدبخت اور ازلی شقی ہوگا جو آنکھیں نہ کھولے اور توبہ نہ کرے، اور اس کاذب مدعی نبوۃ سے بیزار و علیحدہ نہ ہو۔

تعجب تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دام افتادہ کس عقل و ہوش و بصیرۃ کے لوگ ہیں اور دن دیہاڑے ان کی آنکھیں پٹم ہوگئی ہیں کہ مرزا کی کھلی چال بازی اور دھوکا دہی کو نہیں سمجھتے۔ دیکھتے نہیں کہ یا تو بحالت لاجواب ہونے کے عصائے موسی بے حیثیت ناقابل ملاحظہ والتفات تھی، یا اب مریدین کا پھسلنا اور اپنی دکان کی بے رونقی و سرد بازاری دیکھ کر چلا چلا کر دن رات عصائے موسی کے جواب شائع ہونے کے لئے فراہمی چندہ کے اشتہار جاری ہو رہے ہیں۔ پہلے ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کے اشتہار میں مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا کہ،

> عصائے موسی کے ردّ میں مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے قابل قدر کتاب لکھی ہے چھپنے کے لئے اس طرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک خریدار ایک روپیہ پیشگی روانہ کرے (کیونکہ چندہ دینے والے مرید فرنٹ اور فرار ہو رہے ہیں) یہ خواہش ہے کہ جلد تر کتاب چھپ جائے۔،

پھر یہی اشتہار الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں بایں الفاظ نکلا۔

اشتہار کتاب آیات الرحمٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کتاب عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اس کو اپنی وہ کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس ہوگی ۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لئے اس طرح پر سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں ۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے ۔

والسلام خاکسار میرزا غلام احمد قادیان (الحکم ۱۰ ۱۹۰۱ء ص ۹)

پھر الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۹ پر اڈیٹر نے تاکید وتحریک کی (محمد احسن امروہی کے خط بعنوان رقیمۃ الوداد (جس کا جواب ضمیمہ شحنہ ہند کے صفحات سابق میں دیا جا چکا ہے ۔ بہاء) کے مقدمہ میں اڈیٹر الحکم نے لکھا ہے کہ

(ذیل میں ہم حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا ایک بیش قیمت خط درج کرتے ہیں جو حضرت سید صاحب موصوف نے بظاہر محمد یوسف صاحب پنشنر ضلع دار امرتسر رفیق منشی الٰہی بخش عصائے موسیٰ کے ایک کارڈ کے جواب میں ہے مگر حقیقت میں اس اشتہار کی ایک لطیف شرح ہے جو ایک غلطی کا ازالہ کے عنوان سے حضرت اقدس (مرزا) حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء نے شائع فرمایا ہے۔

یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اس کے بیان اور اظہار سے ہمیں ضرورت نہیں ۔ فاضل امروہی کا نام ہی کافی ہے ۔ ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں۔ اس سے ناظرین کو کتاب آیات الرحمٰن کی عظمت کا بھی پتہ لگ جائے گا جس کے لئے ہم تحریک کرتے ہیں کہ) اس کا جلد شائع ہونا ضروری ہے ، نہ ہمارے نزدیک بلکہ حضرت اقدس کے نزدیک ۔ حضرت اقدس کی عین آرزو ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہ کتاب شائع ہو جائے ۔،

پھر اس شمارہ کے صفحہ ۱۰ پر امروہی صاحب بڑے فخر سے کہتے ہیں:

میں آیات الرحمٰن جواب عصائے موسیٰ لکھ رہا ہوں ۔،

پھر اسی شمارہ کے صفحہ ۱۶ ۔ پر اڈیٹر نے لکھا ہے:

(کتاب آیات الرحمٰن جو) منشی الٰہی بخش لاہوری کی کتاب عصائے موسیٰ کا ایک لطیف ولاجواب جواب ہے (آٹھ جزو سے زائد لکھی جا چکی ہے) حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا منشاء ہے کہ بہت جلد طبع ہو۔ (اس لئے ہر ایک شخص جو اس لاجواب کتاب کا خریدار ہو) اور ہر شخص کو ہونا چاہیے وہ فی الفور ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر مولوی سید محمد احسن صاحب کو بمقام قادیان روانہ کرے۔،

کوئی مرید نہیں پوچھتا کہ عصائے موسیٰ (مصنفہ مولوی الٰہی بخش لاہوری) جب بے حیثیت، بے ضرورت، ناقابل التفات ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اراکین مریدین وحوارین نے بھی اس کو بے حیثیت سمجھ کر اب تک جواب نہیں لکھا، تو اب کیا بلا نازل ہوئی اور کیا مصیبت پڑ گئی کہ اس کے جواب کا یہ اہتمام ہو رہا ہے۔ اور وہ جواب اپنے گھر میں لاجواب لطیف اور قابل قدر شمار کیا جاتا ہے؟ اور کسی کو تو ضرورت نہیں لیکن جسکا کارخانہ برباد ہو رہا ہے چندہ دینے والے بھاگ رہے ہیں اس کے دل سے آپ ضرور پوچھیں کہ کیسی اشد ضرورت ہے۔

اب جواب لکھنے والے کا حال سنئے کہ یہ حضرت (محمد احسن امروہی) اپنے قلم سے اپنے آپ کو سید تو ضرور لکھتے ہیں لیکن طبیعت و حاجات دنیوی سے معذور و مجبور ہیں ۔عربی کچھ پڑھی ہے لیکن:

نہ محقق شود نہ دانشمند۔ چارپایہ بروکتابے چند

والا معاملہ ہے۔ اہل اللہ فقراء غلبہ عبودیت وخشیت اللہ والوں کی صحبت سے محرومی ۔اعراض وغفلت ذکر اللہ کے باعث باوجود کبرسنی و پیرانہ سالی کے اب تک تمسخر ہنسی ہزل مذاق سے باز نہیں آتے۔ ان کی ہر تصنیف سے یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ پھر ابتداء سے آپ کا یہی حال ہے کہ جہاں سے کچھ وصول ہوتا نظر آیا اور معاش کی صورت ہوئی وہاں ناخواندہ آن کو دے، اور وہیں کے رنگ میں رنگین ہو گئے ۔نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم کی خدمت میں ایک رسالہ ردّ مقلدین میں لکھ کر پیش کیا۔ وہاں ریاست میں ملازم ہو گئے۔ شیخ عبیداللہ صاحب مرحوم سے اپنے رسالہ پر کچھ تقریض لکھوائی اس میں آپ نے حسب مدعا تراش خراش کر کے اپنے مصنفہ رسالہ کے ساتھ طبع کرالیا۔ نواب صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا ادھر مرزا قادیانی کی دوکان داری روز

بروز چمکتی دیکھی، ریاست (بھوپال) سے برطرف ہونے پر مرزا قادیانی سے آ ملے۔ بے چارے عیال دار ہیں۔ دو اہلیہ اور بال بچے ہیں۔ معاش کی کوئی صورت نہیں۔ مرزا و مریدین سے ماہوار چندہ ملتا ہے۔ جب چندہ میں کچھ دیر و التواء ہوتا ہے، تو کشیدہ و درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ قادیان خود چلے آتے ہیں، اپنا حساب کتاب جس طرح ہو سکے پورا کر لیتے ہیں۔

چونکہ قادیانی مرزا جی خود مریدین کے چندہ پر ہی بایں عیش وعشرت و آسودگی بسر کر رہے ہیں کبھی ان کے چندہ دینے میں تنگ بھی ہوتے ہیں، لیکن لاچاری و مجبوری سے نبھا رہے ہیں۔ اور جب ضرورت پڑتی ہے تو بعوض چندہ ایسی خدمت ان سے لے لیتے ہیں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب کی شمس الہدایہ کا جواب بھی انہی سے لکھوایا تھا جسکی نسبت ماسٹر غلام حیدر صاحب نے اپنے عشرہ کاملہ میں لکھا ہے کہ وہ جواب ناشائستہ روکھا اور بے تہذیب و بدنتیجہ تھا۔،

ایک معتبر مرید مرزا قادیانی کی زبانی ہے کہ کتاب عصائے موسیٰ جب طبع ہو کر قادیان پہنچی، تو مرزا قادیانی نے اول چندروز دیکھ کر مولوی محمد احسن امروہی کو واسطے جواب کے دے دی۔ اسی وقت سے مولوی صاحب امروہی اس پر مصروف ہیں۔ لیکن اپنا فخر و شیخی جتلانے کو ایک خط میں فرماتے ہیں کہ اب جواب لکھنا شروع کیا ہے۔ پیٹ اور حاجت کیسی شئے ہے، سب کچھ کراتا ہے۔ دیکھ لیجئے مرزا قادیانی کے دست نگر اپاہج اس کے دسترخوان پر بسر کرنے والے یا اس سے نقد چندہ لینے والے ہی اس کو خوانخواہ کچھ کا کچھ بناتے، اس کی ہاں میں ہاں ملاتے اور اس کے عقاید و مسائل باطلہ و تراشیدہ کی حمایت میں کتابیں لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ لیکن جو مرزا قادیانی کے دست نگر اور اس کے محتاج نہیں وہ ایسی ضمیر و ایمان فروشی پر آمادہ نہیں ہوتے۔

نظر بریں حالات جواب عصائے موسیٰ کا کچھ پتہ و حال تو معلوم و ظاہر ہو رہا ہے تاہم طبع ہو کر نکلنے پر مصنف کی خصوصاً اور مرزا و مریدین کی ادعائیہ راست بازی و دیانت و امانت کا حال زیادہ معلوم ہو جائے گا۔ جس طرح منشی الٰہی بخش صاحب نے مرزا قادیانی کی تصنیف ضرورۃ الامام کی پوری عبارت بلاکم و کاست لکھ کر متانت سے

بدلائل قرآن مجید و حدیث شریف اس کے تراشیدہ عقائد ومسائل کا ردّ کیا ہے، اگر اسی طرح عصائے موسیٰ کی پوری عبارت لکھ کر معقول طور پر ویسی ہی متانت سے عصائے موسیٰ کی جملہ عبارات کا حرف بحرف جواب ہو جس کا مطالبہ خود صاحب عصائے موسیٰ نے کیا ہے، تو خود بخود ہی لوگوں کو مصنف جواب کا حال معلوم ہو جائے گا۔ لوگ منتظر ہیں کہ امروہی صاحب بدعوی سیادۃ وعلم حدیث مرزا قادیانی کے عمل در آمد مسائل مخالف اسلام وحدیث رسول اللہ ﷺ جیسا کہ

اپنی اور مریدین کی تصاویر کھنچوا کر عام مریدین میں شائع کرنا،

جبریلؑ کا ہیڈ کوارٹر آفتاب مقرر کرنا،

زمین پر ملائکہ کے اترنے اور ان کی روئت سے انکار کرنا۔

اول خود ہی مسئلہ نزول مسیح عند المنارۃ کو لغو کہنا، پھر بصرف مال کثیر اپنا یادگاری مینار بنام منارۃ المسیح بنوانا،

شرعی و جائز وارثوں کو محروم الارث کرنے کے لئے برائے نام اپنی بیوی کے پاس تیس برس تک جائداد رہن رکھ کر رجسٹری کرا دینا،

خلاف حال و قال رسول اللہ و ہزارہا روپیہ کا زیور و جائداد بنوانا، زہد فی الدنیا اور حکم رسول اللہ ﷺ ایاکم و التنعم وغیرہ کی کچھ پرواہ نہ کرنا، بلکہ مشک و عنبر مقوی باہ اشیاء کیوڑا وغیرہ کے استعمال کے بغیر نہ رہنا،

اور پھر بعض انبیاء کرام سے اپنے کو افضل جاننا،

اپنے کو لیلۃ القدر، یاجوج ماجوج، دجال، دابۃ الارض، وغیرہ کا حقیقت شناس سید الاولین والآخرین ﷺ سے زیادہ کہنا،

مسیح کو معاذ اللہ فحش گالیاں دینا،

اکابر صحابہ و جملہ مسلمین و مومنین کی توہین اور لعن وطعن اور سبّ وشتم کرنا،

سواء اپنے گروہ کے دیگر تمام لا الہ الا اللہ کہنے والوں، حج کرنے والوں، زکوۃ دینے والوں، صوم وصلوۃ کے پابندوں، الغرض تمام مسلمین و مومنین کو کافر جاننا،

امانت میں خیانت، عہد کا خلاف، خصومت میں گالی گلوچ، بات میں ہمیشہ

چال، وغیرہ جن سے مرزا قادیانی کی تصانیف لبالب ہیں۔

دیکھئے مولوی محمد احسن امروہی صاحب کس امانت وصدق وراستی سے ان سب امور کی حمایت وتائید کرتے اور جواب لکھتے ہیں۔

اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی بروزی نبوۃ ورسالت کی حمایت سے لوگوں کو مولوی محمد احسن امروہی کے علم وفہم کا حال بخوبی معلوم ہو چکا ہے لیکن اس کا انتظار ہے کہ اخیر دم تک بھی آنکھیں کھول کر ہوش سنبھالتے ہیں یا نہیں اور اپنے ادعائیہ علم معرفت حدیث کا کس طرح استعمال واظہار کرتے ہیں؟ اللہ تعالی سب مومنین کا ہادی وحافظ وناصر رہے۔

بالآخر عصائے موسی کے جواب لکھے جانے کی خبر سن کر صاحب عصاء نے اپنے ایک دوست کو جو کچھ لکھا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے۔(باقی آئندہ)۔

ایک مرزائی اخبار کی اپیل

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ایک جدید مرزائی اخبار اپنے کو پنچ مشہور کرتا ہے، حالانکہ اس میں پنچ ہونے کی کوئی بات نہیں۔اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اس کو درحقیقت پنچ کی ماہیت ہی معلوم نہیں کہ پنچ کے لئے جامعیت علوم وفنون درکار ہے۔ اور ظرافت دراصل حکماء اور فلاسفروں کا کام ہے نہ کہ عوام کا۔

یورپ خصوصاً لندن کے پنچ اخبارات لندن پنچ اورفن وغیرہ اور ہندوستان کے پنچ اخبارات پارسی پنچ اور چیری وری کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ پنچ کے لئے کیا کیا قابلیت اور معلومات درکار ہے۔ادنی یہ ہے کہ وہ ملک کے ورنیکلر اور فصیح وبلیغ ٹھیٹھ لٹریچر پر قادر ہو، اچھے اچھے چیدہ ناظموں اور ناشروں کا ناطقہ بند کر سکے،اس کے لطائف وظرائف اور کارٹونوں کا ظاہری پیرایہ اگرچہ ظرافت و مذاق ہو مگر درحقیقت عبرت دلانے والا۔سوتوں کو جگانے والا، ہنستوں کو رولانے والا اور روتوں کو ہنسانے والا ہو، جو باتیں رات دن ہماری نظر سے گذرتی ہیں اور جن کو ہم خفیف اور سبک سمجھتے

ہیں جب ایک دانا اور حکیم پنچ ان کی تصویر اپنے آئینے میں دکھائے گا تو بہت ہی سنگین نظر آئے گی۔

بتایئے ہندوستان میں ان صفات کا کون سا پنچ ہے۔ یہاں کے پنچ اخبارات تو یورپئین پنچوں کے پورے نقال بھی نہیں۔ کیونکہ نقل کو بھی آخر کچھ تو عقل چاہیے پنچ کے لئے جیسے اعلیٰ درجے کی ٹکسالی لٹریچر کی ضرورت ہے اسی طرح مہذب مذاق کی بھی ضرورت ہے تاکہ پولیٹکل اور سوشل بدعنوانیوں کی اصلاح کر سکے اور ایک صاف و شفاف مجلّے آئینہ دکھا سکے جس میں دلربا خط وخال یا چہرے مہرے کی بدنما رسولیاں اور بھونڈے مسّے نظر آ جائیں۔

مذکورہ بالا نوزاد پرچے کو جب کامیابی نہ ہوئی تو اس نے اپنا فروغ شحنہ ہند میرٹھ کو مدمقابل بنانے میں سمجھا اور ۲۴ مارچ کے پرچے میں اپنے مرزائی بھائیوں کے حضور دوہائی مچائی کہ ضمیمہ شحنہ ہند نے حضرت اقدس (مرزا) کے طلسم کا تارو پود توڑ پھوڑ کر مکڑی کا جالا بنا دیا، اب میں دوسرا جالا تازہ بتازہ نو بنو پورتا ہوں۔ پس جہاں تک ممکن ہو مجھے مدد دو۔

اچھا صاحب یہ بھی کر دیکھو۔ مگر یاد رہے کہ شحنہ ہند میرٹھ کا مقابلہ کرنے والے مر گئے۔ شحنہ ہند کو بعنائت الٰہی اپنی تجدید پر پورا بھروسا ہے۔ شحنہ ہند اگر چاہے تو مذاق کے پیرایہ میں فلسفہ اور منطق اور کلام اور علم معانی و بیان کے نظماً ونثراً وہ وہ نکات دکھا سکتا ہے کہ مرزا جی اور ان کے تمام حواری چکر میں نہ آ جائیں تو جبھی کہنا۔ ہاں ہاں کچھ منہ سے بولئے، سر سے کھیلئے، اگر پنچوں کا کوئی کاسہ لیس ہے تو شحنہ بھی اس حیص بیص کے لئے ہر طرح سے لیس ہے۔

شحنہ ہند سے اس قسم کے نوزاد پرچوں کا مقابلہ ایسا ہی ہے جیسے میل ٹرین سے اونٹ گاڑیوں کا۔ یا جیسا کہ کوڑا کرکٹ لے جانے والے بھینسے اپنی رفتار کا مقابلہ یا ٹرین کی مزاحمت کریں کہ ہڈی پسلی چر مر ہو جائے اور پھر چار طرف سے چیلیں اور گدمند لا کر اپنی لمبی لمبی نوکدار اور خم دار چونچوں سے بوٹیاں نوچ نوچ کر نرا پنجر اور ڈھانچا ہی باقی چھوڑیں، اور ہڈیوں کا گودا اور فاسفورس تک چٹ کر جائیں او ڈاکٹر لوگوں کو اپنے فاسفورس بنانے کے لئے بھی لالے پڑ جائے۔

اڈیٹر صاحب الحکم جنہوں نے ہر مذہب کے پیشواؤں اور اپنے مخالفوں کو مغلظات دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا، اور کالے سر کا کوئی نہیں چھوڑا، اب بھلے مانس بنتے ہیں اور شحنہ ہند کو غیر مہذب بتاتے ہیں۔ چہ خوش! ستر چوہے کھا کے بلی میاؤں میاؤں کرتی حج کو چلی۔ اصل یہ ہے کہ وہ شحنہ ہند کا لوہا مان گئے ہیں۔ نوزاد پنچ کو ابھی تجربہ نہیں۔ ہماری رائے میں نوزاد پنچ کے اڈیٹر کو حسب الحکم حضرت اقدس ٹکا سا جواب مل چکا ہے کہ شحنہ ہند اور ضمیمہ والے قابل خطاب نہیں۔ اب دیکھیں نوزاد پرچہ اپنے جدید نبی کی نافرمانی کرکے عاق بنتا ہے یا مطیع اور فرمان بردار ثابت ہوتا ہے۔

اسی نوزاد اخبار نے اپنے گذشتہ پرچے میں لکھا کہ شوکت مجدد السنہ مشرقیہ ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ بے شک اس دعوی کو بیس سال کے عرصہ میں کوئی نہیں توڑ سکا۔ مجدد کو موجودہ شعراء کی قابلیت کا بخوبی علم ہو گیا ہے۔ مجدد تمام شعرا سلف و خلف کے کلام کو پرکھتا ہے۔ ناقص کے نقص اور کامل کے کمال کو جانچتا ہے۔ فساد شعر کی اصلاح کرتا ہے۔ حالانکہ موجودہ شاعران اشعار کا نفس مطلب بھی نہیں سمجھ سکتے۔ مجدد فارس یا عرب کے کسی شاعر کے کلام پر جو اعتراض یا جرح کرتا ہے اسکو کوئی اٹھا نہیں سکتا..

(مرزائی اخبار کی اپیل والا مضمون نامکمل ہے کیونکہ اس فائل کے اگلے ورق یعنی صفحہ ۱۴۴ پر عصائے موسی کے جواب والے مضمون کی اگلی قسط چل رہی ہے۔ بہاء)

بقیہ: عصائے موسیٰ کا جواب

(مضمون ہذا کی قسط دوم اس صفحہ یا ورق پر شروع ہوتی ہے جو میرے پاس موجود نہیں۔ جو کچھ موجود ہے وہ درج زیل کیا جاتا ہے۔ بہاء)

(منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری نے) کسی دنیوی لالچ، فضیلت نمائی، و خود فروشی کی خاطر کتاب عصائے موسیٰ لکھی۔ جواد کریم نے بری خواہشوں سے محفوظ رکھ کر ید علیا عطا فرمایا ہے۔ آپ کے چندوں خیرات و تحصیل ناجائز پر اسکی گذران نہیں، تو اس کو کسی خود غرض حاجت مند کی تصنیف پر کیوں درد ہونے لگا؟

کیا (تمہارے جواب سے منشی الٰہی بخش کو) کتاب فروشی کی آمدنی میں خسارہ ہوگا،

مرید پھسل جاویں گے چندہ اور خیرات صدقات نہ دیں گے؟ الحمدللہ والمنۃ کہ ان میں سے ایک بات بھی نہیں ہے۔ہاں اگر ایسی کمائی پر عاجز (منشی الٰہی بخش) کا مدار ہوتا تو مرزا صاحب قادیانی ایسا فاسد خیال کر سکتے تھے۔

پھر مرزائی جماعت والے کتاب مولوی محمد احسن امروہی کی تعریف میں یہ بھی کہتے ہیں (دروغ برگردن راوی) کہ اجیر صاحب نے الہامات مندرجہ کتاب عصائے موسیٰ کی ترتیب تفہیم و معانی میں اپنی خوش فہمی کے موافق تراش وخراش کی ہے۔

اگر یہ سچ ہے تو اس کتاب کے شروع میں جب تک مرزا صاحب قادیانی اپنا اس مضمون کا کوئی اشتہار نہ دیں کہ،

اجیر مولوی کا فہم وفراست وفن تمسخر و استہزاء ہماری فہم وفراست وفن الہام سے زیادہ معتبر مرجح و قابل سند ہے اور اس لئے ہم اس کو اپنا مکرم مولوی وسید کہتے ہیں اور اس کی تحریر کو سند مانتے ہیں،

تب تک وہ کتاب مریدوں میں کسی قدر و وقعت کی نہ ہونی چاہیے۔اور اشتہار مرزا کے نیچے اجیر مصنف صاحب بھی جلی قلم سے یہ اعلان دیں کہ

مرزا صاحب نے جو تشریح وفہم والہامات کے بارہ میں اپنے اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء؟ میں لکھا ہے کہ الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں جو ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح وتفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی وغیرہ، (جس کا حوالہ عصائے موسیٰ کے ص ۸۵؟ پر ہے) یہ قرارداد مرزا بالکل غلط اور ردّی اور دیوانوں کی بڑ اور پاگلوں کی بکواس سے زیادہ نہیں، نری جھک جھک اور بک بک ہے۔اس کو ہرگز لائق التفات نہ سمجھو وغیرہ۔،

کیونکہ جب تک ایسا نہ کریں وہ کیوں کر دوسرے ملہم کے الہامات کی تفسیر و معانی اپنی رائے وفہم سے کر کے اپنی کتاب کو معتبر وصحیح کہہ سکتے ہیں۔

یہ بھی سنا ہے کہ اس میں عاجز (منشی الٰہی بخش لاہوری) کے ایسے خطوط تقویم پارینہ کا حوالہ ہوگا جن میں عاجز نے اپنی عقل ناقص کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کی اس پہلی حالت کی تعریف کی تھی جب کہ وہ مسلمانوں کی طرف سے مخالفین اسلام

کے ساتھ حقیقت اسلام وقرآن مجید ثابت کرنے کے دعوے دار تھے۔

یہ عجب استدلال ہے اور ایسی طفل تسلی سے بڑھ کر نہیں جیسی مرزا صاحب نے اپنے الہامی پسر بشیر کے مرنے پر کی تھی۔ چنانچہ اب تک ...مذبذب مریدین کو ایسی ہی تقریروں سے تسلی دی جاتی ہے۔

کاش یہ عقل کے پتلے یہ تو دیکھیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے تو خود براہین میں بار بار زور دیا ہے کہ عقل کچھ چیز نہیں، فقط الہام ہی آفتاب نور نما ہے اسکے بغیر عقل اندھیرے میں ٹٹولتی ہے معاملات وحالات کی صحت الہام سے ہی معلوم ہوسکتی ہے۔

پس اگر عاجز (منشی الہی بخش) نے بھی اس مرزا صاحب کے قاعدہ وقرارداد کے موافق اسی مرزا صاحب کواز لی اندھیارے میں ٹٹولنے کی حالت میں مرزا صاحب کی اس وقت کی ظاہر داری دیکھ کر بھجوائے:

ہر که را جامه پارسا بینی
پارسا دان و نیک مرد انگار

بلحاظ دعوی خدمت اسلامی کے بلا کسی الہام کے مرزا صاحب کو ایک ولی یا مجدد جس کا وجود افراد امت محمدیہ میں ممکنات سے ہے، محض ظن تخمین وحسن ظن سے با نتظار ظہور حق خیال کرلیا، اور اس حسن ظنی میں ان کی صفات بہیمیہ وخصائل ذمیمہ نفس پروری پیٹ پوجا سے بے خبر ہوکر (کیونکہ علم غیب علام الغیوب کا ہی خاصہ ہے) اور ان کو حاجتمند ومحل خیرات وصدقات سمجھ کر صدہا روپیہ دیا، جو شائد ناسپاسی سے اب ان کو یاد ہی نہ رہا، تو کیا مضائقہ؟ اور بعد میں حسب قاعدہ مرزا صاحب جب الہام کی روشنی سے مرزا صاحب کی اصلیت وحقیقت پر اطلاع ہوئی، تو محض لوجہ اللہ و بخوف مواخذہ عاقبت فوراً ان سے علیحدگی و بریت کرلی تو کیا حرج؟

الحمد لله الذی هدا نا لهذا و ما كنا لنهتدی لو لا ان هدا نا الله

امید کامل ہے کہ شکور علیم ان خدمات کا اجر بھی ضائع نہ فرمائے گا کیونکہ انما الا عمال با لنیا ت ۔(الحدیث)۔ چنانچہ اس بارہ میں بھی الہامی جواب کتاب کے صفحہ ۸۲ میں موجود ہے یعنی

سیقول السفهاء من الناس ما ولّاهم عن قبلتهم التی کا نوا

علیها قل لله المشرق و المغر ب اینما تولوا فثم و جه الله
اور الحمد للہ کہ مرزا صاحب قادیانی کے مسیح یا پیغمبر ہونے کا خطرہ و وسوسہ تو کبھی دل میں گذرا ہی نہیں اور نہ ان کے دعوی الہام کے قطعی ہونے سے اتفاق کیا۔ اور اسی لئے عاجز و رفقاء نے ان سے بیعت نہ کی۔

حسن ظنی تو اخلاق حمیدہ میں سے ہے۔ لیکن بے چارے مریدین بوجہ ناواقفیت یہاں تک بہکے اور گئے گذرے کہ پیغمبر ماننا تو درکنار آیت کریمہ

اتخذوا احبار هم و ر هبا نهم ار با باً من دو ن الله

کے پورے مصداق بن گئے۔ نعوذ باللہ۔

اور نہ فقط ان کی تحلیل حرام اور تحریم حلال کو مانتے ہیں، بلکہ ان کو اپنا روحانی پرورگار تکیہ گاہ کفیل حاجات اور مرغی کا سانچہ بنانے والا یقین کرتے ہیں جس کا ذکر عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۷۵ پر ہے۔ حالانکہ دراصل مرزا صاحب اپنی حاجتیں مریدوں سے پوری کرواتے ہیں۔ ہادی المضلین گمراہی وضلالت سے بچاوے۔

علاوہ ازیں اگر کوئی مجرد عقل و سمجھ سے ہی کسی کی ظاہر داری اچھی دیکھ کر اس کو خاصہ نیک مسلمان خیال کرے اور بعد میں اس کے اندرونی خبائث:

کہ خبث نفس نگر دد بسالہا معلوم،

ظاہر ہونے پر اور اس کے علانیہ ارتداد اور مخالفت شریعت اسلامی کے سبب اس سے بریت ونفرت ظاہر کرے تب بھی کچھ محل اعتراض نہیں۔

اعتراض ونفرین کا محل تو وہ ہے کہ اپنے الہام کو قطعی وحی اور یقینی مثل قرآن مجید کے سمجھے۔ نبوت ورسالت وغیب دانی کا دعوی کرے جیسا کہ مرزا صاحب کرتے ہیں۔ اور پھر ہر بات اس کی قرارداد کی مخالف واقعہ ہوکر اسکے دجال کذاب ہونے پر دلیل و شاہد صادق ہوجاوے، اور اس کو اپنی پہلی بات وقرارداد سے رجوع کرنا اور پچھتانا پڑے، جس طرح مرزا صاحب نے اپنی ضرورۃ الامام میں عاجز (الہی بخش) کو بے شر انسان، نیک بخت، متقی، پرہیز گار اور کلمات الہیہ سے مشرف قبول کیا

اور جب اسی مرزا صاحب قادیانی کے ممدوح (منشی الہی بخش) نے باصرار مرزا صاحب ضرورۃ الامام کا جواب نکالا، تو مرزا صاحب کو بڑی حسرت وپشیمانی سے اپنی تحریر

پر ندامت اٹھانا اور دردانگیز عذاب خذلان محسوس کرنا پڑا۔ ارحم الراحمین مرزا صاحب کو ہدایت فرماوے اور اس عذاب مہین سے بچاوے۔ آمین۔

گوالہامات: فیمت و ھو کا فر۔ ردت الیہ لعنہ، مندرجہ صفحہ ۱۵۲ عصائے موسیٰ کی رو سے تو امید نہیں کہ ان کو توفیق توبہ وہدایت نصیب ہوگی جس پر ان کی روز افزوں سرتابی وابتری حالت گواہ ہے لیکن عاجز بمتابعت سنت خیرخواہ دشمنان اعنی انبیاء الرحمٰن علیہم الصلوۃ و السلام ان کیلئے دعاہی کرتا ہے اگرچہ جواب مایوسی کے ملتے ہیں جیسے ماہ رمضان المبارک میں یہ الہام ہوا

هل ثوب الكفار ما كانوا يفعلون

کیونکہ خالق رحیم نے اپنے فضل وکرم سے عاجز کی سرشت ایسی نہیں بنائی کہ مرزا صاحب قادیانی کی طرح اپنے الہام کی تصدیق کی خاطر مخلوق الٰہی کی بدخواہی و گرفتاری عذاب میں راضی وخوش ہوں۔ فالحمد لله على ذلك

پھر یہ بھی سنا ہے کہ خط وکتابت کے بہم پہنچانے والے عاجز کے ایک ایسے دوست ہیں جو موقعہ موافقت سے پہلے مرزا صاحب کے حالات خانگی سے بوجہ ہمسائیگی دیوار بدیوار ہونے کے واقف ومطلع ہوکر عاجز کو مرزا صاحب کی نسبت ہمیشہ یہی لکھا کرتے تھے

(انگریزی سے ترجمہ) وہ (مرزا) شیطان کا پیرو ہے اور اس (مرزا) کا شیطان رہنما ہے۔ اور عاجز ان کو اس تبرابازی سے منع کرتا تھا۔

غرض کہ وہ مرزا صاحب قادیانی سے بوجہ واقفیت حالات اندرونی ایسے بیزار تھے کہ مرزا صاحب کے نام پر لاحول پڑھتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس دوست کے باہمی تنازعہ ہمراہ زوجہ ثانی یا ثالث (غالباً ثالث) کے وقت مرزا صاحب بھی وہاں جاپہنچے..... اور دوران مقدمہ میں مرزا صاحب قادیانی نے بمخالفت دیگر علماء اس دوست کی طرف داری کو نسخہ تسخیر خیال کرکے ان کی موافقت کا دم مارا۔ جس سے وہ دوست ایسے رام ہوئے کہ اسی خود خواندہ چیلہ شیطان پر قربان ہونے اور مریدی کا دم بھرنے لگے۔

خیر اس خط وکتابت کے شائع ہونے میں تو کچھ مضائقہ نہیں، مگر جن دیانت

داروں کے سپرد ہوئی ہے انہوں نے اخبار میں مشتہر کیا ہے کہ،
مناسب صورت میں شائع ہوگی۔

جس کے بظاہر یہی معنی ہیں کہ تراش خراش وتحریف سے کام لیا جاوے گا۔
مثلاً اغلب ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی نسبت اس دوست کا مذکورہ بالا قول جو میرے اکثر خطوط میں ہے، ہضم کر جائیں۔ یا بعض خطوط مطلق نہ چھاپیں، جیسے ۱۸۹۲ء کا وہ خط جس میں میں نے بحالت موافقت خود دونوں صاحبوں کو خیر خواہانہ لکھا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کے سالانہ جلسہ میں شراکت سے حذر کریں کیونکہ ان کی صحبت میں سوائے غیبت، شیخی ومخاصمت کوئی روحانی فیض نہیں۔
یا میرا مفصل خط مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۱ء نظر انداز کر دیں جس میں ان کو اپنے تجربہ کردہ حالات ونظائر سے متنبہ کیا گیا تھا۔ یعنی

جب وہ اثناء سفر ریل میں ایک اجنبیہ کو دیکھ کر بموجب بیان خود فریفتہ ہو گئے اور خیال فاسد دل میں پیدا ہوا کہ امرتسر (جہاں دونوں کو اترنا تھا) پہنچ کر اور اول مولوی حیات گل صاحب سے نسخہ دردسر (جس کیلئے سفر اختیار کیا تھا) لاکر دل کے ارمان نکالیں گے، تو سید عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ علیہ کی مسجد کے دروازے میں داخل ہوتے ہی اس خیال فاسد کا ایسا قلع قمع ہوا اور حالت ایسی دگرگوں ہوئی کہ آہ وزاری طاری اور کلمہ یاارحم الراحمین زبان پر جاری ہوا۔ یا اب مرزا صاحب کے تعلق اور مریدی میں یہ فیضان ہوا کہ ایک شوہر دار پوربی گھسیارن (جسکو زوجہ دوم وسیوم کی طرح علیحدہ کر چکے ہیں) سے جو دوچار ہو گئے تو اسکے حصول میں کیا کیا ناگفتہ بہ افعال عمل میں آئے۔

خدا کرے میرا (یعنی منشی الٰہی بخش کا) یہ خط بعینہ تمام وکمال شائع ہو، تاکہ ولی الرحمٰن وولی الشیطان کی صحبت کی تاثیرات کے موازنہ کا ناظرین کو موقعہ ملے، اور ان کو تفریق بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان کی تمیز حاصل ہو۔
بالآخر یہ بات قابل اظہار ہے کہ اگر وہ اس خط وکتابت میں خیانت وتحریف کریں، تو ہم پر لازم ہوگا کہ ان کا مفصل حال معہ نظم لطیف مصنفہ میر ناصر نواب صاحب جس میں مرزا صاحب قادیانی اور ان کی جماعت کے حالات کا پورا وصحیح فوٹو

ہے، شائع کریں۔ وہ نظم بہت ہی لطیف ہے۔ چنانچہ اس دوست کی تعریف میں پہلا شعراس طرز کا ہے

نت نئی بیوی کی ہے اس کو تلاش
ہے وہ ایسا با حیا و خوش معاش

ہادی المضلین اس دوست کی دستگیری کرے۔ آمین

پہلے تو یہ غریب مزاج سیدھے سادے خلوت پسند تھے اور اردو ترجمہ کیمیاء سعادت کا پڑھ کر اطمینان دل حاصل کرتے تھے۔ لیکن اب مرزائی نسبت انانیت شوخی پندار وسرکشی و دیگر خصائل قبیحہ ان میں سرائت کر گئے ہیں۔ حتی کہ اب اپنے تئیں اہل بصیرت لکھتے ہیں۔ اگر چہ بصارت و بصیرت کے معنی نہیں جانتے اور نہ الف و یاء میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور خلوت سے تو ایسے بیزار ہوئے ہیں کہ خوانخواہ بے ضرورت غیر مذاہب اہل ثروت وحکومت کی چاپلوسی کے متمنی ہیں ..ارحم الراحمین اس مہلک نسبت و زحمت سے مخلصی بخشے۔ آمین

تصویر پرستی

(خیال گذرتا ہے کہ درج ذیل مضمون شاید کسی ایسے مضمون کا بقیہ ہے جو ان صفحات میں شروع ہوا تھا جو میرے پاس موجود نہیں ہیں۔ اور یہ مضمون اخبار الحکم قادیان میں شائع شدہ کسی مضمون کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ بہاء)

قولہ: جناب عائشہ صدیقہ کی تصویر پیغمبر اسلام کی خدمت میں جبریل لائے تھے۔

اقول: حضرت قدوس کا وہ فعل مبارک پیغمبر ﷺ کی پیش گوئی کا صادق نشان تھا ہم کو اپنے ہاتھوں کی کرتوتوں سے سوائے خذلان کے کیا مل سکتا ہے۔

قولہ: حضرت عائشہ صدیقہ سیدنا کے گھر گڑیوں سے کھیلیں تھیں۔

اقول: وہ گڑیاں حیوان یا انسان کی مورتیں نہ تھیں۔ گھوڑے کی روایت موضوع اور باطل ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے گھر میں انسان وحیوان کی مورتیں موجود ہوتیں تو روح القدس نازل نہ ہوتے۔ اپنے وجود کی خباثت سے بزرگوں کو متہم نہ کر۔

قولہ: تصویر پرستش کے واسطے بنانی منع ہے۔

اقول: ذی روح کی مورت بنانی مطلق حرام ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپ کے واسطے ایک تصویر دار کپڑا خریدا تھا۔ آپ ﷺ نے مکروہ جانا اور منظور نہ کیا اشتریت هذا الثوب لتقعد علیها۔ نص موجود ہے۔ محض پرستش کے واسطے حرام سمجھنا قول فاسد اور مردود ہے ضمیمہ مقامات مظہری میں حضرت شاہ غلام علی کے حالات با برکات میں مرقوم ہے کہ

سید اسماعیل مدنی از مدینہ منورہ بحکم حضرت ﷺ حاضر شدہ بودند بحکم حضرت ایشاں آثار نبویہ کہ در جامع مسجد نہادہ اندرفتند آمدہ عرض نمودند۔ اگرچہ برکات حضرت رسالت محسوس میشوند لیکن ظلمت کفر نیز دراینجا موجود است۔ تحقیق شد کہ تصاویر بعض اکابر دراین جابودند، دریں مقدمہ بہ بہادر شاہ نوشتند تصاویر برآوردند۔

اولیاء الشیطان اور اولیاء الرحمان میں ضرور فرق ہونا چاہیے۔

قولہ: آنجناب نے اپنی تصویر شاہ روم کے پاس بھجوائی تھی (الحکم)

اقول: یہ کذب صریح آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کے چیلوں نے باندھا ہے۔ .. ہاں شاہ قیصر کے پاس نبیوں کی تصویریں موجود تھیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جبرئیل آدم کے پاس لائے تھے۔ یہ با حکمت فعل صدق نبوت پر نص قطعی ہے ہزار ہا سال قبل پیدائش کے نشان صداقت موجود تھے ہم کو اپنے منکرات سے کیا فائدہ ہے۔

قولہ: آئینہ میں منہ دیکھتے ہو۔ عکسی تصویر ہر گھر میں موجود ہے۔

اقول: انبیاء اصفیاء خاص و عام آئینہ میں منہ دیکھتے ہیں، بلکہ تمام اشیاء مصفا سے بالمقابل چیزیں نظر آتی ہیں۔ آئینہ کو آئینہ تلوار کو تلوار پانی کو پنی کہتے ہیں۔ یہ بھی قدرتی نظارہ ہے کسی کے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر نہیں۔

قولہ: ملہمین مجبور ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہوتا۔

اقول: صادقوں کے الہامات سچے ہیں۔

قولہ: مرزا صاحب فرماتے ہیں ہم نے تصویر یورپین کے واسطے بنوائی ہے۔

اقول: کیا انبیاء اور صلحاء نے اپنی مورتوں سے اسلام پھیلایا تھا۔ انوار تجلیات حضرت

قدوس ذوالجلال مقدسوں کے مبارک چہروں پر تاباں تھے جن سے اب تک تمام عالم پر نور ہے اب بھی غلامان سیدنا پر انوار الٰہی جلوہ گر ہیں خدا کے قہر شدید سے ڈرو اور شر پھیلانے سے باز آؤ۔

قولہ: قرآن سے تصویر کی حرمت ثابت نہیں۔

اقول: فرمان عالی شان جناب پیغمبر ﷺ مثل قرآن کے ہے

وما ینطق عن الهوی،

اور الا انی او تیت القر آن ومثله معه۔ الحدیث۔

شاہد ناطق ہے۔ ہر امر کو نص کتاب اللہ سے ثابت کرنا مشکلات میں پھنس جانا ہے۔ مرزا صاحب کا نام ونشان قرآن وحدیث میں کہیں نہیں۔ نہ صحابہ اہل بیت اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

محمد عبداللہ از ملتان

چڑیاں دام سے نکل گئیں

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

پیر جی سراج الحق صاحب جو اس سے پہلے جمالی تھے اور اب مرزائی ہو گئے ہیں، اپنے وطن مالوفہ قصبہ سرساوہ ضلع سہارن پور میں تشریف لائے اور مرزا جی کی بعثت اور رسالت ونبوت کی منادی بہت زور شور سے کی، اور خوب ہی روغن قاز اور مسالے دار آب پیاز مل کر لوگوں کو گانٹھنا چاہا۔

قریب تھا کہ بعض ضعیف الاعتقاد جہلاء نئے نبی کے کلمہ گو اور امتی ہو جائیں مگر مسلمانوں کی خوش قسمتی سے پیر جی صاحب کے بہنوئی اور ہمارے شاگرد رشید حافظ محمد جان صاحب رام پوری آن پہنچے۔ عشرہ محرم کے ایام تھے، حافظ صاحب نے حسب دستور شہیدان کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر پڑھا۔ لوگ بکثرت جمع ہوئے۔ پیر جی سراج الحق بھی آ دھمکے اور ذکر شہادت پڑھنے اور لوگوں کو اس کے سننے سے بڑی زجر وتوبیخ کے ساتھ روکا۔ مگر حافظ صاحب بھجوائے:

جہاں کے آپ ہیں صاحب وہیں کے ہم بھی ہیں

عجیب چال چلے کہ پیر جی کو اپنی فرزانگی سے فرزین کی ایک ہی چال میں مات دے دی۔ یعنی اسی مجمع میں پیر جی سے سوال کیا کہ حضرت امام حسینؑ کا مرتبہ بڑا ہے یا جناب اقدس میرزا غلام احمد بیگ چینی الاصل حال وارد قادیان کا۔

پیر جی سراج الحق جواب میں فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت اقدس (مرزا) کا مرتبہ بڑا ہے۔

عوام کا یہ سننا تھا کہ ان تلوں میں تیل ہی نہ رہا۔ اور پھر کیا تھا سب کے سب لاحول پڑھتے ہوئے اڑنچھو ہو گئے، اور پیر جی ایسے کھوئے گئے جیسے کسی عاشق کا دل معشوق کے چاہ غبغب میں۔ ہر چند غل مچایا مگر سب کارستانی ہوا ہو گئی اور اب پیر جی سے لوگوں کو ایسی نفرت ہے جیسے انگریزوں کو بوئروں سے۔

انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام سے رقابت

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ قادیانی مرزا جی اپنی جعلی نبوت سے تمام انبیاء و رسل کے خوفناک رقیب بنے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے ان کی عظمت کو گھٹانا اور اپنی جھوٹی عظمت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

آپ مثیل المسیح ہیں مگر مسیح کو گالیاں دیتے ہیں۔ اگرچہ پرائی بدشگونی میں اپنی ہی ناک پر کلہاڑا چلاتے ہیں۔ کیا معنی کہ جب اصل مسیح جھوٹا اور لائق سبّ وطعن ہے، تو اسکی نقل یا اس کا مثیل بدرجہ اولی لائق سبّ وطعن ہوگا۔

اگر عیسائیوں نے عیسی مسیح کو ابن اللہ ٹھہرالیا تو اس میں عیسی مسیح کا کیا قصور؟ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے خود غرضی کی حماقت سے اپنے چیلے چاپڑوں کے خوش کرنے کے لئے عیسی مسیح پر طرح طرح کے اتہام لگائے اور یہ سمجھا کہ تمام اہل اسلام بھی خوش ہوں گے کیونکہ میں عیسائیوں سے معارضہ کر رہا ہوں۔ مگر استغفر اللہ! بھلا کوئی سچا مسلمان کسی نبی کی توہین کیونکر سن سکتا ہے، اور اس کا ایمان کیوں کر گوارا کر

سکتا ہے۔ پس قادیانی مرزا جی نے تمام مسلمانوں پر اپنا مرتد اور ملحد اور ملعون ہونا اچھی طرح ثابت کر دیا۔

اب آنحضرت ﷺ پر بھی حملے شروع ہو گئے ہیں۔ الحکم میں بار بار یہ گونہہ اچھالا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال میرے اور میری امت کے لئے واجب العمل نہیں جب تک وہ قرآن سے ثابت نہ ہو جائیں۔

کوئی پوچھے کہ قرآن آخر کس پر اترا ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ قرآن کے خلاف کوئی فعل کر سکتے تھے؟ مرزا جی کہہ دیں گے کہ قرآن مجھ پر اترا ہے اور میرے ہی اقوال و افعال قرآن کے موافق ہیں پس جو کچھ میں کہوں اس پر عمل کرو۔

حدیث رسول اللہ ﷺ میں تو (معاذ اللہ) بہت کچھ خرافات ولغویات بھری ہیں مثلاً تصویر پرستی اور تصویر بنانے کی ممانعت جو میری بعثت وخروج کا بڑا بھاری آلہ ہے۔

ہم کہتے ہیں کیا مرزا جی قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن میں تو ہر ذی استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے، کیا آپ یہ فرض ادا کر چکے ہیں۔

مرزا جی کہہ دیں گے کہ میں جدید رسول ہوں۔ مجھ پر حج خانہ کعبہ فرض نہیں۔ میری جدید آزاد شریعت نے اسلام کے پرانے احکام منسوخ کر دیئے۔ میں مذہب اسلام کی ترمیم اور تنسیخ کیلئے آیا ہوں۔ میرا جھونپڑا یا ٹاپا یا مسکن (قادیان) مکہ اور مدینہ سے بڑھ کر ہے۔ اور میرا نو تعمیر منارہ تمام مقدس مقامات کا قبلہ گاہ ہے۔ پس لوگ میری زیارت اور میرے منارے کا طواف کریں۔ دقیانوسی وحشی مسلمانوں کے لئے پورانا کعبہ اور میرے جدید مہذب مرزائیوں کے لئے تازہ بتازہ نیا گھڑا ہوا منارہ ہے (منارہ یا جہنم کا شرارہ)۔

قرآن نے عیسیٰ مسیح کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ قرار دیا، میں (مرزا قادیانی) اس کو (معاذ اللہ) طوائف زادہ اور کذاب قرار دیتا ہوں۔

یہ مرزا قادیانی کا قرآن پر بمقابلہ حدیث رسول اللہ ﷺ عمل ہے۔

انبیاء کرام ﷺ دنیا میں کچھ اور ہی شان لے کر آئے تھے جو دوسرے انبیاء کی عظمت کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی عجیب رحیمی شان تھی کہ تمام انبیاء کی یکساں عظمت کرنیکا مسلمانوں کو حکم دیا۔ وہ آپ ہی کا نفس مطمئنہ تھا کہ سخت تہدید کے ساتھ فرمایا

لاتخیرو فی انبیاء اللہ
یعنی خدا کے نبیوں میں تخییر نہ کرو (ایک کو دوسرے پر ترجیح اور فضلیت نہ دو)
اور فرمایا
لاتفضلو نی علی یو نس بن متی یعنی مجھے حضرت یونس پر بھی فضیلت نہ دو،

کیا نبی بننا کسی دنیا کے کتے کا کام ہے جو لوگوں کے دلوں میں اپنی دھاک بٹھانے کو تمام انبیاء کو گالیاں دیتا ہے خوارق وہ اخلاق وہ عادات وہ کہ ایک ادنی صفات کا آدمی بھی ان سے عار کرے۔

مرزا قادیانی کے کلمہ گو تولے دے ہزار پانچ سو ہی ہوں گے۔۱۳ سو برس میں تو ایسے ایسے مکار عیار مہدیان کذاب پیدا ہو چکے ہیں جن کے ساتھ لاکھوں حمقاء ہوئے ہیں، مگر وہ برسات کے اولادالزنا (حشرات الارض) کی طرح جہاں سے نکلے تھے وہیں گھس گئے۔ چندروز میں مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کے گروہ کا بھی یہی حال ہوگا ۔انشاء اللہ تعالی

واقعات شاہد ہیں کہ کیسے کیسے مقدس اور خالص باخدا لوگ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہو گئے ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی میں کچھ بھی للّٰہیت اور خلوص پاتے تو غیر ممکن تھا کہ اس سے یوں علیحدہ اور بیزار ہوتے کہ اب اسکے نام کا کتا بھی نہیں پالتے ۔ اور جس طرح وہ اب اپنے سینکڑوں روپئہ کے اکارت اور فضول جانے پر افسوس کرتے ہیں، اسی طرح دوسرے نوگرفتار بھی چندروز میں افسوس کریں گے۔ انشاء اللہ تعالی

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خوارق سے صاف ثابت کر دیا ہے کہ وہ مذہب اسلام کا ایک خوف ناک حریف اور آنحضرت ﷺ کا کٹا رقیب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب کوئی عیار اور سادھو باوصف ختم نبوت و رسالت کے نبی اور رسول بننے کا مدعی ہوگا تو ممکن نہیں کہ اس کے دل میں انبیاء سابقین کی عظمت باقی رہے ۔وہ تو ہر طرح اپنے ہی کو سب سے نوہاتھ لمبا بتائے گا ۔ پھر غلام گردش اور خودغرض اس کو اور بھی چیتے کی طرح پھلائیں گے اور نبی اور رسول بنانے کے لئے آسمان سر پر اٹھائیں گے۔ دیکھ لو مرزا قادیانی کی رقیبانہ تعلیم و تلقین کے موافق مرزائیوں کو محمدی بننے سے عار ہے، اور

انہوں نے احمدی (مرزائی) بننا پسند کیا ہے یہ آنحضرتﷺ سے رقابت نہیں بلکہ سخت عداوت ہے۔اور جس طرح آنحضرتﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ

لو کان موسی حیّا لما وسعه الا اتّباعی

اسی طرح چندروز میں مرزا قادیانی کہے گا

لو کا ن محمد حیا لا یمکنه ا لا اقتدائی

کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وحدیث کے الفاظ بدلنے، یا یوں کہو کہ ان میں تحریف کر کے اپنی جانب منسوب کرنے ہی کا نام الہام رکھا ہے۔اور اس کا برابر تجربہ ہو رہا ہے۔ ہر عالم جو زبان عرب سے کچھ بھی مسّ رکھتا ہے، مرزا قادیانی کے جملوں سے کہیں بہتر جملے گھڑ سکتا ہے جو اس نے اپنے جعلی الہامات میں گھڑے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابھی مرزا قادیانی نے پورا دعوی ظاہر نہیں کیا۔مگر اطمینان رکھنا چاہیے کہ چند روز میں ظاہر کرے گا اور اپنے کو خاتم النبیین بنائے گا۔اور جس طرح خود مثیل المسیح نے عیسی مسیح کو مار کر کشمیر میں دفن کیا ہے اور مہدی موعود کو خونی مہدی بنا کر خود ان کا جانشین ہوا ہے، اسی طرح آنحضرتﷺ میں عیوب ونقص نکال کر خود خاتم النبیین بنے گا۔قرآن کی آیتوں کا اپنی جانب منسوب کرنا اسی امر کی تمہید اور توطیہ ہے۔ ذرا دیکھتے جائیے کیا کیا ہوتا ہے۔ابھی چیونٹی کے پر اچھی طرح نہیں نکلے چندروز میں نکلنے والے ہیں۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴۔اپریل ۱۹۰۲ء نمبر ۱۶ جلد ۲۰ و ۲۲

مرزا کے ملحدانہ عقاید کا زہریلا اثر

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کے ملحدانہ عقاید کا زہریلا اثر وباء روحانی ہے اور وباء طاعون کا اثر جسمانی۔ یہ دنیا تک محدود اور وہ عاقبت تک بھی پیچھا چھوڑنے والا نہیں۔

دیکھئے دونوں میں کتنا تفاوت ہے۔

پٹیالہ سے نامہ نگار نے لکھا کہ علاوہ ضمیمہ اوراس کے معاونوں کی قوت قدسیہ کے خداوند کریم نے عالم غیب سے کچھ ایسے سامان مہیا کر دیئے ہیں کہ مرزائی عقاید کا اثر روز بروز زندہ درگور ہورہا ہے۔مولانا محمد علی صاحب بوپڑی واعظ پنجاب کے وعظ نے برکات اور ہدایات عامہ کے وہ انوار پھیلائے ہیں کہ الحاد اورشرک و بدعت چمگاڈروں کی طرح کونوں کھدروں میں چھپتے پھرتے ہیں۔ جولوگ اب تک مذبذب اور گومگو تھے اورمکھیوں کی طرح ادھر ادھر بھنبھناتے پھرتے تھے اور مرزائی عقائد کے عنکبوت نے ان پر اچھی طرح لعاب اور جالا نہ تنا تھا، وہ مولانا ممدوح کے اثر وعظ سے شہباز بن کر اورتز ویر کا تار و پود توڑ تاڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے دام فریب سے نکل گئے، اور دین اسلام کی وسعت آباد فضا میں آ گئے۔علاوہ انکے اورلوگ بھی جورات دن بدعات میں مستغرق رہتے تھے، ہدایت پا کر متبع سنت خیر الوریﷺ ہو گئے۔

الغرض مولانا محتشم الیہ کا وعظ زورشور سے جاری رہا اورلوگ جوق در جوق یدخلون فی دین اللہ افواجا ۔۔ا لآیہ کےمصداق ہوئے حمداً و شکراً۔

ہر وعظ کے بعد طاعون ملعون کے دفعیہ کی دعا ہوتی رہی۔ یقیناً یہ مولوی صاحب بوپڑی ہی کی برکت اور دعا کا اثر ہے کہ خاص پٹیالہ میں طاعون مداخلت نہیں کر سکا، حالانکہ پٹیالہ کے اردگرد موجود رہا۔

مولوی محمد علی صاحب بوپڑی کے وعظ نے روحانی طبیب بن کر وجدانی بیماریوں کو بالکل دفع کر دیا۔اگر مریضوں نے بےاعتدالی نہ کی اور طبیب کی ہدایتوں پر کاربند رہے تو پٹیالہ میں نہ روحانی (مرزائی) طاعون کا دورہ ہو گا نہ پلیگ (جسمانی) طاعون کا انشاءاللہ تعالی۔

ایک لطیفہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں

نامہ نگار نے لکھا ہے کہ محکمہ نہر اٹاوہ کے اہل کار منشی عبدالرحیم صاحب کا لڑکا

فوت ہو گیا۔ آپ جانتے ہیں فرزند کا داغ بہت سخت ہوتا ہے۔ منشی صاحب نے سخت اضطرار اور رنج کی حالت میں قادیانی مرزا جی کو لکھا کہ

آپ عمل کشف قبور کے عامل ہیں، براہ عنایت از روئے عمل کشف میرے فرزند کا حال معلوم کر کے تشفی فرمائیے کہ اس سے جناب باری نے کیا معاملہ کیا، اور اب اس کی روح راحت میں ہے یا تکلیف میں ۔،

اس کا جواب مرزا صاحب کے جبرئیل میاں عبدالکریم نے یہ دیا کہ

تم صبر کرو حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ۱۱ بچے فوت ہوئے۔

اس عبارت میں علیہ السلام کے بعد جو (کے) تھا، وہ سہو کتابت سے رہ گیا اور ۱۱ بچے کی (چ) کے نقطے ندارد ہوئے، صرف ایک نقطہ پڑھا گیا۔

الغرض یہ عبارت یوں پڑھی گئی کہ

حضرت نبی کریم علیہ السلام (مرزا جی) ۱۱ بجے فوت ہوئے۔

منشی عبدالرحیم صاحب کو حیرت ہوئی کہ مرزا جی کی بیماری کی خبر نہ الحکم نے لکھی، نہ کسی اور اخبار نے۔ نہ کوئی خط اس بارہ میں آیا، یہ کیا معاملہ ہے۔

پھر خیال ہوا کہ پنجاب میں طاعون پھیلا ہوا ہے کیا عجب ہے کہ قادیانی مرزا جی اس کی بھینٹ چڑھ گئے ہوں اور تمام مرزائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے ہوں کیونکہ وہ مثیل المسیح ہیں۔ عیسی مسیح بھی تو صلیب پر چڑھ کر آسمانی باپ کی تمام اولاد کے گناہوں کا ازازل تا ابد کفارہ بن گئے ہیں ورنہ مماثلت ہو نہیں سکتی۔

بہر نہج میاں عبدالکریم سیالکوٹی کے نام ایک تعزیت نامہ بھیجا گیا جس میں مرزا جی کی وفات پر بہت کچھ افسوس کیا گیا۔ پھر کیا تھا:

دیوانہ را ہوئے بس است

گالیوں کا منہا منہ بھرا جواب آیا کہ ہمارے حاسدین مردود ہیں، مطرود ہیں، آتش حسد کے زہر آلود دود ہیں، بے بہبود ہیں، ناقص الوجود ہیں وغیرہ۔

ہماری رائے میں مرزا جی کے جبرئیل سے یہ ایسی غلطی ہوئی ہے کہ کسی طرح قابل معافی نہیں۔ مرزائیوں کے خدا کا کام ہے کہ اسے فوراً معزول کرے، ورنہ یہ کبھی نہ کبھی اپنے خدا کو ضرور مار کر رہے گا۔

اور کشف قبر کے معاملہ میں مرزا جی نے جو پھڑکتا جواب بھیجا وہ تو سوال از آسمان جواب از ریسمان ہو کر چاروں طرف قہقہے اور ہنسی کا گڈا بن گیا اور منشی صاحب کا اچھی طرح اطمینان ہو گیا کہ مرزائیوں کا خدا کتنے پانی میں ہے۔

تصویر پرستی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

نوزاد مرزائی اخبار نے ایک مضمون بعنوان (تصویر کے فوائد) شائع کیا ہے اور وہی لچر اور لغو دلائل خلاف مذہب اسلام لکھے ہیں جن کا الہام مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں پر ان کے خدا کی طرف سے ہو چکا ہے وہ لکھتا ہے کہ

تصویر اور فن تصویر کشی کی نسبت علماء کی مختلف رائیں ہیں۔،

علماء اسلام کی رائیں تو ہرگز مختلف نہیں، تصویر کا کھینچنا اور کھنچوانا اور گھروں میں رکھنا اور اپنی عورتوں کو نامحرم کی تصویر دکھانا علماء سلف وخلف کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے اور یہ کام اور اس کے فاعل خدا اور رسول کے نزدیک قطعی ملعون (دوزخی) ہیں شائد مرزائی اخبار کی مراد علماء سے علماء یہود و مجوس ونصاری یا علمائے ہنود پنڈت وغیرہ ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ نیک نیتی سے تصویر کھینچنا یا کھچوانا ناجائز نہیں۔، محرمات میں اور نیت ۔کوئی چوری یا رہزنی اس نیت سے کرے کہ میں لوگوں کو لوٹ کر مسجد بناؤں گا یا یتیم خانہ یا مدرسہ جاری کروں گا تو ایسی نیت سے چوری اور رہزنی کیوں کر جائز ہو سکتی ہے ۔مرزا جی کی تو یہ نیت ہے کہ مرزائی اور مرزائنیں مجھ سے محبت رکھیں مجھے پہچانیں میرے چہرے مہرے خط وخال کو گھوریں میری مورتی کی ڈنڈوت کریں میری عظمت کریں جو درحقیقت پرستش ہے۔

بہت سے مسلمان تصویریں بناتے اور بنواتے ہیں اور اپنے گھروں میں رکھتے اور ان سے مکانات کو سجاتے ہیں لیکن ان سے ایماناً پوچھ دیکھو وہ کبھی اس کو مستحسن اور جائز نہ بتائیں گے بلکہ حرام مطلق کہیں گے اور اپنے گناہ کے معترف ہوں گے۔خوف ناک یہ امر ہے کہ مرزا اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر امور خلاف اسلام کو جائز

اور مباح بلکہ ایک صورت میں واجب اور فرض بتاتا ہے اور حتی الوسع یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہب اسلام نے انکو جائز اور بعض صورتوں میں واجب اور فرض قرار دیا ہے۔

ان جہلاء کی بڑی دلیلیں دو ہیں۔

اولاً خدا تعالی خود مصور ہے۔

دوم، تصویر دار سکہ ہر وقت لوگ اپنے پاس رکھتے ہیں۔

اب ذرا غور سے دونوں دلیلوں کی دھجیاں اڑتی دیکھئے۔ اگرچہ یہ تو کسی طرح یقین نہیں کہ آپ اپنے دعوی سے باز آئیں خدا تعالی کی صفت تو نہ صرف المصور ہے بلکہ اس کے توقیفی اسماء صفات ۹۹ ہیں۔ کیا مرزا قادیانی اور مرزائی سب خدا تعالی کی صفات میں مشارکت چاہتے ہیں۔ وہ خالق السماوات و الارض ہے وہ جاعل الظلمات و النور ہے، وہ ازل سے ابد تک حی اور قیوم ہے۔ اس کی صفت محیی و یمیت ہے۔ اس کی صفت نمرود جیسے سرکش خدائی کا دعوی کرنے والے (مرزا نے تو ابھی نبوت ہی کا دعوی کیا ہے) کے سامنے حضرت ابراہیم نے یہ بیان فرمائی

فان الله یأتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب

فبهت الذی کفر۔ یعنی میرا خدا وہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو کچھ قدرت رکھتا ہے تو مغرب سے آفتاب نکال۔

یہ سن کر نمرود حیرت زدہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ دیکھئے نمرود تک کو ایسی مسکت دلیل نے بت بنا دیا۔ مگر مرزا جی کی گردن تو اپنے منارے کی طرح نمرود سے بھی کئی منزل اونچی ہے، کیوں مبہوت ہونے لگے۔

کس قدر احمقانہ اور طفلانہ توہم ہے کہ انسان کی آنکھ میں آئینے میں پانی میں عکس پڑتا ہے اور انسان خود تصویر ہے اس لئے تصویر بنانا جائز ہے۔ کوئی پوچھے کہ تم نے قدرتی مصنوعات پر اپنے ہاتھ کی بنائی مصنوعات کو قیاس کیا جو شیطان کی صفت ہے۔

چھوڑ قیاس کی تو تلبیس۔ اول من قاس ابلیس

کیا مذہب اسلام نے ایسا حکم دیا ہے کہ چونکہ آئینے اور پانی وغیرہ تمام شفاف چیزوں میں عکس پڑتا ہے لہذا تم بھی تصویریں بناؤ۔

انسان بے شک صانع مطلق کی بنائی ہوئی تصویر ہے۔ پتھر یا سونے چاندی تانبے وغیرہ دھاتوں کی بنائی ہوئی یا کاغذ پر کھینچی ہوئی تصویر نہیں۔ وہ ایسی تصویر ہے جو رحم مادر میں بنتی ہے جس کی تعریف میں حضرت سعدی نے ایسا شعر لکھا ہے کہ دوسرا شاعر نہیں لکھ سکتا:

دہد نطفہ را صورت چوں پری
کہ کرد است بر آب صورت گری

انسان کی تصویر صانع مطلق نے پانی پر کھینچی ہے۔ بھلا مرزا قادیانی اور تمام مرزائی فراہم ہو کر ایک حرف تو پانی پر کھینچ دیں۔ الحق یصور فی الارحام کیف یشاء

خدا نے تصویر بنانے کا تو معاذ اللہ حکم دیا، مگر حج کرنے کا حکم نہیں دیا۔ خدا نے مرزائی بننے کا حکم نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ کا مفرد پیارا نام محمد اور احمد ہے اور مرزا کا نام غلام احمد بیگ۔ پس اگر مرزا قادیانی کے خدا کو کچھ بھی عقل ہوتی تو مرزائیوں کو بجائے احمدی بنانے کے غلامی بناتا، جو نام کا جزء اول ہے، جیسے موسائی، عیسائی، محمدی وغیرہ۔ اور قدرت الٰہی کا یہی التزام ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے قدرت الٰہی کا تعامل چھوڑ دیا اور اس میں بے معنی جعل کیا۔

اب رہا تصویر دار سکہ، مذہب اسلام میں کہاں حکم ہے کہ تصویر دار سکہ گھروں میں، صندوقوں اور ہمیانیوں اور خزانوں میں، محفوظ رکھو۔ جس طرح مرزا قادیانی طرح طرح کے حیلے سے کثیر رقم اپنے فنڈ میں جمع رکھتا ہے، نہ حج کو جاتا ہے، نہ زکوۃ نکالتا ہے۔ شارع اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ الکنز کیّ من النار یعنی خزانہ آگ کا داغ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

یوم یحمی علیھا فی نار جھنّم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنز تم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ (التوبہ: ۳۵) ترجمہ: جب کہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں تپائے جائیں گے اور پیشانیوں اور پسلیوں اور پشتوں پر ان سے داغ دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جس کو تم اپنے نفسوں کے واسطے جمع کرتے تھے پس جو کچھ جمع کرتے تھے اس کا عذاب چکھو۔

مگر دوسرے احکام شریعت کی طرح اس زجر وتو بیخ اور وعید کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی کیوں ماننے لگے وہ تو جدید الہام اور جدید نبی کو مانیں گے جو شریعت محمدی کی ترمیم و تنسیخ کر رہا ہے۔

کوئی سچا مسلمان تصویر دار سکہ کو ہرگز پسند نہیں کرتا، اور محتاط اور متقی لوگ ہرگز سکے اپنے پاس نہیں رکھتے۔ چونکہ تمام مسلمان ایک غیر مذہب یا یوں کہو کہ.. ایک لامذہب گورنمنٹ کے تابع ہیں، لہذا اس کا حکم مانتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو اپنی اور مرزائیاں مقرب کی تصویر اور اس کی پرستش کرانے پر کس نے مجبور کیا ہے۔ صرف ہواء نفس اور تکبر اور نمود اور دنیا طلبی نے۔

شراب ام الخبائث ہے۔ حالت مرض میں بھی جو ایک مجبورانہ حالت ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کے استعمال کی ممانعت فرمائی کہ بل ھو داء شرب دوا نہیں بلکہ خود مرض ہے۔ پس احکام شریعت کے مقابلہ میں کوئی مجبوری کیونکر چل سکتی ہے مرزا جی یہ جواب دیں گے کہ

میں چونکہ نیا نبی اور مذہب اسلام کا مجدد اور رفارمر اور مرمم اور ناسخ ہوں، لہذا میرے خدا نے جو تصویر بنوانے اور شائع کرانے کا مجھے حکم دیا ہے میں اس کی تبلیغ و ترویج کے لئے مجبول اور مجبور ہوں۔

بے شک مرزا قادیانی کا خدا ایسا حکم دے سکتا ہے مگر خدائے اسلام اور اس کا نبی ایسا حکم نہیں دے سکتا۔ اور یہ تعارض اس کی شان کے خلاف ہے کہ پہلے تو تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجے اور اب اس کو جائز کر دے۔

پھر کیا مسلمان تصویر دار سکہ کی کچھ عظمت کرتے ہیں۔ وہ تو اس میں سولہ آنے کی چاندی دیکھ کر بیع و شرا کے کام میں لاتے ہیں۔ روپیہ پیسے کی عظمت کوئی شخص تصویر دار سکہ ہونے کی وجہ سے نہیں کرتا، بلکہ کاروبار تمدن و معاشرت کا اس کو آلہ سمجھتا ہے۔ قادیانی مرزا جی نے تو تصویروں کی اشاعت کو اپنی نبوت کا جزو اعظم قرار دیا ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ میں نے یورپ میں مرزائی مذہب کی اشاعت کے لئے تصویروں کو رواج دیا ہے کیونکہ نبوت کے لئے اشاعت اور ابلاغ و تبلیغ لازم ہے۔ لہذا تصویر پرستی مرزائی مذہب کا بڑا رکن ٹھہری۔

ہم حیران ہیں کہ جب مرزائی مذہب میں تصویر ایک نعمت عظمی ہے، تو محض کاغذ پر کیوں کھچوائی جاتی ہے۔ دھات کی مورتیں تیار کرا کر مرزائیوں اور مرزائنوں کے گھروں میں کیوں نہیں بھیجی جاتیں۔ کیا کاغذی تصویر اور دہات کی تصویر میں کچھ فرق ہے۔ اگر مرزا قادیانی کے خدا نے صرف عکسی تصویر کی اشاعت کا حکم دیا، تو بڑی غلطی کی ہے کیونکہ کاغذہ تصویر تو چند روز میں گل سڑ جاتی ہے، کرم خوردہ ہو جاتی ہے، دہات کی تصویر کو ہر طرح استحکام ہے۔ ایک ایک مورتی ہزاروں سال تک قائم رہ سکتی ہے۔ اور کاغذی تصویر کے مقابلے میں اس کی قیمت بھی زیادہ اٹھے گی۔ ادھر تصویر کو استحکام اودھر فنڈ بھر پور، دو دو اور چپڑی۔ بات یہ ہے کہ ابھی قادیانی مرزا جی اپنے مذہب کی پوری اشاعت کرتے ہوئے جھجکتے ہیں کیونکہ کچے ہیں۔ پختہ مغز ہو کر سبھی کچھ کرنے لگیں گے۔ دہات کی تصویریں بھی چندروز میں شائع ہونے لگیں گی ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔

مسلمان کو وہابی کہنا مزیل حیثیت ہے

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزائی پنچ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۲ء میں علماء راولپنڈی مولانا ہدایت اللہ امام مسجد صدر بازار اور مولانا عبدالاحد (خان پوری) کی نسبت علاوہ دوسرے دل شکن الفاظ اور سبّ وشتم کے لفظ وہابی کا استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی ان کو وہابی اور رئیس الوہابیین بنایا ہے۔ اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو بھی جی بھر کے گالیاں دی گئی ہیں جیسا کہ مرزائیوں کا دستور ہے۔ حالانکہ مسلمانوں میں کوئی گروہ وہابی نہیں۔ سنی مسلمان تو یہی حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں جو چاروں اماموں کے مقلد ہیں۔ ایک گروہ متبعین کتاب و سنت ہے جو اہل حدیث کے لقب سے ملقب ہیں۔

ہم نہیں جانتے وہابی کون سا گروہ ہے۔ غالبًا وہ ہوگا جو نہ قرآن وحدیث کو مانتا ہے نہ کسی نبی اور ولی کو، بلکہ انبیاء خصوصاً حضرت عیسی مسیح کو گالیاں دیتا ہے، ان کو جھوٹا اور کسبی زادہ بتاتا ہے۔ یعنی عیسی مسیح کی نانیوں اور دادیوں کو کسبیاں قرار دیتا

ہے۔ خلاف کتاب و سنت نیا مذہب اور نیا نبی قائم کرتا ہے اور اپنے گروہ کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو جہنمی اور گردن زدنی قرار دیتا ہے۔ حرمین شریفین سے بڑھ کر اپنے مسکن اور منارہ کو مطاف ٹھہراتا ہے۔

وہاب خداتعالیٰ کا نام ہے اس لحاظ سے تو ہر مسلمان وہابی کہلانے کو فخر سمجھے گا لیکن مسلمانوں کو اس لقب سے ملقب کرنے والوں کی نیت کچھ اور ہے جس کی تفصیل ہم آگے چل کر کریں گے۔ اور اگر یہ لفظ ایک شخص عبدالوہاب نامی کے نام سے منسوب ہے، تو وہ نہ کوئی امام تھا، نہ مجتہد بلکہ حنبلی مقلد تھا۔ پس اس کی جانب نہ کوئی مسلمان آج تک منسوب ہوا، نہ منسوب ہونے کو پسند کرے گا۔ ورنہ اگر وہ امام و مجتہد ہوتا تو خانہ کعبہ میں ایک پانچواں مصلی اس کے نام کا بھی ضرور قائم کیا جاتا۔

پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ ویسا ہی موہن اور دل شکن ہے جیسا شیعہ کے لئے رافضی اور سنیوں کے لئے خارجی۔

صرف اتنا فرق ہے کہ گورنمنٹ ہند نے مذکورہ بالا القاب سے ملقب کرنے کی ممانعت نہیں فرمائی اور لفظ وہابی کے استعمال کی از روئے سرکلر ممانعت کر دی ہے کیوں مخالفوں کی مراد لفظ وہابی سے باغی و بدخواہ سرکار ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں نہ صرف مسلمانوں کا بلکہ دیگر اقوام کا کوئی گروہ بھی برٹش گورنمنٹ کا باغی اور بدخواہ نہیں سب کے سب اسکے سایہ عاطفت میں آزادی اور امن سے بسر کرنے کے باعث آزاد اور عادل گورنمنٹ کے ممنون ہیں چونکہ ایسے لفظ کا زبان پر لانا بھی قرین مصلحت نہیں لہذا گورنمنٹ نے اس کی نسبت مندرجہ ذیل کارروائی فرمائی ہے

نمبر ۳۷۶۔ آف ۱۸۸۸ء پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ

۳۷۹۹۶۔ ممالک مغربی شمالی واودھ۔

مورخہ: ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء مقام نینی تال۔

آفس میمورنڈم:

عرضی مرسلہ مولوی ابوسعید محمد حسین لاہوری مورخہ ۲۶ مئی گزشتہ پیش ہوئی۔ مشعر اس کے کہ استعمال لفظ وہابی کا ان ممالک میں کاغذات سرکاری میں ممنوع فرما دیا جائے۔

حکم:

سائل کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حضور نواب لفٹننٹ گورنر و چیف کمشنر نے ہدائتیں نافذ فرمادی ہیں کہ کاغذات سرکاری میں لفظ وہابی کا استعمال ترک کر دیا جائے۔

دستخط: انڈر سکرٹری گورنمنٹ مغربی شمالی واودھ

اب ہم مرزائی پنچ سے پوچھتے ہیں کہ اگر راولپنڈی کے علماء اس لائیبل کی چارہ جوئی عدالت سے کریں تو کیا ہو؟ پس جو لوگ بے تحاشا مسلمانوں کو وہابی کہدیا کرتے ہیں ان کو متنبہ ہونا اور ایسے دل شکن لفظ کے استعمال سے بچنا چاہیے۔ ملک متوسط اور بنگال میں لفظ وہابی کا استعمال کرنے والوں کو سزائیں مل چکی ہیں۔ عادل گورنمنٹ دوسرے موہن القاب کا چنداں خیال نہیں کرتی مگر لفظ وہابی جس کے استعمال کا اثر گورنمنٹ تک پہنچتا ہے اس کا ضرور خیال کرے گے۔

عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

ملمع اور باطل ظاہر بینوں کی آنکھ کو اپنی چمک دمک سے چند روز کے لئے دھوکا دے کر اصل اور حق کے مقابل کھڑا ہونے کی کیسی ہی کوشش کرے لیکن آخر الامر بمصداق آیت کریمہ

قل جاء الحق و زهق البا طل ان البا طل كان زهو قاً

اس کا ملمع کافور ہو جاتا ہے۔

یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی باطلہ کا ہو رہا ہے۔ صاحب عصائے موسیٰ نے قرآن مجید اور احادیث شریفہ اور اقوال و معتقدات کبراء سلف صالحین کے موفق دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے مرزا قادیانی کے خانہ زاد عقائد کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ صاحب قطع الوتين با ظهار كيد المفترين نے مرزا اور اس کے مریدوں کو مبہوت کر دیا۔ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی کے مقابلہ پر لاہور میں نہ آنے سے جو ذلت و شکست جماعت قادیانی ہوئی، ضمیمہ شحنہ ہند نے جو کچھ

دھوئیں بکھیرے ان سب کے مقابلہ میں مرزا جی سے کچھ بھی بن نہ پڑا۔ اور کبھی بن سکے گا انشاء اللہ تعالی کیونکہ واقعات اور دلائل بینہ شرعیہ کا جواب ہی کیا۔

پس بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا، شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر اور بے حیائی کا لباس پہن کر (فا ن لم تستحیی فا صنع ما شئت) ہر عشرہ یا پندرہ روزہ گزر نے پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدین کی طرف سے کوئی نہ کوئی تحریر یا اشتہار حسب عادۃ مستمرہ گالیوں سے بھرا ہوا نکل ہی آتا ہے جس میں پیر مہر علی شاہ، منشی الٰہی بخش صاحب اور دیگر بزرگان دین کو دل کھول کر کوسا جاتا ہے اور مصداق

و اذا خلوا الی شیا طینھم عضّوا علیکم الا نا مل من الغیظ

(آل عمران:۱۱۹)

اپنے ہاتھ کاٹتے ہیں۔

کتاب عصائے موسی کو بے حیثیت، ناشدنی، مرزائی سلسلہ کو نقصان نہ پہنچانے والی، وغیرہ بتا کر اپنا جوش ٹھنڈا اور مریدین کو اس کے مطالعہ سے ممانعت کرتے ہیں۔ بات تو جب تھی کہ شریفانہ اور منصفانہ اور محققانہ مسلک پر کسی ایک ہی اعتراض کا جواب دیتے۔ مگر جن فلاکت زدوں اور اپاہجوں کی وجہ معاش اسی سلسلہ پر ہو، وہ ایسا نہ کریں تو کیا کریں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے نام کا اشتہار راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔ ہاں مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کا اشتہار مجریہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۱ء جو اخیر مئی ۱۹۰۱ء کو لاہور سے شائع ہوا، نظر سے گزرا۔ مبلغ ایمان داری یہ کہ مکتوب الیہ کے پاس حسب معمول پہنچا ہی نہیں بلکہ کسی دوست نے دکھایا، جس کے لغو اور نکمے اعتراضات کی مفصلہ ذیل چھتاڑ ہدیہ ناظرین ہے۔ سہولت کے واسطے مولوی عبد الکریم کے اشتہار کی عبارت کو بلفظ اعتراض اور اپنے دلائل کو تردید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے و اللہ المستعان و علیہ التکلان

اعتراض: دونوں نام مہدی و مسیح جو اپنا کام کر رہے ہیں ایک عالم عملی طور پر ان کی کارروائیوں کے صدق کی نسبت گواہی دے اٹھا ہے۔

تردید:

❁ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور الّذین فر قوا د ینھم کا مصداق بننا،

- انبیاء کرام کی توہین،
- خلاف شریعت اسلامی خانہ زاد الحاد کو رواج دینا،
- ذوی الارحام یعنی شرعی وارثوں کو محروم الارث کرنے کے لئے جعلی طور پر
- اپنی جائیداد کو بی بی کے نام رہن رجسٹری کرانا،
- یادگاری مینار گھنٹہ گھر کے لئے جماعت حمقاء سے چندہ بٹورنا،
- اپنی تصاویر کھنچوا کر فدائیوں کے ہاتھ بیچنا،
- اہل قبلہ اور پابند صوم وصلوۃ حج وزکوۃ خادمان قرآن مجید واحادیث نبوی کو لعن طعن کرنا،
- غیر مذاہب والوں کی منافقانہ طور پر مدح سرائی کرنا، جس کا ذکر کتاب عصائے موسیٰ میں درج ہے،
- خونی پیش گوئیوں سے حکام اور غیر مذاہب والوں کو مسلمانوں پر بدظن کرنا وغیرہ،

یہ سب خوبیاں جو آپ کے مذاق اور جبلت کے موافق ہیں، بے شک ایک عالم نے دیکھ لی ہیں۔ ورنہ دوسرے مسلمان تو ایسے کاموں کا نام لینا بھی کفر سمجھتے ہیں۔ پس آپ لوگ جو ان دونوں ناموں مہدی و مسیح کی تضحیک اور توہین کر رہے ہیں، اگر خداوند تعالیٰ نے چاہا تو آپ اس کی مکافات کو پہنچیں گے۔

اعتراض: ہزاروں نام کے مسلمان جو دجال کی خدائی طاقتوں کے قائل تھے اور حضرت مسیح کو خالق محیی شافی عالم الغیب اور زندہ جاوید مانتے تھے اور اس مشرکانہ اعتقاد سے قرآن کریم کا ابطال کرنے سے مشرکین نصاریٰ کو قوت دینے اور رسول کریم ﷺ کی توہین میں نصاریٰ کے دست بازو بنے ہوئے تھے اب اس مہدی موعود کے ارشاد وہدایت سے مہتدین میں داخل ہو گئے ہیں۔،

تردید: مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا اعتقاد اور ایمان ایسا ہوگا، تمام مسلمان تو اول ہی سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو خالق، محیی، شافی، عالم الغیب، زندہ جاوید، وحی، قیوم نہیں جانتے۔ بلکہ ان صفات الٰہی میں کسی کو شریک کرنا کفر و بے ایمانی سمجھتے ہیں۔

اور ایسا ہی جو شخص رسول کریم سید الاولین والآخرین ﷺ کی توہین کرے، اپنے کو یاجوج ماجوج، دجال، اور خر دجال کا حقیقت شناس رسول ﷺ سے زیادہ جانے ،اور غیر مذاہب کے معبودان واعیان کو خلاف تعلیم اسلام برا بھلا کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی وگستاخی کرائے ،جیسا کہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا عمل درآمد ہے۔ ایسے امور کو بھی مسلمان خلاف تعلیم اسلام کفر وزندقہ والحاد اور پرلے درجہ کی بے ایمانی جانتے ہیں۔مشتہر جو مرزا قادیانی کا غالی مداح ہے، اپنے پیر طریقت کی تعلیم پر فکر وتدبر کر کے سوچے کہ خود مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے لوگ قرآن مجید کا ابطال کر کے مشرکین کا دست وبازو بن رہے ہیں یا معاذ اللہ دیگر مسلمان؟

اعتراض: خدا تعالی کے نئے نئے اقتداری نشانوں کو دیکھ کر جو حضرت موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے خدا تعالی پر ان کو نیا ایمان حاصل ہوا۔

تردید: جن کے پاس پہلے ایمان نہ تھا، ان کو نیا ایمان حاصل ہوا ہوگا۔اور جو لوگ اس ادعائی نبوت کے تلے (ختم نبوۃ کے بعد) آ گئے ان کے رہے سہے ایمان بھی غارت ہو گئے ۔جنکا سارا وبال اور نکال مرزا قادیانی اور اس کے مشیروں کی گردن پر ہے۔ اگر بطور تنزل مرزائیوں کو نیا ایمان حاصل ہونا مان بھی لیا جائے تو ان کو بموجب ان کے اپنے اعتقادات کے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ

قال رسو ل الله ﷺ ثلا ث اذا خرجن لاینفع نفساً ایمانها۔ لم تکن آ منت من قبل او کسبت فی ایمانها ، طلوع الشمس من مغر بها و الدجال و دا بة ا لارض ۔

یعنی جب آفتاب مغرب سے طلوع ہو دجال اور دابۃ الارض نکل آویں اس وقت کسی کا ایمان نفع نہ دے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدوں کے نزدیک یہ تینوں علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں ۔وہ کہتے ہیں کہ فرنگستان یورپ میں اسلام کا چرچا ہو رہا ہے اور یہی آفتاب کا مغرب سے نکلنا ہے ۔دجال پادری لوگ ہیں اور دابۃ الارض علماء دور۔ ایسا ہی دیگر علامات قیامت یاجوج ماجوج کسوف وخسوف وغیرہ کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ ظاہر ہو چکے۔

پس جب کہ ان کے اعتقادات کے موافق یہ سب واقعات ہو چکے، تو اب ان کو بموجب حدیث شریف ایمان کا ذرہ بھر بھی نفع نہیں۔ لہذا صریح طور پر یہ لوگ خاسر الدنیا والآخرۃ ہو گئے۔ اس پر غور وفکر کریں۔

اور نشانوں کے دکھانے کی تو آپ نے ایک ہی کہی۔ ذرا عصائے موسی میں تفصیل دیکھئے۔ تعجب پر تعجب ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی تو اقتداری نشانوں سے مباحثہ امرتسر الموسوم بہ جنگ مقدس میں انکار کرتا ہے بلکہ اپنی بے بضاعتی کے خیال پر معجزات سیدنا مسیح و دیگر انبیاء کرام کو بھی مسمریزم اور عقلی چالاکی میں داخل کرتا ہے، لیکن مرزا قادیانی کو دانہ زد غالی مشتہر (عبدالکریم سیالکوٹی) بانس پر چڑھاتا ہے۔

مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیش گوئی جو مرزا قادیانی کا خاص رقیب بن کر اس کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے۔ عبداللہ آتھم کی موت کا نشان جو باوجود بوڑھا ہونے کے میعاد مقررہ سے ڈیڑھ برس بعد اپنی موت مرا۔ علی ہذا مولوی محمد حسین بٹالوی، ملا محمد بخش ابوالحسن تبّتی وغیرہ والی پیشین گوئیوں پر غالی مشتہر کی نگاہ کیوں نہیں پڑی۔ ضرور پڑی ہے مگر روٹیوں اور بوٹیوں کی چربی آنکھوں پر چھا گئی ہے۔ باقی آئندہ۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم مئی ۱۹۰۲ء نمبر ۱۷ جلد ۲۰ و ۲۲

ٹاپا خالی کرو

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے جو خود حضرت مرحوم کی زبانی ہے کہ میری روح ایک مرتبہ دوزخ میں چلی گئی، تو اس کو بالکل سرد پایا۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ

اے دوزخ! تیری آگ کا یہ شہرہ ہے کہ اگر دنیا میں اس کی ایک بھی چنگاری آجائے تو تمام طبقات الارض اور افلاک جل کر بھسم ہو جائیں، اور یہاں

یہ کیفیت ۔ یا تو وہ شورا شوری یا یہ بے نمکی ۔ یہ کیا معاملہ ہے ۔
دوزخ نے جواب دیا کہ اے نادان! مجھ میں آگ کہاں ۔ جو آئے گا اپنی
آگ ساتھ لائے گا ۔

یہی کیفیت قادیانی مرزا جی کی ہو رہی ہے کہ جو شخص آپ کا چیلا ہو کر کان چھدواتا اور کوڑیا غلام بنتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لنگر خانہ کے لئے آذوقہ پیدا کرو ورنہ ٹاپا خالی کرو ۔

حال میں مرزا جی نے ایسا ہی اشتہار دیا ہے کہ جو چیلے چاپڑ لنگر خانہ کی جھولی میں کوڑی پیسا نہ ڈالیں گے ، مریدی سے عاق اور مرزائیوں کے دفتر سے ان کا نام خارج ہوگا ۔

بات بھی ٹھیک ہے ، آخر آوے کس باوا کے گھر سے ۔ چند اپاہج جو اصطبل میں کھڑے دانہ چگھ رہے ہیں ، جن کی کمروں میں بوجھ کھینچتے کھینچے غار پڑ گئے ہیں ، سم گر گئے ہیں دم جھڑ گئی ہے ، آخر وہ کس کے ماتھے جائیں ۔

پھر چند ساٹھے پاٹھے جو یاقوتیاں اور قوت باہ کی معجونیں جن میں مشک اور عنبر اور ریگ ماہی اور سقنقور کا بھیجا ڈالا جاتا ہے ، اور روغن بادام اور زعفران میں دم کئے ہوئے پولاؤ اور بریانی کھا کھا کر پھنپھنا رہے ہیں ، ان کا جوش کیونکر نکلے ۔

پھر خاص مرزا جی جو آسمانی جورو کے ملنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور بقول :

پیر یکہ دم زعشق زند بس غنیمت است ،

قوت باہ کے نسخے اور تر بتر مرغن حلوے اور موہن بھوگ ڈکار کر کیل کانٹے سے چست اور نوک پلک سے درست بنے بیٹھے ہیں ، یہ سب مذکورہ بالا مسالے ہی کی بدولت تو ہے ۔ وہ طرح طرح کے چندوں سے اپنے چیلوں کی چند یا گنجی کر رہے ہیں اور انکے گاڑھے خون سے اپنا خون پتلا کر کے اس میں حیوانی اور شہوانی جوش وخروش بڑھا رہے ہیں ۔ اگر چندہ نہ آئے تو سب کے سب سوکھ ساکھ کر اچور بن جائیں اور لنگور کی سی زقندیں لگانی بھول جائیں ۔ حیوانی حرارتیں کافور ہو جائیں ۔ اچھی کہی ، ہو نہ ، تمہیں سب نے تو متفق ہو کر مجھے مسیح موعود اور مہدی مسعود اور فرمائشی نبی اور رسول بنایا اور اب مہیں چپاتی شکم بن گئے اور لنگر خانے کا نام سن کر لگے پیٹ پتلانے ۔ میں نے

تو یہ شکرہ تمہارے ہی بھرو سے پالا ہے۔اب جو چیلے چاپڑ قارون کے سگے بن کر خالی خولی دم ہلاتے ہیں اور دینے کے نام گھر کے کیواڑ بھی نہیں دیتے ،وہ درحقیقت بڑے ظالم ہیں ان سے زیادہ کون ظالم ہوگا کہ وقت پر دغا دیتے ہیں۔

سنوسنو! جب کہ میں ہرطرح بانس پر چڑھ گیا ہوں (کیونکہ اصلی مسیح سولی پر چڑھے تھے) اور مجھے تمہیں نے بانس پر چڑھایا ہے، ورنہ میں تو خس سے زیادہ خسیس بلکہ اخس تھا۔اور جب کہ تم نے اپنے گلے میں منادی کی ڈھولکی ڈال کر میری مہدویت اور عیسویت کی ڈونڈی پیٹ دی ہے۔اور جب کہ تم میری خاطر دنیا سے لڑ رہے ہو اور جب کہ تم میرے کارن خدا اور رسول اور خود مذہب اسلام کو خیر باد کہہ چکے ہو،تو ان لنگر خانے کے نام سے خرلنگ کی طرح پڑاوے کی تہلٹی میں کیوں بیٹھے جاتے ہو۔

مرزا جی ایسے اور مرزا جی ویسے۔مرزا جی الہامی نبی ،مرزا جی ظلی اور بروزی رسول ،مگر گرہ سے ٹکا خرچ کرتے۔تمہار بٹوؤں اور ہمیانیوں کی چنٹیں سکڑ کر اندر دھنس جاتی اور غائب ہو جاتی ہیں۔میں تمہارے عطا کئے ہوئے خالی خولی خطابوں کو کیا بھاڑ میں جھونکوں۔ میں اس دم چھلے سے درگزرا۔لنڈورا ہی بھکا۔عطاء تو بلقاء تو۔مگر تم چندہ دو اور اگر مجھے اپنی توہین کا چنداں خیال نہ ہوتا تو یوں کہتا: مرانان بدہ کفش برسرزن

سنوسنو! روپیہ نیچر کی بڑی کرامات ہے۔ یہ نہ ہوتو مہدویت ومسیحیت سب ٹھپن ٹھیں ۔ یاد رکھو اگر تم نے فی الفور سے بھی پہلے لنگر خانہ کی تھیلیاں کھناکھن اور چھناچھن نہ بھرو گے تو کانوں کے درمیان کے بیچوں بیچ میں سر کر کے سب کو بارہ پتھر باہر نکال دوں گا اور منہ پر ایسی جھاڑو ماروں گا کہ میرے بھائی لال گرو نے بھی نہ ماری ہوگی۔

مسیح علیہ السلام کو دشنام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۲۴۔اپریل میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ، عیسائیوں خصوصاً لاہور کے لارڈ بشپ پر غضب ناک ہیں کہ انہوں نے آنخضرت ﷺ کی توہین کی انکو غیر معصوم بتایا،

بیشک عیسائیوں کی یہ حرکت خلاف انسانیت اور خلاف تعلیم عیسیٰ مسیح ہے، لیکن کیا یہ اسلام اور اہل اسلام کی شان ہے کہ ہم اس کی پاداش میں عیسیٰ مسیح کو برا کہیں۔ کوئی آگ کھائے، انگارے اگلے، ہم کو کیا۔ ہمارا کام ہے کہ تمام انبیاء کی یکساں تعظیم کریں اور مخالفوں کے اتہاموں اور بہتانوں کو خدا پر چھوڑیں۔ یہ نہیں کہ مرزاجی کی طرح عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیں اور قرآن و حدیث کی مخالفت کرکے اپنی گور انگاروں سے بھریں۔

قادیانی مرزاجی تو تمام انبیاء کے رقیب ہیں۔ ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے مطلق ہمدردی نہیں۔ نہ ان کو آنحضرت ﷺ سے محبت۔ ان کا مقصد تو عیسیٰ مسیح کی توہین کرنا اور مخلوق کے دلوں سے ان کی عظمت گھٹانا ہے کیونکہ مرزاجی خود مثیل المسیح اور چودھویں صدی کے نبی اور رسول بنے ہیں۔ اور اسلئے نہ صرف مسیح بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ و السلام کی عظمت انکے دل میں کھٹکتی ہے۔ عیسیٰ مسیح کی معصومیت اور نبوت کی قرآن تصدیق کرے، حدیث تصدیق کرے، اور ایک ملحد ان کو گالیاں دے کر قرآن و حدیث دونوں کو جھٹلائے۔

کیا آنحضرت ﷺ نے کبھی نہ صرف عیسیٰ مسیح بلکہ کسی نبی کی شان میں کوئی لفظ خلاف داب ادب منہ سے نکالا ہے، یا اپنے کو کسی کا رقیب بنایا ہے۔ وہاں تو محض خلوص اور صداقت اور للّٰہیت سے کام تھا جو ایک سچے نبی کی نبوت کی شان ہے۔

لارڈ بشپ نے جو ناہنجار حرکت کی مرزاجی بتائیں کہ آخر مسلمان اس کے مقابلے میں کیا کرتے۔ قادیانی مرزاجی کا غالباً یہ منشاء ہے کہ ان سے لڑتے، کشت خون کرتے۔ کیا قادیانی مرزاجی کے قبضے میں ہزار پانچ سو آدمی نہیں ہیں؟ انہوں نے اپنا عندیہ کیوں پورا نہ کیا۔ اور اپنی فوج کو ان کے مقابلے پر کیوں نہ بھیجا۔ فدائیوں میں اپنی دھاک بٹھانے کو پھوہڑ عورت کی طرح یوں جھوجھل نکالی کہ عیسیٰ مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا غلط ہے۔، یہ تو قادیانی مرزاجی نے اپنی ناک کاٹی اور اپنے کو دائرہ اسلام سے خارج کیا۔

دہریئے بھی یہی تاویل کرتے ہیں کہ احیاء سے مراد دلوں کا زندہ کرنا یعنی قوم کی اصل حیات مراد ہے اور معجزہ خارق فطرت ہے جس کا ظہور محال ہے۔

ہم کہتے ہیں اصلاح تو علماء کرام بھی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن علماء اورانبیاء میں کیا فرق رہا۔عیسی مسیح کا تو قرآن مجید میں یہ قول ہے

واحی الموتی باذن اللہ

یعنی میں خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کرتا ہوں (نہ کہ اپنی طاقت اور حکم سے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی مرزاجی کے نزدیک خدائے تعالی بھی مردوں کو زندہ نہیں کرسکتا۔یہ الحاد وارتداد اور دہریت نہیں تو کیا ہے۔مرزاجی جوتا ویلیں کر رہے ہیں وہ عام جہلاء کے ناخنوں میں پڑی ہیں۔آریا اور دہریئے تو مرزاجی سے کہیں بڑھ کر تاویل کرتے ہیں۔

بقیہ: عصائے موسی کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

اعتراض: مسیح کی موت، قبر، اور مرہم عیسی، کے زہرہ گداز حربہ نے نصرانیت کو زخم کاری لگائے ہیں۔ابھی تین ہفتوں کا ذکر ہے کہ لاہور مشن کالج کے تین پادری قادیان میں آئے حضرت (مرزا) نے بڑی قوت وتحدی سے فرمایا کہ میں خدا تعالی کی طرف سے وہ سب انعامات اور طاقتیں لے کر آیا ہوں جو پہلے بزرگ نبیوں کو ملی ہیں اور مسیح کی موت بڑی شدومد سے بروئے قرآن وانجیل ثابت کی آخر میں آپ کی قبر کی نسبت گفتگو کی جو کشمیر میں واقع ہے۔

تردید: زبانی جمع خرچ پورا کرنا اور تنکے کو پہاڑ بنا کر دکھانا تو مرزاجی کا نیچر ہے۔اگر وہ پہلے بزرگ نبیوں کے اقتداری نشانات اور لازوال طاقتیں اللہ تعالی کی طرف سے لائے ہیں،تو یہ کیا عمدہ موقع تھا کہ ان عیسائی مشنریوں کے سامنے ان نبیوں یا کم ازکم صرف ایک نبی مسیح علیہ السلام کے انعامات اور اقتداری طاقتوں کو استعمال میں لاتے جن کا ذکر قرآن مجید سورہ مائدہ پارہ ہفتم رکوع پنجم میں اس طرح ہے کہ

اللہ تعالی نے ان کو روح القدس سے مدد دی تھی،

وہ مہد وکہل کی حالت میں لوگوں سے باتیں کرتے تھے،

اللہ تعالی نے انکو خود کتاب وحکمت وتوریت وانجیل سکھائی تھے،

وہ اذن الٰہی کی مدد کے ساتھ کھیئۃ الطیر جانور بنا کر اس میں روح پھونکتے تھے،

مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو باذن ربی تندرست اور مردوں کو زندہ کرتے تھے،

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کی ایذا دہی سے روک رکھا تھا۔

ایک مرزا صاحب قادیانی ہیں جنہوں نے اس کا انکار اور مقابلہ کر کے یہ کہا ہے کہ ان کو یہود نے پکڑ کر صلیب پر چڑھایا اور زخم لگائے معاذ اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ پھر جب کہ مسیح انکے ساتھ آئے تو نہ ماننے والے کافروں نے کہا کہ یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی، مسیح علیہ السلام کے معجزات باہرہ کو مسمریزم اور شعبہ وغیرہ بتا کر اپنی عاقبت خوار کر رہا ہے۔

اب مرزا جی آنحضرتﷺ والی طاقت و برکت کا ہی کچھ اثر دکھاتے جیسا کہ ایک آنکھوں کے ڈھیلے باہر نکلے ہوئے کا دست مبارک سے درست ہو جانے کا ذکر خود مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ اور ایسا ہی تین آدمیوں کی ٹانگ اور پنڈلی وغیرہ ٹوٹی ہوئی کو صرف دست مبارک لگانے اور پھونکنے سے صحت کامل ہو جانے کا حال مفصل معجزات وکرامات عصاء موسیٰ میں وضاحت سے ہوا ہے۔

اگر بالفرض مرزا قادیانی کے پاس اس وقت کوئی مادر زاد اندھا، برص والا، ٹوٹی ہوئی پنڈلی یا ٹانگ والا موجود نہ تھا، تو کیا عاجز عبدالکریم بھی موجود نہ تھا جس کی ایک آنکھ، سر کا گنجہ، پھوڑے پھنسیاں اور ایک ٹانگ علاج طلب ہے۔ اگر مرزا قادیانی یہ کہہ کر اپنا پنڈ چھوڑانا چاہیں کہ

ز یک چشمی جمالت را زیان نیست
کہ زیبا تر بود تصور یک چشم

تو مخالفین کا اس سے اطمینان نہیں ہو سکتا۔

ادھر عاجز عبدالکریم سیالکوٹی صحیح وسالم عینک لگانے اور لاٹھی اٹھانے کی زحمت سے بری ہو جاتا، ادھر مرزا قادیانی کے عقائد کے سبب گو مسلمان ان کو کچھ ہی

کہتے، لیکن یہ تو مان جاتے کہ مرزا قادیانی چونکہ بظاہر اسلام وکلمہ کا اقراری ہے، لہذا عجب نہیں کہ قادر وقدیر حکیم عزیز نے دین اسلام کی عزت وصداقت ظاہر کرنے کے لئے مرزا قادیانی کے ہاتھوں میں ایک معذور اپاہج کو صحت بخش دی۔

ادھر عیسائیوں پر بھی کچھ اثر پڑ کر عجب نہ تھا کہ انکی ہدایت کا باعث ہوتا اور ادھر مرزا قادیانی کے مرید یوسف خان اور مرزا قادیانی کی بیوی کا قریبی رشتہ دار بھائی سعید جو امرتسر والے مباحثہ کے بعد عیسائی ہو گئے تھے، ان کے عوض ایک دو عیسائی مسلمان ہو کر کچھ تو مکافات ہو جاتی۔

اور کچھ نہیں تو مرزا قادیانی کو مستجاب الدعوات ہونے کا، جس کا کچھ نام و نشان ظاہر نہیں ہوا، اس موقعہ پر شیخی بگھارنے کا موقع ملتا۔

گو مسلمان جب بھی کہتے کہ وہ مجیب الدعوات خالق وما لک رؤف رحیم بلالحاظ ملت ومذہب کے ہر مضطر اور درماندہ وعاجز مخلوق کی دعا بموجب ارشاد باری تعالی ام من يجيب المضطر اذا دعاه اور ادعو نی استجب لکم سنتا اور قبول کرتا ہے، لیکن افسوس کہ بجز زبانی تقریوں اور شیخی اور چنیں چناں کے نہ آج تک مرزا غلام احمد قادیانی سے کچھ ہوا، نہ آئندہ کچھ ہونے کی امید۔ انشاء اللہ۔

قادیانی مرزا جی برخلاف عقاید سلف وخلف کے مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں مقرر کرنے پر محض خود غرضی سے جان کنی اور محنت تو بہت کرتے ہیں لیکن مسلمان جب دلائل قرآنی اور واقعات پیش کرتے ہیں، تو مرزا سے بجز معمولی بدزبانی سبّ وشتم، موت کی دھمکیوں وغیرہ کے کچھ بن نہیں پڑتا۔

رہا قبر کا حال، اول تو آپ نے اس کو بیت المقدس میں مقرر کیا۔ پھر اپنے ازالہ اوہام میں کہا:

یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔

اب حکیم نور الدین بھیروی کی حمایت سے مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر محلّہ یار خان میں مقرر کرتے ہیں۔

اور ابھی قبر مذکور والا سلسلہء خیال جو کسور عشاریہ کی کسر متوالی یا شیطان کی آنت سے کم نہیں کہاں تک پہنچے، کیونکہ ابھی تک یہ خود غرضانہ اور مجنونانہ تحقیقات

درپیش ہے۔

محرری کی آسامی سے چل کر (مرزا غلام احمد قادیانی نے) درجہ بدرجہ رسالت تک ہاتھ پاؤں مارے، اب دعوی خدائی باقی ہے۔

تھوڑا عرصہ ہوا اسی (قبر مسیح کی) تحقیقات وسراغ لگانے کے بہانے چندہ ہو کر دو تین سادہ لوح مرید برائے نام تیار ہوکر گریہ وزاری اور آہ و بکا سے ایک دوسرے کے گلے مل کر قادیان سے بظاہر رخصت ہوئے تھے۔ مگر اشک شوئی اور چندہ مذکور ہضم ہونے پر یہ بات گاؤ خورد ہوگئی۔

مرہم عیسی بھی، جس پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے، ایک ڈھکوسلا ہے۔ مسیح چونکہ انسان تھے اور بموجب آیت کریمہ يأكلان الطعام کھاتے پیتے تھے، اور لوازم بشری سے علیحدہ نہ تھے، لہذا اگر کسی پھوڑے پھنسی کے لئے اس مرہم کا انہیں کے لئے تیار ہونا اور اس کا استعمال کر کے شفایاب ہو جانا ثابت بھی ہوجائے تو اس سے ان کی صحت وسلامتی ثابت ہوتی ہے نہ کہ موت۔

دیکھو! مرزا غلام احمد قادیانی خود جو سو سو روپیہ تولہ والا عنبر ومشک خالص کا ست ولایت کا تیار کیا ہوا، اپنی بیماری دوّار اور ضعف اعصاب اور باہ کے نسخوں میں استعمال کر کے فائدہ اٹھاتا ہے، تو اس سے اس کی حیات ثابت ہوتی ہے یا ممات۔

یہ نرالی منطق اور اچنبھے کی فلاسفی ہے کہ کسی درد اور بیماری کے دور کرنے والی شئی سے استعمال کنندہ کی موت پر دلیل قائم کی جاوے۔

واہ کیا کہنا! اول تو اسی مرہم کا استعمال مسیح علیہ السلام کیلئے ثابت نہیں، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نے جس طرح کلونجی، حنا، عسل وغیرہ بے شمار ادویہ کی تعریف اور ان کے استعمال کی ترغیب فرمائی، اسی طرح آپ ﷺ اس مرہم کا بھی ذکر ضرور فرماتے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ایک اولوالعزم نبی اس کو استعمال کر کے شفایاب بھی ہو چکے ہوں۔ لیکن چونکہ اس کا نام ونشان بھی کتب سیر وطب نبوی میں نہیں ملتا، لہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیار طبیب نے اسکا کچھ تجربہ کر کے تعریف وشہرت کے لئے ایسا نام رکھ دیا، جیسے آج کل کے اشتہاری طبیب اپنی ادویات کے لمبے چوڑے نام رکھ کر ان کی تعریفوں کے پل اشتہاروں میں باندھ دیتے ہیں۔ اور خود مرزا صاحب نے

بھی اس عنبر والی دوا کا نام تریاق الٰہی رکھا ہے۔ بالآخر مرزا قادیانی اور اس کی جماعت پتہ ونشان بتا دیں کہ کس ولایت کے کس مقام پر اس زہرہ گداز مرہم کے حربہ کے اثر سے نصرانیت کو کیا کیا نقصان پہنچے ہیں اور کس قدر عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔

اعتراض: غرض یہ خدا کا موعود، صحف انبیاء کا موعود، قرآن کا موعود رسول کریم ﷺ کا موعود، تو ٹھیک وقت پر آیا اور کام مفوضہ تابڑ توڑ بڑی خوبی سے کر رہا ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ میاں الٰہی بخش صاحب جنہوں نے اپنا نام موسیٰ رکھا ہے کیا کام کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے انبیاء قرآن وحدیث کی کس کس نص وخبر واثر کے موعود ہیں؟

تردید: زبانی موعود بننے والے تو پہلے بھی بہت گذرے ہیں جن کا ذکر معتبر اسلامی تواریخوں سے کتاب عصائے موسیٰ اور رسالہ قطع الوتین میں ہو چکا ہے۔ اور مرزا قادیانی کے تابڑ توڑ بڑی خوبی سے کام کرنے کا کہ

کیسی جان کنی مشقت وبے خوفی سے اشتہاریوں کی طرح اشتہار دے دے کر اپنی دکان چندروزہ گزران کو بنایا اور چلایا ہے،

صحیح حال عصائے موسیٰ میں ملاحظہ کیجئے۔

رہا میاں الٰہی بخش لاہوری کی نسبت سو اس کو کسی قسم کا دعویٰ نہیں۔ الہامی خطاب موسیٰ کے بارے میں خوب تشریح سے انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایسے خطابوں اور ناموں کے الہام میں آجانے سے ہرگز کوئی امتی ملہم نبی اور پیغمبر نہیں بن جاتا۔ اور مرزا قادیانی کا چونکہ سلوک میں کوئی پیرو مرشد نہ تھا، لہذا اس نے ٹھوکر کھائی اگر سہواً اور نادانستہ کیا۔

اور اگر عمداً ایسا دعویٰ کیا تو اس کا بھی وہی حال ہے جو دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کا ہوا۔

منشی الٰہی بخش لاہوری نے تو حضرت موسیٰؑ ودیگر انبیاء علیہم السلام کی کسی وصف کی برابری کرنے سے بھی توبہ واستغفار کر کے اپنی کتاب میں خوب اپنی بریت کی ہے۔ اور اگر ایسا نہ کرتا اور وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح مسند نبوت پر تکیہ لگانا چاہتا، یا نبوت کاملہ وناقصہ کا اینچ پینچ لگا کر کچھ بھی دعویدار بننے کی ٹھانتا، تو اہل اسلام اور علماء اسلام اس کی بھی ویسی خبر لیتے جیسی مرزا قادیانی کی لی ہے۔

اور اب تو علماء اسلام نے کتاب دیکھ کر لکھ دیا ہے کہ جو تشریحات در بارہ الہامات منشی الٰہی بخش نے اپنی کتاب میں لکھ دی ہیں ان سے مصنف کا کوئی دعویٰ نہیں پایا جاتا اور اس لئے اس پر کسی قسم کا شرعی مواخذہ نہیں۔

خدا تعالیٰ سے مدد پا کر منشی الٰہی بخش لاہوری نے جو کام کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے ملحدانہ خلاف شرع مسائل کو بدلائل قرآن مجید و حدیث شریف ایسا نیست و نابود کیا ہے کہ اب تک اس کے جواب میں مرزائیوں سے کچھ نہیں بن آیا اور نہ بن آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

چونکہ اللہ تعالیٰ غنی و جواد نے اپنے فضل و کرم سے منشی الٰہی بخش کو معاش میں غنی و آسودہ حال رکھا ہے، اور وہ مرزا قادیانی کی طرح کبھی تنگ دست اور تنگ گزران نہیں ہوئے ،اور نہ وہ مشتہر (مولوی عبدالکریم سیالکوٹی) کی طرح فلاکت زدہ اور محتاج ہوئے ،تو پھر وہ جھوٹ موٹ مرزا قادیانی کی طرح تقویٰ اللہ وخشیت اللہ کو خیر باد کہہ کر خواہ مخواہ دھینگا مشتی اور بغیر کسی لیاقت و بضاعت کے بدبختی سے امت سے نکل کر اللہ تعالیٰ انبیاء قرآن و حدیث شریف کی کسی نص وخبر و اثر کے موعود کیوں بنتے۔ یہ تو پیٹ پالنے کے دھندے ہیں جو بے چارے محتاج حاجت مند یا بندگان نفس دین و دنیا کے مواخذہ سے بے خوف ہو کر کرتے ہیں۔ بالآخر یہ تو ظاہر ہے کہ منشی الٰہی بخش کسی طرح نص وخبر کے موعود نہیں لیکن لکل فرعون موسی کے مصداق بے شک ہیں۔

اعتراض: میاں الٰہی بخش کس ضرورت کے وقت آپ تشریف لائے اور اس ضرورت کے پورا کرنے کا کون سا سامان اور مواد ساتھ لائے ہیں۔

تردید: ظاہر ہے کہ فتنہ قادیانی کے شر سے جو فی الحقیقت خناس کا اثر ہے، لوگوں کو متنبہ و مطلع کرنے کو تشریف لائے ہیں، اور اس ضرورت کو ایسا پورا کیا کہ باوجود عادت خاموشی و خلوت نشینی و بے علمی کے محض الٰہی بخشش اور اس کے فضل و توفیق سے ایسی کتاب پر از سامان دلائل قرآن مجید و حدیث شریف شائع کی کہ بہت سے مرزائیوں کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کے لئے عموماً ہدایت کا باعث ہوئی۔ اور

اس کتاب کا جواب اب تک مرزائیوں سے خاک بھی بن نہیں آیا اور نہ بن پڑے گا انشا ء اللہ تعالی کیونکہ واقعات اور صداقت کا جواب ہی کیا ہوسکتا ہے۔ معلوم نہیں اس سے بڑھ کر مواد ساتھ لانا اور ضرورت کو پورا کرنا اور کیا ہوتا ہے۔

اعتراض: انہوں (الٰہی بخش) نے اپنی کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فتنہ نہیں، نہ کسی اصلاح کی ضرورت ہے، جس طرح بات مخلوط اور گومگو چلی آتی ہے سراسر درست ہے۔ اسلام کو نہ کسی بیرونی حملہ کا خوف ہے، نہ اس کے دفاع کی ضرورت ہے۔ اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ میاں الٰہی بخش کا وجود بے ضرورت اور بے مصرف محض ہے۔

تردید: منشی الٰہی بخش اسلام کو سچا اور کامل دین اور قرآن مجید کو مکمل کلام الٰہی اور قانون ربانی مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ قیامت تک اس میں کسی نئی اصلاح کی ہرگز ضرورت نہیں (ہاں اگر کوئی شخص دین اسلام کا سچا وفادار خادم بن کر سلف صالحین کی روش و طریق کا پابند ہوکر بموجب احکام کتاب اللہ وارشاد حدیث رسول اللہ ﷺ اپنی بہتری و بہبودی کے لئے اسلام کی خدمت کرے تو یہ اس کی سعادت ہے) کوئی نادان دنیا پرست حملہ آور جو اپنی کوڑھ مغزی اور ناقص فطرت کو روک نہیں سکتا، خواہ کیسے ہی بے ہودہ اور بے بنیاد حملے کرے اسلام کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ اور کیونکر بگاڑ سکے جب کہ اس مالک حقیقی نے صاف صاف بیان فرما دیا ہے انّا نحن نزّلنا الذکر و انا له لحافظو ن۔

پس افسوس ہے ایسے شخص کے حال پر جو اپنی کمزوری نادانی اور بداعتقادی سے اسلام کو مخلوط اور گومگو یا کسی اور طرح سے ناقص اور نامکمل سمجھ کر اس کے مسلّمہ و محکمہ مسائل کو قابل ترمیم و تنسیخ وغیرہ قرار دے۔ اور ایسا سمجھنے اور قرار دینے سے اپنی دنیا و آخرت کو برباد و تباہ کرے۔ یہ کچھ آج کل ہی کی بات نہیں ہے مفتریوں اور ناعاقبت اندیشوں کا ذخیرہ پہلے سے ہی چلا آتا ہے۔ جب کبھی کسی خودغرض مفتری نے اسلام میں کچھ فتنہ اور فساد برپا کیا، تو فوراً اسی وقت بندگان الٰہی اور راست رسالت پناہی میں سے خادمانہ طور پر بعون اللہ تعالی اس فتنہ وفساد کی ایسی قلعی کھولی کہ سب کو معلوم ہوگیا

کہ دین اسلام سب عیوب سے بری اور صحیح و سالم ہے۔

اسی طرح آج کل بعض شکی طینت بندگان نفس اور دل دادگان ہوا و ہوس نے جن کی طبائع میں بدعقیدگی اور الحاد اپنا عمل دخل کر گیا ہے جب اسلامی روشن و مضبوط وحقانی معتقدات ومسائل کی نسبت خودغرضی سے اپنے ملحدانہ اور نامعقول خیالات ظاہر اور شائع کیئے، تو منشی الٰہی بخش نے باوجود کم فرصتی کے ان ردّی اور مخالف اسلام خیالات کا خداوند تعالیٰ سے مدد پاکر ایسا قلع اور قمع کیا کہ وہ کمزور و بدعقیدہ لوگ حیران سرگردان اور پرلے درجہ کے مبہوت ہو گئے اور کئی ایک ان میں کے بہ توفیق ربانی آنکھیں کھول کر راہ راست پر آ گئے ہیں اور مذبذبین اور بے خبر لوگوں کو ان مسائل کی نسبت احکام قرآن مجید وہدایات رسولﷺ کے معلوم ہو گئے ہیں فللہ الحمد

اے خدا قربان احسانت شوم
ایں چہ احسانست قربانت شوم

اور خدا کی درگاہ سے امید واثق اور یقین کامل ہے کہ اسی طرح وہ آئندہ کے فتنہ سے بھی بچ کر مامون ہو جاویں گے۔ پس جب کہ یہ حال ہے تو منشی الٰہی بخش بفضل الٰہی بالکل صحیح و سالم اور تندرست، اور خدانخواستہ وہ کانے لنگڑے اور گنجے نہیں۔ نہ انہوں نے کوئی مشن سکول میں فتور برپا کیا، یا کسی کے کاغذات زر چرانے تک نوبت پہنچی جو اپاہج بن کر کسی کی خیراتی روٹیوں کے منتظر رہتے۔ پھر کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کا وجود بے ضرورت و بے مصرف محض ہے؟ اگر کوئی ناقص الفطرت کورچشم بے مغز کسی اپنی ذاتی غرض و علت کے سبب ان کے حق میں ایسا کہے اور خیال کرے تو اس میں منشی صاحب کا کیا قصور، سعدی:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چنان
کور بہتر نہ آفتاب سیاہ

(باقی آئندہ)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۰۲ء، نمبر ۱۸ جلد ۲۰ و ۲۲

شکی اور مذبذب مرزائیوں کی تسلی

اور آخری فیصلہ کیلئے خود مرزا کا اشتہار

قبل اس کے کہ ہم الحکم قادیان کا انتخاب ناظرین کے پیش کریں، ضروری معلوم ہوتا کہ مرزا قادیانی کے ایک اشتہار کی نقل پیش کی جاوے۔ جب مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں عام طور پر جھوٹی ثابت ہوئیں، نہ صرف مخالفین بلکہ مرزا قادیانی کے اپنے مریدین بھی برملا چلّا اوٹھے کہ

آتھم کی نسبت پیش گوئی غلط نکلی۔

آسمانی منکوحہ بیوی کا الہام پورا نہ ہوا۔

مولوی محمد حسین اور جعفر زٹلی وغیرہ مخالفین کی نسبت بھی مرزا کی دعا نا مقبول اور الہام جھوٹا نکلا۔

تو مرزا جی سخت حیران و پریشان ہوئے اور عجب مصیبت پیش آئی۔

ندامت مٹانے اور برگشتہ مریدوں کو روکنے اور اون کو تسلی دینے کیلئے جھٹ سے ایک تازہ پیش گوئی کا اشتہار شائع کر دیا۔ اگرچہ ابھی اس اشتہار کی میعاد معینہ کے چھ سات ماہ باقی ہیں مگر مرزا قادیانی ہر کام بھول کر ہر وقت اسی تگ و دو میں رہتے ہیں کہ اس اشتہار کے سچا ہونے کے لئے کوئی حجت یا تاویل تراشی جاوے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جہاں ڈہائی برس اس پیش گوئی کو گذر گئے، بقیہ چھ ماہ بھی گزر جاویں گے، مگر یہ بھی یقین ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب ہرگز اپنے کو جھوٹا نہ سمجھے گا، اور اپنے دعویٰ سے ہرگز دست بردار نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی آج کل طاعون کو بار بار اپنا نشان قرار دے رہا ہے۔ ممکن ہے

کہ آخر کار طاعون کو ہی اس اشتہار کی پیش گوئی کا نشان قرار دے کر اپنا پیچھا چھوڑا وے۔مگر طاعون کو اپنا نشان قرار دینا اور بھی حماقت ہوگی۔ہم طاعون کی نسبت مفصل بحث علیحدہ کریں گے۔اپنے ہم عصر اخبارات سے بصد اصرار استدعا کرتے ہیں کہ وہ یہ نوٹ اور مرزا قادیانی کے اشتہار کی نقل اپنے اپنے اخبار میں ضرور درج فرمائیں تاکہ عام طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کا حال معلوم ہو جاوے۔اور متعصب اور ضدی مرزائیوں سے ہر شخص اس پیش گوئی کا مطالبہ کرے اور یہ اشتہار لفظ بلفظ سنا کر مرزا اور مرزائیوں سے کہے کہ جھوٹے کے منہ میں وہ۔

ہم پھر قومی اور غیر قومی اخبارات سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اشتہار کو ضرور اپنے اپنے اخبار میں شائع کریں تاکہ مرزا قادیانی کے اس دعوی کا حال ہر ایک کو معلوم ہو جاوے اور مرزا قادیانی کو جھوٹا خیال کرنے میں کسی فرد بشر کو شک نہ رہے وہ اشتہار یہ ہے:۔

اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کیلئے ایک دعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

اے میرے حضرت اعلی ذوالجلال قادر قدوس حی و قیوم جو ہمیشہ راست بازوں کی مدد کرتا ہے۔تیرا نام ابدالاباد مبارک ہے۔تیرے قدرت کے کام کبھی رک نہیں سکتے۔تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ:

اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا۔،

اور تو نے ہی مجھے کہا کہ:

تو میری نظر میں منظور ہے میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں۔،

اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ:

تو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔،

اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ:
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔
اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ:
میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا ان کو کہدے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں۔،
اور تو نے ہی مجھے کہا کہ:
میں نے تجھے اس لئے بھیجا کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کر کے دکھلاؤں اور کوئی مذہب ان تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں معارف میں تعلیم کی عمدگی میں خدا کی تائیدوں میں خدا کے عجائب غرائب نشانوں میں اسلام سے ہم سری نہ کر سکے گا۔،
اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ
تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے میں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا۔،
مگر اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ،
حرام خور لوگوں کا مال کھانے والا وعدوں کا تخلف کرنے والا حقوق کو تلف کرنے والا لوگوں کو گالیاں دینے والا عہدوں کو توڑنے والا اپنے نفس کے لئے مال کو جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے۔،
یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیز گار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہیں کیا وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں ہر ایک ان میں سے جو بدزبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے۔

سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں، اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو، اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں، اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو، اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں، اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں، اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے، اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال وجنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے۔

لیکن اگر اے پیارے مولی! میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں تو مجھ کو اس صفحہ دنیا سے مٹادے، تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔ میں اس درخواست کیلئے جلدی نہیں کرتا تا زمین خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں، لیکن میں عاجزی سے حضرت ربوبیت کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر کسی وقت میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو۔ جیسا کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ اے میرے خداوند یہ سچ ہے کہ تیرے نشان انسانی ہاتھوں سے ظہور میں آتے ہیں لیکن اس وقت میں اسی بات کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیتا ہوں کہ وہ نشان انسانوں کے تصرفات سے بالکل بعید ہو تا کہ کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ قرار نہ دے سکے۔

سو اے میرے خدا! تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اگر تو چاہے تو سب کچھ کرسکتا ہے۔ تو میرا ہے جیسا کہ میں تیرا ہوں۔ تیری جناب میں الحاح سے دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ سچ ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور اگر یہ سچ ہے

کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے، تو تو میری تائید میں اپنا کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو پبلک کی نظر میں انسانوں کے ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے برتر یقین کیا جائے تا کہ لوگ سمجھیں کہ میں تیری طرف سے ہوں۔

اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا اور سب قوتوں کے مالک خداوند! تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں اور کسی جن اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ دنیا میں ہر ایک فریب ہوتا ہے اور انسانوں کو شیاطین بھی اپنے جھوٹے الہامات سے دھوکہ دیتے ہیں مگر کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبت ناک ہاتھ کے آگے ٹھہر سکے یا تیری قدرت کی مانند کوئی قدرت دکھلا سکے کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لا اله الا الله ہے اور جو العلی العظیم ہے۔

جو لوگ شیطان سے الہام پاتے ہیں ان کے الہاموں کے ساتھ کوئی قادرانہ غیب گوئی کی روشنی نہیں ہوتی جس میں الوہیت کی قدرت اور عظمت اور ہیبت بھری ہوئی ہو۔ وہ تو ہی ہے جس کی قوت سے تمام تیرے نبی تحدی کے طور پر اپنے معجزانہ نشان دکھلاتے رہے ہیں، اور بڑی بڑی پیش گوئیاں کرتے رہے ہیں جن میں اپنا غلبہ اور مخالفوں کی درماندگی پہلے سے ظاہر کی جاتی تھی۔

تیری پیشگوئیوں میں تیرے جلال کی چمک ہوتی ہے اور تیری الوہیت کی قدرت اور عظمت اور حکومت کی خوشبو آتی ہے۔ اور تیرے مرسلوں کے آگے فرشتہ چلتا ہے تا ان کی راہ میں کوئی شیطان مقابلہ کے لئے ٹھہر نہ سکے۔

مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح ردّ کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں، تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔ اور ان تمام تہمتوں

اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔

دیکھ! میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔

سو میں تیری قدرت کے نشان کا خواہش مند ہوں، لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کیلئے، بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دور نہ پڑ جائیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیش گوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آوے۔

اور تو نے وہ تمام نشان جو ایک سو سے زیادہ ہیں میری تائید میں دکھلائے جو میرے رسالہ تریاق القلوب میں درج ہیں۔

تو نے مجھے چوتھا لڑکا عطا فرمایا جس کی نسبت میں نے پیش گوئی کی تھی کہ عبدالحق غزنوی حال امرتسری نہیں مرے گا جب تک وہ لڑکا پیدا نہ ہو لے۔ سو وہ لڑکا اس کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا۔

میں ان نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں۔ میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا، اس لئے نہ میں نے بلکہ میری روح نے اس بات پر زور دیا کہ میں یہ دعا کروں کہ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور اگر تیرا غضب میرے پر نہیں ہے، اور اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندہ کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔

دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔

اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں ،تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالا تر ہو۔

جبکہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا قبول کرونگا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں، تبھی سے میری روح دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے اور میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔

اگر میں تیرا مقبول بندہ ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں۔

میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا ،اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا۔اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راست باز نبیوں کی وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل رہے۔
آمین ثم آمین۔ المشتہر: مرزا غلام احمد از قادیان ۵ نومبر ۱۸۹۸ء

بقیہ: عصاءموسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

اعتراض: (اشتہار ص۴)۔ یا یوں کہو کہ زمانہ کی کوئی ضرورت نہ انہیں (الہی بخش) کو بلاتی ہے، نہ کسی مسند پر جگہ دیتی ہے۔ وہ اس بے بہار بادل کی طرح ہیں جس میں مفسدہ اور خرابی کے سوا کچھ نہیں۔

تردید: ضرورۃ کا جواب گذر چکا ہے۔ بیشک منشی الہی بخش اسلام کو مکمل یقین کر کے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی زمانہ میں کسی ضرورت واصلاح کے ردوبدل کے قائل اور معتقد نہیں، اور نہ وہ کسی حاجت مند عاشق دنیا کی طرح نفسانی اغراض کے لئے مسند شیخی انا خیر منہ پر بیٹھنے کے خواہاں ہیں۔ وہ تو ہر حالت ووضع میں مطیع احکام شریعت رہ کر ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

معترض کی معرفت علوم قرآنی ملاحظہ ہو کہ خوبی قسمت سے اس کو اللہ تعالی کی مخلوق میں بے بہار بادلوں وغیرہ میں مفسدہ وخرابی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا یہ اپنی اپنی قسمت ہے لیکن اگر وہ منیب مسلمانوں کی طرح تدبر وتفکر کرتا اور تذکّر لیتا تو اوسکو معلوم ہوتا کہ عقاید اسلام کے موافق اوس حکیم علی الاطلاق نے کوئی چیز عبث اور باطل اور محض شر خلائق پیدا نہیں کی چنانچہ آیات قرآنی شاہد ہیں

الّذین یذکرو ن اللہ قیا ماً و قعو داً و علی جنو بھم ویتفکّرون فی خلق السّما وات والارض ر بّناما خلقت ھذا با طلا، سبحانک فقناعذا ب النّار (آل عمران:۱۹۱)

۲۔ وماخلقنا السّماء و الا ر ض و ما بینھما با طلا ذ لک ظن الذین کفروا ،فو یل للذین کفروا من النار(ص: ۲۷)

۳۔ و ما خلقنا السما وا ت و الا رض و ما بینھما الّا با لحق(الحجر:۸۵)

اور ہر شئے کی پیدائش میں اوس حکیم قدیر کے لاتحصی ولاتعد فائدے

اور رحمتیں بھری پڑی ہیں جن کو انسان بے بنیان کی کیا ہستی و طاقت ہے کہ بہ تمامہ سمجھ سکے، الاما شاء اللہ۔

دیکھو بادل اور آندھیاں جب آتی ہیں تو اون میں ہزار ہا فوائد و منافع بھی ہوتے ہیں۔ تعفن و بدبو دور ہوتی ہے۔ ہوا صاف ہو جاتی ہے۔ کئی قسم کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ وغیرہ۔

اور ایسا ہی بادل اور بارش کا حال ہے۔

پس بڑی بھاری بے ادبی اور پرلے درجہ کی کور چشمی اور ناحق پرستی ہے کہ متکبر و جاہل انسان قصور نظر اور ناقص فہم سے کام لے کر بادلوں اور انسانوں اور دیگر مخلوقات الٰہی کے وجود کو مفسدہ خرابی اور لاطائل سمجھے اور مذکورہ بالا آیات قرآنی کی کچھ بھی تعظیم و تکریم نہ کرے۔ یہ دین اسلام کا پاک اور سچا مسئلہ ہے کہ اوس حکیم عزیز وقدیر جل جلالہ نے کوئی شئے شر محض پیدا نہیں فرمائی دیکھو مخلوق الٰہی میں کئی اندھے کانے لنگڑے گنجے وغیرہ امراض والے موجود ہیں اور کئی بدلگام و بدزبان ہیں جو غریب مسلمانوں کو دن رات برا بھلا کہتے ہیں۔ اگرچہ ایسے تکلیف دہ مردم آزار لوگوں کا نہ ہونا بظاہر ہونے سے اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن ان کا وجود بھی محض شر نہیں بلکہ ان سے بھی دوسری مخلوق کے لئے کئی طرح کے فائدے ہیں۔ ان کے حال و چال کو دیکھ کر عقل مند لوگ عبرۃ پکڑتے ہیں، ڈرتے اور توبہ کرتے ہیں۔ منیب ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا شکر بجا لاتے ہیں، وغیرہ

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نہء لنگڑیا خطا این جا ست

اعترض۔ پھر انہوں نے آپ سے آپ خدا کے بلائے اور ماموریت کے بغیر کام کیا اور ایک عرصہ سے جب سے آپ کو خواب بینی کا دعویٰ ہے قوم اور اسلام کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔

اس کا جواب ہمارے نزدیک اور اسلام کے ہر سچے ہمدرد کے نزدیک اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ آپ کا وجود محض بے سود ہے اور آپ نے اب تک کچھ نہیں کیا

تردید: آپ کی یہ تقریر جیسی غلط بیہودہ اور لغو ہے، ویسی ہی افتراء اور بہتان

سے خالی نہیں، اور ارشاد الہی و لا تقف ما لیس لك به علم کے برخلاف ہے۔

منشی الہی بخش نے اپنے آپ کچھ نہیں کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ ایسا چپ چاپ کم گو اور خلوت پسند آدمی ہے کہ ہرگز فضول کام کو ہاتھ لگانے والا نہیں۔ کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف واشاعت میں بھی جو کچھ اوس نے کیا، یہ سب مشیت تقدیر اور ارادہ وتحریک ربانی سے ہوا۔ اور مرزائے قادیانی خود اسکا محرک اور باعث اشاعت ہوا۔ حتی کہ اوس نے اللہ جل جلالہ کی قسمیں دلانے پر بھی بہت اصرار کیا۔ اور منشی صاحب کے گلے کا ہار ہو گیا کہ مخالف الہامات کو ضرور ہی شائع کرو۔ سو یہی باعث تھا کتاب مذکور کے شائع ہونے کا۔

پھر منشی الہی بخش لاہوری کا اس میں کیا قصور ہے۔ چونکہ آپ کو ایک طرف سے نظر آتا ہے تو دوسری طرف کی آپ کو کیا خبر۔

اسی طرح الہامات کے بارے میں بھی منشی الہی بخش لاہوری کی ہرگز ہرگز کچھ اپنی تراش خراش اور بناوٹ نہیں۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح اس مزاج اور جوڑ توڑ کا آدمی نہیں۔ آپ جو خوف خدا کو چھوڑ کر ہٹ دھرمی سے اون کے الہامات کو خواب بینی کا دعویٰ کہتے ہیں، یہ نہایت حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ آپ کا پیرو مرشد مرزا غلام احمد قادیانی تو خود منشی الہی بخش کو مکالمات الہیہ سے مشرف ہونا تسلیم کر کے ضرورۃ الامام میں اون کو بے شر انسان متقی پرہیز گار وغیرہ لکھ چکا ہے۔

پس آپ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ مرزا قادیانی نے جو منشی الہی بخش کی نسبت یہ تعریف لکھی ہے وہ حق اور راست ہے، یا آپ اپنے مرشد وامام کی اس تحریر کو لغو اور جھوٹھ اور بے ہودہ سمجھ کر منشی صاحب اور اون کے الہامات کی تحقیر و تنقیص کر رہے ہیں۔ افسوس ہے آپ کی عقل پر۔

منشی الہی بخش کی اس قومی و اسلامی خدمت یعنی اشاعت کتاب عصائے موسیٰ سے جو بے شمار فائدے مسلمانوں کو ہوئے اور ان فوائد سے جو علمائے اہل سنت و الجماعت وہمدردان قوم واقف ہیں اون کی تحریریں ابھی گم نہیں ہوئیں۔ البتہ کسی بے مذاق رنجور دل اور ملحدانہ خیالات والے بوجہ نقص بصارت اور فقدان بصیرت یا پیٹ پالنے کی خاطر کسی خودغرض عیار کو سب انبیاء کا مثیل ولب لباب اوڑا کر ختم نبوۃ کا منکر

ہوا ایسے اندھے کو اگر یہ امور وفوائد نظر نہ آئیں تو دوسری بات ہے۔
بالآخر آپ کے پیر ومرشد (مرزا قادیانی) نے جو بنام نہاد قیمت براہین وطبع رسالہ سراج منیر اور ترجمہ رسالہ امریکہ وغیرہ صدہا روپیہ کا منشی الٰہی بخش صاحب سے فائدہ اٹھایا جسکا اقبال وذکر مرزا قادیانی نے خود کئی اشخاص سے کیا ہے۔ آپ اوس فائدہ کو بھی احسان فراموشوں کی طرح فراموش نہ کریں۔

اعتراض: یہ کتاب محض لغو اور نکمی اور ایسی بے ہودہ باتوں کا مجموعہ ہے جنہیں سچی تہذیب اور اصلاح خلق سے کوئی تعلق نہیں۔

تردید:

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

تعجب پر تعجب ہے کہ عصائے موسیٰ کا ہر مسئلہ بدلائل قرآن وحدیث رسول اللہ و اقوال کبراء امت سلف و خلف صالحین مدلل ہے اور آپ اس کو لغو اور بے ہودہ باتوں کا مجموعہ بتلاتے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کا دل پتھر ہے یا قساوت میں اوس سے بھی اشد۔ ورنہ مسلمانوں کا تو یہ زہرہ ہرگز نہیں کہ جو کلام قرآنی شہادات اور احادیث نبوی ﷺ کے تطبیق و تائید سے لکھا جاوے اوس کو لغو اور بے ہودہ کہا جاوے۔ سو یہ آپ ہی کے مشن کی خوبی ہے، حالانکہ سب دنیا حتی کہ غیر مذاہب والے بھی بعد غور و تفحص اس امر کے قائل ہو گئے ہیں کہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے ہی دنیا میں اصلاح خلق اور سچی تہذیب قائم اور اوس کی اشاعت ہوئی۔
افسوس ہے ایسے ایمان اور عقل پر کہ جس کتاب میں جابجا آیات قرآن مجید و احادیث شارع اسلام درج ہیں اور جس کی نسبت وہ بدعوی اسلام ایسے الفاظ توہین و حقارت کے بولے مگر ایسے آدمی پر جس کی شکم پروری اور مراتبہ داری میں فرق آتا ہو اور جس کے جعلی اور مصنوعی خودغرضانہ اور خود تراشیدہ مشن وخیالات کی قلعی کھلتی اور پرخچے اوڑتے ہوں اور جس نے موجودہ اسلام سے پہلے ہی علیحدگی اختیار کر لی ہو وہ عصاء موسیٰ جیسی پر از متانت و تہذیب کتاب کو لغو اور بے ہودہ کہے تو اوس پر کیا افسوس

ہے۔ جب قرآن مجید جیسی پاک اور بے عیب کتاب کی آیات توڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بناتے اور اوس کی پرلے درجہ کی توہین کرتے ہو تو عصائے موسیٰ آپ کے نزدیک کس شمار وقطار میں ہے۔

اعتراض ۔ بہت سا حصہ اس کا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ذات کی نکتہ چینی پر وقف کیا گیا ہے، اور ان ہی باتوں کو اختیار کیا گیا ہے جو یہودیوں، نصرانیوں، آریوں اور دیگر مشرکین نے اولوالعزم نبیوں کی ذات پاک پر نکتہ چینی کرتے وقت اختیار کیں۔ اس کے سوا قرآن کریم کے کوئی حقائق ومعارف اور نکات بیان نہیں کیئے جو ایک طالب حق کے دل کو سیراب کرسکیں۔

تردید: مرزا غلام احمد قادیانی کے تکبر و تعلّی اور مخالفت مسائل مسلمہ اور اوس کی بدتہذیبی اور زبان درازی سے سب کو سبّ وشتم کرنے کے باعث جو نکتہ چینی و اعتراضات ہوئے اون کو انبیاء کرام والی نکتہ چینی واعتراضوں سے نسبت کرنا بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور یک چشمی ودجالیت کا مبلغ علم ۔

سنو! یہ وہ اعتراضات اور نکتہ چینیاں ہیں جو علماء اسلام اور فضلاء عظام و متبعین انبیاء کرام نے جھوٹے اور کاذب مدعیان نبوۃ مثلاً مسیلمہ کذاب اسود عنسی وغیرہ دجالین کذابین پر کیئے تھے جن کا جواب ابھی تک ان مفتریوں کے حمایتی اور مے پرانند، والے فدائی کچھ نہ دے سکے اور نہ آئندہ قیامت تک دے سکیں گے۔

برخلاف اس کے نقص بصارت وبصیرۃ والے جاہلوں اور نادانوں نے ...وہ اعتراض اولوالعزم انبیاء کرام کی ذات والا صفات پر کیئے اون کے جواب میں اہل حق اہل اسلام نے بتوفیق الٰہی ثابت وظاہر کر دیا کہ وہ اعتراض محض بے بنیاد اور لغو تھے بلکہ جن کو وہ ضعیف نظری اور بے سمجھی سے عیب واعتراض سمجھتے تھے ان کی خوبی دلائل بینہ سے ثابت کردی۔ پس آپ بھی اسی طرح اعتراضات مندرجہ عصائے موسیٰ ودیگر کتب ورسائل مسلمین کو کسی دلیل سے ردّ کر کے دکھلاتے تو معلوم ہوتا لیکن آپ پر مصیبت تو یہ پڑی کہ بباعث واقعات ہونے ان اعتراضات کا جواب آپ کے پاس کچھ بھی نہیں بلکہ آپ ان واقعی اعتراضوں سے انکار نہیں کرسکتے۔ اور بغیر معقول ومدلل

رد و جواب کے آپ کی بے ہودہ بکواس کی کوئی سچا مسلمان پر مگس (مچھر) کے برابر بھی وقعت نہیں کر سکتا۔ ہاں آپ کو اختیار ہے کہ گھر میں بیٹھ کر مجذوبانہ بڑیں ہانکا کرو اور اپنے چند دام افتادہ فدائیوں کو فراہم رکھنے اور اون کی اشک شوئی کرنے کے لئے اون کے دل خوش کیا کرو۔

اب رہے قرآن مجید کے حقائق و معارف اور نکات۔ سو وہ جیسے اور جس طرح رسول ﷺ صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین اور سلف و خلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمائے ان سے سب مسلمانوں اور سچے مومنوں کے دل سیراب ہیں اور مسلمان ان کو کافی ووافی سمجھتے ہیں۔ اون کے مخالف آج کل جو دھوکے باز خودغرضانہ ملحدانہ قرآن مجید کے برائے نام حقائق و معارف و نکات بیان کرے جیسا کہ مرزا قادیانی اور اوس کی جماعت دنیا و دین میں اپنی رسوائی اور سیاہ روئی خرید رہی ہے مسلمان اون سے بصد نفرت بیزار ہیں۔

اور معترض نادان مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر اور اس قدر عرصہ مسلمانوں میں رہ کر بدنصیبی سے اب تک ناقص فطرتی کے سبب اون سے سیراب نہیں ہوا اور بے چارہ اب تک طالب حق ہے۔

مرزائی ملحدانہ و بیخ کن دین و ایمان برائے نام حقائق و معارف و نکات جس میں مرزا غلام احمد قادیانی لیلۃ القدر کو ظلمت کا زمانہ کہتا ہے اور آفتاب و جبریل کا ہیڈ کوارٹر مقرر کرتا ہے۔ اپنی طرف سے تثلیث گھڑ کر بمنزلۃ ولدی والے الہام سے جو سراسر شیطانی وہم ہے، اپنی ذات کو ابن اللہ بناتا ہے۔ دجال یاجوج ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ کی لاطائل تاویلیں کرتا ہے۔ اپنے تئیں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تر حق شناس جتاتا ہے۔ معجزات مسیح کو مسمریزم کہتا ہے۔ اوس معصوم رسول کی جو ایک اولوالعزم سفیر ہے تحقیر کر کے اوس کے حق میں تبرا بازی کرتا ہے۔ وغیرہ

ایسے حقائق و معارف و نکات برعکس نہند نام زنگی کافور، گو ہمارے معترض جیسے اندھے اور رنجور دلوں کو سیراب کرنے والے ہوں مگر سچے مسلمانوں کو تو ہرگز ہرگز مطلوب و مرغوب نہیں۔ باقی آئندہ

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۰۲ء نمبر ۱۹ جلد ۲۰ و ۲۲

خرافاتِ مرزا

(میرے پاس ضمیمہ شحنہ ہند کی موجود فائل میں صفحہ ۱۶۵ء موجود نہیں ہے۔قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ صفحہ ۱۶۵، ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کے ۸ فروری ۱۹۰۲ء کے شمارے کا پہلا صفحہ ہے۔

اس صفحہ کے لاموجود ہونے کے باعث معلوم نہیں ہوتا کہ اس صفحے پر مضمون کا عنوان وغیرہ کیا ہے۔تاہم صفحہ ۱۶۶ سے ملنے والے مواد کو خرافاتِ مرزا کا عنوان دے کر ذیل میں نقل کیا جارہا ہے۔ بہاء)

منشی امام الدین لاہوری لکھتے ہیں:

....مرزا غلام احمد قادیانی کی باقی خرافات کا لب لباب یہ ہے کہ

حضرت مسیح نے زنا کاری کا عطر ایک کسبی سے سر پر ملوایا۔

نعوذ باللہ ایسی ہی تحریروں کے باعث علماء اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے اور یہی بناء مخالفت ہے نہ کہ تعلیم جہاد کی مخالفت۔

۳۔مرزا حضرت مسیح کی نسبت لکھتا ہے:

پورا ناتوان اور بے علم تھا اور اس کی راست بازی میں کلام ہے۔ وغیرہ۔

(دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء صفحہ ۳ کالم ۳)

۴۔پھر دیکھئے مرزا قادیانی لکھتا ہے:

مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔(دیکھو انجام آتھم صفحہ ۳۱)(

واضح ہو کہ کشلیا راجہ رام چندر کی والدہ کا نام ہے)۔

بس یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک حضرت عیسی کی وقعت۔افسوس !صد افسوس!

۵۔پھر مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے:

لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر

ثابت نہیں ہوئی بلکہ یحیٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔

(دیکھو مرزا کا اشتہار دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا مورخہ اپریل ۱۹۰۲ء)

گویا حضرت مسیح بقول مرزا قادیانی شراب پیتے تھے اور فاحشہ عورتیں اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا کرتی تھیں اور بے تعلق جوان عورتیں بھی آپ کے پاس آیا جایا کرتی تھیں اور آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔ یہ ہے اس منافق کا ایمان حضرت مسیح کی عصمت پر۔

۶۔ پھر حضرت مسیح کی نسبت مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے:

مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب برسات آئی ہے، باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں

(دیکھو جنگ مقدس مرزا صاحب ۲۳ مئی سے ۸ جون ۱۸۹۳ء تک، از کلمہ فضل رحمانی)

۷۔ ایک اور جگہ حضرت مسیح کی نسبت تحریر کرتا ہے:

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح پر وہ نامحرم نوجوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح پر ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔ (دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء ص ۳ کالم ۳۔)

حضرت مسیح کو رسول اور نبی ماننا تو کجا، مرزا قادیانی کو تو اس کی راست بازی میں بھی شک ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ حضرت مسیح برسات کے کیڑوں مکوڑوں کی طرح تھا اور مرزا قادیانی کے نزدیک بازاری اور نامحرم عورتوں سے ملنا اور ان سے زنا کاری کی کمائی کا عطر ملواتا تھا۔ افسوس! صد افسوس!

پھر اس کرتوت پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کو گورنمنٹ برطانیہ کی وفادار عایا کہتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے نہ کہ مسئلہ جہاد کے باعث۔

۸۔ مرزا دوسری جگہ تحریر کرتا ہے:

کہ وہ (مسیح) ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا اور جب استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسے عاق کر دیا۔

ایسی دل شکن تحریریں گورنمنٹ کی منشاء کے برخلاف ہیں مرزا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خوشنودی صرف اس میں ہے کہ اس کی تمام رعایا ہر طرح خوش حال رہے اور امن میں.. مرزا ادھر تو گورنمنٹ کو ناراض کرتا ہے ادھر رعایا کو اشتعال دلاتا اور امن میں خلل ڈالنا چاہتا ہے۔

۹۔ جناب پولس مقدس کی نسبت جس کو عیسائی ایک اولوالعزم رسول اور دینی بزرگ مانتے اور اس سے دلی محبت و عقیدت رکھتے ہیں جو مسیح کا ایک بڑا بھاری حواری تھا گو یہ مسیح کے صعود آسمانی کے بعد ایمان لایا مگر عیسائیوں میں اس قدر و منزلت ان حواریوں سے کم نہیں سمجھی جاتی جو ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہتے تھے اور پولوس عیسائی کلیسا کا گویا بانی گنا جاتا ہے مرزا عیسائیوں کے ایسے جلیل القدر پیشوا کی نسبت لکھتا ہے:

بعض تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن لڑکی پر عاشق تھا اور ابتداء میں اس نے بڑے بڑے دکھ عیسائیوں کو دیے ہیں اور جب کوئی راہ نہ ملی اور اپنے مقصد میں کامیابی کا کوئی ذریعہ نظر نہ آیا تو ایک خواب بنا کر اپنے کو حواریوں کا جمعدار بنالیا اور خود عیسائیوں کو اعتراف ہے کہ وہ بڑا سنگ دل اور خراب آدمی تھا اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا۔

اور میں نے جہاں تک غور کی یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کامل کرنے کے لئے اس نے آخر میں یہ طریق سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کے لئے ایک خواب سنایا اور عیسائی ہو گیا۔ وغیرہ۔

اس کے بعد مرزا قادیانی لکھتا ہے:

میں کہتا ہوں کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اس کی بدعتوں کا اصل بانی یہی شخص تھا۔ (یعنی پولوس رسول)۔ (دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء ص ۳)

مطلب یہ ہوا کہ رسول پولوس عیسائی نہ تھا بلکہ اس نے عیسائیوں کو فریب دیا

تھا اور عیسائی مذہب کی خرابی اور تمام بدعتوں کا یہی شخص بانی تھا۔ یہ سب باتیں قابل توجہ گورنمنٹ ہیں۔ کیا عیسائیوں کا عقیدہ جناب پولوس کی نسبت ایسا ہی ہے یا مرزا نے عیسائیوں کا محض دل دکھانے کو ایسا لکھا ہے۔

پھر مرزا قادیانی کی چالاکی اور بیبا کی قابل دید ہے کہ مسلمانوں کو سرکار کی باغی رعایا قرار دیتا ہے اور بذات خود گورنمنٹ برطانیہ کے پیشوا کو ہزاروں گالیاں دے کر اسی گورنمنٹ کی وفادار رعایا بنتا ہے۔ گورنمنٹ مہربانی فرما کر مرزا کی ان سب تحریروں کو جن کو ہم نے پتہ وار قلم بند کیا ہے اس کی اصل تحریروں سے ضرور مقابلہ کر کے دیکھے اور پھر ایسی تحریروں کے نتیجہ پر کامل غور فرمائے۔

اور اگر مرزا قادیانی کی ایسی تحریروں کو جو دوسرے مذاہب کے لئے نہایت دل شکن اور سخت دل آزار ہیں برباد وضائع کرنے کا حکم صادر فرمائے تو عین انصاف اور رعایا پروری ہے۔

اور اگر گورنمنٹ اخبار الحکم کو جو قادیان سے شائع ہوتا ہے ملاحظہ فرمائے تو اس پر منکشف ہو جائے گا کہ اس میں اسلام عیسائی اور دیگر اہل مذاہب رعایا سرکار کی دل کھول کر کیسی دل آزاری کی جاتی ہے۔ لہذا ہم نے اسی اخبار سے کچھ حصہ نقل کیا ہے گورنمنٹ ضرور توجہ فرمائے اور اس ی گندی اور بیہودہ تحریروں کو جس کا ایک شمہ اوپر بیان ہوا ہے بہ نظر عمیق دیکھ کر مناسب حکم صادر فرمائے، بر رسولاں بلاغ شد وبس۔

خاکسار امام الدین از لاہور محلّہ پیر گیلانیاں مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۲ء

(الحکم کے جس مضمون سے اقتباسات نقل کئے گئے ہیں اس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

مسیح کے حالات کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی بھی اس قابل نہیں ہوسکتا کہ نبی بھی ہو چہ جائے کہ خدا یا خدا کا بیٹا۔

تدبیر عالم اور جزاء سزا کے لئے عالم الغیب ہونا ضروری ہے اور یہ خدا کی عظیم الشان صفت ہے مگر میں ابھی دکھا آیا ہوں کہ اسے قیامت تک کا علم نہیں اور اتنی بھی اسے خبر نہ تھی کہ بے موسم انجیر کے درخت کے پاس شدت بھوک سے بے قرار ہو کر پھل کھانے کو جاتا ہے اور درخت کو جسے بذات خود کوئی اختیار نہیں ہے کہ بغیر موسم کے بھی پھل دے سکے بددعا دیتا ہے۔... میں آپ کو سچی خیر خواہی سے کہتا ہوں

کہ تکلف سے کچھ نہیں ہوسکتا ایک شخص ایک ہی وقت میں اپنی دوحیثیتیں بتا تا ہے باپ بھی اور بیٹا بھی خدا بھی اور انسان بھی ۔ کیا ایسا شخص دھوکا نہیں دیتا ہے؟

انجیل کے جن مقامات کا آپ ذکر کرتے ہیں وہاں سیاق سباق پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی خدائی کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں کیونکہ وہ تو اس کی انسانیت ہی ثابت کرتے ہیں ۔ اور انسانیت کے لحاظ سے بھی اسے عظیم الشان انسانوں کی فہرست میں داخل نہیں کرتے ۔ جب اسے نیک کہا گیا تو اس نے انکار کیا۔ اگر اس کی روح میں بقول عیسائیاں کامل تطہر اور پاکیزگی تھی پھر وہ یہ بات کیوں کہتا ہے کہ مجھے نیک نہ کہو ۔ علاوہ بریں یسوع کی زندگی پر بہت سے اعتراض اور الزام لگائے گئے ہیں اور جس کا کوئی تسلی بخش جواب آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

ایک یہودی نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے اور وہ یہاں موجود ہے ۔ اس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا اور اپنے اوستاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو اوستاد نے اسے عاق کر دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے جو کچھ مسیح کی حالت کا پتہ لگتا ہے وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ کس طرح و نامحرم نوجوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح پر ایک بازاری عورت سے عطر ملوا تا تھا، اور یسوع کی بعض نانیوں اور دادیوں کی جو حالت بائیبل سے ثابت ہوتیہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ۔ ان میں سے تین جو مشہور ومعروف ہیں ان کے نام یہ ہیں بنت سبع ۔ راحاب ، تمر ۔

اور پھر یہودیوں نے اس کی ماں پر جو الزام لگائے ہیں وہ بھی ان کتابوں میں درج ہیں ان سب کو اگر اکٹھا کر کے دیکھیں تو اس کا یہ قول کہ مجھے نیک نہ کہو اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ اور یہ فروتنی یا انکسار کے طور پر ہرگز نہ تھا جیسا کہ بعض عیسائی کہتے ہیں۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ جس شخص کے اپنے ذاتی چال چلن کا یہ حال ہو اور حسب نسب کا یہ تو کیا خدا ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ یہ باتیں اللہ تعالی کے تقدس کے صریح خلاف ہیں خدا اپنی قدرت سے کبھی الگ نہیں ہوا اور یسوع کی نسبت صاف معلوم ہے کہ پورا نا تواں اور بے علم تھا۔

پھر یسوع کی راست بازی میں کلام ہے پہلے کہا میں داؤد کا تخت قائم کرنے کیواسطے آیا ہوں اور حواریوں کو کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے کی بھی تعلیم دی لیکن جب دال گلتی نظر نہ آئی تو اس کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آسمانی بادشاہت ہے ۔ کیا داؤد کا تخت آسمانی تھا۔

اصل یہ ہے کہ ابتداء میں اسے خیال نہ تھا کہ کوئی مخبری کی جاوے گی لیکن آخر جب مخبری ہوئی اور عدالتوں میں طلبی ہوئی تو آنکھ کھلی اور آسمانی سلطنت پر اسے ٹالا۔

بھلا اس قسم کے ضعف اور بے علمی اور ایسے چال چلن کے ہوتے ہوئے کہیں خدا بننا کہیں بیٹا کہلانا اور انسان ہونا یہ ساری باتیں ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں کس قدر حیرت کو بڑھانے والی ہیں۔

باقی رہا پولوس کا اجتہاد یا اس کے اقوال: جن لوگوں نے پولوس کے چال چلن پر غور کی ہے اور جیسا کہ اس کے بعض خطوط کے فقرات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر مذہب والے کے رنگ میں ہو جاتا تھا ۔تمہیں خوب معلوم ہے اور اس کے حالات میں آزاد خیال لوگوں نے لکھا ہے کہ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا۔بعض تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن کی لڑکی پر عاشق تھا۔اور ابتداء میں اس نے بڑے بڑے دکھ عیسائیوں کو دیئے اور بعد میں جب کوئی راہ اسے نہ ملی اور اپنے مقصد میں کامیابی کا کوئی ذریعہ اسے نظر نہ آیا تو اس نے ایک خواب بنا کر اپنے آپ کو حواریوں کا جمعدار بنا لیا۔خود عیسائیوں کو اسکا اعتراف ہے کہ وہ بڑا سنگ دل اور خراب آدمی تھا۔اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا میں نے جہاں تک غور کی ہے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کامل کرنے کے لئے اس نے یہ طریق آخری سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کے لئے ایک خواب سنا دی اور عیسائی ہو گیا اور پھر یسوع کی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ میں ڈھال دیا میں کہتا ہوں کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اس کی بدعتوں کا اصل بانی یہی شخص ہے ہے ...

اگر وہ (مسیح) خدا تھا تو کیوں اس نے بالکل نرالی طرز کے معجزات نہ دکھائے۔ میں نے تحقیق کر لیا ہے کہ ان کے معجزات کی حقیقت سلب امراض سے کچھ بھی بڑھی ہوئی نہ تھی جس میں آج کل یورپ کے مسمریزم کرنے والے اور ہندو اور دوسرے لوگ بھی مشاق ہیں۔اور خیالات ایسے بے ہودہ اور سطحی تھے کہ صرع کے مریض کو کہتا ہے کہ اس میں جنّ گھسا ہوا ہے حالانکہ اگر صرع کے مریض کو کونین کچلا فولاد دیں اور اندر دماغ میں رسولی نہ ہو تو وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ بھلا جن کو مرگی سے کیا تعلق ۔ چونکہ یہودیوں کے خیالات ایسے ہو گئے تھے ان کی تقلید میں اس نے بھی ایسا ہی کہہ دیا، اور یا یہ کہ جیسے آج کل جادو ٹونے کرنے والے کرتے ہیں کہ بعض ادویات کی سیاہی سے تعویذ لکھ کر علاج کرتے ہیں اور بیماری کو جن بتاتے ہیں ویسے ہی اس نے کہہ دیا ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ مسیح کے معجزات کو مسلمانوں نے بھی غور سے نہیں دیکھا اور عیسائیوں کی دیکھا دیکھی اور ان سے سن سن کر ان کے غلط معنی کر لئے مثلاً اکمہ کا لفظ ہے جس کے معنی شب کور کے ہیں اور اب معنی یہ کر لئے جاتے ہیں کہ مادرزاد اندھوں کو شفا دیا کرتے تھے حالانکہ یہ اکمہ وہ مرض ہے جس کا علاج بکرے کی کلیجی کھانا بھی ہے اور اس سے بھی یہ اچھے ہو جاتے ہیں۔...

حضرت مسیح موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سال بعد یعنی چودھویں صدی میں آئے تھے اور جیسے اس

زمانہ میں مسیح دیا گیا تھا کہ تا موسوی جنگوں کے اعتراض کو اپنی تعلیم سے دور کر دے اور خاتمہ جنگ وجدال پر نہ ہو، ویسے ہی اس امت کے لئے مثیل موسی کے خلفاء میں سے چودھویں صدی پر مسیح موعود مبعوث کیا گیا تا اپنی پاک تعلیم کے ذریعہ جہاد کے غلط خیال کی اصلاح کر دے اور ثابت کر دے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا یا گیا بلکہ اسلام اپنے حقائق اور معارف کی وجہ سے پھیلا ہے۔ الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء ص ۳۔۴)

شیطان مجسم

لیجئے! مرزا غلام احمد قادیانی خود اقبال کرتا ہے کہ میں شیطان مجسم ہوں

ہماری نظروں سے مرزا قادیانی کی ایک فضول سی بکواس گذری جس کو آپ نے دافع البلاء و معیار اهل الاصطفاء کے نام سے منسوب کر کے ۲۴ صفحہ پر ختم کیا ہے۔ اس میں بھی وہی حسب معمول لمبے چوڑے دعوے باندھے گئے ہیں، مگر پورا ہوتا ایک بھی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جب بنیاد ہی محض ریت پر قائم ہے، تو عمارت کیا ٹھہرے۔ چنانچہ آپ بڑے زور کے ساتھ پیشین گوئی کرتے ہیں کہ نہ تو قادیان میں طاعون آئی اور نہ آئے گی۔ اور یہی اسکے دارالامان ہونے اور میرے مسیح موعود ہونے کا پکا ثبوت ہے۔

خیر ہمیں اس سے کیا۔ ایسے دعوے نہ تو کبھی پورے ہوئے، نہ انشاء اللہ پورے ہوں گے۔ لیکن رسالہ مذکور کے دیباچہ میں آپ فرماتے ہیں:

ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔

اس کے ساتھ حاشیہ بھی جو اس پر چڑھایا ہے آخر میں ملاحظہ ہو:

لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحیی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔

اسکے علاوہ ایسے ناظرین جن کے پاس ضمیمہ انجام آتھم ہے، اس کے صفحہ ۷ کو خود دیکھ لیں جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مسیح کی شان مبارک میں اس سے بھی بڑھ بڑھ کر گندے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لیکن چونکہ ایسے فضول اور گندے الفاظ کا جواب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کے صفحہ ۶۱۔۶۲۔۶۳ میں کافی طور پر دے دیا گیا ہے اس لئے ہم اس کے دوسرے پہلو پر غور کریں گے۔

بالفرض میرزا صاحب قادیانی واقعی مسیح موعود، مثیل المسیح، مسیح الزمان اور خاتم النبیین وغیرہ ہیں، تو اس میں بہادری کیا ہوئی۔ جب کہ آپ کے نزدیک مسیح کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ بھی نہ تھا، اور جن کا خاندان بقول میرزا غلام احمد صاحب قادیانی شروع سے گندہ اور نجس چلا آیا ہے، یعنی ان کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی (توبہ توبہ) تھیں اور جن کا میلان اور صحبت کنجریوں سے محض اسی بناپر تھی کہ جدی مناسبت قائم رہے۔

اب ذرا عقل کو کام میں لاکر غور فرماویں کہ جب ایک شخص بہت ہی مکار، زانی اور فریبی وغیرہ ہے اور انہیں کاموں سے زمانہ میں اپنا نام رکھتا ہے، اور اکثر انہیں مایہ ناز تصور کرتا ہے، تو بھلا مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ میں سب سے فرداً فرداً کہتا پھروں کہ وہ شخص جوان کاموں سے اپنا نام چاہتا ہے وہ وہ نہیں ہے بلکہ وہ تو میں ہوں۔ لیکن وہ صرف اپنی ناموری کی خاطر میرے نام کو چھوڑ کر اپنا نام لیتا ہے، اور یہ اس کی بھول ہے۔

بس یہی حال میرزا صاحب قادیانی کا ہے کہ آپ مسیح کو گنہ گار سے گنہ گار قرار دیتے ہیں لیکن یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو نقل تھا یا ایک نمونہ، اور میں ہوں اصل مسیح۔ یعنی اگر مسیح میں پاؤ رتی کھوٹ تھا، تو مجھ میں چالیس من ہے۔ گویا آپ صاف طور پر ظاہر کرتے ہوئے کچھ شرماتے ہیں لیکن پھر بھی کسی نہ کسی طرح سے جتلا ہی دیتے ہیں کہ:

> میں ایک مکار سے مکار فریبی کا فریبی زانیوں کا زانی یا زانیوں کا نانا اور کسبیوں کے خاندان سے ہوں۔

جس کو ہم دوسرے الفاظ میں ولد الحرام بھی کہہ سکتے ہیں اب میرزا... میں

کوئی سرخاب کا پر تو نہیں لگا کہ کوئی خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگ کر اپنے سر پر عذاب لے کیونکہ وہ خود ہی اقبال کرتا ہے کہ اس کا خاندان گھناؤنا اور عادات نکمے ہیں۔

بھئی مرزائیو! خدالگتی کہو کہ جو شخص خود اقبال کرتا ہے کہ میں مجسم شیطان ہوں تو وہ تمہارا وسیلہ کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور کس طریق پر تمہاری دین کی راہ میں مدد کر سکتا ہے۔ لو اب بھی کہنا مان جاؤ اور اپنا نام اس شیطانی لشکر سے جس میں تم اندھے ہو کر شامل ہوئے ہو کٹوالو۔ نہیں تو بارگاہ ایزدی میں ناک کٹوانی ہوگی کیونکہ کوئی آدمی دلدل میں پھنسا ہو اور کسی ذریعہ سے باہر نکل آئے تو شرم کی بات نہیں۔ شرم تو جب ہے کہ دلدل سے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔ ہم ذمہ اوٹھاتے ہیں کہ کوئی کچھ نہ کہے گا بلکہ چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوں۔ اچھا گڈ بائی۔

راقم: پ۔ل۔ش

بقیہ: عصاء موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

اعتراض: (اشتہار صفحہ ۵)۔ اپنی طرف سے نئی بات اور مخصوص بات کچھ الہامات پیش کئے ہیں جو اپنے الفاظ میں صامت اور اخرس ہیں مگر اون کی تفسیر کے وقت ملہم صاحب زور سے اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے ان کی تفسیر پر کوئی وثوق نہیں۔ یوں اپنے ہاتھ سے اپنی ساری کارروائی کی مٹی پلید اور اپنا ساختہ پرداختہ برباد کرتے ہیں۔

تردید: دروغ گورا حافظہ نباشد۔ کیوں صاحب! ابھی تو آپ منشی الٰہی بخش صاحب کو خواب بین بنا رہے تھے، اور اب اون کو ملہم کہہ کر اون کے الہامات کے قائل ہوتے ہو۔

الہامات کا مسئلہ تو قدیم سے اسلام میں یہی چلا آتا ہے کہ سوا انبیاء کرام کے الہاموں کے باقی سب کے سب ظنی ہونے کے سبب کسی پر حجت و دلیل شرعی نہیں ہیں۔ ہر چند کہ منیب مسلمان متقیان غلبہ عبودیت ومسکنت والوں کے الہامات سچے ہوتے ہیں جیسا کہ منشی الٰہی بخش صاحب کے الہامات کہ کیسے اصلی اور صحیح حالات مرزا قادیانی کے ان سے ظاہر ہوئے، لیکن پھر بھی وہ الہامات سے شیخی تعلّٰی و تفاخر میں نہیں

آتے اوران پرغرہ نہیں ہوتے ۔اورسوائے احکامات واتباع شریعت وسبیل المومنین کے دوسری طرف التفات نہیں کرتے اوریہی تعلیم وروش سیدالاولین والآخرین وسلف صالحین کی تھی کہ باوجود انعامات بیکراں و وعدہ ہائے رحمت فراواں اللہ تعالیٰ عزوجل کےاورسرداری دنیاودین کے ہمیشہ مسکنت وعبودیت میں رہ کر

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انا عبدك و انا علی عھدك و وعدك ما استطعت اعوذ بك من شرّ ما صنعت ابوء لك بنعمتك علیّ و ابوء بذنبی فاغفرلی فانّه لایغفر الذّنوب الا انت ۔ الخ،

کا وردفرماتے ہیں۔سبحان اللہ کیسی اعلیٰ وارفع واولیٰ تعلیم ونسبت ہے...

(شحنہ ہندمیرٹھ کے ضمیمے کی جو فائل میرے پاس ہےاس میں صفحہ ۱۷۰موجودنہیں۔اس لئے اس پر کا مواد نقل نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے اگلے صفحہ یعنی صفحہ ۱۷۱ کی نقل حسب زیل ہے ۔ بہاء)

..اور باوجودیکہ آپ نے بھی اپنے اشتہار کے صفحہ ۶ میں خوداقرارواعتراف کیاہے پھر بھی آپ کی رگ دجالیت جوش میں آگئی اوراس کتاب کو بےحیثیت بنا کراس کا عدم، وجود برابر کہتے ہو،افسوس ہے کہ فضلہ خوری پرایمان کو بیچ دیا۔

اعتراض: اسلام اورقوم کواس سے یہ نقصان پہنچا ہے کہ عظیم الشان طریق کے خلاف چلتی اوراس حق کی نسبت کفربکتی ہے جو خدا نے صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لئے تیارکیا جس پرآج ان کے دین وایمان کی فلاح وصلاح موقوف ہے اورپھراوس طریق کا انکار کرکے خوداپنی طرف سے کوئی راہ ان کے لئے تیارنہیں کرتی۔

تردید: ابھی تو آپ نے کہا ہے(اعتراض۱۳) کہ اس کتاب کی کچھ قبولیت اور قلوب میں کوئی وزن نہیں،اور یہ کتاب بےحیثیت محض اوراسکا عدم ووجود برابر ہے،تو پھراس نے نقصان کس طرح پہنچایا۔کچھ تو حواس درست رکھ کر اور آنکھ کھول کر لکھا کرو۔ بالکل من الکافرین ہی ہو گئے۔ایک آنکھ پٹم ہوتے ہی ایمان کی آنکھ بھی چوپٹ ہوگئی۔قادیانی جماعت کا بداعتقادی اورناواقفی کے باعث ایسا کچا ایمان ہے کہ

ذراسی بات میں ان کے خودتراشیدہ مذہب کونقصان پہنچتا ہے اور پاش پاش ہو جاتا ہے ۔اور چونکہ ان کو بدقسمتی سے اس قدر عرصہ تک حق اور اسلام کا پتہ نہیں لگا ،اس لئے بے بصیرۃ معترض کہتا ہے کہ یہ حق صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لئے تیار ہوا ۔افسوس ہے کہ بے چارہ ہر طرح معذور ہے ۔ادھر مسلمان بھی سچے اور بالکل حق پر ہیں کہ اسلام کو ابتداء ہی سے سراسر حق کامل اور مضبوط مانتے اور جانتے ہیں کہ اگر کوئی خودغرض بندہء نفس اسلامی مسائل وطریق کو الٹ پلٹ کرنے میں کیسا ہی کفر بکے اور کیسے ہی حیلے حوالے کرے مگر دین اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ اپنی ہی خرابی و بربادی کرے گا :

مہ نور مے فشاند وسگ بانگ میزند

دین و دنیا کی صلاح وفلاح ابتداء ہی سے اسلام کی تعلیم میں موجود ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اوسکے مریدوں نے دین اسلام کو بالائے طاق رکھ کر حیلہ و حوالہ دغا وفریب سے ناواقف لوگوں سے روپیہ بٹور کر اپنا دین برباد کر کے دنیوی فلاح کا البتہ ایسا سامان بنالیا ہے کہ چند اپاہج محنت ومشقت سے بھاگ کر قادیان میں دھونی رمائے خوش گذران کر رہے ہیں ۔اور ایسے ہی چند آزاد خیال والے (جنھوں نے دین سے فارغ خطی حاصل کرلی ہے) جن کو طریق اسلام ،پردہء مستورات وغیرہ بدمذاقی وقلت عصمت وعفت کے سبب ناگوار تھا، اون کے لئے یہ سامان فلاح وسرور ہوا ہے کہ اسلامی پردہ وستر کو خیر باد کہہ کر خوب آزادی سے صبح وشام سیر باغ وغیرہ حاصل ہے جس کا کچھ ذکر پیسہ اخبار ۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰ پر مذکور ہوا ہے ۔اور جو کوئی خیرخواہی اور نصیحت سے ان کے طریق عمل کے مخالف کوئی مسئلہ قرآن وحدیث کا ان کو بتاوے، تو اس کو نافہمی سے مخالف نفس جان کر ناصح مذکور کی طرف گھورتے غراتے اور اوس کو دانت دکھاتے ہیں ۔

چونکہ فانی اور چند روزہ فلاح اور عیش دنیوی کبھی نقصان اور مصائب سے خالی نہیں، پس یہ چند روزہ فلاح یا خوش گذرانی مرزا قادیانی اور اوسکے مریدوں کو مبارک رہے اور مسلمانوں کو خداوند تعالی ایسے حیلے حوالوں کے ساتھ لقمہ حاصل کرنے سے اپنے حفظ وامان میں رکھے ۔باقی آئندہ

اخبار الحکم کی ایمان داری

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اخبار الحکم قادیان کے اڈیٹر صاحب اکثر اوقات لمبی چوڑی مصنوعی فہرست چھاپتے رہتے ہیں کہ آج اس قدر اشخاص نے قادیانی مرزا جی سے بیعت کی اور کل اتنے حضرات نے۔

اول تو اس شیطان کی آنت کی حقیقت ہمارے لاہوری نامہ نگار (منشی امام الدین صاحب) نے ضمیمے میں اچھی طرح کھول دی ہے کہ وہی نام چالا کی سے ردّ و بدل کر کے مکرر، سہ کرر چھاپ دیئے جاتے ہیں۔

دوم اگر (الحکم کے) اڈیٹر صاحب سچے ہیں تو جولوگ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کے دام فریب میں آکر چندروز کے بعد بیعت کو طلاق دے دیتے ہیں، ان کے اسماء الحکم میں کیوں نہیں چھاپتے۔

ابھی ابھی لاہور اخبار میں ایک شخص کا حال چھپا ہے جو چندروز مرزا جی کا سبز باغ دیکھ کر قادیان میں ہری ہری دوب چرتا رہا اور پھر کان دبا کر اور دم اٹھا کر خران دجال کے طویلے سے پٹا توڑ آگے دوڑ پیچھے چھوڑ بھاگ نکلا اور خوید کھا کر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کیلئے صرف لید چھوڑ گیا۔ الحکم کے اڈیٹر نے اس کا حال شائع نہ کیا۔ کیوں شائع کرتا جڑ پیڑ سے ناک کٹتی ہے۔

ہاں جو الو دام میں پھنستے ہیں ان کا نام شائع کرنے سے ناک منارے سے بھی کئی بانس اونچی ہو جاتی ہے۔ اور یہ خبر نہیں کہ وہ بعد میں کنداسترے سے ریتی جاتی ہے۔ مگر مرزا جی کو اس کی کیا شرم اور کیا خوف۔ برسات میں گیاہ خودرو کی طرح ناک پھر اگ آتی ہے۔

یوں سمجھئے کہ مرزائی ٹھیٹر کا تماشا دیکھنے کو ہمیشہ لوگ آتے ہیں، ٹکٹ کے دام

دیئے تماشا دیکھا اور رخصت ہو گئے۔ بس یہی تانتا بندھا رہتا ہے۔ پھر اس پر مرزا جی کا وہ فخر اور مرزائیوں کی وہ بکر کود کہ کچھ نہ پوچھئے۔ جو لوگ چندروز کے بعد قادیان سے چمپت ہو جاتے ہیں اور پھر مرزائی طلسم کا تاروپود اخباروں میں کھولتے ہیں تو الحکم اس کلونس کو مرزا قادیانی کے چہرہ سے یوں مٹاتا ہے کہ ان میں کوئی شیطانی رگ ہو جاتی ہے۔ اس کی حقیقت ہمارے شفیق مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب نمبردار و رئیس بٹالہ نے نہ صرف ضمیمے میں، بلکہ بعض دوسرے اخباروں میں بھی ایسی طرح کھولی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کا جی ہی جانتا ہوگا۔ مگر شرم کی کتیا تو قادیان میں کاتک کے دنوں میں بھی نہیں آتی، اور نہ وہ اس کو پالتے ہیں۔ ذرا دیکھتے جایئے چندروز میں کیا ہوتا ہے۔

اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۳۰۔ اپریل میں لکھا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے شائع ہونے سے ہماری جماعت کو اور بھی ترقی ہو رہی ہے۔

جی بجا ہے۔ یہ منہ اور گرم مسالا۔

گزشتہ معتقدین و مریدین تو تھامے نہیں تھمتے اور نئے چیلے وارد ہو رہے ہیں۔ آخر ان کو کس کتے نے کاٹا تھا کہ بلاوجہ یوں ففرو ہو جاتے۔ چند چغدوں کے جو دن بھر آنکھیں مانگتے اور شب کو چڑیوں کا شکار کرتے ہیں۔ جو شخص مرزا جی سے بیعت کرتا ہے وہ ضرور طالب حق ہو کر آتا ہے۔ پھر چند روز کے بعد اس کا انحراف کیا اسی وجہ سے نہیں ہوتا کہ اس پر مرزا جی کے کید کا تاروپود کھل جاتا ہے اور کھونٹا اکھاڑ کر گریزپا ہو جاتا ہے۔ اولاً کیسے کیسے خدا پرست خالص لوگ معتقد ہوئے اگر مرزا جی میں خلوص وحقانیت کا کچھ بھی کرشمہ ہوتا تو ایسے لوگوں کا ان سے تبریہ ظاہر کرنا غیر ممکن تھا۔ اخبار الحکم نے کبھی ہمارے اس اعتراض کا معقول جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء نمبر ۲۰ جلد ۲۰ و ۲۲

فا عتبروا یا اولی الا بصار

ایک شہر میں جو وزیر آباد سے بہت دور نہیں اور جس کا نام اس وقت مصلحت کے باعث ظاہر نہیں کیا جاتا گذشتہ انگریزی مہینہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک فدائی مرید کو طاعون نے آلیا۔ بیمار ہوتے ہی مرزائی مذکور نے پیش گوئی کی کہ میں طاعون سے نہیں مرونگا۔ اور اگر مرگیا تو سمجھ لینا کہ میں مرزا صاحب قادیانی کا اخلاص مند مرید نہ تھا، اورکوئی شخص میرا جنازہ بھی نہ پڑھے۔

چنانچہ دو تین دن کے اندر ہی عدم آباد کو چلتا ہوا اور بغیر نماز جنازہ دفن کیا ۔مرگئے مردود فاتحہ نہ درود۔

ایک مقدس بزرگ وار کے پوسٹ کارڈ کی عبارت حسب ذیل ہے

کرم فرمائے من جناب مولوی ...صاحب، السلام علیکم۔

میں آج جالندھر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آج قبل دوپہر مولوی احمد جان صاحب پنشنر مدرس مرض طاعون سے فوت ہوئے۔ آپ نے چندروز ہوئے آنکھیں بنوائی تھیں پرسوں خزانہ سے پنشن لے کر گئے کل بیمار ہوئے آج داخل بہشت ۔مرحوم بڑے متقی دائم الوضو مرزائے قادیانی کے حواری میرے قدیم دوست اور غالبًا آپ کے بھی دوست ہوں گے نہایت افسوس ہے۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون، راقم...

نوٹ: بے شک میں اون کو اپنا بزرگ وار جانتا تھا اور مجھ پر بڑے مہربان تھے مگر جب سے وہ مرزائے قادیان کے مرید ہوئے باہمی خط وکتابت بند ہوگئی ۔خداوند تعالی اون کو اور پس ماندگان کو صبر جلیل عطا فرمائے۔ راقم...

ایک سوال

جناب مولانا صاحب دام فیوضکم۔

مرزا جی کا اجتہاد ہے کہ انگریز دجاجلہ ہیں اور ریلیں ان کے گدھا ہیں۔اس پر ہمارے ایک دوست پوچھتے ہیں کہ جس وقت اس گدھے پر خود بذاتہ مرزا صاحب قادیانی یا اون کے مرید سوار ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اون کو اوس وقت دجال نہ کہیں۔ پھر کبھی تو مرزا جی انگریزوں کی نسبت ایسے حقارت آمیز الفاظ (دجاجلے) استعمال کریں اور کبھی اون کی ایسی تعریف کریں کہ خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دیں اگر ایسے کاموں کو نفاق سے تعبیر کیا جاوے تو کیا ہرج ہے آپ سے اس کا جواب طلب کیا جاتا ہے کیونکہ آپ سے زیادہ اس وقت مرزا اور مرزائیوں کا کوئی نبض شناس نہیں۔

راقم: ایک سائل

قادیانی اور اوسکے چیلوں کے اخلاق حمیدہ

مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں:

۱۰۔اپریل ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار میں مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے اہل اسلام کے ہر فرقہ اور جماعت اور اون کے پیشواؤں کو پانی پی پی کر کوسا ہے۔ بالخصوص پیسہ اخبار کو تو ایسی بے نقط سنائی ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ دیکھنے کو تو یہ تحریر شیطان کی آنت ہے مگر پڑھ کر دیکھو تو وہی مغلظ گالیاں جو قادیانی کی تعلیم کا مبلغ ہے۔ باوجودیکہ مرض طاعون کا دورہ حضرت موسی کے وقت سے چلا آتا ہے اور کل دنیا نے اس غضب الٰہی سے خداوندتعالی سے امان مانگی ہے مگر مرزائی پارٹی اور اوس کے لنگڑے امام اس کو ہندوستان میں پھیلتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

ارے بے حیاؤ! بے شرمو! اگر کل ملک میں یہ بیماری اپنا عمل دخل کر رہی ہے تو کیا تم خدا کی بادشاہی سے پرے ہو۔ یادرکھو! تمہارے ہی جیسے لوگوں کی کرتوتوں کا

عکس ہے جو فریب دے کر ظلم و زور سے سیدھے سادے ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے برگشتہ کر کے شیطانی جھنڈے کے نیچے لے جانے کی کوشش کرتے ہو۔

کانی بلی نے فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین کا حوالہ دیا ہے ہم پوچھتے ہیں اگر ملکوت السماوات و الارض تمہارے ہاں ہی رہن ہو چکے ہیں تو پھر جموں اور سیالکوٹ میں سب سے بڑھ کر کیوں اموات ہوئیں، حالانکہ ان دونوں شہروں میں بھی زیادہ سے زیادہ مرزائی رہتے ہیں۔ اگر آپ کا مذکورہ آیات پر یقین و ایمان ہے تو کیا لاہور اور امرتسر کے سب مرزائی اصل میں بے ایمان ہیں جن کا کچھ بھی لحاظ نہ ہوگا اور بیماری پھیل جاوے گی۔

ہم نے پیسہ اخبار اور الحکم کی تحریروں کو بالاستیعاب پڑھا۔ مرزائے قادیان نے سوائے اپنی جماعت کے باقی کل مسلمانوں کو (ناحق و بے موجب) گورنمنٹ انگلشیہ کا باغی و نمک حرام قرار دیا ہے۔ تاریکی کے فرزند نے تصدیق و تائید میں ناخنوں تک کا زور لگایا ہے مگر خداوند تعالی کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ اوسنے ایسی رحیم عادل اور جزرس گورنمنٹ کا سایہ ہم رعایا پر مبسوط کیا ہے کہ ہر معاملہ میں بال کی کھال نکالتی ہے۔ اگر معاذ اللہ گورنمنٹ انگلشیہ سکھوں یا محمد شاہ رنگیلے جیسی گورنمنٹ ہوتی تو ہندوستان کے مسلمانوں کا کہاں گذارا تھا۔ وہ خوب جانتی ہے کہ قادیانی کن وجود سے وفادار اور نمک حلال رعایا کی طرف سے اوس کو بدظن کرنا چاہتا ہے۔

پیسہ اخبار نے جو ایک راست باز اور ایماندار اخبار ہے اپنے فرض منصبی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، اور صاف صاف لکھ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اصلی غرض مسلمانوں کو جہاد کا ملزم بنانے کی یہ ہے کہ خود اوس کو گورنمنٹ سے خطاب ملے ہمارے اکثر ہندوستانی اور پنجابی بھائیوں کا یہ ایک بنا بنایا قاعدہ ہے کہ اپنے نفع میں دوسروں کا نقصان چاہتے ہیں۔

پس مرزا صاحب کو بھی اپنی جماعت بنانے اور خود اس کا سلطان بننے میں عرصہ دراز سے یہی شوق ہے وہ اپنے الہامات میں بتاتے ہیں کہ جو شخص میری جماعت سے دور رہے گا وہ جہنمی اور قابل قتل ہوگا۔ گورنمنٹ سے تو یہ کہتا ہے کہ میں جہاد کے

خلاف ہوں اور خود نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ امام الزمان بن کر ساری دنیا کو گردن زدنی بتاتا ہوں۔ یعنی جو شخص مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی اور گردن زدنی ہے۔ کیا گورنمنٹ ایسی چالیں نہیں سمجھتی۔ مرزا جی اپنی پالیسی کو چھپانے کے لئے کبھی کبھی گورنمنٹ کی تعریف بھی کر دیتے ہیں۔ مگر ہاتھی کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔

بابا نانک صاحب نے جو صوفیانہ خیالات اپنے وقت میں لوگوں کے دلوں میں جمائے تھے اون کو کون نہیں جانتا، مگر بمرور زمانہ ان کی پولیٹکل طاقت کا جوش میں آجانا کس پر ظاہر نہیں۔ مرزائی جماعت کے بہت کم ممبر ایسے ہوں گے جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں نہ آئے ہوں جن سے سابقہ پڑا وہ جہل مرکب میں مبتلا پائے گئے گالیاں دینے اور لڑنے جھگڑنے میں ایسے مشتاق اور بہادر کہ گویا زال کے فرزند ہیں۔ روحانی برکتوں اور خدا ترسی سے تو یہ گروہ بالکل نابلد ہیں۔ کوئی نہ بتا سکے گا کہ قومی ہمدردی یا انسانی بہبودی کا ادنی سے ادنی کام بھی ان سے ظاہر ہوا۔ اردو علم ادب جسکو مسلمان قوم بالخصوص سرسید مرحوم نے اپنے نفوس قدسیہ کی برکت سے پاکیزہ فقروں مہذب لفظوں شستہ و رنگین عبارات معنی خیز جملوں سے آراستہ و پیراستہ کر دکھایا ہے مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں نے اوس میں ایسی گندی اور مغلظ گالیاں بھر دی ہیں کہ الامان (دیکھو تصنیفات قادیانی)

ہم پہلے بھی بارہا لکھ چکے ہیں کہ اگر دشنام دہی کی سند لینا ہو، تو مرزا قادیانی کی کتابوں سے لو۔ کوئی فرشتہ سیرت صوفی مسلمان کوئی نیک بخت عالم باعمل مومن کوئی پارسا، زاہد کوئی عیسائی یہودی برہمو آریا سکھ وغیرہ صفحہ زمین پر شاید ایسا رہ گیا ہو، جس پر گالیوں کے ریلے مرزائی گروہ کے بانی مبانی نے نہ چلائے ہوں۔

ظاہر ہے کہ جن مریدوں کو اپنے مرشد کے ساتھ زیادہ تر تقرب ہوتا ہے، وہ اوسکے خصائل سے زیادہ سے زیادہ بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ پس اگر میاں عبدالکریم جن کا ہم کئی دفعہ پبلک سے انٹرڈیوس کرا چکے ہیں پیسہ اخبار جیسے فرشتہ خصال اور نیک بخت مسلمان کو گالیاں دے اور دیگر مسلمانوں کو تاریکی کے فرزند لکھے، تو اوس پر کیا افسوس۔

پس پیسہ اخبار کے اڈیٹر صاحب کو ایسے لوگوں سے جن کے خصائل اوپر بیان

ہوئے اور جو را تبہ داروں اور بلی کتوں کی طرح اپنے مالک کی رکھوالی کا کام دیتے ہیں روشن دلائل کی امید رکھنا ایک خیال خام ہے۔ہاں اوس کا یہ فرض ہے کہ اپنی قدیمی شائستگی اور متانت کے ساتھ اس گروہ کی مکاریوں سے پبلک کو آگاہ کرتا رہے اور اس کا اجر نیک خدا پر چھوڑ دے۔

راقم: ا۔د۔ از مقام۔گ

وزیر آبادی نامہ نگار کی بربادی

(لعنت الله علی الکاذبین)

مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں:

۱۰ مئی ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار الحکم میں وزیر آبادی نامہ نگار کی ایک تحریر دیکھنے میں آئی۔اس نامہ نگار نے دروغ بےفروغ کو اپنا قبلہ وکعبہ بنا کر ہم پر افتراء اور بہتان باندھا ہے۔اور خود علی رؤس الاشہا د رو سیاہ بننا چاہا ہے۔یہ کوئی نئی بات نہیں گالیاں بکنا اور بہتان باندھنا ان لوگوں کا دستور العمل ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی مراد علی صاحب ایک بزرگ اہل اللہ گوجرانوالہ جالندھر وغیرہ میں اول مدرس عربی فارسی رہ چکے ہیں جن کو پنجاب و ہندوتان کے اکثر احباب بخوبی جانتے ہیں۔

ایک ہی سرشتہ (سرشتہ تعلیم) میں ملازم ہونے کے باعث ہمارے پرانے مہربان ہیں پنشن لے کر اپنے وطن مالوف موضع بیگو وال (ریاست کپورتھلہ) میں رہتے ہیں۔ایک فقیر صاحب مرحوم کرم شاہ نامی سے جو اکثر اوقات وزیر آباد گجرانوالہ وغیرہ شہروں میں پھرتے تھے اور اہل اللہ بزرگ تھے،مولوی صاحب نے بہت کچھ روحانی فیض پایا۔مولوی صاحب کا مدت دراز سے یہ دستور العمل سنا گیا ہے کہ وہ اپنے محسن و روحانی تربیت کرنے والے کی یاد میں ہر سال اونکی فاتحہ خوانی کے لئے وزیر آباد تشریف لاتے ہیں اور تقریباً .... جیب خاص سے خرچ کر کے فقراء ومساکین و یتامی کو کھانا کھلاتے ہیں اور شہر وزیر آباد کے علماء کو ایک مسجد میں جو ریلوے سٹیشن کے عین متصل

جانب شرق ہے بلوا کر ختم کلام اللہ کراتے ہیں (شاہ صاحب کا مزار وزیرآباد میں نہیں ہے) یہ ایک عمل ہے جس کے حسن و قبح کو یا تو مولوی صاحب موصوف خوب جانتے ہیں یا اکر؟؟ علمائے اسلام اور صوفیاء کرام۔

مگر مجھے جب کبھی وزیرآباد جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو صرف اپنے قدیمی مہربان حضرت مولوی صاحب موصوف کی برسوں کے بعد ملاقات مدنظر ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ عاجز ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء کو بغرض ملاقات مولویصاحب موصوف مذکورہ بالا مسجد میں حاضر ہوا۔ جو باتیں میں نے عرض کی ہیں ان کو وزیرآباد کے ہزاروں آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ اس کے متعلق وزیرآبادی نامہ نگار کا چشم دید واقعہ (سفید جھوٹھ) جس نے الحکم کے کالموں کو گندہ کیا ہے۔ سنیئے

ا۔ لکھتا ہے: آج میاں امام الدین گجراتی معہ چند دیگر ہم جنسوں کے وزیرآباد واسطے تعظیم ایک کوٹھڑی شفاخانہ کے تشریف لائے۔

۲۔ چونکہ اس سال اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ نے ان کو یہ بیہودہ حرکت شفاخانہ کے صحن میں کرنے نہ دی، اسلئے ایک دوسرے قبرستان میں جو حافظ جی کے نام سے مشہور ہے اور شفاخانہ کے قریب ہے میاں امام الدین گجراتی نے معہ اپنے رفقاء کے، اپنی رسم عرس کھانا وغیرہ پکا کرادا کی، اور ایسی حرکات مشرکانہ ہیں۔

پہلے فقرہ کی نسبت ہمارا یہ جواب ہے کہ حضرت! یہ آپ کا ایسا سفید جھوٹ ہے کہ وزیرآباد کے کسی فرد بشر کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا۔ میں ہرگز ہرگز کسی شفاخانہ کی کوٹھڑی کی تعظیم کے لئے نہیں گیا۔ نہ کوئی شخص میرے ہمراہ تھا، بلکہ میں تنہاء صرف مولوی صاحب کی ملاقات کیلئے گیا تھا۔ کیسا شفاخانہ اور کیسی کوٹھڑی کی تعظیم۔

جس قدر آدمی ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء کو رات اور دن مسجد مذکورہ میں رہے، نہ کوئی ان میں سے بیمار ہوا، نہ کسی کو وہاں سے کسی اور جگہ جانے کی ضرورت پڑی۔ اور اسسٹنٹ سرجن کی بھی آپ نے ایک ہی کہی، ہم میں سے کسی نے اوس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ نہ ہم کو معلوم ہے کہ وہ انگریز تھے، یا دیسی عیسائی یا ہندو یا مسلمان یا سکھ آریا برہمو وغیرہ۔ بلکہ ایسی بہکی باتوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاگل پن اور جنون نے ہمارے نامہ نگار کا گھر دیکھ لیا ہے۔ آپ کے منہ پر جب وزیرآبادیوں سے راستی اور

صداقت کے طمانچے لگیں گے اور ہمارے وزیرآباد جانے کی اصل غرض کی تصدیق ہوگی تو اپنی کرتوتوں کی آرسی یا آئینہ آپ کو خود بخود شرم کے سمندر میں ڈبو دے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مرزا گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے اور اوس کی قبر کے گنبد (منارہ) کی اینٹیں پک کر تیار ہورہی ہیں تو وزیرآبادی نامہ نگار کے سینہ میں پہلے سے ہی گور پرستی جوشمار رہی ہے اور جو کرتوت مرزا کی وفات کے بعد نامہ نگار اور اوسکے ہمراہیوں سے تقدیر کو رونے ہیں اون کے جھوٹے اور بے جا الزام پہلے سے ہی لوگوں پر وارد کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ نہ مجھے پیش گوئی کا دعوی ہے نہ نجومی کی پوتھی اپنے ساتھ رکھتا ہوں نہ مرزا قادیانی کی طرح رمال ہوں مگر تمہارے کرتوتوں کو دیکھ کر صاف کہتا ہوں کہ مرزائی جماعت کے بہت سے ممبر گور پرستی کریں گے اور آپ تو عجیب نہیں کہ دن بھر میں کئی دفعہ مرزا قادیانی کی قبر پر سیاپا بھی کیا کریں اس لئے گور پرستی مذہب مرزا میں مدت سے شروع بھی ہو چکی ہے۔ تصویر پرستی اور گور پرستی میں کیا فرق ہے۔ اکثر مرزائی لوگ بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگالیں مگر مرزا صاحب قادیانی کی تصویر کو نہ لگائیں علی الصبح بستر خواب سے اوٹھ کر ایک مسٹنڈے ساٹھے پاٹھے کی تصویر اپنی بہو بیٹیوں اور عورتوں کو دکھانا کیا بت پرستی اور دیوتی نہیں۔

۳۔ افسوس میاں ا۔د۔ گجراتی اور ان کی رفقاء کی قرآن مجید اور سرور عالم خاتم الانبیا ﷺ کی پاک تعلیم کو پس پشت ڈال کر کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔،

نامہ نگار صاحب! آپ سینکڑوں وزیرآبادیوں سے پوچھ کر اپنی تسلی کر لیں۔ حاطب اللیل نہ بنیں کہ مسجد موصوفہ میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ہوتی رہیں۔ للہ فی اللہ کھانا مساکین فقراء یتامی وغیرہ کو تقسیم ہوا تمام دن قرآن مجید کی آیات کے معانی اور مطالب پر تدبر ہوتا رہا، عصر کے وقت ختم قرآن مجید ہوا۔ رات کے وقت لوگ علاوہ معمولی نمازوں کے تہجد پڑھتے اور خداوند تعالی کی پاک درگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے۔ اگر یہ کام آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے منافی ہے، تو اپنی قسمت کو رؤو۔ کیوں جناب! ان کاموں کا نام تو آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو پس پشت پھینکنا ہے مگر جھوٹی پیش گوئیاں کرنا انبیاء کرام کی شان میں برے الفاظ بکنا لغو اور بے ہودہ الہامات جنکی نہ عبارت درست نہ مضمون قرآن شریف کے مطابق ہے بیان کرنا

افتراء اور فریب سے لوگوں کا مال اینٹھنا جس سے اپنی عورتوں کو سونے کے جڑاؤ زیورات پہنانا اور خود بذاتہ یاقوتیوں اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ اوڑا کر شہوت رانی، مسیح سے اپنی ذات کو برتر بتانا، تناسخ کے مسئلہ کی ترویج دے کر آنحضرت ﷺ کی برابری کا دعوی کرنا شرک فی النبوۃ میں پڑ کر دنیا اور دین کی رسوائی خریدنا وغیرہ کیا یہ روحانی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی تتبع اور پیروی ہے اگر اسی کا نام اسلام ہے تو ایسے اسلام کو سلام۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائے

آپ کے مرشد نے جب نیا پینتھ نکالا ہے اور رسول ﷺ کے اتباع سے بیزار ہو کر (بعد ختم نبوۃ) رسالت کا دعوی کیا ہے۔ اپنی جماعت کو دیگر مسلمانوں کے نماز روزہ جمعہ جماعت رشتہ ناطہ وغیرہ سے علیحدہ کر دیا ہے بلکہ آپ لوگوں کے نزدیک عیسائی، یہودی، سکھ، آریا، برہمو وغیرہ سے بھی تمام مسلمانوں بدتر ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ تمہاری عملی ہمدردی کا یہ حال ہے کہ برملا اخباروں میں مضامین نکلتے ہیں کہ تمام مسلمان سرکار انگلشیہ کے ساتھ جہاد کرنا فرض جانتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے مسلمانوں کو باغی قرار دیا جاتا ہے اور اگر تمہارا بس چلے تو ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑو تو پھر معلوم نہیں مسلمان مسلمان کیوں پکارتے ہو ہاں قرآن شریف اور اسلام کی آڑ میں احمقوں کے منہ پر اندھیری ڈال کر ان سے ٹکے سیدھے کرنا تمہارے مشن کی ڈیوٹی ہے۔

وزیر آبادی نامہ نگار آخر الامر ہم کو ناصحانہ پیرایہ اور واعظانہ طریق سے یوں فرماتے ہیں:

> میاں ا۔ د۔ گجراتی صاحب! کیوں آپ خدا کے مرسلوں کے مخالفوں کا انجام قرآن شریف کے تدبر سے نہیں دیکھتے۔ اپنے خانہ ساز آبائی دین کو چھوڑو اور سچا اسلام جس کو خدا تعالی کا برگزیدہ مسیح موعود و مہدی مسعود میں ہو کر پیش کرتا ہے قبول کرو۔ الخ

ہم وزیر آبادی کی اس نصیحت کا شکریہ ادا کرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہم اون

کی آرزو پوری نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن شریف سے کبھی ثابت نہ ہوگا کہ بہشت بریں میں داخل شدہ لوگ دوبارہ اس دنیا میں آویں یا کسی ناپاک شخص کی روح افضل الانبیاء آنحضرت ﷺ کے جسم میں (معاذ اللہ) حلول کر سکے۔ ہمارا وہی دین ہے جو قرآن شریف کی پاک تعلیم محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہم کو ملا ہے ہمارے باپ دادے بھی اسی مذہب پر تھے اگر ہم بھی آپ کی طرح ایسے ہی جاہل اور کندہ ناتراش ہوتے اور پیر پرستی اور گور پرستی بلکہ تصویر پرستی ہمارے رگ و ریشہ میں آپ کی طرح سمائی ہوتی شیطان اخنس اور حضرت اقدس میں تمیز نہ کر سکتے تو آپ کے ہم صفیر ہو جاتے ہم تو خداوندتعالی کو واحد برحق اور ہر قسم کے نفع و نقصان کا اوسی کو مالک یقین کرتے ہیں۔

خدا ہم کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن پاک چھوڑوا کر کسی شیطانی لشکر میں داخل ہونے کی ہدایت نہ کرے اور قرآن شریف کی آیات کو اپنے مطلب کے مطابق بنانے والوں کا رفیق کر ہم کو ہرگز نہ بناوے پس مرزا کا یہ مخترعہ مذہب آپ کو اور آپ کے ہم خیالوں کو مبارک رہے۔

تو و شیطان در او پاک اسلام
فکر ہرکس بقدر ہمت اوست

(باقی آئندہ)۔ راقم: ا۔د۔ گجراتی

(جس مراسلے کا جواب دیا گیا ہے وہ الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵ سے ذیل میں منقول ہے۔ بہاء

اڈیٹر صاحب الحکم قادیان ..ایک چشم دید واقعہ عرض کرتا ہوں اس کو اپنے ..قیمتی پرچہ میں جگہ دے کر پبلک کو دکھا دیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے مخالفوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے گویا اس خاتم الاولیاء کی مکالفت سے یہ لوگ اسفل السافلین میں جا گرے ہیں۔ اللہ تعالی ان نام کے مسلمانوں کے شر سے بچاوے۔ وہذا:

آج میاں امام الدین مدرس گجراتی (جن کے کرتب اکثر پرچہ شحنہ ہند میرٹھ میں ا۔د۔ گجراتی کے نام سے ظاہر ہوا کرتے ہیں معہ اپنے چند دیگر ہم جنسوں کے وزیرآباد واسطے تعظیم ایک کوٹھڑی شفاخانہ کے تشریف لائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ عرصہ دراز کا ذکر ہے کہ وزیرآباد کے شفاخانہ کی ایک کوٹھڑی میں کوئی فقیر صاحب رہا کرتے تھے اور عرصہ ہوا وہ فقیر صاحب کسی اور شہر میں جا کر فوت ہو گئے مگر یہ لوگ سال

بسال شفا خانہ کی کوٹھڑی کی تعظیم کے لئے شفا خانہ وزیرآباد میں آکر عرس کا کھانا پکایا کرتے تھے۔ چونکہ اس سال اسسٹنٹ سرجن شفا خانہ نے ان کو یہ بے ہودہ حرکت شفا خانہ کے صحن میں کرنے نہ دی، اس لئے ایک دوسرے قبرستان میں جو حافظ مغنی صاحب کے نام سے مشہور ہے اور شفا خانہ کے قریب ہے۔ میاں امام الدین گجراتی نے معہ اپنے رفقاء کے اپنی رسم عرس کا کھانا وغیرہ پکا کر ادا کی اور خیال خویش فقیر صاحب کی روح کو خوش کیا۔ مگر میاں ا۔ د گجراتی اور ان کے دیگر ہم جنس یاد رکھیں کہ ایسی مشرکانہ حرکات سے فقیر صاحب مرحوم کبھی خوش نہیں ہوسکتے افسوس میاں ا۔ د گجراتی اور ان کے رفقاء کی قرآن مجید اور سرور عالم خاتم الانبیا ﷺ کی پاک تعلیم کو پس پشت ڈال کر کہاں تک نوبت پہنچ گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

جب مرگئے تو آئے ہمارے مزار پر۔ پتھر پریں صنم تیرے ایسے پیار پر

دیگر:

مویاں نال دوتی نیوندیاں نال ویر۔ انہیں گلیں ستھریا کدے نہیں ہوندی خیر

میاں ا۔ د صاحب کیا اسی خانہ ساز دین پر آپ حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا) کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں شرم شرم شرم

میاں ا۔ د گجراتی صاحب کیوں آپ خدا کے مرسلوں کے مخالفوں کا انجام قرآن شریف تدبر سے نہیں دیکھتے آپ اپنی حالت پر رحم کرکے اپنے خانہ ساز آبائی دین کو چھوڑ دو اور سچا اسلام جسکو خدا تعالی کا برگزیدہ مسیح موعود و مہدی مسعود سرور کائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیا ﷺ میں ہوکر پیش کرتا ہے قبول کرلو ورنہ آپ کے حسد و بغض سے خدا تعالی کے مسیح (مرزا قادیانی) کا کچھ بگڑ نہیں سکتا کیونکہ خدا تعالی کا برگزیدہ پکار کر کہہ رہا ہے

بد بوئے حاسداں نہ رساند زیان بمن۔ من ہر زمان ز نافہء بادش معطرم۔

والسلام نامہ نگار از وزیرآباد)

مرزا جی اب اور معجزہ دکھائیں گے

مرزا جی کے تمام الہامات اور پیش گوئیاں پوری ہوگئیں۔ پادری عبداللہ آتھم ٹھیک میعاد کے اندر آسمانی باپ کے پاس پہنچ گیا۔ پنڈت لیکھ رام مارا گیا۔ آسمانی

نکاح ہو گیا۔ اور آسمان پر الہامی عورت کے بطن سے درجن بھر بچے بھی پیدا ہو چکے جو آسمانی کالج میں تعلیم پاتے ہیں ۔ اب امتحان دے کر زمین پر براہ مینارہ اتریں گے۔ صلیب کو توڑ چکے اب کوئی عیسائی دنیا میں صلیب پرست نہ رہا۔ ہند کے تمام علماء بیعت کر چکے اب یورپ و افریقہ پر دھاوا ہے۔ پھر بھی ایک مجلس میں مرزا جی نے سب کو مخاطب کر کے وعدہ کیا ہے کہ اب میں معجزوں کا نمبر مکرر اور سہ کرر سلسلہ وار شروع کرتا ہوں۔ خلقت حیران ہو جاوے گی سارے ہندو مسلمان عیسائی یہودی پارسی میرے معجزے دیکھ کر ایمان لاویں گے۔

پہلا معجزہ یہ ہوگا کہ یکم اپریل ۱۹۰۳ء کو عبدالکریم سیالکوٹی جو میرا نفس ناطقہ اور ایک آنکھ سے کانڑا اور سر سے گنجا اور ایک پیر سے لنگڑا ہے، سب عیوب جسمانی سے پاک ہو جاوے گا دوڑ کر چلے گا۔ دور سے ایک کے دو دیکھے گا۔ چندیا کا تانبا چاندی ہو جائے گا۔ ایڑی تک بال بڑھ آئیں گے۔ اگر یہ معجزہ سچ نہ ہوا تو میں جھوٹا اور مکار شمار ہونگا۔ یہ وعدہ ابھی زبانی ہوا ہے شائد اشتہار بھی شائع ہوا۔

الراقم۔ مالیری

پنجابی رسول کی مالیری امت

پنجابی رسول قادیانی نے اشتہار دیا تھا کہ میرے مرید اور چیلے اگر لنگر خانہ کے واسطے حسب توفیق ماہوار چندہ داخل نہ کریں گے، تو میں اون کا نام اپنی لوح محفوظ سے کاٹ دونگا، اور وہ مردود بارگاہ ایں جانب شمار ہوں گے۔

چنانچہ دو چار امتیوں نے تو ہاں ہوں کی اور دو چار نے غصہ میں آ کر کہہ دیا کہ اچھا صاحب لو ہمارا کاٹ لو، اور کہا کہ یہ بازی گر پہلے تو تماشا دکھاتا ہے اور پھر ڈفلی ہاتھ میں لے کر پیسہ کوڑی مانگتا ہے۔ شرم۔

پورانے کھیل (الہامات) تو غت ربود ہو گئے اب ڈگڈگی بجا کر پھنک ایک، پھنک دو، نئے کھیل نئے تماشے شروع ہوں گے اور جھولی بھری جائے گی۔

راقم: مالیری

بقیہ: عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

اعتراض: بلکہ اوسی مشرکانہ اور مبتدعانہ راہ کی طرف بلاتی ہے جسے درمیانی زمانہ میں سلف صالحین کے خلاف فیج اعوج نے تیار کیا۔ یعنی دجال کو خدائی طاقتیں دینا، خونی مہدی یا جوج ماجوج کے متعلق علم صحیح اور تجربہ حقہ اور کلام اللہ کے خلاف تمام بے سروپا قصوں اور فسانوں پر ایمان لانا، حضرت مسیح کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ماننا، اور ان کو خالق حی شافی عالم الغیب ماننا۔ اور اس طرح ظلم عظیم یعنی نصرانیت کو مدد اور تقویت دینا اور ثابت کرنا کہ اسلام میں کوئی قوت قدسی نہیں اور دوسرے مذاہب میں اور اس میں کوئی ما بہ الامتیاز نہیں اور کوئی مقتدر ہاتھ اس کا محافظ نہیں۔ وغیرہ۔

تردید:

ہاں سمند آہستہ ران ای اعرج نا ہوشمند
بو لہوس نے تازی و مستی و تاریک است راہ

نعوذ باللہ من ہذہ الھفوات آپ نے ذرہ بھر بھی خوف خدا نہیں کیا اور خر دجال کی جھول پہن کر دھوکا دیا ہے۔

سنو! مشرکانہ اور مبتدعانہ راہ کی طرف تو لوگوں کو مرزا قادیانی بلا رہا ہے جو ہر مسئلہ میں خلاف سلف و خلف صالحین قرآن مجید و احادیث کی خود غرضانہ دور از کار تاویلیں کر کے حرام کے ٹکے کما رہا ہے اسی لئے عصائے موسیٰ میں ہر ایک مسئلہ بدلائل قرآن مجید و حدیث شریف مطابق و موافق معتقدات آئمہ دین سلف صالحین بیان ہو کر مرزائی مبتدعانہ محدثہ مسائل کی قلعی کھولی گئی ہے جس سے آپ مبہوت اور لاجواب ہو کر دجالیت اور کج روی سے سراسر خلاف واقعہ نہایت ظلم و زور سے اپنے زعم میں اس عمدہ کتاب عصائے موسیٰ کا اثر زائل کرنے کے لئے یہ بیہودہ بکواس کر رہے ہیں کچھ تو شرم اور حیا سے کام لو معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں روز حساب کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں۔ یاد رکھو سلف صالحین کا ہر امر میں خلاف کرنے والے فیج اعوج کا مجمع آج کل قادیان میں

موجود ہے، اور معترض منہ پھٹ اور زبان دراز خود فیج اعوج کا نمونہ وتصویر ہے جسکی گفتار رفتار سب کج ہے۔ چلے تو کج، بیٹھے تو کج، اور کھڑا ہو تو کج۔ دیکھے تو کج۔ غرض ہر امر میں اعوجاج اور کجی ہے بقول مولانا شوکت:

ابرو بھی کج ہے زلف بھی کج ہے مژہ بھی کج
سرکار حسن میں عملِ راستان نہیں

تعجب ہے کہ شیطان میں تو آپ ..بہت سی طاقتیں مانتے اور قبول کرتے ہیں لیکن دجال اعور میں وہ طاقتیں جن کا ذکر احادیث میں ہے نہیں مانتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اجہل آدمی اپنی طرف نہیں دیکھتا۔ اور جو چیز خود اس کے پاس موجود ہوتی ہے اس کی وہ چنداں قدر و پرواہ نہیں کرتا۔ لہذا وہی شئے دوسرے کے پاس موجود ہونے کا اچنبھا نہیں جانتا۔

مہدی علیہ السلام کے بارے میں بہت احادیث ہیں جن پر مسلمانوں کا پکا اعتقاد اور یقین ہے۔ اسی طرح یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن مجید واحادیث میں ہے اور ایسا ہی مسیح کا رفع الی اللہ، آیت کریمہ و ماقتلوہ و ماصلبوہ .. الآیہ یقیناً ثابت وظاہر ہے جس پر عمدہ و مفصل بحث متعدد کتب رد مرزا میں ہو چکی ہے اور قرب قیامت نزول مسیح کے بارے میں بہت صحیح احادیث موجود ہیں۔ اور قدماء اسلام کبراء امت سب ان مسائل کے قائل و معتقد چلے آئے ہیں۔ چنانچہ ابوہریرہ نزول مسیح والی حدیث لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم.. الحدیث پڑھ کر قرآن مجید کی آیت کریمہ

و ان من اهل الکتاب الالیو منن به قبل مو ته

سے استدلال کر کے نزول ثابت کرتے ہیں جیسا کہ بخاری میں ہے۔ لیکن آفرین ہے مرزا قادیانی اور اوس کے مریدوں کے عقل وایمان پر کہ قرآن مجید واحادیث شریف کا انکار کرتے اور اپنے اغراض نفسانی سے سب کو بے سر و پا قصے اور فسانے بتاتے اور سلف وخلف صالحین مومنین وقائلین نصوص کو معاذ اللہ برا بھلا کہتے ہیں۔

رہا مسیح میں صفات الٰہی ماننے کا افتراء اور نصرانیت کو مدد اور تقویت دینے کا بہتان جو مرزا قادیانی اور اوس کے مرید دجالی دھوکا دیا کرتے ہیں ان کا جواب اعتراض دوم میں گزر چکا ہے

اسلام اور دوسرے مذاہب میں ما بہ الامتیاز کی نسبت عصائے موسی میں فصل معجزات وکرامات و ذکر اللہ و حالات اولیاء الرحمٰن جس سے اولیاء الشیطان سے فرق و امتیاز ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ برکات وقواعد قدسی و انابت الی اللہ کسی دوسرے مذہب میں ہرگز نہیں نہ ایسے ثبوت و دلائل ہیں لیکن مرزا قادیانی کے مرید تو کتاب مذکور کو اپنی کمزوری کے باعث دیکھتے ہی نہیں اور ان میں سے جو دیکھتے ہیں اور اصل حال حقیقت سے واقف ہوتے ہیں وہ مرزائی دام سے نکل جاتے ہیں۔

اسلام کا محافظ ایسا مقتدر ہاتھ ہے کہ کبھی کوئی معترض ومخالف اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور نہ آئندہ بگاڑ سکے گا اور اگر حیلہ حوالہ سے بظاہر اسلام کا کوئی خیر خواہ بن کر بھی فریب سے اس کی مخالفت کرے تو فوراً اس کے خدام جن کی شان اتقوا فراسة المو من .. الحدیث ہے فریبی اور دغاباز مخالف کی ایسی گوشمالی کرتے ہیں کہ یاد کرے نظیر کے لئے آپ اپنا اور مرزا قادیانی کا حال دیکھئے کہ اولاً زبانی خیر خواہ اسلام بنے، بعد میں کجروی سے بغاوت اختیار کی، تو اس کی پاداش میں آپ لوگوں کی کیسی گت بن رہی ہے اور کیا حال ہو رہا ہے۔

اعتراض: اس طرح اس ناشدنی کتاب نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اور غیر قوموں کو دلیر کیا نصرانیوں کو ان کے کفر میں مدد دی انہیں گستاخی و بدزبانی میں دلیر کیا۔الخ

تردید: جب آپ کے نزدیک یہ کتاب بے حیثیت بے وزن اور اس کا عدم و وجود برابر ہے، تو اس نے نقصان کس طرح پہنچایا۔ کیا کہنا آپ کی سمجھ و درایت پر۔ آپ شئے اور لاشئے کو کیونکر ایک جگہ جمع کر سکتے ہیں۔ یہ عجب ناقص اور کنجی منطق ہے۔ اور لکھتے وقت شاید آپ کے ہوش و ہواس ہوا کھانے گئے تھے یا جنگل کی گھاس چرنے ۔آپ کو خبر ہی نہیں کہ کیا لکھ گئے اور کیا لکھ رہے ہیں۔

سنو! اسلام اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اس کتاب نے تو اپنی خدمت اسلامی سے ناواقفوں کو واقف اور غافلوں کو ہوشیار کر کے اون کے سامنے مرزا قادیانی کی ہر ایک تار عنکبوت کو دلائل قرآنی اور براہین احادیث نبوی سے ایک

ایک کر کے توڑ دیا ہے۔البتہ اس میں ذرا شک نہیں کہ دجالی جماعت کے خود تراشیدہ لغویات وخرافات کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور قادیانی جہاز کے تختے ایک سے ایک الگ ہوکر سمندر میں بہہ رہے ہیں جن کے باعث آپ دن رات سینہ کوبی کر کے چیختے چلاتے ہیں آپ کا اوا ویلا اور دکھلاوے کا کہ کتاب بے حیثیت ہے بے وزن ہے نکمی ہے، (باقی ماندہ)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۲۱ ج ۲۰ و ۲۲ مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۲ء

بقیہ: عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

نصرانیوں کو کفر میں مدد دیتی ہے۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ مسیح کو صلیب پر چڑھا کر مرہم عیسیٰ سے ان کی صلیبی زخموں کو ثابت کرنے اور محرف انجیل سند سے بے سند ان کی نسبت شیطانی الہام ہونے اپنے رسالوں میں کج فہمی و بدبختی سے شائع کر کے آپ ان نصرانی مسائل کو مدد دے رہے ہیں یا دوسرے مسلمان؟ کچھ تو شرم وحیا کرو کہ مسیح کے شان میں بے ادبی و بدزبانی وفحش بک کر خلاف تہذیب پر از سبّ وشتم کتابیں اور اشتہارات نصرانیوں کی طرف سے آپ کے پیر مرزا غلام احمد قادیانی نے نکلوائے ہیں یا کسی اور نے؟ افسوس کہ آپ ایک ہی طرف دیکھتے ہیں یا جان بوجھ کر راستی سے منحرف ہوتے ہیں۔

اعتراض (اشتہار ص ۶): ان کے اس اعتقاد کو کہ مسیح زندہ رسول اور زندہ خدا ہے وہ خالق اور شافی عالم الغیب ہے اور یہ سب کچھ قرآن سے ثابت ہے الٰہی بخش کی کتاب عصاءِ موسیٰ نے تقویت دی۔

تردید: لعنت اللہ علی الکاذبین، اس کا جواب دفعہ بالا میں مفصل ہو

چکا ہے۔ معترض میں اگر کچھ بھی بوئے ایمان و انصاف ہے، تو ثابت کرے اور پتہ دے کہ مسیح کا نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد خدا ہونا کہاں قرآن مجید سے ثابت کیا ہے؟

افسوس بہتان افتراء اور محض جھوٹھ اور مسلمانوں کو دھوکا دینا قادیانی کا شعار اور دارومدار ہورہا ہے۔

اعتراض: غرض اس کتاب میں یہ کچھ ہے۔ اور یہ فائدہ اس سے قوم کو پہنچا ہے۔ اب اگر یہ بیان حق نہیں تو مصنف صاحب اور ان کے اعوان دلائل سے اس کی تردید کریں۔ اور اسکی خوبیوں کے بیان کرنے میں ایمان اور قلم کے جوہر دکھائیں۔

تردید: اول تو آپ کو نقص بصارۃ و بصیرۃ کے سبب فائدہ اور نقصان سوجھتا ہی نہیں۔

دوم، معذوری کے باعث آپ خوش گذرانی نفس پروری وغیرہ کے سوا دوسرا فائدہ جانتے ہی نہیں۔

سوم، آپ کو بایں حالت درماندگی اور مرزا کے حصار میں محصور و بند رہنے کے مسلمانوں کی قوم کا کیا حال معلوم؟ چلنے پھرنے اور سفر کرنے کی آپ کو طاقت نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دسترخوان چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جانا آپ کو گوارا ہی نہیں۔ آپ اگر حرکت کرسکیں تو ملک میں جا کر دیکھیں کہ قوم کو کیا فائدہ ہوا۔

علاوہ بریں عصائے موسیٰ کے جواب سے عاجز ہو کر کچھ بن نہ آنے کے باعث سوائے واویلا وامصیبتا کہنے کچکچانے ہاتھ کاٹنے اور دانت پیسنے کے آپ نے کیا کیا ہے۔ جس کی دلائل سے تردید کی اور اس کتاب کے فائدہ کا حال اس سے ظاہر ہے کہ اہل اللہ اہل اسلام صوفیا عظام علمائے کرام وفضلاء کرام وہ فضلاء ذوی الافہام و دیگر اہل الرائے نے اس کو پسند فرما کر اس کے مضامین طرز تحریر نرمی ومتانت عبارۃ و غیرہ کی تعریف میں خطوط لکھے ہیں جو موجود ہیں چونکہ مصنف کتاب منشی الٰہی بخش لاہوری، مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اوچھا تعلّی شیخی وشہرہ پسند نہیں، لہذا ان تعریفی خطوط کو اوس نے شائع نہیں کیا ہاں اگر آپ ایسے لغو مضامین اور بیہودہ سرائی سے باز نہ آئیں گے تو عجب نہیں کہ منشی الٰہی بخش لاہور یہ صلاح واصرار دیگر مسلمانان خادمان و

خیر خواہانہ اسلام کے ان سب تعریفی خطوط کو طبع کرا کر شائع کر دیں لیکن اس وقت آپ اور آپ کی جماعت پر اور مصیبت ہو گی

جب مرتب ہو کے وہ چھپ جائیں گے
اہل مرزا پر قیامت ڈھائیں گے
اب تلک کچھ بن نہیں آیا جواب
ان کے چھپنے پر تو کیا دو گے جواب
زندہ در گور ہے اگر کچھ شرم بولو حق کی بات
ورنہ بس ان چھوڑ دو یہ لغویات
کر کے توبہ داخل اسلام ہو
اور مقبول خواص و عام ہو
جس سے حاصل ہو رضا اللہ کی
اور شفاعت اوس رسول اللہ کی
جو ہوا کونین میں فخر الرسل
رہنمائے امت و خضر سبل
سید الکونین فخر انبیاء
رحمۃ للعالمین بدر الدجا

لیکن مشکل یہ ہے کہ معترض کی ایک پھوٹی ہوئی ہے اس پر بھی بغض وحسد کی پٹی بندی ہے باطنی حسن نصیب اعداء، بباعث نیوفیشن کی دلدادگی ملحدانہ اور مرتدانہ خیالات کے مفقود ہے اصلی و پرانے فیشن کے اسلام و مسائل سے گنجی پری کو مناسبت نہیں تو پھر اس کو عصائے موسیٰ کا فائدہ جس میں دلائل و مسائل وہی پورانے قرآن مجید و حدیث شریف قدمائے اسلام خیر القرون و السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار علیهم رحمة الله الستار و الغفار درج ہیں ،معترض کو کیوں کر پسند ہو سکتے ہیں؟ قرآن مجید اور حدیث شریف کے مسائل اور وہی پرانی روش تو عاشقان اسلام ہی کو محبوب و مرغوب ہے جو لقد کان لكم فی رسول الله اسوة حسنة کے مصداق ہیں اور اگر معترض کو مسلمانوں کے ایمان و قلم کے

جوہر دیکھنے کا شوق ہے تو وہ ہفتہ وار ضمیمہ اخبار شحنہ ہند میرٹھ غور سے مطالعہ کرے جس سے معلوم ہو جاوے گا کہ کس قدر مخلوق الٰہی کو عصائے موسیٰ سے فائدہ پہنچا اور کس قدر لوگ بدعقیدتی سے تائب اور مرزا غلام احمد قادیانی سے متنفر ہو کر داخل اسلام ہوئے اور ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کی اشاعت واجراء کی محرک یہی واحد العین صاحب ہی کی بدگمانی و بدزبانی و دریدہ ذہنی ہوئی ہے۔

اعتراض: افسوس اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ اس کتاب نے خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے قائم کئے ہوئے سلسلہ کو نقصان پہنچایا۔

تردید: یہ مرزائی جماعت کا علم ومعرفت ہے اور انہیں حقائق ومعارف پر مرزا قادیانی کو ناز ہے۔ الٰہی سلسلہ تو دلائل قرآنی واحادیث رسول اللہ ﷺ سے نہایت مضبوط و مستحکم ہے۔ البتہ باطل اور دجالی سلسلہ بے شک اس کے مقابل نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہ معمولی بات ہے کہ توحید وسنت کے مقابل کفر شرک و بدعت و شیطانی سلسلہ کبھی نہیں ٹھہر سکتا جس طرح آیت الکرسی، لا الہ الا اللہ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

اعتراض: لیکن یہ نہیں بتایا کہ کون سا علمی سلسلہ پیش کیا ہے ضرورۃ حقہ اور وقت کی مانگ پورا کرنے کے لئے کون سے سامان پیش کئے ہیں جن کی خوب صورتی اور کمال کو دیکھ کر لوگ بول اوٹھے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح موعود کی کارگزاری اور خدمت دین سے یہ باتیں بڑھ کر ہیں۔

تردید: معترض ایسا عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار لکھتا اور پیش کرتا ہے۔ یہی حال خود مرزائی تحریر کا ہے کہ تکرار پر تکرار ہوتا ہے اور مجبوری سے مجیب کو بھی اوسی طرح جواب دینا پڑتا ہے۔

معترض کو دیکھنا چاہیے کہ کتاب عصائے موسیٰ میں تو سب کچھ لکھا ہے اور بتایا ہے اگر آپ کو خوبی قسمت سے نظر نہ آوے تو اس میں مصنف عصاء کا کیا قصور۔ سلسلہ علمی وہی جو قرآن مجید اور حدیث شریف میں ہے کتاب میں پیش کیا ہے۔

ضرورت حقہ اور کتاب کی مانگ بھی سخت تھی کہ خود غرض کاذب مدعیان نبوۃ ورسالت کی طرح اس وقت بھی ایک مسیح الدجال کاذب مدعی کھڑا ہو کر اسلامی مسلمہ مسائل میں دست اندازی کر کے خلاف شریعت مسائل بیان کر کے مخلوق الٰہی کے ایمان و اعتقاد بگاڑ رہا ہے۔ سواوس کے مکر وفریب اور دجالی مسائل کا بعون اللہ تعالیٰ وتقدس باحسن و جوہ قلع وقمع کر کے قدیمی مسائل اسلامی سے امت کو آگاہ کیا گیا جس کی خوبصورتی اور کمال کو دیکھ کر مسلمان بول اٹھے کہ مسیح الدجال کے خود تراشیدہ لغویات کا بہت عمدہ جواب ہے اور مسیح کاذب کی مستدعویہ منافقانہ خدمت اسلام سے بڑھ کر اس میں بدرجہ ہا حقیقی و واقعی مخلصانہ خدمت دین اسلام ہے لیکن آپ ناقص البصری سے معذور ہیں بینائی اور بصیرۃ درست ہو تو آپ کو نظر آوے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اعتراض: کوئی خدا ترس طالب حق خوب چھان بین کر کے دیکھ لے ایک ہی سب سے بڑا مضمون اس میں نکلے گا اس کے سوائے اور کچھ نہیں اور وہ مرسل اللہ مسیح موعود کی ذاتیات پر نکتہ چینی۔ اسکی نسبت ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی ایک بات لکھتے ہیں جو ہم میں اور عصائے موسیٰ کی قوم میں حکم اور قول فیصل ہو گی اور امید کہ اس کے بعد یقیناً ان کی اور ہماری نزاع مٹ جائے گی۔

تردید: آپ میں خدا ترسی تقوی اللہ اور طلب حق اور نیز چھان بین کا مادہ ہوتا تو اصل حالات وحق واقعات کے اظہار کو بار بار نکتہ چینی نہ کہتے۔ کیا اگر کوئی شخص اپنے شامت اعمال اور بداعتقادی سے ضلالت آمیز ملحدانہ طریق اختیار کر کے کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف خودغرضانہ مسائل شائع کرے، دغا وفریب مکر وزور سے مخلوق الٰہی کا مال جھوٹے وعدوں اور اقراروں سے لیکر اپنی نفس پروری کرے، خلاف ہدایت اسلام تکبر شیخی غرور وغیرہ میں دن رات رہ کر دوسری غریب مخلوق کو ناحق لعن طعن اور توہین وتحقیر کر کے ایذا رسانی کو اپنا شیوہ وشعار بناوے، اور بندہ نفس امارہ بن کر جو چاہے سو کرے، تو اوس شخص کو اگر کوئی نیک بندہ بندگان الٰہی میں سے دینی نصیحت کرنے

کے لئے قرآن مجید حدیث شریف کے احکام ومسائل سنائے تاکہ وہ کسی طرح راہ راست پر آجاوے تو کیا یہ نکتہ چینی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ورنہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، ..خیر خواہیء انسانی کا باب ہی بند ہو جائیگا جو ہرگز منشاء الٰہی نہیں۔ یہ تو آپ کی سمجھ و بصیرۃ کا قصور ہے کہ آپ کو ہر راستی کجی ہی دکھائی دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ قرآنی دلائل اور حدیث شریف کے مسائل والی کتاب کو بے حیثیت بے وزن وعدم و جود برابر کہتے ہیں۔ سچ ہے:

بے بصیرۃ چہ شناسد سخن کامل را
تلخ و شیریں بمذاق دل رنجور کے ست

بھلا فرعون بدنصیب نے عصائے موسیٰ کے مقابل ہو کر کیا کر دکھایا جو آپ اوسی فرعون کے تکبر تعلیٰ وشیخی کے قدم بقدم و دوش بدوش ہو کر عصائے موسیٰ کا مقابلہ کر سکیں گے۔ جب اصل سے کچھ نہ ہوا تو نقل کیا تیر مارے گی۔

یاد رکھو حق کے مقابل باطل کبھی سرسبز و بار آور نہیں ہوتا۔ حسد اور بغض سے نزاعوں کا منبع یا سرچشمہ ہونے کا شرف آپ ہی کی جماعت کو حاصل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں پر از لعن طعن وسبّ وشتم اس کے گواہ ہیں۔ منشی الٰہی بخش کو ہرگز کسی سے کوئی نزاع وعداوۃ نہیں۔ اوس نے تو مرزا قادیانی کے اصرار وتاکید پر متقی اور بے شر انسان کی طرح اصل حال راست راست بے کم وکاست دینی نصائح واظہار حق کی خاطر ظاہر کر دیا ہے اور زبان حال سے کہہ دیا ہے:

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

آگے ہدایت ہادی مطلق و برحق اللہ جل جلالہ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ اوس نے خود فرمایا ہے:

انّك لا تهدى من احببت و لكنّ اللّه يهدى من يشاء

(القصص:٥٦)

اعتراض۔ منشی الٰہی بخش لاہوری اور اون کے رفیق حضرت مسیح موعود (مرزا)

کی ذاتیات کی نسبت بڑا اہم اور ناقابل جواب اعتراض انتخاب کریں اور مشتہر کریں ہم خدا تعالی کے فضل سے دعوی کرتے ہیں کہ وہی اعتراض بلاکم و کاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دیں گے جنھوں نے خدا تعالی کے برگزیدہ باعزم نبیوں کی ذاتیات پر نکتہ چینی کی ہے۔

تردید: تف ہے آپ کے اس علم و فہم ایمان فروشی کے عوض روٹی کمانے پر۔ بالفرض اگر آپ نے حیلہ و حوالہ اور دھوکہ بازی سے دکھا دیا کہ سچے اور برحق نبیوں پر بھی وہی اعتراض ہو چکا ہے، تو کیا اس سے ایک کاذب، جھوٹا، دغا باز، گھر بیٹھے حیلہ و حوالہ سے روپیہ بٹورنے والا، مدعی نبوت سچا ہو جاوے گا؟ ہرگز نہیں۔

دیکھو! مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ کذابین دعویداران نبوت کو لوگوں نے جھوٹا کہا۔ اور ایسا ہی دوسری طرف کم سمجھ بد بختاں عاشقان دنیا و پرستاران نفس، پابندان رسوم جاہلیت نے سید الاولین و الآخرین ﷺ کو لست مرسلا، کاہن، ساحر وغیرہ کہہ کر جھٹلایا۔ اور اسی طرح دوسرے اولوالعزم انبیاء و رسل کو منکرین نے ان انتم الا بشر مثلکم کہہ کر ان کی تکذیب کی، تو کیا وہ مسیلمہ وغیرہ کذابین دجالین بھی آپ کے اس نامعقول و بیہودہ قاعدہ کے موافق سچے ہو گئے۔

جو لوگ لنگڑی کانی گنجی دلیل پر صداقت کا دعوی کرتے ہیں بے شک کہہ سکتے ہیں کہ جو اعتراض ہم پر ہوا دوسرے انبیاء و رسل پر بھی ہو چکا ہے، لہذا ہم بھی سچے ہیں۔ افسوس اندھی عقل اور کانی سمجھ پر۔ ان گدھوں کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ انبیاء پر مخالفین نے اعتراض کئے ہیں، نہ کہ موافقین نے۔

تم اپنے کو مسلمان کہہ کر حضرت عیسیٰ کو مغلظات دیتے ہو جن کی عصمت و رسالت کی قرآن مجید شہادت دیتا ہے۔ اگر تم آریا، یہودی وغیرہ بن کر اعتراض کرو تو ہم کچھ مزاحمت کریں۔ اگر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا اعلان دے دو، تو کوئی مسلمان کچھ باز پرس نہ کرے۔

اول: آپ پہلے عصائے موسی کے مشتہرہ حالات و واقعات کا تو معقول جواب دیں اس کے بعد پھر دوسرے اعتراض مشتہر کرنے کی درخواست کریں۔ بلاکم و کاست وہی اعتراض انبیاء کرام پر دکھانے کا صرف زبانی دعوی سراسر بطالی بے جا شیخی

اور جھوٹھ اور محض دھوکا ہے۔بھلا زیورات سے لدی ہوئی اپنی اور مریدوں کی بیبیوں کو غیر محرم کے ساتھ صبح و شام میدان و باغ میں دل بہلانے کو ہوا خوری اور کوڈ کبڈی کھلانا، جہاں سے واپسی پر درختوں سے پھل پھول توڑ کر جھولیاں بھر کر خاوندوں کے لئے بھی لاتی ہیں۔

۲۔علمائے اسلام کے سبّ وشتم کی تحریر میں مصروف ہو کر بہتر بہتر (۷۲) نمازیں جمع کر کے ضائع کر دینا۔

۳۔ہزار ہا روپئے کا زیور ہوتے زکوۃ نہ دینا۔

۴۔عین فرض حج کو ضروری نہ سمجھنا، جسکا ذکر پیسہ اخبار ۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء ۱۰ و ۱۱ میں ہے۔

۵۔اپنی طرح طرح کی تصویریں کھنچوا کر فروخت کرانا اور اس طرح مریدوں سے تصویروں کی تعظیم وتکریم کرا کر بت پرستی کی بنیاد قائم کرنا۔

۶۔غریب مخلوق الٰہی سے چندے لے کر ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے اپنا ذاتی یادگاری بلند مینار اور گھنٹہ گھر تعمیر کرانا۔

۷۔اپنے کو لیلۃ القدر، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، دجال وغیرہ کا حقیقت شناس سید الاولین والآخرین ختم المرسلین ﷺ سے زیادہ کہنا۔

۸۔معجزات مسیح کو شعبدہ بازی ومسمریزم بتانا۔

۹۔شرعی جائز وارثوں کو محروم الارث کرنے کے لئے اپنی نئی چاہیتی بیوی کے پاس برائے نام جھوٹ موٹھ اپنی جائداد تیس برس کے واسطے رہن رکھ کر رجسٹری کرا دینا۔

۱۰۔اپنی قوت باہ وضعف اعصاب کے واسطے مشک وعنبر سوسو روپئے تولہ والا انگلستان وغیرہ سے منگوا کر استعمال کرنا۔

۱۱۔موسم گرما میں تفریح نفس کے لئے گاگروں میں عرق کیوڑہ جیپور سے اور بید مشک لاہور سے منگوا کر اور خس کی ٹٹی دروازں پر لگوا کر امیرانہ ٹھاٹھ سے بسر کرنا وغیرہ ،مستغرق دنیا اور نفس پرستوں کے کام مشتہر تو کیا اس کا کوئی بڑا امام ومرشد بھی انبیاء کرام کی نسبت ثابت نہ کر سکے گا۔

دجالی چالیں جو دام افتادہ مریدین کو چکمے دے کر ان کے فراہم وقائم رکھنے کی خاطر دن رات کی جاتی ہیں، مسلمان ان کو خوب سمجھتے ہیں۔

بالآخر آپکے اس قاعدہ کے موافق دوسرے مسلمان اگر یہ کہیں کہ جو اعتراض اور نکتہ چینی مرزا قادیانی پر ہوئی، یہ تو بعینہ ویسی ہی ہے جو مسیلمہ کذاب وغیرہ نبوت کے دعویداروں پر ہوئی اس لئے مرزا قادیانی بھی انہی دجالین کذابین کا ہم جنس اور ویسا ہی ہے، تو اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اپنے تراشیدہ قاعدہ کے موافق تو آپ کو مان لینا چاہیے کہ مرزا جی بھی یکے از دجالین ہے۔

اعتراض۔ اس لئے علی وجہ البصیرت ہم دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود اسی برگزیدہ جماعت کے ایک کامل فرد ہیں بناء علی ہذا ضرور ہے کہ ان کی ذات پر بھی ویسی ہی نقطہ چینی اور اعتراض ہوں جیسے ان برگزیدوں پر ہوئے تاکہ سارے خدائی سلسلوں میں پوری مطابقت اور مشابہت ثابت ہو جائے۔

تردید: مرزا غلام احمد قادیانی کس منہ سے نبوت کے دعوے سے انکار کرتا ہے اور اس کے مریدین کس منہ سے کہا کرتے ہیں کہ مرزا کو دعوی نبوت نہیں اور وہ ختم نبوت کا اقبالی ہے۔

دیکھ لیجئے! یہاں صاف جماعت انبیاء کرام کا اس کو فرد کامل بنایا ہے۔ اسی اندھی ملحدانہ بصیرت کے سبب تو مرزا قادیانی و مریدین کو علمائے اسلام نے مردود بنا کر اسلام سے خارج کیا ہے۔ اور اس میں علمائے اسلام کا ہرگز کچھ ذمہ نہیں، کیونکہ مرزا قادیانی خود دعوی کر کے انبیاء میں سے بنتا ہے، اور اندھے مرید علی وجہ البصیرت اس کو انبیاء کرام کی جماعت کا ایک فرد کامل تسلیم کر کے ایک مسلمہ مسئلہ اسلامی ختم نبوت کا علانیہ انکار کرتے ہیں۔ مشابہت اور مطابقت بھی حسب خواہش معترض ثابت ہو چکی ہے کہ جیسا پہلے دعویداران نبوت مسیلمہ وغیرہ کو لوگوں نے ان کے چلن اور حالات کے سبب اعتراض کر کے دجالین کذابین کہا اوسی طرح مرزا قادیانی کے حالات اور واقعات دیکھ کر مرزا کو بھی انہی دجالین کذابین میں داخل کیا ہے بس مشابہت و مطابقت کا پورا پورا فیصلہ ہو گیا۔ (باقی آئندہ)

اصلی اور نقلی کشتی میں تمیز

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چو نتو پشتی بان
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتی بان

۱۰ مئی ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار صفحہ اول کالم نمبر ۱ و ۲ میں شیخ عطا محمد صاحب سب اور سیئر کوئٹہ پنجاب کے مسلمانوں کو نوٹس دیتے ہیں کہ طاعون غضب الٰہی ہے تم اس سے نہیں بچ سکتے جب تک مرزا جی کے جھنڈے تلے نہ آ جاؤ۔

بے شک طاعون غضب الٰہی ہے جس کی دوا (بجز زاری بدرگاہ باری) کسی کے پاس نہیں اور امر الٰہی کے زیر فرمان تمام دنیا ہے۔ ہاں کیا عجب ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب اور اون کی پاک جماعت (جنہوں نے اپنے زعم میں دعائیں مانگ مانگ کر دور دراز ملکوں میں براہ ہمدردی اس بیماری کو اپنے پنجابی بھائیوں کے لئے طلب کیا ہے اور اب بغلیں بجاتے اور شور و غل مچاتے ہیں) مستثنیٰ ہوں۔

ہند اور پنجاب میں سوائے جماعت مذکورہ کے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ اس موذی کے دفعیہ کیلئے درگاہ مجیب الدعوات میں رو رو کر دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مگر شیخ صاحب کا یہ جملہ کہ: مرزا جی کے جھنڈے تلے آئے بغیر نجات نہیں، قابل غور ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اوس وقت پیشین گوئی کی تھی جب یہ بیماری ہوشیار پور وغیرہ شہروں تک پہنچ گئی تھی۔ حالانکہ یہ بیماری حضرت ابراہیم وموسیٰ کے وقت کی ہے اور جسکی رفتار یورپ کے ملکوں سے لیکر عرب کے شہروں تک عام ہوگئی تھی، اور لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ کبھی نہ کبھی ہندوستان میں بھی اپنا منحوس قدم رکھے گی اور عام طور پر پھیل جائے گی۔ مگر دنیا نمونہ اور مثال مانگتی ہے جب پنجاب کے مفصلات سے قطع نظر کر کے سیالکوٹ اور جموں میں جہاں مرزائیوں کی تعداد بہ نسبت دیگر شہروں کے زیادہ ہے، سب سے بڑھ کر اس بیماری کا دورہ ہوا اور کئی مرزائی بھی اس سے بچ نہ سکے اور خاص کر دار الامان (قادیان) میں بھی چند مہلک کیس ہوئے۔ ضلع جالندھر میں مولوی احمد جان جو ایک منٹ بھی بلا وضو نہ رہتے تھے اور ۴ سال سے مرزا

جی کے مریدان خاص سے تھے، جانبر نہ ہوسکے، تو خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔
امر الٰہی کا اگر مسلمانوں پر آنا ہے تو کیا مرزائیوں کو اوس سے بچ جانا ہے۔
اگر مسلمان طاعون سے مطعون ہو کر بہشت بریں میں جاویں گے تو کیا مرزا صاحب قادیانی اور اون کی جماعت دنیا میں رہ کر آخرت کے بورئے سمیں گے۔ ہرگز نہیں بلکہ نیچر ہر ایک کو پورا حصہ دے گا۔

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

پس شیخ صاحب کی یہ دھمکیاں اوس وقت برمحل ہوسکتی تھیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں کوئی وصف منجملہ اوصاف مسیحیت اور رسالت و امامت پایا جاتا۔ مرزا صاحب قادیانی ہزار اپنے کو رسول رحمانی اور مرسل یزدانی کہا کریں، مگر وہ لوگ جو پاک اور مقدس کتاب (قرآن شریف) میں آیت

ماکا ن محمّد ابا ا حد من رجالکم و لا کن رسو ل الله و خا تم النبیین

پڑھتے ہیں، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رسالت پر کیونکر ایمان لا سکتے ہیں۔ شیخ صاحب کو بخوبی معلوم ہے کہ آج تک مرزا جی کی کوئی پیشین گوئی خداوند تعالیٰ نے پوری نہیں کی۔ اون کے الہاموں کی جو خلاف منشاء (و ما ارسلنا من رسول الا بلسا ن قو مه) کے ہیں، عربی عبارت بالکل غلط اور بے معنی ہوتی ہے۔ اور مضمون تو ایسا رکیک اور گندہ کہ قرآن شریف نے پہلے ہی اوسکی بیخ کنی کر دی ہے مثلاً

انت بمنزلة و لدی ۔

صح زو جتی

یحمدك الله و یمشی الیك ، وغیرہ

کبھی قادیانی مرزا جی، ابن مریم بنتے ہیں۔ کبھی خود مریم۔ کبھی موعود بنتے ہیں کبھی اصلی مسیح۔ پھر لطف یہ ہے کہ جب اون کے دل پر کچھ غبار آ جاتا ہے، تو بے تحاشا مسیح کو مغلظ اور بے نقط سناتے ہیں (دیکھو نور القرآن مصنفہ قادیانی حصہ دوم)۔
کبھی خداوند تعالیٰ کو اپنا مداح اور حامد کہہ کر اپنی ذات کو محمد اور احمد ظاہر

کرتے ہیں۔غرض کہ اون کی تازگی پسند طبیعت کو قرار نہیں۔

تہذیب نفس کا یہ حال کہ علماء اسلام وصوفیاء کرام کے حق میں جو درافشانیاں کرتے ہیں اون کی ترتیب وارڈکشنریاں تیار ہورہی ہیں (دیکھو عصائے موسی مصنفہ منشی الٰہی بخش لاہوری۔ص۱۴۴۔۱۴۶)۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تزکیہ نفس کا یہ حال کہ بادام روغن اور کیسری داس کی دکان کے سوداواٹر کے سوا عطش و جوع بجھنے میں نہیں آتی۔

اور اپنی مستورات کے لئے سونے کے جڑاؤ زیورات بنائے بغیر گذر ہی نہیں سکتی۔

مرزا صاحب قادیانی انکم ٹیکس سے بچنے کو قسم قسم کے حیلے تراشتے ہیں۔

جو لوگ قادیانی جھنڈے تلے آگئے ہیں ان کو بھی ڈانٹ بتائی جاتی ہے کہ اگر تین ماہ تک چندہ نہ آیا تو مریدوں کی لسٹ سے نام خارج ہوگا۔

ذوی الارحام عاق اور بعض بلا وجہ مستوجب طلاق ٹھہرتے ہیں۔

کہاں تک عرض کروں۔کیا شیخ صاحب فرما سکتے ہیں کہ انبیاء اور سلف صالحین کا یہی رویہ تھا جن کی نیابت کا دعوی مرزا قادیانی کو ہے۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کی اوس کارروائی پر جسکے ذریعہ انجمن والوں نے جملہ مسلمانان پنجاب وہند کو اتوار کے دن نماز پڑھنے اور خداوندتعالی کی درگاہ میں عجز و زاری کے ساتھ طاعون کے دفعیہ کے لئے دعائیں مانگنے کے لئے اشتہارات دیئے اور جس کی تعمیل مسلمانوں نے بصد آرزو کی شیخ عطا محمد صاحب ان پر حسب ذیل مضحکانہ اعتراض کرتے ہیں:

> انجمن حمایت اسلام نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے لئے تمہارے واسطے تیار کی ہے اس کے لئے کوئی ملاح نہیں جو علم دریا سے واقف ہو اس لئے وہ خطرناک ہے۔

شیخ عطا محمد صاحب کو مغالطہ لگا ہے، کیونکہ انجمن حمایت اسلام نے کوئی نئی کشتی بعد ختم نبوت تجویز نہیں کی، بلکہ اوسی کشتی میں سوار ہونے کے لئے لوگوں کو نوٹس دیا جو چودہ سو برس پیشتر خداوندتعالی کے سچے اور پاک رسول حضرت محمد ﷺ نے تیار کی

تھی، جو بذریعہ آیات قرآنی

امّن یّجیب المضطرّ اذا دعاہ و یکشف السّوء و یجعلکم خلفاء الا رض ، أءِ لاہ مع اللہ قلیلاً ما تذکرو ن (النمل: ٦٢)

چلتی ہے۔ اگر چہ دنیا کے ناپیدا کنار سمندر میں سینکڑوں بلا خیز سیلاب اور ہزاروں الحاد اور ارتداد کی آندھیاں چلیں، مگر اس کشتی کو جس کی حفاظت کا بمصداق آیت کریمہ انّانحن نزّلنا الذّکر و انّا لہ لحافظو ن خود خداوند تعالی نے ذمہ لیا ہے، بال بھر بھی صدمہ نہیں پہنچا، اور انشاء اللہ تعالی قیامت تک نہ پہنچے گا۔

پس یہ مشر کانہ اور پاجیانہ خیال ہے کہ ایسی مستحکم کشتی (اصلی اسلام) سے مسلمان اوتر پڑیں اور اوہام و وساوس کی شکستہ لنگر بھدی اور بدنما کشتی پر چڑھنے کا ارادہ کریں جس کا نہ کوئی مستول ہے، نہ بادبان۔ اور جہاں ان جیب کتروں اور سمندری چوروں کا سخت زور و شور رہے۔ مسلمانوں کے نزدیک وہ ایک ریگ روان، اور سراب ہے چند کے سوا ذرہ بھر وقعت نہیں رکھتی۔ پس تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ حوصلہ و تحمل و صبر سے کام لیں اور رضائے الہی میں مطلق چون و چرا نہ کریں۔

راقم: ایک مسلمان

(شیخ عطا محمد قادیانی کا مضمون، جس پر درج بالا تبصرہ کیا گیا ہے، اخبار الحکم قادیان ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء کے صفحہ اول سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ بہاء

اے پنجاب کے مسلمانو ں! اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور میری آواز پر کان دھرو۔

اب تو خداوند تعالی کے غضب نے سارے پنجاب کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور بے انتہاء جانیں تلف ہو رہی ہیں اور تمہارے یہ خیال ہیں کہ یہ بیماری بھی ہیضہ کی بیماری کی طرح چند روز تاراج کر کے نکل جاوے گی نہیں بلکہ یہ وہ بیماری ہے جو مدتوں رہتی ہے اور جہاں پر آجاوے وہاں کے باشندے کیا انسان کیا حیوان سب کو چٹ کر جاتی ہے گو یا ٹڈی دل کی طرح نہ گیہوں کو چھوڑتی ہے اور نہ بھنگ کے درخت کو۔ بالکل ویرانہ بنا دیتی ہے۔ اور اسی بنا پر گورنمنٹ کی طرف سے بھی اس کے روکنے کے واسطے بڑا تردد کیا جا رہا ہے۔ اس واسطے تم لوگوں کو مناسب ہے کہ تم اپنے آپ پر رحم کھا کر اس نسخہ سے فائدہ اٹھاؤ جو حضرت امام الوقت نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے یعنی تم سچے اور اضطرار دل کے ساتھ اللہ تعالی کے حضور توبہ اور

زاری کرو اور اوس نذیر سے جس نے صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت پر ظاہر ہو کر تم کو للکار، اپر تم نے اس کی آوز کو نہ سنا بلکہ الٹا اس کو جھٹلایا اور مذاق بازی سے کام لے کر خدا کے غضب کو بھڑکایا، التجا کرو کہ وہ دعا کریں کہ تم پر سے یہ غضب اٹھالیا جاوے۔

تمہاری مذاق بازیوں پر اللہ تعالیٰ ان کو خبر دے چکا ہے اور تم اسے سن چکے ہو کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔

سو یاد کر لو کہ یہ وہی زور آور حملے ہیں۔ پس اگر تم خدا کے اس غضب سے امان چاہتے ہو تو اپنے آپ کو پاک صاف بنا کر گوش دل سے امام الوقت کی باتوں پر کان دھرو اور خدا کے واسطے اس کا مذاق نہ اڑاؤ اور ان بیبا کانہ باتوں سے باز آجاؤ۔ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر کے مضطروں کی سی شکل بنا کر خدا سے نصرت چاہو اور اس امام کو خدا کے حضور اپنا وکیل بنا کر خدا سے امان مانگو اور یقین کر لو کہ خداوند کریم اس کی دعا کو ضرور سنے گا اور تم لوگ بچ جاؤ گے۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ آخر پشیمان اور شرمندوں کی طرح تم کو ایسا کرنا پڑے گا لیکن اس وقت تک کہ تم پشیمان ہو تمہارے بہت سے عزیز اور اقارب تم سے جدا ہو چکے ہیں۔

اور اے لاہور اور امرتسر شہروں کے مسلمانوں! تم کسی ناسمجھ جو فروش گندم نما کی باتوں میں نہ آجانا کہ تمہارے شہروں میں طاعون نے دخل نہیں کیا یا نہیں کرے گا۔ بلکہ یاد کر لو کہ امام الوقت نے تحدی سے تم لوگون کو آگاہ کر دیا ہے کہ اگر تم لوگ توبہ اور استغفار سے کام نہیں لو گے تو ضرور طاعون تمہارے شہروں میں آوے گا اور یہ میں کہتا ہوں کہ دیر آید درست آید۔ ایسا درست ہو کر نہ آوے کہ تم کو درست بنا کر چھوڑے اور جو حالت نباتات کی ٹڈی دل کا پونگ کرتا ہے ...وہی صورت طاعون کے پچھاڑے کا نہ ہو جاوے۔ لہذا تم ابلہ فریبیوں سے بچو اور اپنے رب سے صلح کے واسطے کو ذریعہ تلاش کرنے کی فکر کرو ورنہ پچتاؤ گے۔

انجمن حمایت اسلام (لاہور) نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے واسطے تمہارے لئے تجویز کی وہ خوب تو ہے مگر اس کے ساتھ کوئی ملاح نہیں ہے جو علم دریا سے واقف ہو۔ اسواسطے وہ خطرناک ہی ہے۔ آؤ تم کو میں ملاح کا پتہ دوں وہ قادیان میں ہے اور اس نے بھی ایک کشتی خدا کے حکم سے تیار کی ہے۔ آؤ اور اس میں سوار ہو جاؤ۔ ورنہ جب لنگر اٹھالیا جاوے گا اس

وقت اس مسافر کی طرح افسوس کرنا پڑے گا جس کو کشتی چھوٹ جانے پر رات لب دریا آ جایا کرتی ہے۔ الراقم: شیخ عطا محمد سب اورسیئر بلوچستان کوئٹہ۔

کوئی پوچھے کہ مرزا صاحب قادیانی اب کہاں ہیں؟ اور طاعون اب کہاں ہے؟

کیا پنجاب اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے مرزا غلام احمد صاحب کو مان لیا تھا، اور انہیں مان کر ان سے التجائیں کی تھیں کہ طاعون سے ہم سے دفع کرا دیں۔ اور کیا ایسی کسی التجا پر انہوں نے کوئی دعا برائے دفعیہ طاعون کی تھی۔

اگر ایسا نہیں ہوا، اور اب طاعون بھی نہیں ہے، تو پھر شیخ عطا محمد وغیرہ کی تعلیوں کا حال اچھی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔

اور مرزا صاحب کی دعاؤں کے متعلق ایک قادیانی مضمون بھی پڑھ لیجئے۔ لکھا ہے:

مسیح موعود کی دعاؤں کی عظمت

۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء صبح کو سیر میں (مرزا قادیانی نے) فرمایا کہ میں آج کل طاعون سے قادیان کے محفوظ رہنے کے لئے بہت دعائیں کرتا ہوں ...اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالی نے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہیں لیکن یہ سوء ادب اور انبیاء کے طریق سے دور ہے کہ خدا کی لا یدرک شان اور غناء ذاتی سے خوف نہ کیا جاوے۔ آج پہلے وقت ہی یہ الہام ہوا

دلم مے بلرزد چو یاد آورم۔ مناجات شوریدہ اندر حرم

شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے۔ اور حرم سے مراد جس پر خدا نے تباہی کو حرام کر دیا ہو اور دلم مے بلرزد، خدا کی طرف ہے یعنی یہ دعائیں قوی اثر ہیں میں انہیں جلدی قبول کرتا ہوں یہ خدا تعالی کے فضل اور رحمت کا نشان ہے۔ دلم مے بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہوسکتا ہے مگر یہ اسی کے مشابہ ہے جو بخاری میں ہے کہ مومن کی جان نکالنے میں مجھے تردد ہوتا ہے

توریت میں جو پچتانا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں دراصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہیں جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگوں نے سمجھے ہیں۔ اس الہام میں خدا تعالی کی اعلی درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے اور حرم کے لفظ میں گویا حفاظت کی طرف اشارہ ہے (حرم کے لفظ پر اس وقت خاکسار ایڈیٹر نے عرض کیا تھا کہ حضور کا الہام من دخله کان آمناً اور بھی اس لفظ حرم کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اب ہم کہتے ہیں کہ انی احافظ کل من فی الدار کا الہام بھی اسی کا مؤید ہے۔ یاد آورم اسی طرح ہے جیسے اذکرونی اذکرکم) (الحکم ۱۰ مئی۔۱۹۰۲ء ص ۶۔۷)

قطبوں اورمہدیوں کا ڈربا کھل گیا

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی مرزا صاحب غالباً خوب سمجھتے ہوں گے کہ قطب کا درجہ بڑا ہے یا امام اور مہدی کا۔ دونوں صورتوں میں مرزا جی ہی پھسڈی اور پست نمبر رہیں گے۔ خواہ ناک کو کھینچ کھانچ کر منارے سے بھی لمبی اور اونچی بنالیں۔ ابھی سوڈان اور افریقہ تک نہ جایئے ہندوستان کی راست رام پور ہی کو دیکھئے جس میں ایک بڑے بھاری جنگی قطب پیدا ہوئے ہیں۔ کون!

شاہ محمد حسن خلف شاہ احمد حسن مصنف کتاب گلزار صابری

جنہوں نے دعوی کیا ہے کہ مجھے قطب عالم اور قلندر اول کا مرتبہ عطا ہوا ہے۔

اپنے مذکورہ بالا دعوی کے اعلان کے واسطے قادیانی مرزا جی کی طرح چند آذوقہ خواروں کے گلے میں اپنی قطبیت کا پٹّا ڈال کر اطراف ہند میں روانہ کیا۔

انہیں میں ایک جاہ مطلق پنجابی بلند خان ہے جس کا نام نئے قطب صاحب نے مخدوم حسن رکھا ہے اور ... ماہوار مقرر کر دیا ہے، حق نمک ادا کرنے کی غرض سے پنجابی مذکور میرٹھ آیا، اور سہراب دروازہ کے کاشتکار چند جاہل رانگھڑوں کو گانٹھ کر چیلا بنایا۔ اور اپنے قطب عالم اور قلندر اول کو اس حسن خدمت کی رپورٹ کی۔ جس کے صلے میں فرمان خوش نودی کے ساتھ ہفت اقلیم کی خلافت اور ہدایت عطا ہوئی۔

سندی فرمان میں ہر ولایت کا نام درج ہے جو پنجابی صاحب کے قبض و تصرف میں دی گئی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ صاحب قادیانی مرزا جی سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مرزا جی نے تو اپنے کسی چیلے کو اب تک کوئی چھوٹا گاؤں بلکہ چند بسواسی اراضی بھی نہ دی اور قطب عالم نے گھر بیٹھے اپنے بالکے کو ولایتیں عطا کر دیں اور حضرت حافظ شیرزا کا یہ شعر صحیح نکلا

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

قطب اول کی تو یہ ارث تھی کیونکہ بقول مصرعہ:

اگر پدر نتواند پسر تمام کند،

ان کے والد نے کتاب گلزار صابری لکھ کر نہ صرف جمالیوں بلکہ ہر قوم و ملت کو اعتراضات کا موقع دیا، مگر مرزا جی کے باپ دادا میں سے تو کوئی امام الزمان یا مہدی دوران نہ تھا۔ پس قطب اول خلف ہوئے اور امام الزمان ناخلف۔

ہاں مرزا جی کہہ سکتے ہیں کہ میں درحقیقت انسانی نسل ہی سے نہیں ہوں، بلکہ آسمانی ہوں اور خدا نے مجھے اپنا بمنزلہ ولد (لیپالک) بنا کر آسمانی وراثت عطا کی ہے۔ پھر مرزا جی اپنی مہدویت اور امامت اور رسالت کی دم میں یہ نمدا بھی باندھیں گے کہ میں بروزی اور ظلی رسول ہوں، اور انبیاء کے حلّوں میں حلول کر کے آیا ہوں۔ مگر قطب عالم اور قلندر اول یہ جواب دیں گے کہ مرزا جی اپنے ہی قول سے واقعی امام اور نبی نہیں ہیں بلکہ ظل اور عکس ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ کسی شئے کا ظل اور عکس شئے کے ساتھ ہوتا ہے، اور جب شئے عدم ظہور ہے تو ظل اور عکس بھی کافور ہے۔ اور یہ آج تک نہ دیکھا نہ سنا کہ شئے تو موجود نہ ہو اور اس کا سایہ موجود ہو۔ جوہر نہ ہو اور عرض ہو جسکا خاصہ بالغیر ہونے کا ہے۔ اور میں واقعی قطب عالم اور قلندر اول ہوں۔ مرزا جی پر الہام ہوتے ہیں تو مجھے عالم رؤیا و بیداری دونوں میں بشارت ہوتی ہے۔ اگر قادیانی مرزا جی آنکھوں کے اندھے اور نام نین سکھ نہیں ہیں، تو رام پور میں آکر دیکھ لیں اور مجھ سے بیعت کریں۔

اب سوڈان کا چکر لگایئے۔ متوفی مہدی سوڈانی کی ہڈیاں ابھی تک دریائے نیل میں موجود ہی ہونگی کہ دوسرا مہدی خم ٹھونک اور لنگر لنگوٹ کسکر میدان میں آدھمکا اسکا نام عبدالکریم ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ پورانے نبی مر گل گئے ان کی شرائع اور کتابیں کرم خوردہ ہوگئیں، اب ان کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ فسق و فجور کوئی شئے نہیں ہے۔ انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور وہ جس طرح چاہے حاجت روائی کرے۔ انسان بھی ایک حیوان ہے، پس جو دوسرے حیوان کا حال وہی اس کا۔

عبدالکریم کے لٹکے نے سوڈان کے وحشیوں پر بڑا اثر کیا ہے اور لوگ جوق جوق اس کے لشکر میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ قادیانی مرزا جی ابھی خام کار رہیں

کیونکہ وہ بظاہر مذہب اسلام کے پیرو ہیں۔ نہ انہوں نے اپنے پاؤں سے اب تک شریعت کی بیڑیاں کٹوائیں، نہ اپنی امت کے پاؤں سے۔ پورانی لکیر کے فقیر ہیں۔ پس آزادی پسند لوگ قادیانی مرزا جی کو پسند کریں، یا آزادی بخش آزادی پسند مہدی (عبدالکریم) کو۔ اجی قادیانی مرزا جی تو ہر طرح ہیٹے ہیں؛ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔ ان کو دوسرے مہدی اور قطب دھکے دے کر ضرور دیس نکالا دیں گے اور ٹکسال باہر کر دیں گے۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ جون ۱۹۰۲ء نمبر ۲۲ ج ۲۰ و ۲۲

بقیہ: عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

اگر آپ کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا کہنے والے بھی موجود ہیں، تو آپ خیال کریں کہ اسی طرح آپ جیسے بصیرۃ اور سمجھ والے ان پہلے دجالین کذابین دعویداران نبوۃ کو سچا ماننے والے موجود تھے، اور تعداد میں بھی آپ کی جماعت سے کہیں بڑھ کر تھے۔ صرف مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہی ایک لاکھ سے زیادہ لوگ شامل تھے۔ اور اول تو اس لغو مشابہت و مطابقت کی دلیل غلطی و بیہودگی ابھی بیان ہو چکی ہے، اگر آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو اس مثل سے سمجھ لیجئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ (مولوی عبدالکریم) سیالکوٹی اپاہج مرزا قادیانی کا مرید بن کر اس کے خیراتی دسترخوان پر پیٹ کی خاطر دین و ایمان کو بالائے طاق رکھ کر خلاف واقعہ مداح سرائی میں دن رات لغو اور بے ہودہ اشتہاؤں اور تحریروں میں مصروف رہتا ہے۔ تو بناء علیہ کیا یہ بھی ضرور ہے کہ (حکیم مولوی نورالدین) بھیروی بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی مریدی کے سبب ایسے ہی ہوں، اور اون کو بھی خوانخواہ ایسا ہی مانا جاوے تاکہ مشابہت اور مطابقت ہو جاوے۔ حالانکہ یہ کسی طرح درست نہیں۔

چونکہ مختلف المزاجی کے سبب ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ باعث ہوتا ہے۔ مثلاً

کوئی ہم جنسی سے، کوئی فلسفیانہ ہم مذاق اورہم اعتقادی سے،کوئی کھانے کی حرص سے،کوئی شہوۃ نکاح اور بیوی کے سبب،کوئی مستورات کوسیر باغ کرتے ہوئے دیکھنے اورخودسیر کرنے کےسبب سے،کوئی شہرۃ مدح وتعریف کاغذات واشتہارات میں مشتہر کرانے کیلئے ،کوئی کسی اور لالچ وغیرہ کے واسطے قادیان میں ڈیرہ جمائے اور دھونی رمائے بیٹھاہے۔

اسی طرح جواعتراض انبیاء کرام پر ہوئے یادوسری طرف کذابین دجالین دعویداران نبوۃ پر ہوئے ،اوس کےاسباب بھی مختلف تھے۔

کذابین پر جودرست اعتراضات ہوئے اون کا درست ہونا تو دنیانے مان لیا،اورکذابین دجالین ہمیشہ کے لئے جھوٹے وکذاب تسلیم کئے گئے ۔چنانچہ اب تک مسیلمہ وغیرہ کولوگ کذاب ہی کہتے ہیں۔

اور برحق انبیاءکرام پر جواعتراضات ہوئے اون کا حال بھی ظاہرہو چکا کہ محض لغواور بے بنیاد اورکوتاہ نظری وپست فطرتی سے ہوئے۔ بہت سے اعتراضوں کا ذکرقرآن مجید میں مع جوابات درج ہے۔اور پھر خادمان اسلام سلف وخلف نے بھی ان اعتراضوں پر بحث کر کے انبیاءکرام کے صدق برکات تاثیرات کے مقابل ان اعتراضوں کادلائل سے بے بنیاد وہیچ ولاشئے ہوناثابت کر دیاہےجسکوعقل مان گئی ہے۔

بات تب ہے کہ مرزاغلام احمدقادیانی کے حالات اورچلن حریصانہ،دنیادارانہ پر جواعتراض ہوئے ان کوکسی معقول دلیل سے آپ اٹھاکر دکھلاتے۔لیکن واقعات کی تکذیب آپ کیوں کرکر سکتے ہیں؟ اورجب مرزاقادیانی میں:

صدق برکات وتاثیرات کانام ونشان ہی نہیں،

ذکراللہ انابت الی اللہ تقوی اللہ وغیرہ مسائل تصوف سے بالکل معراہے،

تو مرزاغلام احمدقادیانی اس برگزیدہ جماعت کا فردکامل تو کہاں ،بلکہ اپنی بدزبانی، گندگی، درشت مزاجی، کینہ پروری ،حسد،بغض، دشمنی مخلوق الٰہی ،کذب، دغا،فریب، گالی گلوچ،تعلّی ،تکبر،حرص، دنیانفس پروری وغیرہ کےسبب عام مسلمانوں میں بھی شمار نہیں ہوسکتا۔

اہل اللہ فقیر اور صوفی ہونا تو کجا، اور نبوۃ ورسالت کا دروازہ تو بعد از خاتم النبیین والمرسلین ﷺ من کل الوجوہ بند ہی ہو چکا اور قیامت تک بند رہے گا کسی دوسرے نبی اور رسول کی حاجت نہ ہوگی۔

آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی صحبت میں رہ کر مبالغہ اور کذب میں اسی کے ہم رنگ ہوکر دو روزہ گذران کی خاطر خواہ مخواہ دھینگا دھنگی سے مرزا قادیانی کو انبیاء کرام کی جماعت کا فرد کامل بنا کر اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں۔

بوقت صبح شود ہم جو روز معلومت
کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

انبیاء کرام تو مخلوق الٰہی کے ایسے خیر خواہ اور دردمند تھے کہ ایذاء وتکلیف اٹھا کر بھی امت کیلئے دعائیں مانگتے اور نرمی سے خیر خواہی اور نصیحت کرتے تھے۔ بھلا مرزا قادیانی کی طرح ان برگزیدگان الٰہی نے دفتروں کے دفتر تبرابازی، لعن طعن، سبّ وشتم، کہاں لکھ کر شائع کئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف کرو۔

اور ختم نبوت کے بعد ایک جھوٹے، کذاب، حیلہ وحوالہ سے گذران کرنے والے، اور لوگوں کا مال بے دریغ لے کر اپنی جائداد اور زیور وغیرہ بنانے والے کو، انبیاء کرام خصوصاً سیدنا مسیح کے ساتھ مشابہت دکھلانے کا بڑا عشق ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک تاریخی واقعہ کی مشابہت کا ذکر نہیں کیا، کہ

جس طرح قدرت الٰہی سے مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے اسی طرح مرزا کے جدامجد کے باپ کا بھی پتہ اور نشان ندارد ہے۔

گو نتیجہ تو اوس مشابہت کا بالکل برعکس ہے کیونکہ مسیح کی تو اس سے بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے بشہادۃ قرآن مجید کے، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں وہی جس کے وہ مستحق ہیں۔ لیکن وہ واقعہ آخر تاریخی تو ہے جیسا کہ سوط الابرار میں بحوالہ روضۃ الصفا جلد پنجم ومسالک الابصار اخبار اول پر حاشیہ کامل ابن اثیر۔۔ لکھا گیا ہے کہ

الان قوا، جدہ چنگیز خان نے ایام بیوگی میں ایک نور دیکھا کہ اوس کے اندر داخل ہوا، اور الان قوا، اوس سے حاملہ ہوگئی۔ اقرباء نے اوس پر انکار کیا۔ بعد میں اس حمل سے تین بچے توام پیدا ہوئے۔ ایک کا نام یوقن، دوسرے کا

قو ناعی، اور تیسرے کا نام بوذنجر کان تھا۔ اسکا بیٹا بوقا جد ہشتم چنگیز خان ہے جس کی نسل تمام مغل اور مرزا صاحب ہیں۔

نہ معلوم مرزا قادیانی نے اس تاریخی واقعہ کی مشابہت کو کیوں بیان نہیں کیا۔

اعتراض: اور کوئی بھی ایسا اعتراض ہمارے امام (مرزا) کی ذات پر نہیں جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا دعوی ہے اور ہم خدائے حاضر اور ناظر کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ایمان و بصیرۃ سے اس پر قائم ہیں۔ اب اس ہمارے دعوی کو توڑ دینا گویا ہمارے اعتقاد اور ہمارے سلسلہ کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔

تردید: جب کہ ہم اور سب مسلمانان آپ کے الحادی سلسلہ کو سرے سے مانتے ہی نہیں اور ہمارا یقین کامل ہے اور تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ سب دھوکے اور فریب کی ٹٹی ہے، تو ہم آپ کی قسموں کو کیا چولھے میں جھونکیں۔

بارہا کہا گیا ہے کہ تمہاری قسمیں مخالف کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ پھر بار بار تم وہی بے وقت کا کھڑاگ گائے جاتے ہو۔

آپ کے ہٹ دھرم دماغ اور ضدی زبان سے مرزا غلام احمد قادیانی کو بجز نبی بنانے کے کچھ نہیں نکلتا۔ اگر اللہ تعالی کو آپ حقیقتاً حاضر و ناظر جانتے اور ایمان و بصیرۃ کا کچھ حصہ اور شمہ رکھتے، تو ضرور قرآن مجید و حدیث شریف والے مسئلہ ختم نبوۃ کا لحاظ کر کے اس بے ہودہ غلو و اعتقاد سے فوراً تائب ہوتے۔ لیکن نفس و حاجت بھی آپ کو کچھ کرنے دے:

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

رہا آپ کا دعوی، سو جس طرح وہ نیست و نابود ہوا، اور آپ کے خلاف قرآن مجید و اسلام اعتقاد اور سلسلہ باطلہ کی خام بنیاد میں دلائل قرآنی و براہین حقانی حدیث شریف سے جیسا پانی پھرا، اگر آپ آنکھ کھول کر انصاف سے دیکھیں اور ضد اور ہٹ کو چھوڑیں، تو معلوم ہو کہ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

اور آپ اب بھی اگر نجاۃ عقبی و رضاء رب العالمین کو چند روزہ فانی گذران و

مفاد دنیوی پر ترجیح نہ دیں، تو آپ کے نصیب اور آپ کے اصرار اور ہٹ کی پاداش ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں جو کتب و رسائل تصنیف ہو کر شائع ہوئے جن کی تفصیل پرچہ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ میں ہوئی ہے، اگر آپ تامل سے دیکھیں تو آپ کو پتہ لگے کہ آپ کے سلسلہ و اعتقاد کا کیسا قلع قمع ہوا اور ہو رہا ہے۔ آپ تو اس مدعی نبوۃ و وحی کی طرح ہیں جسے بھوک اور مفلسی کے سبب کسی صاحب توفیق نے شکم سیری کیلئے اپنے باورچی خانہ میں بھیج دیا تھا۔ اور بعد چند روز ملاقات پر پوچھا کہ اب کیا وحی ہوتی ہے۔ جواب دیا کہ اب تو یہی وحی ہوتی ہے کہ باورچی خانہ سے باہر نہ نکلو۔ اسی طرح آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے دسترخوان سے علیحدہ نہیں ہوتے تاکہ آپ کو باہر کا حال بھی کچھ معلوم ہو۔

اعتراض: یقیناً یاد رکھو کہ حق غالب ہوگا اور مسیح موعود (مرزا) جیت جائے گا۔

تردید: حق ضرور غالب ہوگا آمنا و صدقنا اور اب بھی غالب ہے۔ جس روز اوس کا پورا ظہور ہوگا، مرزائی باطل اور تراشیدہ سلسلہ کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ سچا مسیح موعود جب نزول فرمائے گا ضرور جیت جائے گا۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کاذب اور جھوٹا، چنگیز خانی ہو کر امامت مسیحیت و نبوت کا دعوی کرنے والا، کبھی نہ جیتے گا، جیسا کہ آج تک کے حالات مباحثات و واقعات سے ثابت و ظاہر ہے۔

اعتراض۔ اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کا غیور خدا ہر دم اوس کے ساتھ جس نے اوسے بھیجا ہے۔

تردید: اللہ تعالی کے رسل ہرگز ایسے نہیں ہوتے کہ دن رات مخلوق الہی کو لعن طعن سبّ و شتم و تبرا بازی کرتے پھریں۔ اور ہزار ہزار لعنتوں والی کتابیں بدتہذیبی سے شائع کریں۔ فخر الاولین و الآخرین ﷺ سے اپنے آپ کو زیادہ حقیقت شناس بتاویں۔ ہر وقت نفس پروری اور عیش و عشرت میں رہیں۔ ۲۔۲۷ نمازیں ضائع کریں وغیرہ۔ اگر غیور خدا اوس کے ہر دم ساتھ ہے:

تو وہ اوس کو ہر میدان میں شرمندہ و ذلیل کیوں ہونے دیتا ہے۔
پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں اوس کا کیا حال ہوا۔
عصائے موسیٰ کا اوس سے کیا جواب بن پڑا۔
اوس کی پیشگوئیاں کیوں جھوٹی ہوئیں
اور دعائیں اور بد عائیں کیوں اکارت گئیں۔
جس پیش گوئی کو یہ اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیتا ہے (جیسے پیشین گوئی داماد احمد بیگ والی ابوالحسن تبّتی والی وغیرہ)، وہی اوس کے مخالف جھوٹی ہو کر اوس کے کذب و خذلان پر شاہد و گواہ کیوں ہو جاتی ہے۔ وغیرہ
کچھ تو انصاف اور فکر و غور کرو۔

اعتراض: عصاء موسیٰ کے سخت دل مصنف نے جو اعتراضات حضرۃ اقدس حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) پر کئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں:
ا۔ یا تو ایسے ہیں کہ اپنی کمی بصیرۃ اور جہالت کی وجہ سے ان باتوں کو وہ سمجھ ہی نہیں سکا۔
۲۔ یا محض افتراء بہتان یا ایسے ذاتی اعتراض ہیں جو پہلے اولوالعزم نبیوں پر کئے گئے۔

تردید: ان سب کا جواب اوپر ہو چکا ہے۔ یہاں صرف اس امر پر آپ خیال کریں کہ مصنف کو آپ سخت دل بتاتے ہیں لیکن آپ کے امام و پیر و مرشد نے کس فہم و فراست سے بے شر انسان نیک بخت متقی پرہیزگار اور شرف مکالمات الہیہ سے مشرف کہہ کر ہمیشہ سے اون پر نیک گمان رکھنا بیان کر کے دعا مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس کے ساتھ ہو۔ اور ۱۸، ۱۹ برس کی ملاقات و تجربہ کے بعد کس نور بصیرت پر منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ اپنی رائے لکھ کر شائع کی تھی اگر ناواقفی یا بے سمجھے سے اونہوں نے عصائے موسیٰ میں کچھ لکھ دیا ہے تو آپ بایں دعوی علم و فضل اس کو سمجھاویں اور وہ نور ظاہر کریں تاکہ لوگوں پر آپ کی صدق بیانی ظاہر ہو اور جو افتراء و بہتان اونہوں نے کیا ہے آپ کو اگر توفیق و حوصلہ ہے تو ثابت کریں کم سے کم ایک امر ہی غلط وخلاف واقعہ ثابت کریں تاکہ حق ظاہر ہو زبانی غپ غپوڑے اور واویلا سے کچھ حاصل نہیں۔
ذاتی اعتراضوں کا جواب پہلے بخوبی بیان ہو چکا ہے۔
راقم: وہی محقق

نظم بجواب شعر مندرجہ لوح اخبار الحکم

طبع زاد مولوی محمد حسین صادق از قلعدار ضلع گجرات پنجاب
شاگرد مجدد الوقت شوکت اللہ القہار

بیا اے میرزا تا میرزائی را عیاں بینی
براہِ راستی زود آکہ از دوزخ امان بینی
امام حق نہء ہرگز توئی مر دود حق و اللہ
پیئے تردید خود آیات حق نازل عیاں بینی
ازاں مہر درخشندہ منم در روشنی دائم
مر در بارگاہش خسرو و صاحب قران بینی
تو در اضلال و گمراہی تو مردودِ خدا ہستی
تو در افساد و بد خواہی کجا دار الاماں بینی
نہی تو درّ مکنون بل خذف پاری عیاں ہستی
بدفع خود کمر بستہ زمین و آسمان بینی
نہء تو ابن مریم بل سراپا ابن غول اتی؟
چو در آئینہ بینی روئے خود دوزخ عیاں بینی
مسیحِ ابن مریم از سما بر ما فرود آید
بہ ملکِ شام در اقصی بوقت صبح آن بینی
نمے بینم بہ تصدیقت نشان ز آیات قرآنی
بزعم دوستاں خود را بجمع دشمناں بینی
الا اے میرزا خیلے حذر از قہر یزدان کن
زبردستے قوی دستے خداوند جہاں بینی

خداوندا بکن معدم کید کادیانی را
کہ شیطانہائے انسی را بذیل گمرہاں بینی
خداوندا توئی حافظ توئی ناصر بدین حق
کہ آں دجال ملعون را فرا پشتِ خراں بینی
نہی احمد توئی از خاکروبان اے غلام احمد
چو گوئی خویش را عیسی ندامت ہر زمان بینی
ہمے گوئم مسیح و مہدی دوران نہء ہرگز
دروغ از چہرہ است روشن عیاں بر رو نشان بینی
جبین و بینیت دارد نان از کبر وخود بینی
کجا شیطان فرشتہ کو تفاوت درمیاں بینی
نہء مہدی نہء عیسی معاذ اللہ معاذ اللہ
ز سر تا پا تو کیدستی خودش در کیدیاں بینی
زمین و چرخ میگوید نشانہا بہر تکذیبت
کمر بستہ بہ بتکذیبت بسے شاہد عیاں بینی
ز قرآن مجید حق مگر واقف نہی ہر گز
اگر واقف شوی از کید خود را بر کراں بینی
یکے راوی خبر از ستہء مشہور میگوئد
قیامت چوں شود نزدیک دجالاں عیاں بینی
ہزاراں شاہد آمد بہر تکذیب تو اے مرزا
اگر تائب شوی زین فعل خود را در امان بینی
ادلّہ باطلہ گذارد و از سر کن برون سودا
ازیں سودا سرِ خود را چرا آتش فشان بینی
ز صادق پند را بشنو کہ این پندت بکار آید
کہ در روز جزاء خود را نہ ز نیساں سرگراں بینی

قصیدہ یائیہ در ردّ عقیدہ مرزائیہ

(مولانا عبدالعزیز خلف الصدق مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ ضلع گجرانوالہ)

بنام ایزد بیچوں کنم قلم رانی
درود خواندہ بذات رسول یزدانی
بردِّ ملہم کذاب ساکن پنجاب
کہ نیست در دل او ذرہ نورَ ایمانی
مثیل عیسی مرفوع صاحب انجیل
بخوش ظن و گمان مے برد بنادانی
بمرد عیسی پور عفیفہء مریم
نہ رفع جسم ورا شد بحکم اذعانی
بقول او نہ مسیحا دگر فرود اید
ز بام چرخ بقربِ فنائے دورانی
نعوذ باللہ ازیں ازیں اعتقاد باطل او
کہ ہست خارق اجماعِ اہل قرآنی
نمود مہر علی شاہ پر اہل سنن
ثبوت رفعِ مسیحا بجسم انسانی
اگر شکے ست ترا ہین بخوان ز بل رفعہ
بدیں وقوعہ گواہست نصّ قرآنی
اگر نہ کور بہ بیند بجانب خورشید
قصور چشمہء خورِ نیست ایں اگر دانی
زمانِ کفر شب قدر را ہمی گوید
خلافِ گفتہ خیر البشر بنادانی

مراد و معنی زلزال ساعہ عند الحشر
بقولِ اوست ظہور قوائے انسانی
مرا تعجب و افسوس آید از مرزا
کہ ہیچ پاک ندارد ز قہر ربانی
نہ قائل است بمعراج احمدی بجسد
محال گفت بگردون صعود جسمانی
بقول اہل عقول و فلاسفہ رفتن
بسوئے چرخ برون شد ز حد امکانی
چہ باد جوّ سما ہست مہلکِ انسان
چگونہ رفت بگردون حبیب ربّانی
بجسم الطفِ آں ذاتِ سرور کونین
کثیف گفت ز راہِ عناد و طغیانی
کمال شعبدہ بازی بحق عیسی گفت
ز سحر خلق طیور آمدہ اگر دانی
نگشت زندہ گہے مردہء باعجازش
نہ برء اکمہ زو شد باذن رحمانی
ز معجزات مسیحا نمود صاف انکار
چو اہل نیچر و یونان بکفر و طغیانی
بگفت روح امین از خدائے عز و جل
گہے نیامدہ بر انبیاء حقانی
مگر بخاطر ایشاں ز عکس مے افگند
چنانچہ عکس در افتد ز خوف بتابانی
بہ بیں کہ سلسلہ ہائے نبوت ایں گمراہ
چہ کرد درہم و برہم بقول شیطانی

بگفت نیز کہ گاہے حقیقت دجال
نہ منکشف شدہ بر آں رسول یزدانی
نشد حقیقت یاجوج ہم درا معلوم
چنانکہ بود کما حقہ بآسانی
بمن نمود خداوند کشف ایں اسرار
کہ بند مے نشود باب فیض رحمانی
چرا نباشد از منیساں عقیدہ اش باطل
کہ منیست مردِ خدا ہست مرد نفسانی
ہزار لعنت حق باد بر عقائدِ او
کہ کفر کشد امان خواہ زیں مسلمانی
بہ بیں تو فتوے تکفیر آن میاں صاحب
کہ ملکِ ہند چو مہر ست زو برخشانی
تعجب است ز اتباع ایں مسیلم ہند
چساں زدست بدادند نور ایمانی
حکیم بھیروی ایمان خویش دادہ ہباد؟
ضیاؤ و احسن و برہان ہمہ ز نادانی
مبارکے کہ بسلکوٹ بود امام الصدر
بسبّ وفحش ش و روز در زبان رانی
ز پیروانش یکے کفش و ز مردہ دل ست
بنور ضم کن احمد کہ نامش آں دانی
ہمے کنند بیان پیر ما ست صاحب علم
کشادہ اند لب خویش در ثنا خوانی
ورا چو خواند شہ گولڑا بمہِ اگست
برائے بحث بلاہور دارِ سلطانی

چرا نیامدہ آں حیلہ گر مقابل او
اگر بدست ہمے داشت سیف برہانی
کجا حواری او رفت اعور و اعرج
کجا مبارک و برہان ظالم جانی
کجا برفت فدائیس نور دین طبیب
کہ بود مرد دلیر و شجاع میدانی
ازیں کلام ندانی کہ ہست متبحر
بجہلم بلک چو بو جہل اوست لا ثانی
سزائے بیعت و الہام ایں ہوائی نیست
مطیع نفس و ہوایست از پریشانی
برائے دولت دنیا بگترد دامے
فتادہ اند درو مر د ما نِ خذلانی
عیاں نشان ضلا لت زچہرۂ پذمانش
بسو ئے چہرہء او بیں کہ منیست نورانی
کلامِ اوست ز حنظل خراب و بدبو تر
چو جز بوقت تکلم بریش جنبانی
ز صبرِ تلخ تر اند کلام آن ناپاک
چہ قول بول ازاں بہتر است اگر دانی
ازین سخن تو مرنج اے امام متنبّی
کہ بول نفع دہد حسن قول یونانی
ز استماعِ کلام تو ہیچ فائدہ منیست
بجز قساوت قلبی و بغی کفرانی
ذلیل کرد دعا قادرِ علی الاطلاق
در آں چہ گفت ز دعوی بحق نصرانی

نہ مرد آتھم خصمش بمدت معلوم
ولے نہ غرق عرق حشت؟ از پیشمانی
چرا نہ اختر احمد بہ عقدِ او آمد
کہ بود زوجہء سلطانِ مرد حقانی
کنون بخانۂ سلطان با من آباد است
نہ ہیچ گونہ باحوالِ او پریشانی
ولے چو شرم رود مرد میشود نادان
صدور فعل از و مے شود بنادانی
بگفت سرورِ ما چوں .. حیا نمی داری
بکن ہر آنچہ تو خواہی ز راہ عدوانی

قال رسول اللہ ﷺ اذالم تستحیی فا صنع ما شئت

کجا سزا ست چنیں کس بہ بیعت و الہام
کہ نیست مرد خدا ہست مرد بہتانی
چو حرص نفس کند غلبہ میشوی ابلہ
مطیع نفس شوی برملا نہ پنہانی
نہ دیدہء سوئے فرعون شنیندہء بارے
کہ گشت غرق بدریا زراہ طغیانی
نگر بحالِ عدوِ کلیم قارون نام
چگونہ زیر زمین شد بامرِ ربانی
عزیز و زد ؟خموشی کہ ایں قدر کافیست
برائے انکہ و راہ ست نور ایمان

جعلی بیعت

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

مولانا مجدد الوقت شوکت ۔ السلام علیکم و رحمة الله و بر کا ته

آپ نے اعمال نامہ قادیانی میں ثابت کیا تھا کہ اخبار الحکم جو قادیانی مرزا جی سے جعلی بیعت کرنے والوں کی فہرست کبھی کبھی شائع کرتا ہے تو اپنے منہ پر پبلک کے مواجہہ میں کلنک کا ٹیکا لگاتا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ آپ کا وہ لکھنا صحیح تھا۔

چنانچہ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء کا الحکم میری نظر سے گذرا۔ جعلی بیعت کی فہرست میں سے سب سے پہلے مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب برادرزادہ مولانا غلام رسول صاحب متوطن قلعہ میہاں سنگھ ضلع گجرانوالہ درج تھا

لعنة الله على الجاعل و الكيثاء و على محدث الكفر و الالحاد موجدالشر ك الشر ك و الارتداد و مبدع البغي و الفساد ۔

اس گندے اخبار کو چونکہ بجز مرزائیوں کے کوئی مسلمان نہیں دیکھتا، لہذا اس کے اڈیٹر نے یہ خیال خام پکایا کہ ایک بڑے مشہور ومعروف خاندان کے رکن کا نام بیعت کنندوں میں شائع کرنے سے مرزا کی وقعت مرزائیوں کے دلوں میں جمے گی، اور دوسرے سادہ لوح بھی دام میں پھنسیں گے۔ لیکن اس کا یہ خیال مرزا قادیانی کی سخت ذلت کا باعث ہوا کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں مولانا غلام رسول صاحب مرحوم کی عزت مرزا غلام احمد قادیانی سے کہیں زیادہ ہے۔ پس لوگ اس کے جعل اور فریب پر لعنت اور نفرین بھیج رہے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی میں ذرا بھی حیا اور شرم ہے تو ثابت کرے گا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب درحقیقت مولوی غلام رسول صاحب مرحوم کے برادرزادے ہیں،۔

یہ تحریر بطور نوٹس کے سمجھیں۔ راقم: ایس۔ ایم (شاہ محمد؟)

الہام کا ثبوت

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ہم سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ جب مرزا صاحب آریا عقائد کی تردید اور کتاب براہین احمدیہ کی ترتیب میں مصروف تھے، تو میں اور مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم سابق مہتمم مدرسہ عربیہ دیو بند مرزا جی سے ملنے کو قادیان گئے۔ ملے جلے، باتیں چیتیں ہوئیں۔ اس زمانے میں مرزا جی صرف الہامی تھے۔ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور نبی و رسول نہ تھے۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کچھ لکھ رہے تھے اور مولوی رفیع الدین صاحب تن کی رنگی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر سرخی مائل کچھ دھبے تھے۔ مرزا جی کے کپڑوں پر درخت سے خون کی کچھ بوندیں گریں۔ جھٹ سے فرماتے کیا ہیں لیجئے مجھے الہام ہوا ہے کہ دنیا میں بڑی خون ریزی ہوگی دیکھئے میرے کپڑوں پر خون کی چھینٹیں آسمان سے برسی ہیں۔ مولوی رفیع الدین صاحب اپنی چادر کے دھبے دکھا کر فرمانے لگے کہ چھینٹیں تو میری چادر پر بھی ہوئی ہیں مگر مجھے الہام نہیں ہوا مرزا جی یہ سن کر بہت پھیکے ہوئے۔

اب خون کے چھینٹوں کی اس حقیقت سنئے مرزا جی کے پڑوس میں ایک شخص نے قربانی کی تھی کوّے ذبیحہ کے گوشت وغیرہ پر گے، اور جب اونہیں دوت اوت کرکے للکارا گیا تو مرزا جی کے درخت پر آ بیٹھے اور ان کے پنجوں سے خون کے قطرے ٹپکے جو مرزا جی کے لئے الہام کی سرخ روئی بن گئے۔ ہم کو اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آیا حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کی نسبت ابوالفیض فضی فیاضی کے سامنے کسی شخص نے بیان کیا کہ جب انہوں نے یہ شعر لکھا تھا

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تو آسمان سے منہ میں من وسلویٰ آ گرا تھا۔

فیضی نے کہا، اوہ یہ کیا واہیات شعر ہے۔ میں اس شعر سے ہزار درجے بہتر

فصیح و بلیغ معرفت وتوحید کا بھرا شعر لکھ سکتا ہوں۔

مخاطب نے کہا پھر دیر کیا ہے بسم اللہ کیجئے۔

فیضی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہ لا شريك له گوید

مخاطب نے کہا بے شک اعلی درجہ کا شعر ہے لیکن خدا کے یہاں اس شعر کی مقبولیت جب ثابت ہو کہ اس کو پڑھ کر آپ بھی آسمان کی طرف منہ کریں۔

فیضی نے شعر پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کھولا تو ایک چیل کی بیٹ موت میں لتھڑی ہوئی فیصی کے منہ میں بیچ سے آپڑی۔ کہتے کیا ہیں:

بس کن سخن فہمی عالم بالا معلوم شد۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۲۳ مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۰۲ء جلد ۲۰ و ۲۲

مرزائی الہام کے منہ پر قدرت الٰہی کا تھپڑ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی مرزا جی کے الہامات برابر غلط ہو رہے ہیں۔ مگر ان کو الہام اور پیش گوئی کا کچھ ایسا لپکا پڑا ہے کہ چھوٹتا ہی نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو جو الہام غلط ہوتا ہے گویا منہ پر ایک تھپڑ لگتا ہے۔ اس میں بھی ضرور حکیم علی الاطلاق واحد خلاّق کی کوئی حکمت ہے کہ چیونٹی کے جس قدر پر لگتے ہیں اسی قدر جلد معدوم ہوتی ہے۔

راتب چکھنے والے اپا ہجوں کی تو ہم کہتے نہیں مگر اس میں شک نہیں کہ میرزا جی کو جو الہام ہوا ہے اور پھر وہ میعاد مقررہ کے بعد غلط ہو گیا ہے دس پانچ چیلے ضرور ان

کے مشن کے ففرو ہو گئے ہیں۔ یہی ٹپکا ٹپکی رہی تو چند رز میں اصطبل خالی ہوگا اور مینارے کی چوٹی اور کلس پر الو بولنے لگیں گے اور وہ دن دور نہیں کہ صرف ... چڑی مار ہی کاندھے پر جال یالا سا دھرے نظر آئے اور ساری چڑیاں پھر ہو جائیں۔

مرزا جی کے ایسے خوارق پر ہمارا جی تو بہت ہی جلتا ہے، مگر کیا کریں دیوار سے کس کا سر دے ماریں اور کس کے دل میں دل ڈالیں۔ ہم تدابیر بتاتے بتاتے راہ دکھاتے دکھاتے تھک گئے کہ یوں چال، چلو۔ یوں چلو، مگر نقارخانہ میں طوطی کی آواز کوئی نہیں سنتا۔

ہم نے لکھا تھا کہ جب ہندوستان کے وحشی تعلیم وتربیت پاکر انسان بن گئے ہیں اور ڈھپ نہیں چڑھتے تو اپنے مشن کو افغانستان اور وہاں سے ترکستان اور پھر فارس کو لے جاؤ۔ وہاں کے وحشی جھٹ بیعت کریں گے اور پھر چپڑی اور دو دو والا معاملہ ہو گا۔ مگر مرزا جی اور ان کے اپاہجوں نے تو ہندوستان اور اس میں سے بھی صرف پنجاب کا گھر دیکھ رکھا ہے۔...

اب تو الہاموں کو کیڑا کھا گیا۔ پیشین گوئیاں زمین دوز ہو گئیں۔ پرانے ناٹکوں کا دوہراتے دوہراتے پلیتھن نکل گیا۔ کوئی نیا ڈرامہ گھڑ کر اسٹیج پر لائیں تو تماش بینوں کو دلچسپی ہو۔ لوگ دام میں پھنسیں اور پھر ٹکٹ کے دام میں بڑھیں۔ آخر قادیان میں بڑے بڑے کھلاڑی اور ایکٹر جمع ہیں اور سب کا گرو گھنٹال اور گرگٹ کے رنگ بدلنے والا ابوزید سروجی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہی باسی تباسی الہامات، وہی پھپھوندی لگی پیشین گوئیاں کہ میرا فلاں مخالف استر بستر باندھ بوندھ کر عدم آباد کو چلتا ہوگا، اور میرا فلاں دشمن ... فلاں تاریخ تک مر جائے گا۔ ایک دفعہ سنی، دو دفعہ سنی، بیس دفعہ سنی ، سنتے سنتے کان سیماب کی کان ہو گئے۔..

گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے لگے کہنے کہ آسمانی باپ طاعون بن کر تمام ہندوستانی بچوں کو ڈکار جائے گا مگر اپنے بمنزلہ ولد (لیپا لک) کے پڑوس میں بھی نہ پھٹکے گا۔ آپ جانتے ہیں بھوک بری بلا ہے اور جب کہ مرزا جی کا آسمانی باپ عارضی جوع البقر میں مبتلا ہو گیا، تو قادیان میں بھی جا دھڑ وکا، اور لگا اپنے بچوں کچوں کو بھنبھوڑنے۔ منہ کو خون لگا تھا نہ، کیوں چھوڑنے لگا۔ اب تو سب کا اللہ

ہی بیلی ہے شرق سے لے کر غرب تک لمبے لمبے دانت اور کلکتہ سے لے کر سرحد پنجاب تک نکلی ہوئی تیز کچلیاں، اوہی میری میّا۔ قادیان جیسی چھوٹی سی آبادی کی تو بساط ہی کیا ہے۔ منہ مارا اور سب کے سب ہڑاپ۔ کوہ ہمالیہ سے بڑی ننھی منی ایک کچلی نکالی اور سبکے سب غڑاب۔ چوہے کا بل بھی نہ ملے گا پھر مصیبت یہ ہوگی کہ دم سے چھاج بندھا ہوگا آگے روک پیچھے ٹھوک یا الٰہی کس عذاب کے شکنے میں جان آئی اتنے میں آسمان سے ملائکہ مقربہ الٰہی آواز دیں گے ذق انك انت العزيزالكريم یعنی اب دوزخ کا عذاب چکھ کیونکہ تو دنیا میں بڑا سردار (نبی اور رسول) بنا ہوا تھا۔

ہمارے ایک نامہ نگار نے بڑے وثوق سے لکھا کہ قادیان سرکاری طور پر حلقہ طاعون میں داخل ہو گیا مگر الحکم انکار کرتا ہے اور پیسہ اخبار کو نوٹس دیتا ہے کہ اس نے غلط مشہور کیا اور حکیم نورالدین اس پر لائیبل کی نالش دائر کریں گے۔ ہماری رائے میں بس مسیح موعود بننے میں یہی کسر تھی کہ جب وہ ہر طرف سے ہارے تو چلے نالن پارے۔

نہیں جناب! قادیان تو آسمانی باپ کا دارالامان ہے طاعون ملعون کا کیا منہ ہے کہ ادھر منہ کرے۔ اگر بالفرض دو چار دس پانچ کیس ہو بھی گئے تو اسے طاعون نہ سمجھنا یہ تو آخرالزمان میں خردجال کی سموں اور اس کے ناکند چھیروں کی دموں کا اثر ہے۔ اگر قادیان میں طاعون ہو، تو ہمارا ذمہ۔ مرنے کو سارا قادیان مر جائے مگر ایں جانب کی تو یہ ڈیوٹی ہے کہ طاعون نہ ہو۔ دوسری بیماریوں کا ہم نے ذمہ نہیں لیا اور نہ یہ ذمہ کہ قادیان میں کوئی مرے گا ہی نہیں۔

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ خواہ مخواہ بھی ادھر ادھر سے گھیر گھار کر طاعون کو قادیان میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

مرزا جی کی تمام پیشین گوئیاں غلط نکلیں مناسب تھا کہ ان پر نادم ہوتے اور غیب دانی کے دعوے سے توبہ کرتے۔ مگر شامت سے ہر پیشین گوئی کی تاویل کر کے اپنے صغیرہ کو برابر کبیر بناتے رہے۔..

پھر تاویل بھی ایسی لچر اور پوچ اور احمقانہ جس پر تھوڑی سی عقل والے اور شد بد لکھے پڑھے بھی قہقہے لگا سکتے ہیں اور خود مرزا جی اور مرزائی اچھی طرح جانتے ہیں

کہ فلاں پیشین گوئی غلط ہوئی اور تاویل اس سے بھی بڑھ کر عذر گناہ بدتر از گناہ مگر بڑی ڈھٹائی سے پبلک میں مشتہر کی جاتی ہے اور اپنے کانشنس کا خلاف کرنے میں کبھی شرم نہیں آتی ۔ سچی بات کی تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اسکو دنیا تسلیم کر لیتی ہے نہ قائل کے قول پر حرف آتا ہے نہ سامع کو شک ہوتا ہے۔تاویل ہمیشہ جھوٹی بات کی کی جاتی ہے۔خود تاویل کے معنی ہی ایک شئے سے دوسری شئے کی جانب رجوع یعنی پھرنا یا اپنے پہلے مرکز سے ہٹ جانا ہے۔حالانکہ حق الامر کبھی اپنے مرکز سے نہیں ہٹتا۔لیکن یہ مرزا جی کے عیب نہیں بلکہ فخر کا باعث ہے جب کہ وہ اپنے مدعا کے موافق قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہیں تو خود اپنے اقوال میں تاویل کرنا کیا بڑی بات ہے۔ بہت سے اسلامی فرقوں نے اپنے مطلب کے موافق قرآن وحدیث میں تاویل کی ہے اور گمراہ ہو گئے ہیں۔ان کے طومار اور اسفار اور اعمال نامے موجود ہیں جن کو سنت صحابہ اور سلف وخلف سالحین نے رد کر کے دریا برد کر دیا ہے۔

تاویل ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو خود قائل کی غلطی یا سامع اور مخاطب کی سمجھ کی غلطی ۔اور یہ دونوں محققان ومخاطبان صادق اور سامعان قابل پر آسانی سے کھل جاتی ہیں۔مرزا جی جب کسی پیشین گوئی یا الہام کا جھلنگا تیار کرتے ہیں ،تو اپنی دانست میں خوب ٹھونک ٹھانک کر اس کی چاروں چولیں ٹھیک کر لیتے ہیں اور ہر پہلو سے دیکھ بھال لیتے ہیں۔مگر آپ جانتے ہیں جھوٹ کے پاؤں کہاں اور ملمع اور تار و پود میں مضبوطی کہاں۔لہذا جب وہ ملمع کھل جاتا ہے تو اس پر دوسرا رنگ چڑھاتے ہیں اور جب جھلنگے کی چولیں ہل جاتی ہیں تو دوسری پچریں ٹھونکنا چاہتے ہیں مگر جو شئے ایک مرتبہ بودی اور چرمر ہوگئی اور ساری کلیں خواب ہوکر ڈھیلی پڑ گئیں وہ کیوں کر اصلی حالت پر آسکتی ہے۔

عیسائی آتھم اتنے عرصہ میں مر جائے گا۔مگر جب وہ سخت جانی سے نہ مرا تو مرزائی چیلوں نے کہا کہ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کی اس پیشین گوئی میں یہ جملہ محذوف تھا کہ اگر اس کے دل پر قادیانی جبروت سوار ہو گیا تو نہ مرے گا۔

آسمانی منکوحہ میرے نکاح میں آئے گی اور اگر کسی اور سے اس کا نکاح ہوا تو وہ اتنے عرصہ میں مر جائے گا۔حالانکہ غیر سے نکاح ہو گیا اور پیشین گوئی ہی کے عرصہ

مقررہ میں مرزا جی کی وہی آسمانی منکوحہ مرزا جی کے رقیب سے صاحب اولاد بن گئی ۔مگر نہ آسمانی باپ کو شرم آئی نہ اس کے بمنزلہ ولد (لیپا لک)..کی نالہ نیم شبی اور دعائے سحری نے اثر دکھایا۔

جلایا گھر عدو کا اور نہ کاخ آسمان پھونکا
مجھی کو چپکے چپکے تو نے او سوز نہاں پھونکا

اس کی تاویل یوں کی گئی کہ نکاح تو درحقیقت آسمان میں ہو چکا ہے، اور وہ منکوحہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے نکاح میں آچکی ہے۔اب رہا قبض وتصرف وہ سوا ستائیس برس کے عرصہ میں ہو، اور پھر ہو، لاکھوں میں ہو، اور ضرور بالضرور ہو۔ رقیب مرے اور ضرور مرے، ورنہ منارے کے کلس پر صلیب لگائی جائے۔اور مرزا جی اس پر مصلوب کئے جائیں حضرت اقدس کی پیشین گوئی میں اتنا بڑا منارے سے بھی لمبا جملہ محذوف تھا۔

مرزا جی نے پیشین گوئی کی تھی کہ قادیان طاعون سے پاک اور محفوظ رہے گا مگر شحنہ ہند میں متواتر خطوط آرہے ہیں کہ اب تک طاعون آسمانی باپ کے کئی بچوں کو چکھ چکا ہے اور مونچھوں پر تاؤ دیتا اور ڈکاریں لیتا پھرتا ہے۔اور کیا معلوم ہے کتنوں کا سلفہ کرے۔ پیسہ اخبار میں متواتر خبریں درج ہورہی ہیں کہ طاعون ملعون نے آسمانی باپ کے لیپا لک کے دارالامان کا ذرالحاظ نہ کیا، اور ایک طرف سے بچوں کچوں کے بھنبھوڑنے کا لگّا لگا دیا۔

بٹالوی نامہ نگار نے لکھا کہ قادیان میں طاعون کے مسلسل اور متصل کیس ہو رہے ہیں اور قادیان سرکاری طور پر زیر حلقہ طاعون آگیا ہے۔اور ایک تقریب سے ہم کوس بھی یقین ہو گیا یعنی اس عرصہ میں کئی مرزائی ہمارے پاس متواتر آئے جنہیں ایک کحّال ہے اور پاوے کے پیالے بناتا ہے کہ ان میں دودھ بھر کر پینے سے ۸۰ برس کا بوڑھا بھی درجن بھر بچے کھٹا کھٹ نکلوانے لگے اور شام سے گھان جوڑے تو تڑکا کر دے اور بس کر بس کر بلوا دے۔ ہم نے کہا نئے نبی کی تبلیغ کا یہ لٹکا بہت خاصہ ہے۔ اس سے سینکڑوں الوجن کی رجولیت پاتال کو کوچ کر گئی ہے دام میں پھنس جائیں گے

اور ہزاروں کھنڈے استرے سے سر منڈ وا کر اولوں سے بچ جائیں گے اور یہ تمہارے نئے نبی کی سنت ہے۔ قادیان میں بھی چند از کار رفتہ بوالہوس زعفرانی حلوے میں ریگ ماہی اور سقنقور اور عنبر اشہب ملا کر ساٹھے پاٹھے بن رہے ہیں بس اور کیا چاہیے مولا دے اور بندہ لے۔

ان میں ایک حکیم صاحب ضلع میرٹھ کے رہنے والے اور ایک مولوی صاحب عیسائی مشن کے نمک خوار اور دو تین عطائی اور تھے جو غالبًا ویسے ہی پکڑے ہوئے تھے تصویر پرستی اور ختم نبوۃ پر بحث ہوتے ہوتے قادیانی مرزا جی کی پیشین گوئی اور قادیان میں طاعون کی تشریف آوری کا ذکر بھی چھڑا۔ حکیم صاحب کہنے لگے کہ حضرت اقدس نے تو اپنی پیشین گوئی میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون کی افراط وتفریط نہ ہوگی گویا پیشین گوئی کی تاویل میں افراط وتفریط محذوف ہے مرزائیوں کی مذکورہ بالا تاویل سے یہ تو قطعی ثابت ہوگیا کہ قادیان میں طاعون ضرور ہے اب ہم کو مرزا جی کے اشتہار کا انتظار ہے کہ وہ بھی یہی تاویل کرتے ہیں یا کچھ اور۔ بہر نہج لنگڑی لولی تاویل تو مرزا جی اور انکے تیمور لنگ کے حصے میں آگئی لیکن یہ کاغذی ناؤ کب تک چلے گی اس کی قسمت میں تو ڈوبنا ہی لکھا ہے مرزا جی نے جب کہ طاعون کو اپنی مسیحیت اور مہدویت کا مبارک شگون اور تفاول یا یوں کہو کہ تمغہ گردانا ہے تو مرزائیوں کو تو طاعون کو ویلکم کہنا اور بڑی مسرت کے ساتھ اس کو قبول کرنا اور خود مرزا جی کو بغلیں بجانا اور مارے خوشی کے کود اچھل کر منارے کی چوٹی پر ٹھگلی لگانا چاہیے طاعون سے انکار کرنا اپنی مہدویت کی ناک پر استرا نہیں کلہاڑا چلانا ہے قادیان میں طاعون نہ بھی ہو تب بھی ان کو اقرار کرنا چاہیے کہ ہے۔ یہ کیا بڑھتی دولت کو چوکھٹ سے دھکے دیئے جاتے ہیں اور اپنے تمغے کو آپ ہی برباد کیا جاتا ہے یہ الٹی گنگا کیوں بہنے لگی جو لوگ قادیان میں طاعون بتاتے ہیں مرزا جی کو انکا مشکور ہونا اور روغن بادام اور زعفران میں دم کیا ہوا پلاؤ اور تر بتر حلوا کھلانا چاہیے نہ کہ ناک چڑھانا۔..

جعلی مشن کے بارے میں التماس بخدمت پیسہ اخبار

راقم نے قادیانی اخبار الحکم (برعکس نہد نام زنگی کافور) کے کسی نمبر میں پڑھا تھا کہ آپ اوسکی بعض تحریروں کو اپنے ناموراور راست باز اخبار کے قیمتی اور لا ثانی کالموں میں جگہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں گو اس بات کو طبیعت تسلیم نہیں کرسکتی کہ آپ سا نیک نہاد اور عقل کل مسلمان اپنے متین اخبار کو بے ہودہ اور گندی تحریروں سے الودہ کرے مگر کیا عجب ہے کہ آپ نے کوئی مصلحت دیکھ کر ایسا اقرار کرلیا ہو۔

ہندوستان بھر کے ورنیکولر اخباروں میں سے جو عزت و اکرام اس وقت گورنمنٹ اور پبلک کی طرف سے آپ کے اخبار کو ہے اور جس امتیازی اور وقعت کی نگاہوں سے اوس کے کالم مطالعہ کئے جاتے ہیں کسی اور کے اخبار کو کم نصیب ہوں گے باایں ہمہ ہر دل عزیزی آپ سے عالی دماغ اور روشن ضمیر جنٹل مین کی رائے رزین پر مخفی نہیں کہ قادیانی اخبار مذکور ایک ایسا کاذب اور بے اعتبار پرچہ ہے جو بلحاظ مذہبی معاملات سوشل تعلقات پولیٹکل واقعات وغیرہ کے ہر ایک پہلو سے گرا ہوا ہے یہ شریر پرچہ صرف اس واسطے جاری کیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر مرزا قادیانی کے نئے اور نرالے مشن کا دست و بازو ہو۔

ہندوستان کی مسلمان رعایا پر جو پچھلے دنوں مرزا قادیانی نے ناحق اور بے موجب جہاد اور غاوت کا الزام لگایا وہ اسی ناشدنی پرچہ کے ذریعہ شائع ہوا ہر ایک فرقہ و جماعت کے پاک اور مقدس احباب کو صریح دشنام دینے کا یہی پرچہ آرگن ہے عوام کالانعام کو ہر طریق سے اپنے بس میں لانا اور حمقاء سے اپنی مطلب براری کے لئے ٹکے بٹورنا اسی پرچہ کا اصلی مدعا ہے۔

اس کا اڈیٹر اگرچہ خود خصیب حبشی کا چھوٹا بھائی ہے مگر برملا گالیاں دینے میں ایسا شوخ اور بے باک ہے کہ مسلمانوں کو تاریکی کے فرزند وغیرہ لکھتے اس کو شرم نہیں آتی۔

اگر ضمیمہ شحنہ ہند الموسوم بہ نامہ اعمال قادیانی جس قدران دو برسوں کے

عرصہ میں نکل چکا ہے۔ ایک سرسری نظر سے بھی آپ کی نظر کیمیا اثر سے گذر جاوے تو علاوہ اس نئے پینتھ کے سینکڑوں سربستہ رازوں کے کھلنے کا بآسانی تمام آپ کو یقین ہو جاوے کہ صریح کذب بولنے اور گالیوں کے جہاز چلانے میں یہ شخص کیسا مشاق ہے قادیان سے گذرنے والے جعلی مریدوں کے نام مکرر سہ کرر فیرست میں دیئے جاتے ہیں اور گو مرزائی جماعت کے لیڈنگ ممبروں کا کلیہ قاعدہ ہے کہ خواہ کوئی شخص مسلمانوں میں سے کیسی ہی اعلیٰ رتبہ اور برتر درجہ کا انسان ہو اور ان لوگوں سے سینکڑوں گنا لیاقت ورع ایمان داری میں بڑھ کر ہو اوس کو تضحیک اور تحقیر کے طور پر لفظ میاں اور مولوی و صاحب وغیرہ بنا کر دکھاتے ہیں۔

قادیان کے الحکم اخبار ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء کے شمارے میں ایک آرٹیکل بہ عنوان وزیر آبادی کا چشم دید واقعہ چھپا ہے۔ وہ ایسا صریح جھوٹ اور ابتداء سے لے کر انتہاء تک بہتان ہے کہ اوس کا ایک فقرہ بھی پایہ صداقت کو نہیں پہنچتا اور وزیر آباد اور اوس کے گردونواح کے ہزاروں لوگ جانتے ہیں کہ وزیر آبادی نامہ نگار نے علی رؤس الاشہاد اپنے نامہ اعمال کی طرح الحکم اخبار کے کالموں کو سیاہ اور گندہ کیا ہے جس کی تردید ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء میں نہایت خوش اسلوبی سے کی گئی ہے۔

اگر الحکم کے اڈیٹر میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو فوراً اس کی تردید چھاپتا۔ پیسہ اخبار اور ضمیمہ شحنہ ہند نے معتبر ذرائع سے ان مرزائیوں کے نام شائع کئے ہیں جو طاعون کی بیماری سے راہی ملک بقا ہوئے مگر الحکم سچے واقعات پر خاک ڈالنا چاہتا ہے۔ قادیانی مرزا کی یہ عادت مستمرہ ہو رہی ہے کہ پہلے تو اس زور شور سے پیش گوئی کرتا ہے جس سے در و دیوار ہل جاتے ہیں مگر جب میعاد مقررہ سے پہلے ہی پیش گوئی کا بیڑہ غرق ہونے لگتا ہے تو اوس میں رخنے ڈال کر قسم قسم کی طفل تسلیوں سے مریدوں کے دل بہلاتا ہے۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم، داماد مرزا احمد بیگ، مولوی محمد حسین بٹالوی، ملا محمد بخش لاہوری، ابوالحسن تبّتی وغیرہ والی پیش گوئیوں سے مرزائی جماعت کو شرم آنی چاہیے تھی مگر آوی القریۃ کی سوجھی۔ جوں ہی اس کا اعلان دیا گیا دھڑا دھڑ طاعون زدہ مرزائیوں کے نام اخباروں میں نکلنے شروع ہوئے تو کیا بات بنائی گئی کہ ہم نے تو یہ

پیشین گوئی کی تھی کہ کثرت سے لوگ قادیان میں نہیں مریں گے اگر دو چار یا دس بیس مرجاویں تو کیا مضائقہ ہے۔

ایسے ہی بشیر کے تولد کی پیش گوئی کا واقعہ ہوا تھا۔ جب بجائے بیٹے کے بیٹی پیدا ہوئی اور مخالفین نے اعتراض جمائے تو جواب دیا گیا کہ ہم نے یہ کب کہا تھا کہ اسی جھول میں بیٹا (بشیر) پیدا ہوگا۔

مگر واہ رے مرزائی مریدو! تمہارا حسن اعتقاد فی الحقیقت اگنی ہوتری اور مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں میں سر مو تفاوت نہیں جو کہتے تھے کہ اگر ہم اپنے ہادی (اگنی ہوتری) کا اپنی آنکھ سے بھی گناہ اور قصور دیکھ لیں گے تو یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھ کا قصور ہے جسکو وہ معاملہ ایسا دکھائی دیا

پس پیسہ اخبار کا فرض ہونا چاہیے کہ ایسے بے ہودہ اخبار (الحکم قادیان) سے کسی تحریر کو اپنے اخبار میں لینے کے ارادہ کو حرف غلط کی طرح دل سے مٹا دے۔ ورنہ وہی مثل صادق آئے گے

ہر چند آزمودم از وے نبود سودم
من جرب المجرب حلت به الندامة

راقم: گھر کا بھیدی

نبوت ناقصہ و کاملہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

جب مرزائیوں سے کہا جاتا ہے کہ قادیانی مرزا جی تو اسی زمانے میں اچھے خاصے مسلمان تھے جب کہ انہوں نے نبی اور رسول ہونے کا دعوی نہ کیا تھا، اب تو نہ صرف ان کی مسلمانی بلکہ انسانیت بھی مسخ ہوگئی، تو مرزائی چراغ پا ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) تو اپنے کو رسول اور نبی نہیں سمجھتے، نہ انہوں نے کسی کتاب یا رسالے یا اشتہار میں ایسا دعوی مشتہر کیا۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت سے مرزائیوں

کو بھی انکار ہے اور ان کا کانشنس ہرگز قبول نہیں کرتا بلکہ ایسے اقرار پر ملامت کرتا ہے۔ اور جب مرزائیوں کو الحکم وغیرہ دکھا کر معقول کیا جاتا ہے تو مجبور ہو کر یہ جواب دیتے ہیں کہ نبوت کا ملہ کا سدّ باب ہوا ہے نہ کہ نبوت ناقصہ کا۔ یہ فیضان تو قیامت تک جاری رہے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ رؤیا صالحہ نبوت کا چھیالیسواں درجہ ہے اور ظاہر ہے کہ رؤیا صالحہ سے اکثر مومنین ومتقین و صالحین مشرف ہوتے ہیں بس یہی نبوت ناقصہ ہے۔

ہمارے مکان پر پچھلے دنوں مرزائیوں کا جم گھٹا رہا اور مندرجہ بالا لغو اور لچر اور پادر ہوا دلائل پیش کیے گئے۔ ہم نے جواب دیا کہ اس صورت میں تو امت محمدیہ میں ہزاروں اور لاکھوں نبی ہوں گے اور ہو گزرے ہیں کیونکہ رؤیا صالحہ تمام اولیاء اور اصفیا اور اتقیاء کو ہوتی ہیں، مرزا جی کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔

امت محمدیہ میں تو ایسے برگزیدہ صلحاء اور اولیاء اور حقانی مومنین گذرے ہیں کہ قادیانی مرزا جی اگر ستر مرتبہ بھی بروز یا جنم لیں تو ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ ان کے سچے الہامات اور کشف سے کتابیں معمور ہیں، مگر کسی نے نبی بننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور جس مردود اور گمراہ نے ایسا دعویٰ کیا وہ بہت جلد فی النار ہوا کتب تواریخ دیکھ جاؤ۔

کوئی نبوت ناقص نہیں۔ ہر نبی کو خدا تعالیٰ نے نبوت کاملہ عطا کر کے دنیا میں بھیجا ہے۔ نبوت ایک عام مفہوم ہے جو تمام انبیاء پر یکساں صادق آتی ہے۔ اس میں تشکیک نہیں کہ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ نبوت اور رسالت کلی متواطی ہے جیسی انسانیت کہ تمام انسانوں پر بحیثیت انسان متشخص یکساں صادق آتی ہے۔ ہم کو مقدس اسلام نے پہلی تعلیم یہ دی ہے

آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ

دیکھو تمام رسولوں پر یکساں ایمان لانے کا حکم ہے۔ یہ نہیں کہ کسی نبی پر تھوڑا ایمان اور کسی نبی پر بہت ایمان۔

کسی نبی کی نبوت کو ناقص کہنا کفر ہے اور نو من ببعض و نکفر ببعض کا مصداق ہے۔ ہم کو حکم نہیں کہ ایک نبی کو کامل اور دوسرے کو ناقص کہیں یا

ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح اور تفضیل دیں خود آنخضرت ﷺ نے فرمایا:

لا تخیروا فی انبیاء اللہ ولاتفضلو نی علی یو نس بن متی
یعنی خدا کے نبیوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو اور مجھے تو یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو،

حالانکہ حضرت یونس سے لغزش ہوئی تھی جسکی وجہ سے مچھلی نے ان کو نگل لیا تھا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ حضور ﷺ کا یہ خلق عظیم تھا جس کے جذبے نے مشرق سے لے کر غرب تک دنیا کو مسخر کرلیا۔ ایک ہمارے فحش گو خزف البیان مزخف اللسان مرزا جی ہیں جن کی زبان سے نہ صرف انبیاء کرام بلکہ کسی مذہب کے مستند اور معزز شخص کو پناہ نہیں۔ سیدنا مسیح کی شان میں وہ بیہودہ سرائی اور ابراز کیا ہے اور وہ سبّ ولعن برسایا ہے کہ الا مان۔ وہ عیسی مسیح جسکے تقدس کو نہ صرف اسلام بلکہ باستثناء یہود تمام مذاہب مانتے ہیں اور جس نے انسانی فروتنی کا گویا معجزہ دکھایا ہے اور جس کی عصمت پر قرآن و حدیث دونوں گواہ ہیں

آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو ابا بکر صدیقؓ یا عمر فاروقؓ نبی ہوتے۔ لیکن قادیانی مرزا جی تو اپنا مرتبہ نہ صرف خلفاء راشدین سے بلکہ انبیاء کرام سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں پس وہ یہ احادیث کیوں ماننے لگے۔

آنخضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کی نسبت فرمایا

انت منی بمنزلة ھا رو ن من موسی ا لا انه لانبی بعدی

دیکھو حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے کو موسی سے تشبیہہ دی جو اولوالعزم نبی تھے اور حضرت علی کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی جو نبی نہ تھے اور پھر لانبی بعدی فرمایا یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو علم اصول ومعانی و بیان سے کچھ بھی بہرہ ہے تو اس قاعدہ کو تسلیم کریں گے کہ النکرۃ تحت النفی تعمّ یعنی نکرہ جب نفی کے تحت میں آئے گا تو عموماً سب کی نفی کرے گا جیسے لا الہ یعنی کوئی معبود موجود نہیں۔ ایسا ہی لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ظاہر ہے کہ آنخضرت ﷺ کا خطاب شیخین یا حضرت علی کی جانب فی موضع المدح ہے۔ اگر یہ مراد لی جائے گی کہ

میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں بلکہ ناقص نبی ہے تو یہ خطاب فی موضع الذم ہوگا معاذ اللہ جس کا افصح العرب والعجم کی زبان حق ترجمان سے صادر ہونا محال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی نبوت درحقیقت ناقص ہوتی ہی نہیں اس سے قدرت الٰہی پر بھی حرف آتا ہے کہ وہ ناقص انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے اور کامل انبیاء کے بھیجنے سے عاجز ہے نعوذ باللہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا جی کامل نبی نہیں ہیں بلکہ ناقص نبی ہیں تو قدرت الٰہی کو کیا بھیڑ پڑی کہ اس نے ناقص نبی مرزائیوں کے متھے مارا۔ اور جب کہ خداتعالیٰ دنیا میں کامل نبی بھیج چکا ہے جس کا مرزا اور مرزائیوں کو اقرار ہے تو اب خدا کو ترقی سے تنزل میں گرنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ ناقص سے ناقص شئے پیدا ہوتی ہے اور کامل سے کامل، پس خدائے اسلام تو ناقص نہیں جو ناقص نبی بھیجے ہاں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا خدا ضرور ناقص ہے جس نے مرزا قادیانی جیسا ناقص اور پنج عیب نبی بھیجا۔

ہمارا رؤیا صادقہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

چند روز سے میرٹھ میں مرزائیوں کی بم پھوٹی ہے مقصد صرف مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ القہار کی زیارت ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ حسن ارادت وعقیدت سے آتے ہیں تو ضرور نوازے جائیں گے اور نبی مجعول کے ارتداد والحاد کے پھندے سے نکل جائیں گے۔ اس میں شک نہیں۔ انشاء اللہ

سہارن پور سے ایک مشہور مولوی صاحب بھی تشریف لائے جو بڑے مالدار اور صاحب جائداد ہیں۔ قادیان ہو آئے ہیں مگر مرزا صاحب کے باب میں مذبذب ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب مکار اور عیار تو نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے کو واقعی نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور میری رائے میں دیگر اولیاء اللہ کی طرح مغالطے میں پڑے ہیں کیا عجب ہے کہ چند روز میں اس غلطی سے نکل جائیں۔ وغیرہ۔

اڈیٹر شحنہ ہند نے بھی اس معاملے میں استخارہ مسنون کیا اور جناب باری

میں یہ دعا کر کے کہ مجھ پر مرزا جی کا واقعی حال منکشف ہو جائے سو گیا۔

شب کو اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا قاری محمد صابر علی قدس سرہ العزیز کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی۔ فرمایا کہ مرزا قادیانی تمہارے سامنے موجود ہے یہ ایک گھڑیالی آدمی ہے۔،

میں نے دیکھا کہ قادیانی مرزا جی پشت پھیرے ایک حجرے میں بیٹھے ہیں۔ آنکھ کھل گئی تو فوراً ہی تعبیر منکشف ہوئی کہ قادیانی مرزا جی صرف دکاندار اور شہرت پسند اور دنیوی جاہ و منصب کے طالب ہیں پھر قادیانی مرزا جی کے باب میں کچھ تردد نہ رہا اور نفرت بدستور عود کر آئی۔ ہم نے یہ معاملہ مرزائیوں سے بھی بیان کیا اور کہا کہ خدا تعالی نے مجھے دکھا دیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اتنے پانی میں ہیں و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ جون و یکم جولائی ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ و ۲۵ جلد ۲۰ و ۲۲

معجزات کا انکار

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا جی کی تو جھوٹی پیشگوئیاں بھی سچی، اور انبیاء کرام کے سچے معجزات بھی جو نصوص قطعیہ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں جھوٹے۔ پھر معجزہ تو درحقیقت کوئی چیز ہی نہیں اور نہ کسی نبی نے آج تک دکھایا مگر پیشینگوئی اور الہام (اضغاث احلام) معجزے سے بھی بڑھ کر ہیں۔ مرزا جی کہتے ہیں مجھ پر ایمان لاؤ کیونکہ میں پیش گوئی کرتا ہوں۔ مجھ پر الہام ہوتا ہے اور اس لئے میں نبی ہوں۔ یہ عجیب اندھیر ہے کہ جو بات دوسرے انبیاء کے لئے ان نیچرل (خلاف فطرت) وہی مرزا جی کے لئے جائز اور مطابق فطرت اور جب مرزا جی کی پیشین گوئی اور الہام غلط ہو جاتا ہے تو اس کے صحیح کرنے کو طرح

طرح کی لغو اور بے ہودہ تاویلیں گھڑی جاتی ہیں اور اس کے مقابلے میں صحیح اور سچے معجزات انبیاء کرام کے غلط کرنے کو تاویلیں اور دلائل چھانٹے جاتے ہیں۔

قادیانی مرزا جی کی نبوت اور رسالت کی دلیل بجز الہام اور پیش گوئی کے اور کیا ہے۔ بچہ بیمار تھا دوا دارو سے اچھا ہو گیا۔ جھٹ الحکم میں مضمون تان دیا کہ لو مردہ زندہ ہو گیا۔ اور اپنے حمقاء کو خوش کر دیا کہ مرزا جی صاحب معجزہ ہیں حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کے عقیدے میں معجزہ خارق فطرت ہے اور انسانوں سے اس کا صدور محال ہے۔

اپنی آنکھ کا تو شہتیر بھی نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔

مرزا جی کے پاس معجزے اور کرامات کی جگہ ڈھاک کے تین پات ہیں تو تمام انبیاء کو اپنے جیسا کیوں نہ بتائیں، جڑ سے ناک بھی کٹتی ہے۔ پھر جب کہ دہریئے، آریا، بودھ، وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں تو مرزا جی میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ انکے سروں پر کون سے سینگ منارے سے لمبے کھڑے ہیں اور مرزا جی کے پیچھے کون سی دم کسی بچھیا کے باوا کی دم سے چار گز لمبی ہے۔ مگر وہ سب کے سب ملحد اور کافر اور مرزا جی نہ صرف سچے مسلمان بلکہ فرمائشی اسلامی نبی اور رسول۔

پھر دروغ گورا حافظہ نباشد، مرزا جی کہتے ہیں کہ میں تو ہاتھ دھو کر صرف مسیح کے پیچھے پڑا ہوں جو معاذ اللہ کذاب اور ولد الزنا وغیرہ تھا، چہ جائیکہ رسول اور صاحب معجزہ۔ دیگر انبیاء سے کچھ تعرض نہیں۔

دوم، میری مراد عیسائیوں کا یسوع مسیح ہے، نہ کہ اصلی مسیح۔

کوئی اس گدھے الو کی دم فاختہ سے کہے کہ مذہب اسلام میں نبی نبی سب برابر ہیں۔ جس مردود نے ایک مصدقہ نبی کی نبوت سے انکار کیا، اس نے سب انبیاء سے انکار کیا اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مردود و مطرود ہو گیا۔ اس نے خود آنحضرت ﷺ کو بھی نبی نہیں سمجھا جنھوں نے حضرت عیسیٰ مسیح کی عصمت اور رسالت کی تصدیق فرمائی۔

پھر دوسرے یسوع مسیح کا حوالہ دے کہ وہ کون تھا اور کس کا بیٹا اور پوتا اور کس

خاندان سے تھا۔

یہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اوپر قیاس کیا کہ جس طرح اب تک بہت سے جھوٹے مہدی گزر رہے ہیں، جن کا ایک فضلہ خود بدولت ہیں، ایسے ہی جھوٹے مسیح بھی گزر رہے ہوں گے۔

پھر مرزا قادیانی جس مسیح کو مارتا ہے اور جس کی قبر کشمیر میں بتاتا ہے اور جس کی نسبت بل رفعه الله اليه کی تاویل کرتا ہے وہ کون سا مسیح تھا، اور کون سا مسیح مصلوب اور قتل کیا گیا۔ اگر یہ مرزا قادیانی کا مسیح ہے تو آیت قرآنی کی تاویل کی کیا ضرورت۔ اور اگر اصلی مسیح ہے تو ہمارا مدعا حاصل ہے اور مرزا جی کو بھاگتے راہ نہیں ملتی

پھر یہ بھی بتائیے کہ مرزا جی کون سے مسیح کے مثیل ہیں۔ اصلی مسیح کے یا ولد الزنا مسیح موعود کے۔ اصلی مسیح تو وہی ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے اور جس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی فرمائی ہے مگر مرزا اس کا انکار کر چکا۔ اب مرزا جی کا ولد الزنا مسیح باقی رہا آپ اسی مسیح کے مثیل ہیں چشم ماروشن دل ماشاد۔

واہ پٹھے جیتے رہو، اور ریک ماہی اور سقنقور کا آمیز کیا ہوا حلوہ کھا کھا کر ساٹھے پاٹھے بنے رہو۔ ڈپٹی آتھم اور پنڈت لیکھ رام تو مر گئے مگر تم دندناتے اور عاقبت کے بوریئے سمیٹتے رہو۔

ہمارے پاس متواتر خطوط آرہے ہیں کہ مرزائی جابجا یہی بے تکا راگ گاتے پھرتے ہیں جسکا اوپر ذکر ہوا۔ اور بعض حمقاء جہال کالانعام ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ مگر اہل اسلام کو مرزائیوں سے یہ بھی پوچھنا چاہیے کہ مسیح مر گیا یا زندہ ہے، اس سے ہم کو قطع نظر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود یا نبی اور رسول ہونے کا کون سا سرٹیفیکیٹ آسمانی ہائی کورٹ سے ملا ہے اور اسکے دعوی پر مذکورہ بالا امور کا کیا اثر ہے۔

لے دے کر وہی پیشین گوئیاں۔ مگر یہ سب یکے بعد دیگرے جھوٹی نکلیں۔ بس قادیانی مرزا جی کسی گھر کے نہ رہے۔ اگر کہیں کہ بعض انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی بعض اوقات غلط ہوگئیں ہیں تو یہ پوچھو کہ کیا نبی نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر فلاں پیشین گوئی غلط نکلی، تو میرے گلے میں کتے کی طرح بھنور کلی اور بھنور کلی میں سور کے بالوں

کا بڑا موٹا سا رسہ ڈال کر قادیان کی گلیوں میں گھسیٹے گھسیٹے پھرنا۔

پس جب پیشگوئیاں غلط ہو گئیں جن پر دعوی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور رسالت وغیرہ کا مدار تھا، تو اب دوسرے مباحث کا چھیڑنا بالکل فضول ہے

ہفوات مرزا

(اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں:

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری اعظم مشاہیر علماء ہندوستان سے ہیں اور جن کے مقابلہ پر باوصف بارہا ھل من مبارز کہنے اور بار بار بغرض تحدی ومباہلہ کے بلانے کے مرزا جی کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے، نہ قادیان کے احاطے سے قدم باہر رکھا۔ اکثر مرزائی عقاید کی تردید میں رسالے اور کتابیں بغرض احقاق حق ونصوح دین شائع فرماتے رہتے ہیں، جن کا جواب کبھی مرزا اور مرزائیوں سے بن نہیں پڑا ،اور نہ آئندہ بن پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالی

حال میں مولانا ممدوح نے مندرجہ عنوان رسالہ شائع فرمایا ہے۔ یہ ایسا مسکت اور مدلل ہے جس نے مرزا کے ہوائی قلعہ کو اپنے گولوں کے گراپ سے مسمار کر دیا ہے۔ اور بجز گرد وغبار اوڑنے اور دھواں نظر آنے کے ان کے قلعہ کا کوئی وجود دکھائی نہیں دیتا۔ یہ ایک جزء کا رسالہ ہے اور قیمت بھی کچھ نہیں، صرف آدھ آنہ۔ ایک روپئہ کے خریدار کو ۴۰ جزء اور دو روپئہ کے خریدار کو سو جزء کے حساب سے ملتا ہے۔ گویا مفت ہے۔ مولانا محتشم الیہ کو صرف اشاعت حق ،اور مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو خلوص اور تہذیب کے ساتھ راہ راست پر لانا مقصود ہے۔

یہ رسالہ اس قابل ہے کہ جو لوگ استطاعت رکھتے ہیں خرید فرما کر عام اہل اسلام میں مفت تقسیم فرمائیں اور جناب باری سے اجر پائیں۔ ہم بالفعل اس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ذی استطاعت لوگ خرید کر غرباء اہل اسلام میں مفت تقسیم فرماویں تاکہ مرزائی عقاید کا مسموم اثر دور ہو)۔

خاکسار (ثناء اللہ امرتسری) کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ میں جو قادیانی مرزا جی کے دعووں کو نہیں مانتا (بلکہ دل سے چاہتا ہوں کہ مرزا جی بھی راہ راست پر آویں تاکہ مسلمانوں سے آئے دن کے جھگڑے مٹ جاویں اور ہم اور مرزا جی مل کر بدستور سابق اسلام کی خدمت کریں) اس کا سبب یہ نہیں کہ میں مرزا جی کی تحریروں یا دعاوی سے ناواقف ہوں، بلکہ یہ

مخالفت علم کا بلکہ کمال تحقیق کا نتیجہ ہے۔ اسی تحقیق سے میں نے رسالہ الہامات مرزا وغیرہ مضامین لکھے تھے جو ایسے مقبول ہوئے کہ ہاتھوں ہاتھ اڑ گئے، یہاں تک کہ کئی ایک خریداروں کی درخواستیں واپس کرنی پڑیں۔ طبع ثانی کی فرصت نہ ہوئی۔ آخر انہی شائقین کی خواہشات کا اثر ہوا کہ آج یہ مضمون ظہور میں آیا جو ناظرین کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ اس مختصر سے ٹریکٹ میں اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ مرزا جی کے بعض عقاید اور چند ایک متناقضات لکھے جائیں تا کہ ہمارے ناواقف مسلمان بھائی سمجھ لیں کہ کن وجوہ سے ہم مرزا جی سے الگ ہیں۔ یہ امر تو سب پر روشن ہے کہ مرزا جی کو اپنی تحریر کی خبر نہیں رہتی کہ میں پہلے کیا لکھ چکا ہوں اور اب کیا لکھتا ہوں۔ اس قسم کے اختلاف الہامی نبی رسول بلکہ ولد اللہ (مرزا جی کا الہام ہے: انت منی بمنزلۃ اولادی۔ دیکھو رسالہ دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند امرتسر) مسیح موعود مہدی مسعود کی شان سے تو کیا ادنی مصنف سے بھی بعید ہیں مگر ہم اس چھوٹے سے ٹریکٹ میں چند ایک ہی کا ذکر بطور نمونہ کریں گے باقی آئندہ۔ انشاء اللہ

ا: انگریزی گورنمنٹ دجال ہے:

مسلمانوں کی مذہبی کتابوں سے ثبوت ہے کہ قیامت سے پہلے ایک شخص دجال آئے گا جو خدائی کا دعوی کرے گا اس کو حضرت مسیح قتل کریں گے۔ قادیانی مرزا جی نے جب مسیح کا عہدہ اختیار کیا تو دجال کو گورنمنٹ بنایا۔ اب دیکھا چاہیے کہ دجال مسیح سے مقتول ہوتا ہے یا مسیح دجال سے۔

مرزا جی گورنمنٹ کی دجالیت ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں:

> مدت ہوئی کہ گروہ دجال ظاہر ہو گیا ہے اور بڑے زور سے اس کا ظہور ہو رہا ہے، اور اس کا گدھا بھی درحقیقت اسی کا بنایا ہوا ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ کا منشاء ہے۔ مشرق و مغرب کا سیر (سیر کو مذکر لکھنا دہلوی خسر کی تعلیم ہوگی۔ ثناء اللہ) کر رہا ہے۔ احادیث صحیحہ کا اشارہ اسی بات کی طرف ہے کہ وہ گدھا دجال کا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں تو کیا ہے۔
>
> (ازالہ اوہام۔ ص ۶۲۵ طبع اول ایضاً ص ۴۵۵)

عبارت مذکورہ بالا صاف اور صریح طور پر اپنا مدعا بتلا رہی ہے کہ جس نے ریل بنائی یا بنوائی ہے، وہی دجال ہے۔ اور اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ اس ملک میں ریل گورنمنٹ انگریزی نے بنائی ہے اور اس کے حکم سے بنائی گئی ہے۔ جیسے اور کام گورنمنٹ کے حکم سے ملک میں ہوتے ہیں۔ جیسے پولیس عدالت، صفائی راہ وغیرہ وغیرہ۔ جن کو مرزا جی بھی گورنمنٹ کے احسان جتایا کرتے ہیں اور صاف لکھا کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے ہم تہ دل سے مشکور ہیں کہ اس حفاظت کی وجہ سے جو کام مکہ مدینہ میں نہیں کر سکتے آج اس جگہ کرتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ قادیانی مرزا جی کے نزدیک گورنمنٹ انگریزی ہی دجالوں کی گورنمنٹ ہے جس نے اپنا گدھا بنا کر مرزا جی کو سواری کی تکلیف دی۔ (اگر کسی کو شبہ ہو کہ مرزا جی تو پادریوں کو دجال کہا کرتے ہیں گورنمنٹ کو نہیں، تو ایسے صاحب ہمیں بتلاویں کہ اس ملک میں، بلکہ دنیا کے کسی گوشہ میں، پادریوں نے ریل بنائی ہو)

اس کی نقیض:

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی پھر اس دجالی گورنمنٹ کی اطاعت فرض بتلاتے ہیں۔ فرض کس طرح؟ مریدوں کو حکم دیتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کو بحکم آیت کریمہ و اولی الا مر منکم اپنے میں سے سمجھو۔ چنانچہ فرماتے ہے:

> اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔
>
> (رسالہ ضرورۃ الامام مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۲۳)

اس عبارت میں مرزا جی نے جو گورنمنٹ کی کچی خوش آمدکی ہے اس کے تو کہا کہنے ہیں۔ انہوں نے سمجھا کہ بس گورنمنٹ ایسی ہی بھولی بھالی گورنمنٹ ہے کہ اس کو مسلمانوں کے عقاید اور قرآن شریف کے ترجمہ سے مطلق واقفی نہیں، بس جو کچھ میں کہوں گا وہ فوراً صحیح سمجھ لے گی۔

اس بے جا خوش آمد کی کوئی حد بھی ہے کہ آیت کے صاف اور سیدھے معنی کو بگاڑ تگار کر کہیں کے کہیں لگا دیئے (ہم گورنمنٹ کی اطاعت اس آیت کے مصداق نہیں جانتے بلکہ

اپنے معاہدہ کے ایفاء کا اثر سمجھتے ہیں۔ یہ آیت مسلمان حاکموں کے واسطے ہے چنانچہ منکم کا لفظ اس آیت میں موجود ہے) اسی قوم کو جسے آپ تو دجال بتلاویں اور آپ کے خلیفہ اول حکیم نورالدین قوم یاجوج لکھیں۔ اسی قوم کو اپنے میں سے سمجھنے کا سرکلر (حکم) جاری کرتے ہیں صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم بھی دجال ہیں یا قوم یاجوج۔

۲۔ میں دنیا کے چھٹے ہزار میں آیا ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی ہے کہ میں دنیا کی پیدائش سے الف ششم یعنی چھٹے ہزار میں آیا ہوں چنانچہ لکھتے ہیں:

> اس وقت مثیل مسیح کی سخت ضرورت تھی اور نیز ان ملائکہ کی جو زندہ کرنے کے لئے اترا کرتے ہیں سخت حاجت تھی اور حضرت آدم کی پیدائش کے حساب سے الف ششم کا آخری حصہ آ گیا۔ سو ضرور تھا کہ چھٹے (الف) میں آدم پیدا ہوتا۔ اس لئے خداتعالی نے اس عاجز کو مثیل مسیح اور نیز آدم الف ششم کر کے بھیجا۔ (ملخصاً ازالہ اوہام۔ ص ۴۵۵ ایضاً ص ۶۹۳)

شیخ الاسلام مولانا امرتسری لکھتے ہیں کہ عبارت بالا اپنا مطلب بتلانے میں کسی شرح کی محتاج نہیں۔ صاف مظہر ہے کہ مرزا جی کے خیال میں (جس کا ثبوت خودان کے سوا کسی کو معلوم نہیں) خود بدولت دنیا کی پیدائش سے چھٹے ہزار کے اخیر میں آئے ہیں۔

اس کی نقیض:

اس کا خلاف بھی سنئے۔ مرزا صاحب قادیانی اپنی رسالت اور نبوت اور تشریف آوری کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ ایک سبب سے ہے، وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا ہے جو تمام نبیوں کی پیش گوئیوں کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا۔
>
> (دافع البلاء مطبوعہ مصنفہ مرزا قادیانی۔ ریاض ہند ص ۹)

اس تحریر میں مرزا جی کو ساتویں ہزار کا اقرار ہے۔ اگر چھٹا ہزار ہی لکھ دیتے تو بھی کوئی ہرج نہ تھا، کس نے پوچھنا تھا کہ ثبوت کیا ہے، اور انہوں نے بھی کون

ساحساب کر کے صاف بتلا دیناتھا مگر خدا کی شان دروغ گو را حافظہ نباشد کا ظہور یہی تو کچھ ہونا تھا۔خواہ مخواہ خدانے انکے قلم سے ساتواں ہزار لکھوا کر ان کو ذلیل کروایا۔ یہ ہیں خدائی کرشمے۔

اگر کسی کو شبہ ہو کہ چھٹے ہزار کے اخیر اور ساتویں کے شروع میں مرزا جی تشریف لائے ہوں گے اس لئے دونوں ہزاروں کو شمار میں لے لیا، تو ایسے صاحبوں کے سمجھانے کو بھی مرزا جی کی عبارات موجود ہیں۔ازالہ اوہام صفحہ۳۱۲ پر لکھتے ہیں:

دنیا کی عمر آنخضرتﷺ کی بعثت کے وقت ۴۷۴۰ تھی۔

پھر صفحہ ۱۸۵ پر لکھتے ہیں:

مجھے کشفی طور پر توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی (۱۳۰۰) اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں (ناظرین یہ ہے مرزا جی کی دیانتداری کہ تیرہ سو عدد موہومی پورے کرنے کو مقامی نسبت کو بھی نام کا جزو بنالیا جو اہل علم کے نزدیک قابل توجہ ہے۔ثناءاللہ)۔اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں۔

شیخ الاسلام امرتسری فرماتے ہیں کہ ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی چھ ہزار ترپن برس دنیا کی عمر گزرنے پر آئے ہیں کیونکہ آنخضرتﷺ کی بعثت کے وقت جب دنیا کی عمر ۴۷۴۰ تھی، تو تیرہ برس قبل از ہجرت ملانے سے ۴۷۵۳ ہوئے ،اور ہجرت سے بعد ۱۳۰۰ ملانے سے پورے ۶۰۵۳ برس مرزا جی کی بعثت کے ہوتے ہیں جو ساتویں ہزار کا شروع ہے۔ بہر حال ایک عبارت غلط نکلی جو الہامی شان سے خلاف ہے(لو جدوا فیہ اختلا فاً کثیرا)

ایک اور طرح سے تناقض:

عبارت مذکورہ بالا مندرجہ صفحہ ۱۸۵، ازالہ اوہام سے تو صاف معلوم ومفہوم ہے کہ مرزا جی آنخضرتﷺ کی ہجرت سے تیرہ سو برس بعد آنے کے مدعی ہیں جو غلام

احمد قادیانی کے نام سے بحساب ابجد نکالے ہیں۔ اب ہم ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۲ کی عبارت لکھتے ہیں جو صریح اس کے خلاف ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

مسیح اس وقت یہودیوں میں آیا تھا کہ جب توراۃ کا مغز اور بطن یہودیوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا تھا۔ اور وہ زمانہ حضرت موسیٰؑ سے چوداں (دہلی والوں کی صحبت سے مرزا جی چودہ کی چوکڑی ہی بھول گئے۔ ثناء اللہ) سو برس بعد تھا کہ جب مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا کہ جب قرآن کریم کا مغز اور بطن مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا اور یہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسیٰ کے وقت سے اوسی زمانہ کے قریب قریب گذر چکا تھا جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

صفحہ ۶۹۲، صفحہ ۶۷۵ پر بھی اقرار ہے بلکہ قرآن شریف کا حوالہ بھی دیا ہے کہ قرآن شریف نے مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس تک مدت ٹھہرائی ہے (عربی قرآن میں تو کہیں نہیں۔ اس قرآن میں تو نہیں جس میں کادیان کا نام ہے۔ ثناء اللہ)

اس عبارت کا صاف مفہوم ہے کہ مسیح موعود کے آنے کا وقت آنحضرت کے انتقال سے چودہ سو برس بعد ہے جو پورا ۱۴۱۰ھ کے بعد ہوگا۔ مگر تعجب ہے مرزا جی کو ایسی کیا جلدی تھی کہ تیرہ سو برس گذرتے ہی تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمالی۔

بہتر ہے کہ سر دست آپ تشریف لے جاویں اور پندرھویں صدی میں تشریف لاویں۔ مگر نہ بذریعہ تناسخ بلکہ اسی جسم کے ساتھ۔ بہرحال سر دست کہیں جا چھپیں سو برس بعد درشن کرائیے گا۔ اس وقت جو زندہ ہوگا آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوگا۔

۳۔ میرا منکر کافر یا کاذب نہیں

مرزا جی کے مریدوں میں گو آج کل ایک غیر معمولی شدت پیدا ہو رہی ہے، مگر مرزا جی اپنے مخالفوں کی نسبت جو رائے رکھتے ہیں وہ بھی تناقض سے خالی نہیں۔

آپ ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۷ پر مولوی عبدالحق صاحب غزنوی صوفی کو جنہوں نے مباہلہ کا اشتہار دیا تھا، لکھتے ہیں:

ایسے مسائل میں جنکی وجہ سے کوئی فریق کافر یا ظالم نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ مباہلہ جائز ہے۔قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ مباہلہ میں دو فریق کا اس بات پر یقین ہونا چاہیے کہ فریق مخالف میرا کاذب ہے مخطی نہیں۔تاہر فریق لعنت اللہ علی الکاذبین کہہ سکے۔اب اگر میاں عبدالحق اپنے قصور فہم کی وجہ سے مجھے کاذب خیال کرتے ہیں، لیکن میں انہیں کاذب نہیں کہتا ،بلکہ مخطی جانتا ہوں۔اور مخطی مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔میں اپنے مخالفین کو کاذب تو نہیں سمجھتا بلکہ ماول مخطی سمجھتا ہوں۔(ازالہ اوہام۔ص ۶۳۷)

عبارت مرقومہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ مرزا جی کی مخالفت موجب کفر یا کذب نہیں، بلکہ معمولی بات ہے جیسے کہ علماء کا آپس میں امور مستحبہ کی نسبت اختلاف ہوتا ہے اور بس۔اس سے زائد نہیں۔

اس کی نقیض:

اسکے خلاف مرزا قادیانی نے اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۸ کے حاشیہ پر منکرین بلکہ متر ددین کو بھی مردے اور ہلاک شدہ قوم لکھا ہے اور مریدوں کو سخت تاکید کی ہے کہ کسی منکر یا متر دد کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

اس سے بڑھ کر رسالہ دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹ پر اپنے منکروں کو کافر بتلاتے ہیں اور ان کی دعاؤں کو آیت قرآنی و ما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق قرار دے کر ان پر کفر کا حکم جڑا ہے۔

پھر صفحہ مذکور پر مرزا قادیانی نے طاعون کی وجہ بتلائی ہے کہ جس طرح پہلے نبیوں کے مخالفوں لوطیوں اور فرعونیوں وغیرہ پر عذاب نازل ہوئے تھے، یہ طاعون میرے مخالفوں پر نازل ہوا ہے۔

ان عبارات سے صاف مفہوم ہے کہ مرزا جی اپنے منکروں اور مخالفوں کو کافر مستوجب سزا جانتے ہیں۔کیوں نہیں، ترقی اسی کا تو نام ہے۔

۴۔حضرت مسیح کی زندگی اور دوبارہ آنے کا اقرار وانکار

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ براہین احمدیہ جلد چہارم میں جو (بقول مرزا جی)

محض الہام ربانی سے لکھی گئی تھی جس کے ان دنوں اکثر حوالجات دیکر بزعم خود مخالفوں کو ساکت کرنے کی ناکام سعی کی جاتی ہے صاف لکھا ہے:

اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے

هو الّذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی (مرزا جی! اب جو آپ خود ہی مسیح موعود اور اس آیت کے مصداق بن بیٹھے ہیں تو سیاست ملکی کی بھی کوئی فکر ہے؟ یا دجالوں کی حکومت ہی پر قناعت ہے۔ صاف کہیے۔ آخر یہ نیمے درون نیمے بروں کب تک رہے گا۔ پیسہ اخبار سے ڈرتے ہیں۔ ڈرکس کا، جب خدا آپ کا محافظ ہے) کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ۔ ص ۴۹۸)

ناظرین! دوبارہ تشریف لانا یاد رکھئے گا۔ عبارت مرقومہ بالا سے جو امر مفہوم ہے کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ صاف مضمون ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے۔ (باقی آئندہ)

مرزا قادیانی کی قرآن دانی

یہ تو جناب کی عادت مستمرہ ہے کہ قرآن شریف کی کسی آیت کا کچھ ابتدائی حصہ اور کسی دوسری آیت کا اخیر حصہ لکھ کر اوس کو اپنے الہاموں سے نامزد کیا کرتے ہیں جسکا اجر مناسب خداوند تعالی کی درگاہ سے پاویں گے اور جس پر ہم مفصل ریویو کرنے والے ہیں، مگر اب تو آپ نے ۱۴ سو برس کی محفوظ پاک اور بے عیب کتاب (قرآن شریف) کی تحریف کرنے پر مضبوط کمر ہی باندھ لی ہے۔

اخبار الحکم قادیان ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء میں آپ کے اعرج حواری عبد الکریم

نے صفحہ اول پر اپنے نجس اور ناپاک مضمون کے اختتام پر لکھ دیا تھا و العاقبة للمتقين ۔اگر چہ حواری مذکور بھی (بقول شخصے اونٹ چالیس تو بوتا چوالیس) آپ سے کچھ کم ہمہ دان اپنی ذات کو نہیں سمجھتا بلکہ اگر حضرت مرزا صاحب مرزائیوں کے امام ہیں تو وہ مرزا صاحب کے پیش امام ہیں مگر چونکہ ہم کو اوس کی سفاہت کم علمی دشنام دہی وغیرہ کا پورا تجربہ اور مشاہدہ ہو چکا ہے لہذا اوس کی تحریروں پر کبھی التفات نہیں کیا مگر جب مرزا صاحب نے بذات خاص اخبار مذکور مورخہ ۳۱ مئی صفحہ ۵ کالم نمبر ۲ میں بھی یہی عبارت خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہے اور لکھا ہے:

خداوند تعالی فرماتا ہے العاقبة عند ربك للمتقين۔

تو ہم کو فکر دامن گیر ہوئی اور ہم نے مصری حمائیل شریف کو ہاتھ میں لیا اور الحمد سے والناس تک دیکھا مگر۔ العاقبة عند ربك للمتقين کہیں نظر نہ پڑا ہم آپ کے اور آپ کے حواری اور دیگر مرتدوں کے نہایت ممنون ہوں گے اگر کوئی صاحب قرآن کے اوس پارہ اور رکوع کا ہم کو پتہ اور نشان دیں جس میں و العاقبة عند ربك للمتقين لکھا ہو۔

اگر ہماری اس گزارش کو بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے منظور فرما کر شافی جواب نہ دیا اور ہمارا یقین ہے کہ ہرگز نہ دیں گے تو برائے خدا قرآن شریف میں تحریف لفظی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری سے باز آویں۔

اگر چہ آپ نے اس پاک کتاب میں تحریف لفظی اور معنوی عرصہ سے شروع کر دی ہے مگر اب تک اوس کو آپ اپنے الہاموں اور حقائق و معارف سے موسوم کرتے رہے ہیں جن سے سوا آپ کی حماقت کے کسی کو فائدہ نہیں اور جن کی تردید علماء اسلام نہایت خوبی سے کر چکے ہیں۔

کیا یہی آپ کی قرآن دانی ہے کہ قرآن شریف کے الفاظ سے بھی پوری واقفیت اب تک نہیں وہ آیات جن میں عاقبت اور متقین کے الفاظ ہیں اور جن میں آپ کو عند ربك کا شک وشبہ پڑا ہے یہ ہیں:

و العاقبة للمتقين ۔ (الاعراف:۱۲۵)۔

و العاقبة للتقوى (طه : ۱۳۲)۔

و العا قبة للمتقين (القصص :۸۳)۔

فاصبر ان العاقبة للمتقين (ھو د: ۵۱)۔

و الآ خرة عند ر بك للمتقين (زخرف:۳۴)

پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اپنی صریح غلطی علی رؤس الاشہاد دیکھ کر اوس کا اعتراف کریں اور غلطی بتانے والے کا شکریہ ادا کریں ورنہ ایسے لوگ کا فرنعمتوں میں شمار کئے جاویں گے۔

راقم: ایک مسلمان

(یادرہے کہ جس قادیانی تحریر پر درج بالا تنقید کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔بہاء

مرزاصاحب قادیانی، اپنے مریدوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر چہ خدا تعالی کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیش گوئیاں ہیں جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہوں گی مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد کینہ بغض غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو۔ اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے و العا قبة عند ر بك للمتقين ۔اس لئے متقی بننے کی کوشش کرو۔ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء ص ۵ کالم ۲)

قادیان میں طاعون

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ایک مرزائی اخبار لکھتا ہے کہ قادیانی مرزاجی نے چار سال قبل (جب بمبئی وغیرہ میں طاعون نمودار ہوا تھا) پیشین گوئی کی تھی کہ پنجاب میں بھی ضرور طاعون پھیلے گا چنانچہ اب پھیلا (پس وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور امام آخر الزمان اور نبی اور رسول ہیں اور یہی ان پر ایمان لانے کی مسکت دلیل ہے)۔

ہم کہتے ہیں کہ اور لوگوں نے بھی یہی پیش گوئی کی تھی اور چند نجومیوں نے کھلم کھلا شائع کر دیا تھا کہ آئندہ سال ہندوستان میں ضرور مہامری پھیلے گی کیا یہ سب امام اور نبی اور رسول وغیرہ ہیں۔

جنگ ٹرنسوال کے بارہ میں تمام اہل الراء اور اخبار یہی کہتے تھے کہ بالآخر

انگلستان فتح یاب ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ کیا یہ سب نبی ہیں۔

بات یہ ہے کہ کوئی انسان غیب دان نہیں۔ صرف ظاہری علامات و اسباب سے کسی بات کے ظہور ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے۔ تواریخ سے ثابت ہے کہ جب طاعون کسی جگہ نمودار ہوا ہے، تو ملکوں میں پھیل گیا ہے اور تین تین سو برس تک دائر سائر رہا ہے۔ پس ہندوستان اور پنجاب میں بھی طاعون کے پھیلنے کا یہی قرینہ تھا۔ یہ تو مرزا جی کی نری عیاری اور ان کے چیلوں کی ضعیف الاعتقادی ہے کہ مرزا جی کے ایسا کہنے سے ان کو نہ صرف نبی اور رسول بلکہ غیب دان (خدا) بنا دیا۔

پھر یہی مرزائی آرگن لکھتا ہے کہ حضرت اقدس نے یہ کب کہا تھا کہ قادیان میں مطلق طاعون نہ ہوگا، بلکہ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ طاعون کی افراط تفریط نہ ہوگی اور لوگ کتوں کی طرح نہ مریں گے۔،

ہاں یہ کہا تھا کہ لوگ گدھوں کی طرح مریں گے جن میں کچھ مرزائی بھی ہوں گے۔ اچھا صاحب اپنے خدا سے اوروں کے لئے نہیں تو اپنے چیلوں ہی کے لئے دعا کرتے کہ یہ گدھوں کی طرح نہ مریں اور طویلہ میں کان دبائے راتب چکھیں اور خوید کھا کھا کر دم اٹھائے لید کیا کریں۔

مرزا جی نے یا تو عمداً ایسا نہیں کیا یعنی اپنے حواری کو طاعون کے منہ میں دھکیل دیا اور ذرا ان پر رحم نہ کھایا۔ مرزا جی کو یقین تھا کہ ان کا خدا مرزائیوں پر بہت غضب ناک ہے میری ہرگز نہ سنے گا۔، دونوں صورتوں میں کس برتے پر تتا پانی۔

اب تو یقیناً نہ صرف رسالت و نبوت کی ستیا ناسی ہوئی بلکہ آسمان باپ نے اپنے لیپا لک کو بھی عاق کر دیا۔ آسمانی باپ نے قادیانی مرزا جی کے کان میں یہ تو پھونک دیا کہ طاعون خلف اور ناخلف مریدوں کو ٹڈیوں کی طرح بھون کھائے گا مگر اس سے بچنے کا کوئی لٹکا مرزا جی کو نہ بتایا۔ بھلا ایسے ظالم اور بے رحم باپ کو کیا کوئی چولھے میں جھونکے۔

زندگی اپنی اسی طور جو گزری مرزا
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا بھی عجیب بھلا مانس ہے کہ اپنے لیپا لک کی

ایک بات بھی سچی نہ ہونے دی۔ پھر کس بھروسے پر اس الہام کا شکرا پالا تھا کہ انت بمنزلة ولدی ۔

پھر یہ بھی کہہ دیا کہ نحمدك علی عرشی
یعنی اے مرزا! میں اپنے گھونسلے میں بیٹھا تیری بھٹئی کیا کرتا ہوں۔
ہم حیران ہیں کہ خالی خولی بھٹئی اور زبانی جمع خرچ سے کیا کام چل سکتا ہے۔
پہلے تو اپنے لیپا لک کا ہاتھ پکڑا اور پھر منجھدار کے بیچوں بیچ میں دھکا دے دیا کہ سر اوپر اور ٹانگیں نیچے ڈبکوں ڈبکوں کرتے کرتے پاتال کی تہ میں سیدھے لڑکتے پھڑکتے چلے جاؤ۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۲۶ جلد ۲۰ و ۲۲

پیر مہر علی کے ہاتھ پر دو مرزائیوں کا مسلمان ہونا

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں کہ بذریعہ ایک مستند و معتبر عالم کے مندرجہ ذیل مراسلت ہمارے نام موصول ہوئی جس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں۔

دستگیر درماندگان قبلہ پیر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جیسا کہ کل بعد عصر حضور نے ارشاد فرمایا تھا سو یہ کلمات لکھ دینے میں مجھے عذر نہیں:۔
غلام احمد قادیانی کو میں رسول نہیں سمجھتا اور اس کے دعویٰ مسیح موعود کو افتراء یقین کرتا ہوں جو اعتقاد سلف صالحین کا ہے وہی میرا اعتقاد ہے۔
وباللہ التوفیق۔
راقم محمد حسین الہ آبادی حال معلم فارسی اسلامیہ سکول راولپنڈی
اور لیجئے:

ایک اور مرزائی جس کا نام مرزا فضل حسین احمد آبادی ۳۱۳ مریدوں کی فہرست نمبر ۱۳۹ (ضمیمہ انجام آتھم) میں بایں لفظ لکھا ہے:

شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی جہلم

یہ کبھی اپنا نام محمد حسین لکھتا ہے اور کبھی شیخ حسین۔ گویا اس کے تین نام ہیں اس کا باپ بھی مرزائی تھی سخت غالی۔ اس کا نام مرزا قادیانی نے صفحہ ۴۴ نمبر ۲۵۹ میں یوں لکھا (مولوی شیخ قادر بخش صاحب احمد آبادی) وہ قادیان میں مر گیا اور بیٹا اب از سر نو پیر صاحب گولڑہ والے کی مجلس میں روبروئے مجمع عظیم مشرف باسلام ہوا اور مندرجہ بالا تحریر بقلم خود لکھ دی۔...

اڈیٹر شحنہ ہند کا نوٹ: دوسری مراسلت اسی طرح ہمارے دفتر میں موصول ہوئی ہے جو بالکل صحیح اور واقعی ہے اگرچہ واضح نہیں بے ربط سی معلوم ہوتی ہے نامہ نگاروں کا فرض ہے کہ مفصل طور پر صحیح اور صاف عبارت میں لکھیں اگر مسلمان ہونے والے مرزائی خود نہ لکھ سکتے ہوں تو کسی لائق آدمی سے لکھوائیں تاکہ مخالفوں کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو منہ توڑ جواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجدد السنہ مشرقیہ مولانا شوکت اللہ القہار۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند روز ہوئے میں ایک مضمون جعلی بیعت کے بارہ میں ارسال خدمت کیا تھا جو آپ کے قیمتی ضمیمہ مورخہ ۸ جون ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا جسکے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔

مبتذل اور مفسد پرچہ الحکم میں شائع ہوا تھا کہ مولوی عبدالرحمٰن برادرزادہ جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے مرزا قادیانی کی بیعت کا طوق پہنا لعنت اللہ علی الکاذبین۔

چونکہ میرے حقیقی بھائی مولوی شاہ محمد صاحب حقیقی برادرزادہ جناب مولانا

صاحب موصوف حکیم نورالدین بھیروی کے بار بار لکھنے پر قادیان تشریف لے گئے تھے اسی واسطے عوام کو گمان ہوا کہ شاید وہ مرزائیوں کے مکروفریب میں پھنس گئے ہوں گے مگر الحمد للہ کہ یہ اتہام غلط ثابت ہوا۔ اور میرے مکرم بھائی نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کے منہ پر بھگو مارا جیسا کہ مندرجہ ذیل تحریر سے واضح ہوگا جوان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہے، اور جس پران کے دستخط ثبت ہیں۔

انہیں کرتوتوں پر مرزا قادیانی کو سچا امام اور مرزائیوں کو اس امام کاذب کے مرید ہونے کا فخر ہے۔ خدا ایسے امام ننگ اسلام اور اس کے مریدوں کو جلد ہدایت فرماوے، ورنہ غارت کرے۔ آمین۔

حکیم (نورالدین) بھیروی (جس کو اپنے افعال پر بلحاظ اپنے نام کے شرم آنی چاہیے) کو ہمارے خاندان سے قدیمی تعارف ہے۔ یہ ظلمت دین گمراہ کنندگان مسلمانان ہر وقت اسی تاک میں رہتا ہے کہ ہمارے خاندان میں سے کسی کو اس دام میں پھانسے تا کہ اس کے لئے باعث فخر ہو۔ اس واسطے تقریباً روز مرہ میرے بھائیوں کو مختلف پیرایہ میں خطوط لکھتا رہتا ہے۔ چنانچہ میرے مکرم بھائی مولوی شاہ محمد صاحب کے پاس اس کے کئی خطوط گئے جن میں اس نے استدعا کی کہ اگر تم قادیان میں آؤ تو میں تمہیں طبابت پڑھاؤں۔

صرف پرانے خاندانی تعارف کی وجہ سے میرے مکرم بھائی ایک آدھ دفعہ قادیان اس کی ملاقات کیلئے گئے، تو الحکم میں شائع کر دیا کہ مولوی عبدالرحمٰن (جعلی نام) برادرزادہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب نے بیعت کی۔ نعوذ باللہ من ذلک

مندرجہ ذیل تحریر سے مرزائیوں اور مرزا قادیانی کو شرم تو کیوں آنے لگی کیونکہ شرم چہ کنی است کہ پیش مرزائیاں بیاید، تحریر مذکورہ بعد کارروائی حسب ضابطہ کے واپس فرمایئے۔ راقم۔ ایس، ایم

میری نسبت جو لوگوں کو گمان ہوا ہے کہ یہ مرزائی ہو گیا ہے، یہ خبر بالکل غلط ہے کیونکہ بندہ تو مرزا قادیانی کو جیسا کہ مولانا مولوی صاحب سید نذیر حسین صاحب دہلوی و مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی مرتد اور کافر اور ملعون سمجھتے ہیں، ویسا ہی بندہ

بموجب شرع جناب رسول اکرم محمد ﷺ اس کو کافر اور مرتد سمجھتا ہے۔ اور بندہ ہرگز اس کے مریدوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا بہت مکار اور جھوٹا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے مرید بہت کم ہیں لیکن جعلی مرید اس نے بہت بنا رکھے ہیں ۔ اور تمام مسلمانوں کو واضح ہو کہ اس کا کچھ اعتبار نہ کریں جب تک اپنی آنکھ سے نہ لیں کہ کون کون اس کا مرید ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اس نے دنیا کے بدلے ایمان برباد کر دیا ہے۔

الراقم شاہ محمد برادر زادہ حقیقی مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میہان سنگھ ضلع گوجرانوالہ جسکا نام اڈیٹر الحکم نے عبدالرحمٰن مشہور کیا ہے حالانکہ میں ہماری برادری میں کوئی اس نام کا نہیں اور نہ کوئی ہمارے خاندان سے ایسا ہے جو مرزا کو کافر اور مرتد نہ سمجھتا ہو۔

فقط بقلم خود۔ شاہ محمد

قادیان میں طاعون

مولانا احمد حسن شوکت بتاتے ہیں کہ مسیحی ہم عصر صدائے بشیر گجرات بعنوان (آخر راستی کی فتح) حسب ذیل لکھتا ہے:

خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنی عزت دوسرے کو نہ لینے دونگا۔ کچھ عرصہ تک تو قادیانی احمد نے مثیل مسیح اور الہام ہی پر اکتفا کیا، مگر اب کم بختی جو آئی تو لشکروں کے خدا کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ خدا بننے کی ٹھہرا لی۔ چنانچہ ان کے حال کے طاعونی اشتہار میں ایک یہ فقرہ بھی مرقوم تھا کہ خدا قادیانی سے کہتا ہے کہ:

تو مجھ سے اور میں تجھ سے،۔

لاحول ولاقوۃ۔ اس کفر کی بھی کچھ حد ہے۔

ابن مریم کے مقابلہ پر کھڑا ہونا ایک خالی ناپاک انسان کا کیا بوتا ہے۔ اسی شیخی پر کہہ اٹھے کہ خدا کو میری رعایت منظور ہے اور قادیان دار الامان مقرر ہوا ہے،

طاعون سے محفوظ رہے گا۔ دنیا کو للکار بتائی تھی کہ آؤ مقابلہ پر۔ یہ ایک طرح تقدیر الٰہی کا مقابلہ تھا۔ مگر وہ غیور خدا اگرچہ رحمان اور رحیم ہے، مگر ہر حال میں معاف نہیں کرتا اتنا بڑا شہر بٹالہ جس کی آبادی تیس ہزار سے زیادہ ہے ہنوز وبائے طاعون سے محفوظ ہے مگر قادیان محفوظ نہ رہے گا بہت موتیں ہو چکی ہیں۔ خود قادیان کے جبرئیل بھیروی کی کوئی عزیزہ بھی جانبر نہ ہو سکی اب وہ مرزا قادیانی کی لن ترانی کہاں ہے۔ مرزا قادیانی یاد رکھے کہ المسیح ایک چٹان ہے جس پر یہ چٹان گرتی ہے اسکو پیس ڈالتی ہے۔ جو اس چٹان پر گرتا ہے چور ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو آپ کی تخریب منظور تھی، اس لئے کسی بدروح نے آپ کو اطلاع دی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپ بدخو ہو کر بڑ بڑا اٹھے الٰہی کلام اور شیطانی آواز میں ذرا تمیز نہ کر سکے اس تازہ جھوٹے الہام سے آپ کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی اسی طرح لاہور کے پنڈت اگنی ہوتری نے دعویٰ کیا تھا کہ میں ہائی سیویر (اعلیٰ نجات دہندہ) ہوں۔ یہ اس کے عروج کی آخری ساعت تھی اس کے بعد ایسا تاریکی میں گمنام ہوا کہ سوائے چند چیلے چاپڑوں کے لوگ اس کا نام بھی بھولتے جاتے ہیں یوں ہی آپ کی حالت بھی نازک ہے خدا نے آپ کو آج تک مہلت اور فرصت دی اور آپ کی بے جا حرکتوں پر تحمل کیا آپ ایک عرصہ سے سخت بیمار ہیں بعض کے خیال میں آپ کو جزام بھی ہو گیا ہے کب تک آپ جئیں گے اس عادل حقیقی کے حضور حاضر ہونا ہے جس کا مقابلہ آپ کرتے رہے ہیں سو اب توبہ کریں وہ قبول کرے گا ضرور معاف کرے گا اسکا فرمان ہے کہ جو میرے پاس آتا ہے میں اس کو ہرگز نکال نہ دوں گا۔ فرمان المسیح:

توبہ کر اب بھی تو کہ در توبہ باز ہے

قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام

(مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں)

جب یونانی فلسفہ کی بنیاد پڑی اور اسکا دور دورہ ہوا، اور مذہب اسلام سے مقابلہ ہونے لگا تو اس زمانہ کے علماء اہل اسلام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اصول علم

کلام ایجاد کیا۔ اور اپنا دل ودماغ خرچ کر کے کتابیں لکھیں، جسکے ذریعہ سے بعض مسائل کو یونانی فلسفہ سے تطبیق دی ،اور جو اصول اس فلسفہ کے رکیک اور کمزور تھے اون کو بذریعہ علم کلام کے مسترد ومتروک کردیا۔

مگر بمرور ایام ایک نیا فلسفہ جاری ہوا جس کی بنا (برخلاف قیاسات وتوہمات) مشاہدہ اور تجربہ پر ہوئی۔ جس کا رخ تیرھویں صدی کے اخیر میں ہندوستان اور پنجاب کی طرف ہوا، اور کل سرکاری اور قومی سکولوں اور کالجوں میں اس کی شاخوں کی تعلیم ہو رہی ہے۔ اور جس کی بدولت اس نظام عالم پر جس کو نامور حکیم بطلیموس نے قائم کیا تھا طلبا ہنسی اڑا رہے ہیں۔

الحاصل جب تجربہ ومشاہدہ کے نظام عالم ، زمانہ حال کے سائنس اور فلسفے نے یونانیوں کے اس وہمی اور قیاسی فلسفہ کو باطل کردیا تو وہ پرانا علم کلام بھی بے مصرف رہ گیا۔

ہمارے زمانہ کے علماء اسلام کا حقیقی فرض ہونا چاہیے تھا کہ حال کے سائنس و فلاسفی وغیرہ کے مقابلہ میں کوئی نیا علم کلام تیار کرتے اور جو اوہام وشکوک زمانہ حال کے لوگوں کے دلوں میں جاگزین تھے اون کے دور کرنے کی کوشش فرماتے مگر کسی بزرگ نے ادھر توجہ نہ کی۔

ایسے نازک اور پرآشوب دور میں ایک شخص سید احمد (مرحوم) نامی خاک پاک دہلی سے پیدا ہوا، جو قدرۃً ہمدردی بنی نوع انسان اور فطرۃً دردمند دل اپنے ساتھ لایا۔ اس نے قوم کی ایسی ردّی حالت دیکھی کہ خدا کسی کو نہ دکھاوے اس نے اسلام کو قابل رحم حالت میں پاکر سینکڑوں دیگر امور کی اصلاح کے ساتھ ہی یہ بھی عاقبت اندیشی کی کہ مروجہ سائنس اور فلاسفی کو جس کا مذہب اسلام سے مقابلہ پڑتا نظر آیا مدنظر رکھ کر ہندوستان کے بزرگ ومقدس مولویوں کی خدمت میں اپیل کی کہ اس طوفان بے تمیزی کے مقابلہ میں آپ مضبوط کمریں باندھیں، اور پورانے تیروتفنگ کی بجائے کسی نئی توپ اور سنائنڈر بندوق سے کام لیں۔ مگر کسی نے نہ سنی اور سب نے اس کو اہل غرض اور دیوانہ بتلایا۔ اس لئے اس مرد میدان نے سب سے مایوس ہوکر خود کمر ہمت باندھی اور بلند حوصلے اور مضبوط دل سے اس کام میں مصروف ہوا کہ خداوندتعالی کی قولی

اور فعلی (قرآن اور نیچر) دونوں کتابوں کو جو دراصل ایک ہیں باہم مطابق اور موافق کر دکھایا اور جن لوگوں نے مخالفت کی سب کے سب ہارے تھکے اور ماندے ہو کر جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

علماء وقت اور بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ایسی اعلی اور بے مثل تحقیقات کے ساتھ مرحوم ومغفور نے بعض مقاموں میں ٹھوکریں بھی کھائیں اور کیا عجب ہے کہ ایسا ہوا ہو، کیونکہ غلطیوں سے پاک وصاف رہنے کا منصب تو خداوندتعالی نے انبیاء کرام کو ہی عطا فرمایا ہے جو فطرۃ معصوم رکھے جاتے ہیں۔

سر سید احمد مرحوم کا نہ تو یہ دعوی تھا کہ میں تمام انبیاء کرام کا لب لباب ہوں، نہ اپنے تئیں حاشر، امام وقت وغیرہ ظاہر کرتا تھا۔ بلکہ وہ انبیاء کرام سے برابری کرنے والوں کو مشرک فی صفۃ النبوۃ جانتا تھا۔ اور قرآن شریف کو ہر وقت، بلکہ ہر آن تمام دنیا کے لئے حیّ امام مانتا تھا۔ اسکا یہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

> میری یہ خواہش نہیں کہ کوئی شخص، گو وہ میرا کیسا ہی دوست سے دوست ہو، میرے خیالات کی پیروی کرے۔ میں رسولوں کے سوا کسی شخص کا ایسا منصب نہیں سمجھتا کہ (ان باتوں میں جو خدا اور بندوں کے درمیان دلی اور روحانی امور سے متعلق ہیں اور جن کو مذہب کہتے ہیں) وہ یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کی پیروی کریں یہ منصب تو رسولوں کا تھا اور آخر کو جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جن کا ازلی مذہب خداوندالاباد تک قائم رکھے اور ضرور قائم رکھے گا (کیونکہ جیسا وہ ازلی ہے ابدی بھی ہے) ختم ہو گیا۔ (دیکھو سفرنامہ پنجاب میں لیکچر اسلام)

الغرض اوس بہی خواہ اسلام اور دلی ہمدرد قوم کی بیش بہاء اسلامی اور لاثانی خدمات کے حیرت انگیز اور تعجب خیز کارنامے خطبات الاحمدیہ تہذیب الاخلاق تفسیر القرآن وغیرہ کے لباس میں سب دنیا کے سامنے موجود ہیں جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اپنی رائے قائم کرکے خذ ما صفا ودع ماکدر پر عمل کرے۔

ایسے بے مثل نامور فلاسفر اسلام کو بظاہر نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا اور خلق خدا کے سامنے اس پر تبرے بھیجنا صرف قادیانی اور اسکی پاک جماعت کا ہی کام ہے جو اس فرض کے ادا کرنے کو کار ثواب تصور فرماتے ہیں (دیکھو مرزا جی کا خط مندرجہ آئینہ کمالات

جس میں اپنی نیک باطنی اور طینت کی پاکی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے) اور فخر یہ کہتے ہیں کہ سر سید احمد کا ایجاد کردہ علم کلام کسی کام کا نہ تھا، اور فقط ہمارا علم کلام دنیا میں عالم گیر ہے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس مقولہ میں کہاں تک سچے ہیں۔ ہم نے قادیانی صاحب موصوف کے اس نرالے اور انوکھے علم کلام کو از سرتا پا تو مطالعہ نہیں کیا، اور نہ ہمیں محنت مزدوری اور روزی کے دھندے سے اس قدر فراغت ہوئی، نہ ہم اوس پر حاوی ہونے کے پورے مدعی ہو سکتے ہیں، مگر ان کی تصانیف میں جو اس نئے علم کلام کی جھلک پاتے ہیں ان میں سے بعض شاخوں کا مختصر طور پر ذکر نا مناسب سمجھتے ہیں اور ارباب بصیرت سے التجا کرتے ہیں کہ ہماری ان نا چیز سطور پر موافق یا مخالف جس قسم کی رائے رکھتے ہوں ظاہر کرنے میں دریغ نہ فرماویں۔

اول: معانی اور مطالب وغیرہ سے پہلے ناظرین کے سامنے عبارتوں کے الفاظ ہی اپنا جلوہ اور کرشمہ دکھایا کرتے ہیں۔

پس مرزا صاحب قادیانی کی عبارات میں صریح سبّ وشتم اور مخاطبین کو کرخت الفاظ سے خطاب کرنا جابجا پایا جاتا ہے۔ اس میں سواء مریدین مخلص کے باقی کل دنیا، عام اس سے کہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی، آپ کے عدل وانصاف کے ایک ہی کانٹے میں تولے گئے ہیں۔ اور ایسا کیوں کر نہ کیا جاتا جب کہ آپ کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص میری جماعت سے الگ رہے گا وہ کاٹے جانے کے قابل اور جہنمی ہے۔ اور بعض اوقات جب کہ فراہمی چندہ لنگر یا زیورات وغیرہ میں فرق آنے لگتا ہے تو خود مریدین کو بھی بے نقط سنائی جاتی ہیں (دیکھو آسمانی فیصلہ کے اخیر صفحات اور الحکم اخبار کے اوراق)

پس جب یہ حال ہے تو کیونکر کوئی فرقہ یا جماعت اس سکھا شاہی اصول موضوعہ سے خارج رہ سکتی تھی۔ سب سے پہلے آریا قوم کو اس شیرینی کی بھاجی دی، جس پر: کلوخ انداز را پاداش سنگ است، کا معاملہ پیش آیا۔

آریا نے ایک ایک کے عوض، ہزار ہزار سنائیں۔ اور نہ صرف قادیانی اور ان کی جماعت پر ہی اکتفا کی بلکہ پاک اسلام اور اس کے بانی ﷺ کی شان میں بھی سخت ہتک آمیز کتابیں لکھیں۔ کوئی اہل دل خدا ترس مسلمان نہ ہوگا جو تکذیب براہین احمدیہ، خبط احمدیہ، تنقیح دماغ اور جہاد وغیرہ کتب مولفہ لیکھ رام مقتول کو دیکھے اور اس کا جگر

کباب نہ ہو۔سینکڑوں گالیاں تواس نے اشتعال میں آکر خدا کو دیں اور آنحضرتﷺ واصحاب کبار کوسلف صالحین کے بارے میں جو کفریات بکے اون کا حد وشمار نہیں اوراس سب ہرزہ درائی کا ثواب عظیم قادیانی کی روح کو قیامت تک پہنچتا رہے گا۔

مسلمان کہتے ہیں کہ آیت

و لاتسبّوا الّذین ید عون من دو ن اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم (الانعام:۱۰۸)

کو مرزا صاحب قادیانی نے کیوں مدنظر نہ رکھا۔مگر یہ اعتراض مسلمانوں کا عدم واقفیت تصانیف مرزا صاحب پر مبنی ہے ۔جو شخص خود نبوت اوررسالت کا مدعی ہو، اس کوکسی دیگر مقدس اور معصوم پیغمبر سے کیا سروکار۔اور جو اپنے الہاموں کا مالک ہے اس کوقرآن شریف کے ساتھ کیا ہمدردی ہے۔

ایسا ہی مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے ساتھ ناحق چھیڑ چھاڑ کرکے حضرت مسیح اولوالعزم رسول کوسخت کو سنے دیئے۔جن کے جواب میں امہات المومنین جیسی زہر آلود اور مغلظ سبّ وشتم کتاب کسی عیسائی نے شائع کی۔اور جب انجمن حمایت اسلام نے بحضور جناب لفٹننٹ گورنر بہادر چارہ جوئی کا ارادہ کیا،تو مرزا جی نے شوروغل مچایا کہ ہم اس کتاب کا جواب لکھیں گے۔مگر ابھی تک تو جواب سے صاف جواب ہے۔

یہ تو آپ کے تہذیب کلام کا دیگر مذاہب والوں کے ساتھ برتاؤ ہے۔ اورجس طرح آپ نے خاص مذہب اسلام کے عالموں،سجادہ نشینوں،صوفیوں وغیرہ کے ساتھ نیک سلوک کیا ہے اون کی درفشانی کی ردیف وارڈکشنریاں سبکے روبرو ہیں (دیکھو کتاب عصائے موسیٰ مصنفہ منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہوری ص۱۴۴تا۱۴۶)۔

اگرمرزا صاحب قادیانی میں کچھ بھی حس .. باقی ہوتی جس کوکانشنس کے نام سے نام زد کیا جاتا ہے،تو ایک خدا ماننے والوں،آنحضرتﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں ،اہل قبلہ کوایسی تہذیب کلامی سے خطاب کرتے ہوئے شرما جاتے۔

غرض کہ مرزا جی کے نئے علم کلام کی یہ ایک ایسی شاخ ہے جس کی نظیر اسلامی تواریخ میں کہیں نہیں ملتی اور آئندہ کسی کوسبّ وشتم کی سند لینی ہوتو مرزا صاحب ہی کی تصانیف میں ملے گی۔

دوم۔ مرزا صاحب قادیانی کے نرالے علم کلام کی دوسری شاخ خونی اور مہلک پیشگوئیاں تھیں جو بڑی شد و مد کے ساتھ کی گئیں۔ اور افسوس ہے کہ وہ سب بغیر اپنا ظہور دکھائے اور عمل و دخل کئے روز روشن میں مردہ اور ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں مقدوح اور مخدوش ہو کر مقطوع النسل ہو گئیں۔

چونکہ اس بارے میں اکثر اہل علم لوگ مفصل اور مشرح لکھ چکے ہیں اس لئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر طرہ یہ ہے کہ باوجود ایسا ہونے کے مرزا قادیانی صاحب اپنی ذات کو سچا قرار دیتے ہیں۔

سوم۔ مختلف جماعات اہل مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کو للکار کر اپنے مقابلہ کے لئے بذریعہ اشتہارات وغیرہ بلانا اور جب ان میں سے کوئی مرد میدان کیل کانٹے سے لیس ہو کر مقام مقررہ پر آجاوے، تو قسما قسم کے حیلے تراشنا اور آخرکار اپنے بیت الفکر کی راہ لینا۔

چنانچہ ایسے کئی واقعات دنیا کے سامنے گذر چکے ہیں جن میں سے چند ایک کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے:۔

۱۔ اوائل مہدویت کے زمانہ میں آپ علی گڈھ جا نکلے اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب علی گڈھی سے مقابلہ ہوا۔ اور جب عین سوال و جواب کا موقعہ آیا تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ:

مجھے الہام ہوا ہے کہ نہ مباحثہ کرو نہ وعظ۔

چنانچہ معاملہ ڈسمس اور مجمع منتشر۔ مگر قادیان میں آتے ہی رسالہ فتح اسلام میں بے چارے مولوی محمد اسماعیل صاحب کی خوب خبر لی۔

۲۔ دہلی میں بڑی بھاری اشتہار بازی کے بعد ایک مجلس مباحثہ کا انعقاد ہوا جس میں پولیس وغیرہ کا انتظام خاطر خواہ کیا گیا اور حضرت مقدس مولوی سید نذیر حسین صاحب معہ تلامذہ وہاں بولائے گئے۔ اور سب کے سب میدان مقررہ میں حاضر ہو گئے۔ اب قادیانی صاحب کی طرف قاصد پر قاصد اور ڈپوٹیشن پر ڈپوٹیشن جانے شروع ہوئے اور لسان غیب سے آواز آنے لگی

گوئے توفیق وکرامت درمیان افگندہ اند
قادیانی را چہ پیش آمد حماراں را چہ شد

مگر مدعی مہدویت کی طرف سے صدائے برنخاست۔

اس واقعہ کے بعد ابھی پورا ہفتہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ پھر وہی اشتہار بازی اور جھوٹے الاہنے شروع ہوئے۔مرزا صاحب قادیانی نے مریدان مخلص کو بھی مختلف اضلاع پنجاب سے طلب کیا اور جب دہلی کے بازاروں میں دکانداروں کو پنجابی مرزائیوں کی صورتیں دکھائی دیتی تھیں، تو انگلیوں سے ان کی طرف اشارے ہوتے تھے کہ دیکھو! یہ پنجابی موٹے تازے گدھے کی طرح چل پھر رہے ہیں۔مگر واحد العین حمار جس کی لنگڑاہٹ اور گنجاپن کا مداوا مسیح موعود سے بھی نہ ہوسکا سیر دہلی سے محروم تھا۔اس لئے میر ناصر نواب کے طویلہ میں ہی ڈھنچوں ڈھینچوں لگا کر ان انکرا لا صوات لصوت الحمیر کی تصدیق کرتا رہا۔

الغرض آخری میدان جامع مسجد دہلی میں پڑا۔اور جب مرزا صاحب کو مخاطب کیا گیا کہ اپنے دعوی موعود مسیح کو بدلائل بیان فرماویں، تو ادھر سے جواب دیا گیا کہ ہم تو مسیح کی حیات وممات کی بابت مسئلہ دریافت کرنا چاہتے ہیں اور ہماری غرض مباحثہ ہے۔

چنانچہ مرزا صاحب اور ان کے مریدین کے چند اہل پولیس کے ساتھ کر دیئے گئے کہ بحفاظت تمام ان کو ناصر نواب صاحب کے گھر پہنچا آویں۔(یہ مضمون مولوی امام الدین صاحب گجراتی کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔بہاء)

تعبیر طلب خواب

مولانا اڈیٹر صاحب السلام علیکم۔

خاکسار نے ایک سچا خواب دیکھا ہے جو بغرض تعبیر حضور کی خدمت میں مرسل ہے۔امید کہ آپ یا آپ کے ناظرین میں سے کوئی صاحب تعبیر سے معزز فرماویں گے۔

ایک روز رات کو جب میں سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور ایک میرا دوست اسٹیشن کی طرف جاتے ہیں کہ اسٹیشن پر کوئی جلسہ ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو بہت سی مخلوق ایک خیمہ کے نیچے جو بہت بڑا لمبا چوڑا ہے موجود ہے۔ بینچ وغیرہ بچھے ہیں اور لوگ لیکچر دے رہے ہیں۔ ہم نے لیکچر سنے۔ بعد ازاں اسٹیشن کی طرف آگے بڑھے۔

مجھے اوسوقت بھوک لگی تھی۔ میرا ہمراہی مجھے کھینچ کر اس خیمہ کی طرف لے آیا۔ میں نے بہت روکا مگر وہ نہ رکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ میرے دوست نے کہا آؤ تمہیں کھانا بھی کھلاؤں اور مرزا صاحب قادیانی کو بھی دکھلاؤں۔ جب میں آگے بڑھا تو دو چار لوگ بڑے تپاک سے ملے اور بینچ پر بٹھانے لگے۔ مگر مجھے نفرت آئی۔ میں نے کہا میں تو نہیں کھاؤں گا، صرف مرزا صاحب کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب دیکھنے کو مڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں چند اشخاص لنگوٹی باندھے کانوں میں بالے ڈالے سر پر لال پگڑی باندھے گھوم رہے ہیں۔ اور بیچ میں اسی ہیئت سے ایک شخص ہے جس کی داڑھی بہت کٹی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کیا یہی مرزا صاحب قادیانی ہیں اسکی تو داڑھی کٹی ہوئی ہے مرزا صاحب بیچ میں تھے اور ان کے گرد بہت سے اشخاص لنگوٹی باندھے پھر رہے تھے جیسے بازی گر ڈھول لے کر کھڑے ہوتے ہیں ویسے مرزا صاحب بھی کھڑے تھے۔

الغرض میں نے مرزا صاحب قادیانی کو لکھنؤ کے شہدوں کے حلیہ پر دیکھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے جھوٹ بولنے کی خدا کے فضل سے نہ تو عادت ہے نہ ضرورت۔ اور مرزا صاحب سے میری کوئی عداوت بھی نہیں بلکہ میں نے مرزا صاحب کی شکل بھی آج تک نہیں دیکھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے و اللہ اعلم بالصواب۔

فیروز الدین از امرتسر مجیٹھہ منڈی یکم جولائی ۱۹۰۲ء

اڈیٹر شحنہ ہند لکھتے ہیں: یہ خواب ہمارے پاس ایک نہایت معتبر اور مستند متورع متقی مقدس عالم کے ذریعہ سے پہنچا ہے جن پر کذب کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا۔ تعبیر صاف ہے مرزا جی ایک مداری کی طرح پھنک ایک پھنک دو کا تماشہ دکھا رہے ہیں اور چیلے چاپڑ گرد و پیش ہیں پیراں نمی پرند مریداں مے پرانند کا مضمون ہے۔ داڑھی ترشی

ہوئی ہے یعنی غیر متشرع مجوسی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ خالفوا المجوس۔الحدیث۔

امید کہ دیگر ناظرین بھی تعبیر دیں گے۔

خداوند آزادی بخش آزادی پسند

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

انسان کسی نہ کسی شریعت کا پابند اور مکلّف ہے۔اور جو ایسا نہیں وہ دہریہ ہے۔ نہ اسکی کوئی ضمانت ہے، نہ ذمہ داری ہے۔ وہ اپنے کو انسان نہیں سمجھتا، بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر جانتا ہے کہ جو چاہو کرو۔جس قدر اس نے اپنے زعم میں ترقی کی ہے اسی قدر تنزل میں گرا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہوگیا
آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا

موجودہ زمانے کے فیلسوف اور بھروپئے آزادی آزادی پکار رہے ہیں اور اپنی اس ٹھیک وقت کی راگنی پر جوانان آزادی پسند کو مائل کر رہے ہیں وہ خداوندان آزادی بخش و آزادی پسند ہیں۔منجملہ انکے ایک قادیانی مرزا جی بھی ہیں جنھوں نے اپنا آزاد مذہب دہریوں اور ستارہ پرستوں کے مذہب سے تراشا ہے۔نہیں نہیں دہریئے اور ستارہ پرست تو آخر کوئی مذہب رکھتے ہیں، وہ مطلق العنان نہیں۔مرزا جی تو نہ ادھر کے ہیں، نہ ادھر کے۔ وہ اپنے کو مسلمان بتاتے ہیں ،مگر درحقیقت اسلام اور اس کے عقائد کی بنیاد ڈہاتے ہیں۔ وہ اسلامی نبی اور رسول ہیں مگر شارع اسلام کے حریف اور رقیب ہیں ۔اور نہ صرف شارع اسلام بلکہ تمام انبیاء کرام کا نام صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں ،وہ گویا دعویٰ کے ساتھ ہنکار رہے ہیں کہ میں خداوند آزادی بخش آزادی پسند ہوں۔اے میرے چیلے چاپڑو! پچھلے رفارمروں نے جوانسانوں کے پاؤں اپنی شریعت کی کاٹھ میں ٹھونک رکھے تھے۔میں ان کی بیڑیاں کاٹنے اور انکو کاٹھ سے نجات دینے آیا ہوں۔شارع اسلام نے اگر یہ کہا تھا کہ

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

تو میں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں

خلقت لاختم السب والشتم

اگر شارع اسلام نے یہ فرمایا تھا کہ

ما من صورةٍ الا طمسه و ما من قبر ا لا سو یته

تو بیسویں صدی کا رسول یہ کہتا ہے

نزلت لا تخذ الناس تمثا لی الھا غیر اللہ الملك العلام و جئت لا خلق عبدة ا لاو ثان و ا لاصنام لعنة اللہ علیه و علی حواریه الی یو م القیام

برٹش سلطنت آزاد ہے مذاہب سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔ پس یہ اسی کی آزادی کے انڈوں بچوں کی جھول ہے جو جھوٹے رفارمروں اور رسولوں اور مہدیوں کی جون میں آ کر ککڑوں کون کی بانگ دے رہے ہیں، ورنہ کوئی دوسری ایشیائی شخصی سلطنت ہوتی تو بوئے بھی نہ جمتے، اور جمتے بھی تو فی الفور اکھڑوا کو پھنکوا دیئے جاتے۔ ذرا افغانستان ایران عرب میں تو اپنا مشن بھیجیں تا کہ پھولی پھولی ماما پختیاں کھانے کی حقیقت معلوم ہو اور چھٹی کے دودھ تک کا گھٹنوں گھٹنوں مزہ آ جائے۔

یہ ایک کھلی بات ہے کہ جو ابوالھوس دنیا پرست مکار کھلے بندوں دعوی کرتا ہے کہ میں نبی ہوں، رسول ہوں، مجھ پر ایمان لاؤ۔ وہ علی الا علان تمام انبیاء کرام کا انکار کرتا ہے اور ان کی جانب سے مخلوق خدا کو پھیر کر اپنی جانب رغبت دلاتا ہے۔ یہ تمام سوسائیٹیوں کا عموماً اور اسلامی سوسائٹی کا خصوصاً برہمزن ہے۔ اور سوسائٹی بھی وہ جو شرقاً غرباً پھیلی ہوئی ہے۔ یہ مسلمانوں کو حرمین شریفین سے نفرت اور قادیان اور اس کے منارے کی زیارت کی رغبت دلاتا ہے۔ لیکن کیا ایسے ملمع کاروں سے اسلام کو کچھ ضرر پہنچ سکتا ہے یا کبھی بھی پہنچا ہے۔ توبہ توبہ! بہت سے مہدیان کذاب گزر چکے ہیں اور جب تک مخبر صادق کی پیشین گوئی کے موافق ان کی تعداد ۳۰ پوری نہ ہوگی برابر خروج کرتے رہیں گے پس مسلمانو! ان ھذا لھو البلاء المبین۔

مرزا قادیانی کہتا ہے جو کچھ میں کہوں وہ کر وکس کا قرآن اور کس کی حدیث

۔اور اپنے احمق چیلوں چاپڑوں کے سر پر یہ پوچارا پھیرتا ہے کہ قرآن وحدیث کے معانی سوا میرے آج تک کسی نے سمجھے ہی نہیں، دراصل معنی یہ ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں احمد سے مراد میں ہوں اور آیت بل رفعه الله اليه سے مراد مسیح کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا ہرگز نہیں، بلکہ رفعت درجت مراد ہے۔ یہ اس لئے کہ جب خود عیسی مسیح دوبارہ دنیا میں آنے والے ہیں، تو اس مکار مثیل المسیح کو کون پوچھے گا۔ لیکن ان الو کے پٹھوں کو اتنی بھی عقل نہیں کہ بل رفعه الله اليه مضمون سابق سے اضراب کیلئے وارد ہوا ہے یعنی ماقتلوہ و ما صلبوه سے۔

اگر خدا تعالی کو عیسی مسیح کا زندہ اٹھانا مقصود نہ ہوتا تو ما قتلوه وما صلبوه کے فرمانے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔ رفعت درجت یا خدا کی طرف جانے کا مرتبہ تو انبیاء کو پہلے ہی حاصل ہے۔ ہر نبی موت وحیات دونوں میں رفیع الدرجات ہے۔ اس صورت میں بل رفعه الله اليه بالکل لغو اور حشو ٹھہرتا ہے۔ نعوذ باللہ مرزا جی کی غزل کا مقطع یہ ہے کہ میں اسلامی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے اور اے میرے چیلو میں خداوند آزادی بخش آزادی پسند ہوں۔ دوزخ اور بہشت کے وجود کا لاکھوں سال قبل ہونا نیچر کے خلاف اور بے کار ہے۔ جس طرح مسیح کا آسمان پر اتنے دنوں زندہ رہنا محال ہے۔ پس تم کوئی خوف دل میں نہ لاؤ ریگ ماہی اور سقنقور زعفرانی حلوے میں ملا کر کھاؤ اور نہ صرف قادیان میں بلکہ چار طرف سرکاری سانڈ بنے پھرو۔ کس کی نماز کس کا روزہ کس کی زکوۃ کس کا حج۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۲۷ جلد ۲۰و۲۲۔ ۱۶ جولائی ۱۹۰۲ء

بقیہ: ہفوات مرزا

اس کی نقیض:

اسکے خلاف بتانے کی حاجت ہی نہیں سب کو معلوم ہے کہ اب الہامی

صاحب کو الہام بھی ہوتے ہیں اور تو حضرت مسیح کی وفات کے خواب بھی آتے ہیں تو ان کی موت کے۔ بلکہ براہین احمدیہ کی تصنیف سے بعد یہاں تک آپ کی ذہانت نے ترقی کی ہے کہ حضرت مسیح کی وفات ان کے نزدیک اجلی بدیہات سے ہو گئی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

جس وضاحت اور تفصیل اور توضیح کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح کے فوت ہو جانے کا ذکر ہے اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔ (ازالہ اوہام۔ص۳۲۴)۔

اب تو یہی الہام ہے کہ تمام دقیق مسائل کا تصفیہ حضرت مسیح کی موت ہی پر موقوف ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

میرے دوستو! میری ایک وصیت سنو اور خوب یاد رکھو کہ تم ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو، اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ (ازالہ اوہام۔ص۵۶۰)

مگر افسوس کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت، جس کے جواب میں مبلغ دس ہزار کا اشتہار دیا تھا، یہ دلیل نہ سوجھی۔ چونکہ اس جگہ ہم نے صرف تناقضات اور ہفوات بتلانے کا التزام کیا ہوا ہے، نیز اس بحث کو تمام وکمال ہم تفسیر ثنائی جلد دوم میں لکھ چکے ہیں، اس لئے حضرت مسیح کی وفات کی بحث چھیڑنے کا موقعہ تو نہیں مگر اتنا ضرور بتلاتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ حضرت مسیح کی موت ثابت کرنے سے عیسائیوں پر فتح پائی جائے، زندگی کے ثبوت سے بآسانی فتح پائی جا سکتی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح کی موت سے عیسائی مذہب کی ایک گونہ تائید ہوتی ہے (غالباً مرزا جی کی بھی غرض تائید ہی ہے) کیونکہ عیسائی مذہب کی بنیاد مسیح کے کفارہ پر ہے۔ اور مسیح کا کفارہ ان کی موت پر موقوف ہے۔ پس کون نہیں جانتا کہ اگر مسیح کی موت کا سرے سے انکار ہی کیا جائے، تو آسانی سے کفارہ کی جڑ اکھڑ جاتی ہے۔ اور اگر موت کا ثبوت ہو، تو ان کا عین مدعا۔

چنانچہ انجیلوں میں بھی حضرت مسیح کی موت صاف لکھی ہے جسکا قرآن مجید نے صاف لفظوں میں رد کیا ہے۔

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

۵۔حضرت مسیح کی قبر کی بابت

یوں تو مرزا جی کو حضرت مسیح کی وفات کے مختلف خواب آتے ہی تھے، مگر طرفہ یہ ہے کہ ان کی قبر شریف بھی ان کو مختلف رنگوں میں دکھائی جاتی ہے۔آپ ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳ پر لکھتے ہیں کہ

یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔

یعنی مسیح کی وفات ان کے وطن گلیل میں ہوئی۔اور یہ تو ظاہر ہے کہ جہاں ان کی موت ہوئی، وہاں ہی مدفون ہوئے ہوں گے۔مگر اتنے صاف اور صریح مضمون میں بھی قادیانی مرزا جی کی رائے میں تناقض ہے۔اس کے خلاف رسالہ راز حقیقت میں لکھتے ہیں:

بلکہ یہ رسالہ مذکور خاص اسی راز کے افشاء کے لئے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر کے شہر سری نگر میں ہے۔

چنانچہ رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۵ پر ایک نقشہ بھی انکی قبر کا دیا ہے (مگر اہل کشمیر کو خبر نہیں)۔

معلوم نہیں دونوں جگہ قبریں کیونکر بن گئیں۔کیا اسی تحقیق پر قادیانی مرزا جی کو ناز ہوتا ہے کہ میں سلطان القلم ہوں۔میں تمام دنیا کے مقابلہ پر کھڑا ہوں۔میں تمام دنیا پر حجت الٰہی قائم کرنے کو آیا ہوں۔کوئی صاحب کمال ہے جو میرے مقابل آوے۔وغیرہ وغیرہ

مگر جب بغور دیکھیں تو معمولی باتوں میں بھی مرزا جی ہنوز طفل مکتب ہوتے ہیں۔نہ آپ کے دعوی اور دلیل میں تطبیق، نہ آپ کی مثال کو ممثل لہ سے تعلق۔البتہ تمویہ اور زور سے تو تمام آپ کی تصانیف جس قدر آپ کے دعاوی سے متعلق ہے بھری ہوئی ہے۔خدا کی شان:

بت کریں آرزو خدائی کی۔شان ہے تیری کبریائی کی

۶:توہین انبیاء دعوی رسالت:

اس ضمن میں تو کچھ لکھنے کی حاجت ہی نہیں۔اب تو مرزا جی کی کوئی تصنیف،

کوئی اشتہار یا رسالہ اس دعوی (رسالت) سے خالی نہیں ہوتا۔ گو پہلی تصانیف میں بھی تو یہ دعوی تھا مگر ضمناً انکار بھی تھا۔ سورہ صف میں ایک آیت ہے جسکے الفاظ ہیں

و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه ا حمد یعنی حضرت مسیح نے پیغمبر خدا ﷺ کی بابت بنی اسرائیل کو فرمایا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

اس پر مرزا جی کو کیا سوجھی، فرماتے ہیں کہ:

محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ ہمارے نبی احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں، یعنی جامع جلال و جمال۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسی بہت رکھتا تھا بھیجا گیا، (ازالہ اوہام۔ ص ۶۷۳)

(قادیانی مرزا جی کے محاورہ میں جلالی نام سے مراد جنگی آدمی ہے یعنی حضرت ﷺ جنگی بھی تھے جس سے مطلب گورنمنٹ کو اطمینان دلانا ہے کہ میں جنگی نہیں۔ مگر افسوس براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۴۹۸ کی سیاست کون کرے گا)

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس پیش گوئی کے مصداق نہیں، بلکہ میرے حق میں ہے۔ میں رسول ہوں جسکا نام احمد ہے (کیا آپ غلام احمد ہیں یا احمد؟ سچ ہے:

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو۔ رسول حق با ستحکام مرزا)

دافع البلاء کے صفحہ ۱۵ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

میری تبنیت تورات انجیل اور قرآن میں خبر موجود ہے (بے شک ہے ہمارا بھی صاد ہے)۔

صفحہ ۱۷ دافع البلاء پر حضرت مسیح سے برتری کرتے ہوئے لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(یہاں پر غلام احمد کیوں بنے۔ احمد ہی رہتے)

حضرت مسیح سے تو مرزا جی کو ایسی کچھ رقابت ہے کہ جب تک ان کے ہر ایک کام کی تحقیر نہیں کر لیتے چین نہیں پڑتی۔ حضرت مسیح کے معجزات کی نسبت جن کو خدا حضرت مسیح پر بڑے احسان جتلا کر یاد فرماتا ہے، فرماتے ہیں:

کہ وہ مسمریزم کا اثر تھا میں ایسے طریق کو مکروہ سمجھتا ہوں اگر مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے اس میں کم نہ رہتا۔،

ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ پھر صفحہ ۳۱۰ پر حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ:

وہ روحانی صفائی میں ضعیف اور نکما بلکہ بہت ہی گھٹیا تھا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۶۴۲ پر لکھا ہے کہ:

اس مسیح کو (یعنی مجھ مرزا کو) اسرائیلی مسیح پر ایک جزوی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس کی (یعنی میری) دعوت عام ہے اور اس کی خاص تھی۔ اور اس کو طفیلی طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کے لئے ضروری طور پر وہ حکمت اور معرفت سکھائی گئی ہے جو مسیح ابن مریم کو نہیں سکھائی تھی۔

شیخ الاسلام مولانا مرتسری فرماتے ہیں کہ اسپر تو ہمارا بھی صاد ہے کہ آپ کو بھس تیرانے اور لوہا ڈبونے میں بہت بڑا کمال کمال ہے۔

ہر کہ شک آرد کافر گردد

چونکہ ہر ایک شخص کو اپنا علم حضوری ہوتا ہے جس کے معنی، من آنم کہ من دانم، ہیں اس لئے مرزا جی کو بھی یہ خیال ضرور ہوتا ہوگا کہ میں جو اتنی بڑی بڑی پیش گوئیاں جڑ دیتا ہوں کہ آتھم مرے گا، لیکھرام پر خرق عادت عذاب نازل ہوگا، وغیرہ آخر یہ پیش گوئیاں جو ہیں وہ تو مجھے (ذات شریف کو) بھی معلوم نہیں۔ اگر غلط ہوئیں تو نبوت چھن جائے گی اس لئے انہوں نے پہلے ہی پیش بندی کر لی چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں کہ:

ایک زمانہ میں چارسو نبیوں کی پیش گوئیاں غلط ہوگئی تھیں

کیوں نہ ہوں: بازی بازی باریش بابا بازی

راقم ابوالوفاء ثناء اللہ (مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ) امرتسر

ایک مرزائی کا نکاح فسخ

مولانا صاحب مخدوم معظم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں سراوہ میں کچھ لوگ قادیانی مذہب کے ہیں۔ ایک صاحب ۳۰ جون گزشتہ کو روڑکی اپنے لڑکے کا نکاح کرنے گئے۔ روڑکی والے آپس کے ہی لوگ تھے۔ وہاں یہ قصہ ہوا کہ ایک وقت روٹی کھلائی پھر نکاح کی ٹھہرائی۔

مرزائیوں نے اصرار کیا کہ ناکح ہم ہی لوگوں میں سے ہونا چاہیے۔ چنانچہ روڑ کی میں ایک ڈاکٹر پنجابی مرزائی مذہب کا ہے وہ نکاح کے واسطے بلایا گیا۔ اور اوس نے آ کر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور ایجاب وقبول کرایا۔ تو یہ بات مسلمانان روڑ کی پر شاق گذری اور واجب بھی یہی تھا۔ وہاں کے قاضی نے فتوی دے دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں، نکاح نہیں۔ لہذا جو کچھ انہوں نے دیا سب واپس کر دو اور انکو نکال دو۔

جب یہ مشورہ ہوا تو یہ بے چارے شبا شب بھاگ آئے اور یہاں آ کر یہ مشہور کر دیا کہ لڑکی کو جذام تھا اسلئے ہم اوسے نہیں لائے۔ اور خاص لڑکے کا باپ تو ابھی تک سراوہ نہیں آیا۔ سنا گیا ہے کہ وہ باہر کسی اور گاؤں کو چلا گیا کہ اور نکاح کی تجویز کرے۔ کبیرا احمد۔ از سراوہ

بقیہ: قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام

(مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں)

۳۔ عبداللہ آتھم عیسائی کا امرتسر والا مباحثہ تھا جو مرزائیوں میں جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہے، اور چند دنوں کے بعد جسکا فیصلہ مرزا صاحب کے تیسرے کاغذ کے کھلنے پر موقوف تھا۔ مگر جب کاغذ کھلا تو بجائے اس کے کہ اوس میں کوئی قطعی برہان یا روشن دلیل پیش کی جاتی اپنا مفصلہ ذیل الہام پیش کیا:

> آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جیسے کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ
>
> تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔
>
> تو اوسنے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اوس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق

کی طرف رجوع نہ کرے۔اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اوس کی اوس سے عزت ظاہر ہوگی اور اوس وقت پیشین گوئی پوری ہوگی بعض اندھے سوجاکھے کیئے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔(دیکھو جنگ مقدس ص ۱۸۸)

اب ساری دنیا کو معلوم ہے کہ عبد اللہ مذکور مقررہ میعاد کے بعد بھی پورے کئی ماہ زندہ رہا حالانکہ وہ ایک پنشنر تھا اور طبعی عمر کو پہنچ چکا تھا۔

اگر مسلمان لوگ قادیانی صاحب کے نئے علم کلام کی اس شاخ کو مان لیتے تو آج (معاذ اللہ) اون سے بڑھ کر کون شرم سار ہوتا۔وہ کسی کو منہ تک نہ دکھا سکتے۔یہ تو قادیانی صاحب اور اس کے مریدوں کے ہی حوصلے ہیں کہ ایسی عزت کے بعد بھی ہشاش بشاش پھرتے ہیں اور جہل مرکب میں ایسے جکڑے گئے ہیں کہ ہم چو ما دیگرے نیست کے مصداق بن رہے ہیں۔

۴۔سب سے آخری چھیڑ چھاڑ، مرزا صاحب قادیانی کی سلطان العارفین قدوۃ السالکین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ والے کے ساتھ تھی جس کو ابھی کچھ بہت دن نہیں گزرے۔جو دل فریب نظارہ بے شمار مخلوقات نے دیکھا ہے اور جس پر اہل الرائے نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس سے زیادہ لکھنا شاید ممکن نہ تھا، اور جس کو ہم بدو حرف ختم کرتے ہیں کہ

شاہ صاحب موصوف مرزا جی کی تمام شرائط کو منظور کر کے دار السلطنت لاہور میں تشریف لائے۔ایک ہفتہ تک انتظار کرتے رہے۔قاصد دوڑے، رجسٹری شدہ خطوط بھیجے وغیرہ۔مگر مرزا جی نے اپنے بیت الحرام سے قدم باہر نہ نکالا، اور شاہ صاحب موصوف یک طرفہ ڈگری حاصل کر کے واپس تشریف لے گئے۔

جب مرزا صاحب قادیانی کی جماعت کے ممبروں کو یقین ہو گیا کہ وہ چلے گئے، تو پھر وہی قابل شرم کارروائی یعنی اشتہارات پر از سبّ وشتم لاہور کے گلی کوچوں اور در و دیوار پر لگانے شروع کیئے مگر وہ معاملہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کا مصداق تھا۔

۵۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان دعاوی کے اوائل میں ایک کتاب

لکھنی شروع کی جس کی اشاعت کیلئے اکثر احباب سے پیشگی زرکثیر وصول کیا گیا۔مگروہ رقومات کسی اور فنڈ میں خرچ ہو جانے کے باعث صرف چار حصے کتاب مذکور کے نکلنے پائے تھے کہ اشاعت بند کرنی پڑی جس میں اپنی نبوت اور رسالت کا پوّ الگایا گیا۔

اب مرزا صاحب قادیانی کے ان دعاوی پر جب کوئی بین دلیل مانگی جاتی ہے تو اوسی لال کتاب کی لا طائل مزخرفات خصم کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ جو شخص آپ کے دعاوی کو جو سراسر خلاف قرآن وسنت نبوی ﷺ ہیں، نہیں مانتا تو وہ تمہارے بنائی ہوئی کتاب کی کیا حقیقت سمجھتا ہے۔

۶۔حریف مقابل کے سامنے قسمیں کھانا، یہ ایک اندھی منطق، اورا چنبھے کی فلاسفی ہے اگر تمام دنیا کے سامنے آفتاب نصف النہار موجود ہو تو کیا کسی کے قسم کھالینے سے یقین آسکتا ہے کہ اب اندھیری رات ہے۔

پس جب ایک مدت مدید وعرصہ بعید کے تجربہ ومشاہدہ کے بعد ثابت ہو چکا ہے کہ تمہارے دعاوی کی بناء فاسد علی الفاسد ہے،تو کس برتے پر تم لوگوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہو۔اور خصم کے روبرو اپنے ہی مسلمات پیش کرکے اپنی جگت ہنسائی کرتے ہو۔ اس بارے میں مفصل لکھا گیا ہے۔ دیکھو راست بیانی بر شکست قادیانی، اورضمیمہ شحنہ ہند الموسوم بہ اعمالنامہ قادیانی۔

۷۔موعود اور مثیل وغیرہ کا دعوی کرتے وقت سرسید احمد خان مرحوم کی تفسیر القرآن سے یہ خیال لیپا لک بنایا کہ مسیح وفات پاگئے جس پر احادیث نبوی ﷺ کی رکیک اور دور از کار تاویلات کر کے یہ بتایا کہ لوجس کو آنا تھا آ گیا۔ چنانچہ مسمی کریم بخش چیلہ گلاب شاہ مجذوب کے اظہارات اس پر شاہد ہیں۔

ایک لحظہ کیلئے مان بھی لیا جاوے کہ مسیح وفات ہی پا گئے،تو جب اصلی کو صاف جواب ملا تو نقلی یا جعلی کے آنے کی کیا ضرورت باقی رہی۔اور یہ محال ہے کہ

ہنرمندان بمیرند، وبے ہنران جائے ایشاں بگیرند

پھر لطف یہ ہے کہ جس بنیاد پر آپ نے موعود ہونے کی دیوار کھڑی کی تھی اوس کو خود ہی ڈھا دیا۔ چنانچہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء کے اخبار الحکم قادیان کے صفحہ ۲ میں آپ فرماتے ہیں:

حدیث وہ اقوال رطب ویابس ہیں جو پیچھے جمع ہوئے ۔ان میں وہی قابل اعتبار ہیں اور صحیح ہیں جو کتاب اور سنت کے مخالف اور منافی نہیں۔الخ
کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حدیث کے زمانہ تک جو دوسو برس کا زمانہ ہے، مسلمانوں میں ضروریات دین پر عمل نہ ہوتا تھا۔اور جب تک بخاری اور مسلم مرتب نہ ہوگئیں مسلمان ،مسلمان نہ تھے۔

اور یہ بعینہ وہی مثال ہے

یکے بر سر شاخ و بن می برید
خداوند بستان نگہہ کرد و دید
بگفتا کہ ایں مرد بد مے کند
نہ با من کہ با نفس خود می کند

مرزا صاحب قادیانی کوسوچنا چاہیے تھا کہ اون کی مثلیت اور موعودیت کی ساری بنا ان احادیث پر تھی جن کو وہ رطب ویابس اور دوسو برس بعد کی گھڑی ہوئی بتاتے ہیں ورنہ ہم آج نئے سرے سے مرزا جی اور اون کے مریدوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں صرف قرآن شریف کو ہی ساتھ لاؤ جو فریقین میں مسلم ہے اور پھر اوس سے نکال کر دکھاؤ کہ کہاں سے موعود اور بروزی اور ظلی وغیرہ نکلتا ہے۔

۸۔مرزا صاحب قادیانی کی تہذیب کلامی کو بھی سب نے دیکھ لیا گویا اون کے نزدیک سبّ وشتم ہی ایک قسم کی تردید ہے اور اتنا نہیں سمجھتے کہ جن کو خداوندتعالی نے اپنی خاص عنایات سے نوازا ہے اون کا کسی ژاژ خائی سے کچھ نہیں بگڑتا

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
کسے کہ تف زند ریشش بسوزد

چنانچہ آپ فرماتے ہیں

۱۔اے بدذات فرقہ مولویان۔(یہ بزرگان وپیشوایان مذہب الاسلام کی طرف عموماً خطاب ہے)
۲۔اے حقیر گولڑوی (حضرت تاج العارفین سید مہر علی شاہ صاحب کو خطاب ہے)
۳۔اے ڈپٹی نذیر احمد (مولانا حافظ مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء کی طرف خطاب ہے)
۴۔اے میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ (شمس العلماء حافظ مولوی نذیر حسین صاحب مجتہد کی طرف

خطاب ہے)

۹ ۔ جب مخالفین نے مرزا صاحب کا یہاں تک قافیہ تنگ کیا کہ مسیح موعود ہونا تو کجا آپ تو اوس کی جوتیاں اوٹھانے کے بھی قابل نہیں تو پھر آپ نے اون کو کوسنا اور برملا گالیاں دینا شروع کیں اور باوجودیکہ آپ مولوی گل علی شاہ صاحب شیعہ سے تعلیم پاتے رہے پھر بندوبست میں محرری کی اور مختاری کے امتحان کے لئے تیار ہوئے اور خدا جانے کس باعث سے پاس نہ ہوئے اپنی ذات کو امی مشہور کرنا اور خاکش بدہن آنحضرتﷺ کی برابری کا دعوی کرنا اور اس سڑے گلے مردود خلائق مسئلہ (تناسخ) کو جگانا چاہا جس کی پہلے خود ہی ماسٹر مرلی دھر کے مقابلہ میں تردید کر چکے تھے (دیکھو سرمہ چشم آریہ) مگر جب اس پر بھی اعتراضوں کی بوچھاڑ پڑی تو گول مول الفاظ میں مامور من اللہ اور بروزی رسول اور ظلی نبی امام وقت وغیرہ بنتے ہیں۔

۱۰۔ دسویں شاخ کے نئے علم کلام کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے بدن کے رونگھٹے کھڑے ہوتے ہیں زبان رکتی ہے اور قلم تھراتا ہے اور دل کو سخت صدمہ لگتا ہے اور مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے کہ اون کی حمیت کہاں گئی جو قادیانی مرزا جی کے ان کرتوتوں کو آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر صم بکم ہو رہے ہیں یعنی مرزا چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق بن کر قرآن شریف کی پاک اور فصیح و بلیغ آیات کو توڑ مروڑ رہا ہے جو کل دنیا کے سامنے بطور معارضہ پیش کی گئیں اور بلند آواز سے پکارا گیا کہ

فأتوا بسورة من مثله و ادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين (البقرة:۲۳)

مگر کوئی نہ لا سکا اور نہ قیامت تک لا سکے گا۔ مگر قادیانی صاحب کسی آیت کا سر، کسی کا دھڑ، کسی کے پاؤں لے کے اور کچھ اپنی طرف سے ایزاد کر کے اوسکو اپنے الہاموں سے نام زد کرتے ہیں۔ ہم بطور نمونہ ایک جدول بتاتے ہیں اور اوس میں مرزا قادیانی کے الہامات اونکے ماخذ اور تحریف لفظی و معنوی قرآن شریف کو جو وہ عمل میں لاتا ہے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔ (دیکھئے مضمون ذیل۔ بہاء)

قرآن قادیانی، یا الہام مرزا

(مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں)

۱۔ یا احمد بارک اللہ فیک (خانہ زاد)

۲۔الرحمن علم القرآن (سورہ الرحمٰن کی شروع آیت)

۳۔ لتنذر قوما ما انذر آباء ھم (سورہ یٰس کی آیت ۵ کا پہلا حصہ)

۴۔و لتستبین سبیل المجرمین (سورہ انعام کی آیت ۵۵ کا اخیر کا ٹکڑا ہے)

☆۱۔ قل انی امرت۔۲، وانا اول المومنین

(نمبر سورہ زمر کی آیت ۱۴ کا پہلا ٹکڑا ہے۔نمبر دو میں جو اول المسلمین ہے اوسکو تحریف کر کے اول المومنین لکھ دیا ہے)

☆۱۔ و کنتم علی شفاحفرۃ فانقذکم منہا۔

۲، وکان امر اللہ مفعول

(پہلا ٹکڑا سورہ آل عمران کی آیت ۹۹ کا ہے جس میں سے من النار کو مرزا صاحب شربت کا گھونٹ کر کے پی گئے ہیں کیونکہ اصل میں ہے و کنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا ۔اور دوسرا سورہ نساء کی آیت ۵۰ کا آخری ٹکڑا ہے)

☆ ۱۔ لا مبدل لکلمات اللہ ۔ اناکفیناک المستھزئین

(نمبر ا۔سورہ انعام کی آیت ۳۴ کا دوسرا ٹکڑا ہے۔مرزا جی واؤ کو ہضم کر گئے ہیں۔نمبر ۲ سورہ حجر کی آیت ۹۵ ہے)

☆۵ ۱: ھذا من رحمت ربک

۲، یتم نعمتہ علیک

۳۔لتکون آیۃ للمومنین

(نمبرا سورہ کہف کی آیت ۹۷ کے ایک ٹکڑے کو چرایا ہے اور اوس میں تحریف لفظی کی ہے۔اصل میں ہے ھذا رحمۃ من ربی ۔ نمبر ۲۔تیسرا ٹکڑا آیت نمبر ۶ سورہ یوسف کا ہے۔ نمبر ۳ پانچواں ٹکڑا سورۃ فتح کی آیت ۲۰ کا ہے)

☆٦ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله
(سورہ آل عمران کی آیت ۲۲ کا پہلا ٹکڑا ہے خدا تعالی کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو حکم ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری (رسول اللہ ﷺ) کی پیروی کرو تا کہ خدا تعالی تم سے محبت کرے اس کو مرزا صاحب نے جبراً اپنی طرف منسوب کر کے خود رسول بنتے ہیں ایسی خیانت لاتر فعوااصوا تکم.. الآیہ کے مصداق نہیں تو کیا ہے؟)
☆۷۔ قل عندی شهادت من الله فهل انتم مسلمو ن
(اس الہام کا پہلا ٹکڑا من گھڑت ہے اور دوسرا ٹکڑہ سورۃ ہود کی آیت ۱۷، اور سورۃ انبیاء کی آیت ۱۰۸ کا آخری حصہ ہے)
☆ وقل اعملوا علی مکا نتکم انی عامل فسو ف تعلمو ن ۔ عسی ر بکم ان یر حمکم وان عدتم عد نا و جعلنا جهنم للكافرين حصيراً ۔
(پہلا ٹکڑا سورہ زمر کی آیت ۴۰ کو محرف کر کے آدھا حصہ لیا اور جس حصہ آیت پر زور تھا اوسکو چھوڑ دیا۔ اصل آیت یہ ہے قل یاقوم اعملوا علی مکا نتکم انی عامل فسوف تعلمون من ياتيه عذاب يخز يه و يحل عليه عذاب مقيم ۔ اول میں واؤ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے ایزاد کی ہے اور یاقو م کو دور کر دیا ہے گویا قرآن شریف میں اصلاح دے رہے ہیں ۔ دوسرا ٹکڑا سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸ ہے)
☆۹ ۔يخو فو نك من دو نه
(یہ الہام بھی مرزا صاحب نے نہایت زبردستی سے سورہ زمر کی آیت ۳۶ میں تحریف کر کے لیا ہے اصل میں یوں ہے:
ويخو فو نك بالذين من دو نه
مرزا صاحب نے و اور بالذین کو (معاذ اللہ) زاید سمجھ کر چھوڑ دیا ہے)
☆۱۰۔ ۱، انك باعيننا،۲، سميتك المتوكل
(پہلا حصہ الہام کا سورہ الطّور کی آیت ۴۸ کا دوسرا ٹکڑا ہے وہاں پر ہے فانك باعيننا ، مرزا صاحب قادیانی نے ف کو زائد سمجھ کر چھوڑ دیا ہے ۔ اور دوسرا حصہ الہام کا خانہ زاد ہے یعنی (بزعم مرزا صاحب) خداوند تعالی فرماتا ہے کہ میں نے تیرا نام متوکل رکھا کیا خوب

۔تو کل کی بھی ایک ہی کہی ۔

مرزا صاحب قادیانی کے کارنامے اور زندگی کو دیکھ کر کوئی نہ کہہ سکے گا کہ یہ فقرہ الہامی ہے بلکہ شیطان علیہ اللعنۃ کی تلقین ہے۔ بادام روغن یاقوتوں اور کستوری وغیرہ کا بھاؤ گراں کر دینا اور سونے کے جڑاؤ زیورات سے عورتوں کو لاد دینا نوخیز لڑکیوں کو اپنے قابو میں لانے کے لئے طرح طرح کے حیلے تراشنا ذوی الارحام کو محروم الارث کرنا اور اس گھبراہٹ میں بے اختیار بے بس ہو کر پیشین گوئی کے پورا کرانے کے لڑکی کے رشتہ داروں کو تعشق آمیز خطوط لکھنا اور زوجنا کھا والے الہام پر خودق لع نہ ہونا منارے کے چندہ کی رقوم کا حساب اپنے پاس رکھنا اور تین ماہ کے اندر چندہ نہ آنے پر بیعت شدہ مریدوں کے نام کاٹنے کی دھمکیاں دینا۔وغیرہ ۔(باقی آئندہ)

التنبیہ

یا ایھاالناس اتقوا من اھل القا دیان
فا نھم من حبل الشیطا ن۔
العراۃ من لباس ا لایما ن،
لا ھم من اھل القر آن ،
وھم یاوّلو ن آیات الفرقان
کلا سیعرفون ثم کلا سیعرفو ن،
الم تنبئکم ایھا المسلمون بفتا ن ،
ولم تسمعو ن من علماء القر آن ،
الذی یخبرو نکم من الحدیث والتبیان ،
اعلموا انھم فی الد نیا ملا عنه و فی ا لآخرۃ فی خسرا ن ۔
و ھم فی الشمائل کالحیوان ۔
و اجتنبوا منھم فی کل الان ولاتصلوا علیھم الجنازۃ و نبذوھا فی الباد یان۔

فيا ايهاالناس اتقوا ر بكم واخشوا يوما لا يجز ى و الد عن ولده ولامولود عن والده شيئا ان وعدالله حق فلا تغرنكم الحياة الدنيا ولايغر نكم بالله الغرور ۔

راقم: کبیر احمد از سراوہ

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء نمبر ۲۸ جلد ۲۰ و ۲۲

بقیہ: قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام

کیا متوکل لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ آپ کو قسم ہے توکل شاہ کے سونٹے کی سچ بتانا۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا کچھ ایسی گھاس کھا گیا ہے کہ کبھی تو مرزا قادیانی کو لیپا لک بتاتا ہے کبھی جری اللہ نام رکھتا ہے کبھی احمد، اور اب توکل شاہ کا چیلا یا اس کے مزار کا زمجاور بنا دیا۔ گویا جواب دے دیا اور عاق کر دیا لیجئے جناب تر کی تمام شد

۱۱: يحمدك الله من عر شه ، نحمد ك ونصلى

ان دونوں الہاموں کی نسبت ہم مفصل طور پر بتا چکے ہیں کہ یہ سرا سر مرزا صاحب کا خدا پر بہتان ہے کیونکہ قرآن شریف میں ۳۴ جگہ الحمد لله وارد ہے۔ (دیکھو ضمیمہ شحنہ ہند جلد دوم الموسوم بہ نامہ اعمال قادیانی)

۱۲: یر یدو ن ان يطفؤا نور الله بافوا ههم و الله متم نو ره ولوكر ه الكا فرو ن

یہ سورۃ صف کی آیت ۸ ہے اصل میں یوں ہے:

یر یدو ن لیطفؤا .. الخ۔ مرزا صاحب نے لام کو غیر فصیح سمجھ کر حذف کر دیا ہے اور بجائے اس کے اپنی طرف سے ان ایزاد کر دیا ہے اوریحر فو ن الكلم عن موا ضعه کے صلہ میں جو انعامات یہودیوں کو خدا کی درگاہ سے ملتے ہیں ان کا مستحق اپنی ذات کو ثابت کیا ہے۔

۱۳: سنلقی فی قلوبھم الر عب۔

اصل آیت یوں ہے:

سنلقی فی قلو ب الذین کفروا الرعب بمااشر کوا با للہ مالم ینز ل بہ سلطاناً و ما وا ھم النار۔(سورہ آل عمران۔آیت ۱۴۴)۔

قا د یا نی مرزا جی نے دا نت کٹکٹا کر آ یت کا پہلا ٹکڑا کا ٹ لیا او دوسرا ٹکڑا کڑ واجان کر چھوڑ دیا

۱۴: ۱۔اذا جا ء نصر اللہ والفتح۔

۲۔و انتھی امر الزمان الینا۔

۳۔ الیس ھذا بالحق۔

اس الہام کے تین ٹکڑے ہیں نمبر ا سورۃ نصر آیت ا ،نمبر ۲ من گھڑت ،اور نمبر ۳ احقاف کی آیت ۳۴ کا دوسرا ٹکڑا۔

۱۵: ۱۔ اینما تولوا فثم و جہ اللہ۔

۲۔کنتم خیرامۃ اخرجت للناس و افتخارا للمو منین

نمبر ا سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۹ کا دوسرا جملہ ہے ۔ ف کو حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کھا گئے اصل میں ہے فاینما ۔الخ ،شائداوس روز کسی موٹی چڑیا کا شکار نہ ملا ہو گا اور بھوک نے تنگ کیا ہو گا۔

نمبر ۲ سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۶ کا پہلا جملہ ہے جس کو (معاذ اللہ) غیر فصیح سمجھ کر افتخا ر ا للمو منین اپنی طرف سے بڑھا دیا۔

بقیہ: قر آن قا دیانی یا الہامات مرزا

(مولوی امام الدین گجراتی لکھتے ہیں)

۱۱۔ سرقہ کے ما خذ ۔یعنی جن جن آ یات قرآنی کو توڑ پھوڑ کر یہ الہامات گھڑے گئے ہیں۔

۱۶: ۱۔و قا لوا ان ھذا الا اخلا ق ۔ قل اللہ ۔

۲۔ثم ذر هم فی خوضهم یلعبون
(نمبرا سورہ جن کی آیت ٦ کا دوسرا ٹکڑا،نمبر۲ سورہ انعام کی آیت ۹۱ کا اخیر ٹکڑا)

۱۷۔ ا۔قل ان افتریته فعلی اجرامی۔

۲۔ و من ا ظلم ممن افتری علی الله کذبا۔

۳ ۔ و ا ما نر ینك بعض الذی نعدهم او نتو فینك انی معك فکن معی اینما کنت

(ا۔سورہ ہود کی آیت ۳۷ کا دوسرا جملہ،
۲ ، سورہ صف کی آیت ۷ کا پہلا جملہ ،صرف اتنی اصلاح (معا ذ اللہ) الف لام کو جوالکذب پر ہے حذف کر دیا۔
۳ ۔سورہ مومن آیت ۷۷ صرف اس قدر تحریف کی کہ فا ما کی جگہ و اما لکھ دیا اور الینا یر جعون کی جگہ انی معك فکن معی این ماکنت)

۱:۱۸۔ و لا تئیس من روح الله۔

۲۔ ا لا ان روح الله قریب۔

۳۔ الا نصر الله قریب

نمبرا سورہ یوسف آیت ۸۷ کا چوتھا جملہ ہے۔
۲ و۳ سورہ بقرہ ا لا ان نصر الله قریب کو بگاڑ کر دو ٹکڑے بنائے ہیں۔یعنی دوسرے ٹکڑے میں سے لفظ نصر الله کو نکال کر روح الله بھرتی کر دیا اور تیسرے ٹکڑے میں سے لفظ ان کو حذف کر دیا)

۱:۱۹۔ یأتیك من کل فج عمیق۔

۲۔یا تو ن من کل فج عمیق
سورہ حج کی آیت ۲۲ میں قطع و برید کر کر الہام کے دونوں ٹکڑے تیار کئے گئے ہیں اصل میں آیت یوں ہے: واذن فی الناس بالحج یاتوك ر جالا علی کل ضا مر یا تین من کل فج عمیق

۱:۲۰۔ینصرك الله من عنده ۔

۲۔ ینصرك ر جال نو حی الیهم من السماء

پہلا جملہ سورہ فتح کی آیت ۳ کا ہے مرزا صاحب نے دوسرا کلمہ یعنی نصرا عزیزا کو حذف کر کر اوس کی جگہ من عندہ اپنی طرف سے لگا دیا ہے۔
نمبر۲ سورہ نحل کی آیت ۴۵ توڑ کر بنایا ہے

۲۱: ۱ ، انی منجیك من الغم۔

۲۔ وکان ربك قدیرا

ا۔سورہ یونس کی آیت ۹۲ کو توڑ کر بنایا وہاں لکھا ہے فالیوم ننجیك ببدنك۔
دوسرا ٹکڑا سورہ فرقان کی آیت ۵۴ کان ربك قدیرا اخیر حصہ ہے

۲۲: ا۔ انافتحنا لك فتحامبینا۔

۲۔ فتح الولی فتح۔

۳۔ وقربناہ نجیا

ا۔سورہ فتح کی آیت ا کا پہلا حصہ ہے۔
۲۔طبع زاد جو بالکل لغو اور بے ہودہ ہے۔
۳ سورہ مریم کی آیت ۵۳ کا اخیر حصہ ہے

۲۳: اشجع الناس

ہم نے تو اپنی عمر میں ایسا چور کم ہی دیکھا ہوگا جس کی بغل میں مشعل بھی ہو واقعی آپ نے قرآن شریف کی ہتک اور تحریف لا جواب کی ہے یہ آپ کے سوا دوسرے کا کام نہیں پیر مہر علی شاہ اور مولوی اسماعیل علی گڈھی وغیرہ کے سامنے تو آپ کی بہادری کچھ پیش نہ گئی دہلی سے بھی زک ملی ۔..پس ایسا اشجع الناس کون ہوگا

ناظرین باتمکین کی خدمت میں نہایت ادب سے گذارش ہے کہ میں نے اربعین نمبر۲ کے صفحہ ۵۔۶ سے بالترتیب یہ سرقہ بطور نمونہ دکھایا ہے اگر آپ اور مفتیان ضمیمہ کل الہاموں کے ماخذوں کو پسند فرمائیں تو میں ترتیب وار دکھانے پر تیار ہوں۔ یقین ہے کہ آپ مولانا مجدد صاحب کو اس بارے میں تحریر فرمائیں گے۔

خاکسار: ا۔د۔از مقام گ

اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں:

آپ زور شور اور جوش وخروش سے اپنا فرض ادا فرمائیں درکار خیر حاجت

استخارہ نیست

دو دو اور چپڑی کس کو بری لگے ۔ یہ تو آسمانی من وسلوا ہے نہ کہ زعفرانی اور روغن باد ام اور ریگ ماہی ملا ہوا مرغن اور مجرب تر بتر حلوا جسکو کھا کر قادیان سے آواز آئے کہ پھر بے ٹٹو یہیں

قادیان میں طاعون

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں :

مندرجہ بالا عنوان سے پیسہ اخبار میں کچھ عرصہ ہوا ایک مضمون چھپا تھا اور اس پر قادیانی اخبار الحکم نے بہت کچھ زور دکھایا تھا اور اڈیٹر پیسہ اخبار کو تردید کرنے کی رائے دی تھی اور تردید نہ کرنے کی صورت میں عدالتی کارروائی کی دھمکیاں بھی دی تھیں جن کے معنی اسکے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ کسی نہ کسی پہلو سے مرزا کے مریدوں کو بد اعتقاد ہونے سے روکا جاوے حالانکہ انہیں اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ سچے واقعات کو چھپا نہیں سکتے ۔

ہم نے اپنے طور پر اس امر کی تحقیق کی ہے کہ آیا پیسہ اخبار کا بیان سچ ہے یا غلط ۔ اس کے متعلق جو تحریریں ہمیں پہنچی ہیں ان میں ۴۳ نام ہیں ان کا خلاصہ ہم درج ذیل کرتے ہیں اور باقی مختلف ہیں ایک تحریر سے تو یہ نام ملتے ہیں

۱ ۔ ننھی بنت گنگا رام کھتری دکاندار

۲ ۔ ..دختر ولطب الدین ..مرزائی ہے

۳ ..لڑکا ..امام مسجد ..اور کوئی تشریح نہیں

۴ ۔ کانشی رام بن چھوٹے لعل برہمن پنڈ تائی و دکانداری

۵ ۔ لڑکا بن شرف الدین کمہار

۶ ۔ گیان چند بن شنکر داس برہمن دکاندار

۷ ۔ لڑکی بنت رامان سنگھ ترکھان

ایک اور صاحب کی تحریر سے ۸ ناموں کا پتہ چلتا ہے جن میں غالباً ایک یا دو

نام ایسے ہیں جو اوپر آچکے ہیں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ طاعون واقعی قادیان میں ہے مگر تحقیق کرنے والے پوری کوشش سے دریافت نہیں کرتے جو نام انہیں جلد مل جاتے ہیں وہی لکھ دیتے ہیں اس دوسری فہرست کی نقل لفظ بلفظ یہ ہے:

دختر گنگارام ق م بہلہ کی عمر ۱۸ سال

دختر چونی برہمن کی عمر ۱۲ سال

لڑکا چونی برہمن عمر ۸ سال۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء

غلام غوث کمہار عمر ۳۶ سال۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء

زوجہ غلام قادر قریشی عمر ۲۵ سال۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۲ء

ص ۲۳۲: جھنڈا ولد جیوا قوم خوجہ عمر ۵ سال۔ ۲۲ مئی ۱۹۰۲ء

دکتر لبھو ولد گنپت عمر ۸ سال

دختر پہنیسا نجار عمر ۱۵ سال

ان کے علاوہ باجا نتھو، مولا قوم جولا یہ بھی اسی مرض سے فوت ہوئے ہیں

تیسری فہرست ایک اور بزرگ بھیجتے ہیں جو اپنے والا نامہ میں لکھتے ہیں:

موضع قادیان میں کل اموات مرض طاعون سے از ابتدائے ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء لغایت ۸ جون ۱۹۰۲ء، ۱۵ ہوئے کیونکہ ابھی آئندہ ہفتہ کی رپورٹ موصول شفاخانہ گورداسپور نہیں ہوئی۔ دوسرے صفحے پر اسم وار فہرست اموات ارسال خدمت شریف ہے ان میں بعض مرید مرزا صاحب کے بھی ہیں ضلع گورداسپور میں ہیلتھ افسر جناب ڈاکٹر مینک صاحب ہیں اور چودھری سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر افسر پلیگ تھے اب ان کی بجائے لالہ لبھو رام صاحب تشریف لائے ہیں خاص بٹالہ کیلئے علیحدہ پلیگ افسر نہیں ہوئے وہی افسر دورہ کرتے ہیں اب کیمپ پلیگ شکر گڑھ سے منتقل ہو کر خاص بٹالہ میں قائم کیا گیا ہے

یہ فہرست حسب ضابطہ درخواست دے کر شفاخانہ سے باجازت رائے سوبھا رام صاحب سول سرجن حاصل کی گئی ہے

۱۔ مسماۃ گوہری زوجہ امام الدین مسلمان ۱۸ سال

۲۔ احمد ولد قطب الدین مسلمان عمر ۹ ماہ

۳۔ رحیم بی بی زوجہ صوبہ چورگر مسلمان عمر ۲۵ سال
۴۔ بھاگن دختر بنیا نجار مسلمان عمر ۷ سال
۵۔ امیر بی بی زوجہ غلام قادر قریی ؟؟ عمر ۲۰ سال
۶۔ دھونڈا ولد شرف الدین مسلمان ۲ سال
۷۔ غلام غوث ولد بوٹا مرید مرزا صاحب عمر ۴۰ سال
۸۔ خدایار ولد فتح محمد راجپوت ،مسلمان عمر ۵ سال
۹۔ بھولی دختر امام دین گاذر؟؟؟ مسلمان عمر ۱۸ سال
۱۰۔ مسلماۃ بسنتی زوجہ بھگت رام ہندو عمر ۱۶ سال
۱۱۔ چمپیا دختر چونی اول برہمن ۱۲ سال
۱۲۔ مسماۃ پھجو دختر لبھو ۔قوم کھتری ایک سال
۱۳۔ پربسری ؟؟ دختر منھل جمہار ہندو ۱۵ سال
۱۴۔ مسماۃ کانشہ دختر چونی ثانی برہمن ۶ سال
۱۵۔ گیان ولد شیکر داس برہمن ۹ سال

پسرور سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں تین مرزائی مرید مرض طاعون سے مرچکے ہیں جن میں دو گلاب حکیم کے بیٹے مسمیان جانی وعبدالمجید تھے اور تیسرا حسنا گوریہ قلعی۔ یہ شخص نہایت متعصب مرزائی تھا اور اس کا قول تھا کہ طاعون کفار کے لئے ہے اگر میں طاعون سے مرگیا تو سمجھ لینا کہ وہ کافر تھا چنانچہ اسکے مرنے پر اس کے قول کے مطابق اس کا فرف ہونا ثابت ہوگیا اور تین روز تک اہل اسلام نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

خدا نے ایسے متعصب شخص کو معہ اسکے کذاب شیخ کے ذلیل اور خوار کیا اب بھی اگر مرزائی اپنی ضد سے باز نہ آئیں تو مجبوری ہے بقولہ تعالی من یضللہ فلا ھا دی لہ ، گلزار ہند۔ لاہور

الهوی و الضلال لمن یشقی

یا بخیال میرزا قادیانی

الهدی والتبصرۃ لمن یری

مندرجہ بالا عنوان پر مرزا قادیانی نے عربی زبان میں ایک رسالہ شائع کیا ہے جو محمد رشید رضا مشہور فاضل اڈیٹر المنار قاہرہ کی شان میں بخیال میرزا آسمان سے نازل ہوا ہے اس رسالہ کی ضرورت تالیف کی وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ اڈیٹر موصوف نے پچھلے سال میرزا کی کتاب اعجاز مسیح پر نکتہ چینی کی تھی اور لکھا تھا کہ اس کتاب کے مضامین کو تفسیر قرآن سے کسی قسم کا تعلق نہیں اور عبارت نہایت رکیک اور غلط اور بے محاورہ ہے جس پر مرزا جی آگ بگولہ ہو گئے اور بغرض الزام حجت یہ نیا رسالہ شائع کر کے اڈیٹر موصوف سے تحدی کی اور بعض علماء ہندوستان کے پاس بھی اس کتاب کی ایک ایک کاپی بھیجی اڈیٹر موصوف کی نسبت ہم کیا بلکہ تمام علماء مشرق و مغرب یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ ایک فاضل بے نظیر اور عربی زبان کا یگانہ تحریر ہے اس کی فضیلت کا ثبوت خود اسکا قیمتی رسالہ المنار کافی شاہد ہے میرزا قادیانی اور اڈیٹر موصوف کی عربی دانی میں یہی کہنا حق معلوم ہوتا ہے کہ:

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

مرزا غلام احمد قادیانی کے خیال میں شائد عربی لغات کو یوں ہی مہمل اور بے قاعدہ طور پر اکٹھا کر لینا ادب دانی ہے اور کتب متداولہ ادب کے فقرات میں کسی قدر تصرف کر کے نئی صورت میں ظاہر کرنا الزام حجت کے لئے کافی ہے۔ مگر ایک واقعی ادیب جو علم ادب میں کامل دستگاہ رکھتا ہو رسالہ مذکور کے الفاظ و تراکیب کو نہ صرف غلط کہے گا بلکہ مضحکہ اڑائے گا قادیانی مشن کے لوگوں میں تو کوئی شخص ادیب نہیں بھلا وہ کیا جانیں کہ عربی کس جانور کا نام ہے۔ ان میں اگر کوئی عربی دان ہے تو بس اسی قدر کہ قرآن شریف کا ترجمہ لکھا ہو تو الفاظ عربی سے مطابق کر سکتے ہیں کہ فلاں لفظ کا ترجمہ ہے۔ علماء اس عربی کا تار و پود کھول کر دکھلائیں تو ان پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ

یہ لوگ حسد بغض سے ایسا کرتے ہیں۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے ایسا کوئی شخص نہیں جو محض کٹ حجتی سے میرزا سے الجھا ہو۔

ہم قادیانی مشن کے لوگوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان ہم مذہبوں سے جو کسی قدر عربی جانتے ہیں اس امر کا فیصلہ لیں۔ چنانچہ ایک مرید مرزا کا قول یہ ہے کہ واقعی مرزا صاحب کی عربی اغلاط و اسقام سے پر ہوتی ہے مگر ہماری نظر مضامین پر ہے ہم الفاظ پرست نہیں۔

بات تو ٹھیک ہے کہ نظر معنی پر مبذول ہونی چاہیے نہ الفاظ پر مگر مشکل تو یہ ہے کہ میرزا صاحب بہادر فرزدق و جریر کے کان کترتے ہیں اور انہیں دعوی ہے کہ وہ بے نظیر لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کو یقین ہے کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے ان کے سامنے ہم تو بہر حال سرخرو ہیں اور جو جانتے ہیں وہ حسد و بغض سے مخالفت کرتے ہیں اس لئے بات ہر دو صورت میں بنی بنائی ہے جب علماء کی طرف سے بالمقابل عربی کا کوئی رسالہ یا تحریر شائع نہیں ہوتی تو وہ اس بات کو علماء کے عجز پر محمول کر کے مریدوں میں سرخرو ہو رہتے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ علماء نے کوئی نیا مشن قائم نہیں کیا جس میں اپنی عربی دانی کو بطور حجت پیش کریں اقتضائے وقت یہ ہے کہ عربی زبان میں اگر کوئی شخص تصنیف کرے تو اسے وہ تصنیف الماریوں میں بند رکھنی پڑے گی بھلا کون خریدے گا اور کون لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ اس پر قوی دلیل یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی عربی تصنیف کا اردو ترجمہ ساتھ ساتھ لکھتے ہیں یہ محض لغو اور بے ہودہ خیال ہے کہ علماء عربی نہیں لکھ سکتے ابھی ہندوستان میں عربی نویس علماء کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے جن کے نام نامی سے اکثر لوگ واقف ہیں

میرزا صاحب قادیانی کے رسالہ مذکور کا پہلا فقرہ غالباً ان کی فصاحت و بلاغت کے موازنہ کے لئے کافی ہوگا آپ فرماتے ہیں:

الحمد لله الذی اری اولیاء ہ صراطاً یضل فیه الغطاط۔،

ایک معمولی استعداد کا آدمی صاف بول اٹھے گا کہ ضلال کا مقابلہ ھدی سے ہوتا ہے نہ اراءۃ سے۔ کیا خوب ہوتا اگر بجائے اری کے لفظ ھدی بصیغہ ماضی ہوتا۔

غطا ط کی جگہ وطا کا لفظ چاہیے کیونکہ لفظ غطا ط ھدی کا ذکر فصحاء نہیں کرتے بلکہ بطور مثل اھدی من القطا مشہور ہے۔

ناظرین مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کی تصدیق میں ان کا فقرہ ذیل ملاحظہ فرماویں جو اڈیٹر صاحب موصوف کی نسبت لکھتے ہیں

صفحہ۱۱۔الہدی:۔ و وجدت بالمعنی المنعکس ریّاك۔

منعکس ریا سے لفظ ایر مراد ہے جس کے معنی آلہ تناسل کے ہیں۔افسوس کہ اگر ہم ایک ایک فقرہ پر ریمارک کریں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو۔مگر ہم اس کو آئندہ کسی موقع پر ملتوی کر کے صرف اسی قدر کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا عربی کا ایک فقرہ بھی صحیح نہیں۔یا تو بے محاورہ ہوگا یا بے ربط ،یا قواعد صرف ونحو کی رو سے غلط۔اگر کہیں کوئی فقرہ صحیح بھی ہے تو حضرت کا اپنا نہیں۔ہم ہر پہلو کی ایک ایک مثال پیش کرتے ہیں

الہدی۔صفحہ۸۔ و لا طفأ بھم ما بی من جمرۃ الا ذی۔۔

ولا طفی چاہیے مجہول ومعروف میں تمیز نہیں کر سکتے۔اسکا جواب غالبًا آپ یہی دیں گے کہ کاتب کی غلطی ہے مگر مانے کون؟

الہدی۔صفحہ۱۷۔ و رأیت انھم یرو ننی بشزر عبنیھمْ۔ایسے موقع پر اول تو لفظ عین کی ضرورت نہیں اور اگر ہو تو تثنیہ لانا محض بے محاورہ اور غلط ہے آپ سند پیش کریں۔عیون بلفظ جمع چاہیے

الہدی صفحہ۱۷۔ تلعابۃ کا ترجمہ ہنسی کھیل کیا ہے غلط، غالبًا حماسہ کا شعر نظر پڑا ہے مگر معنی نہیں آئے۔صیغہ مبالغہ ہے۔

الہدی صفحہ۲۰۔ ان جراحات السنان لھا التیام۔ ولا یلتام ما جرح کلام

شرح ملا کے دیباچہ سے سرقہ کیا ہے۔یہ جواب درست نہ ہوگا کہ استشہاداً ذکر کیا ہے کیونکہ پھر تو کسی قدر تغیر کے ساتھ نثر میں لانے کی کیا ضرورت تھی شعر کا شعر رکھ دیا ہوتا

الہدی ص۲۴: کمثل ظالع یرید لیدرك شأ والضیلع ۔

حریری کے دیباچہ سے سرقہ کیا ہے۔

الہدی ص۲۸۔یقرع صفاتھم او یضاھی صفاتھم

قافیہ غلط۔غالبًا آپ کو معلوم نہ ہوگا کہ جمع مونث سالم کی نصبی حالت بھی جر سے پڑھی

جاتی ہے۔
الہدی ص۲۴؟ فی ا د نی ا لار ض مطا یا التیار۔
اس فقرہ میں فی اد نی ا لار ض ،سورہ روم کے لفظ ہیں اور مطایا التیار حریری کے۔
الہدی ص۳۰: من الشظف و صفر الرا حۃ وحصّھم جنف و قشف ۔
مقامات حریری کے الفاظ ہیں،
الہدی ص۲۵، اذا ذرّ قر ن الغزا لۃ۔
مقامات حریری سے ہے۔
الہدی صفحہ۱۳ و قلت مکا نك یا ابن العنا د۔ فدو نی شرط الحداد و خر ط القتاد ۔
پوری سطر مقامات بدیع الز مان کی رکھ دی گئی ہے ۔ اجی کچھ تو تصرف کیا ہوتا تو اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس عبارت کی سمجھ نہیں آئی قر آن مجید کی عبا رات میں عجب بے ڈھنگ تصرف کیا ہے جس سے آیت کو بالکل مخول بنا دیا ہے الغرض حضرت کی اپنی عبا رتیں تو غلط ہیں البتہ اسا تذہ کے سر قات سو وہ صحیح ہیں یہ ہے میرزا صاحب کی عربی دانی جس پر ان کی نبوت کا انحصار ہے۔
راقم: م۔ح

دجال

مولانا احمد حسن شوکت بتاتے ہیں کہ مسیحی ہم عصر صدائے بشیر لکھتا ہے
دجال یا مسیح الدجال یا مخالف مسیح ، یا ہلاکت کا فرزند یہ سب ایک ہی شخص دجال کے نام ہیں کیونکہ اہل کتاب کے نزدیک دجال کا ظہور پیش از حشر ضروری ہے۔
رسول پولوس فرماتے ہیں کہ قیامت نہ ہوگی جب تک دجال کا ظہور نہ ہوگا جس کے خاص تین نشان ہیں:
اول: دنیا کے تمام معبودوں کا مخالف۔

۲۔ دوئم دعوی خدائی،

۳۔سویم معجزات وعجائبات کا ادعا۔

یہ نشان تو انجیل میں ہیں۔مگر قریب قریب اسی کے اور کچھ ان سے جدا احادیث محمد یہ میں بھی ظاہر کیئے گئے ہیں چنانچہ مظاہر حق جلد چہارم میں بعض نشان یوں بیان ہوئے ہیں کہ

دجال ساحر ہوگا

فتنہ وفساد برپا کرے گا

اپنی اطاعت کروائے گا

اس کے بال مڑے ہوئے ہوں گے

الوہیت کا دعوی کرے گا

وہ جھوٹا مسیح ہوگا

گدھے پرسوار ہوگا

مردے کو زندہ کرے گا

نشانوں سے پایا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال یا ازقسم دجال ضرور ہے دجال کے جونشان کلام الہی اور احادیث محمد یہ میں بیان ہوئے وہ قادیانی پیغمبر میں ضرور پائے جاتے ہیں طوالت کے خیال سے ایک ایک کا مختصر بیان کرتا ہوں۔

الف : دنیا کے تمام معبودوں کا مخالف ۔ ناظرین نے قادیانی کے دعاوی میں دیکھا ہوگا کہ دنیا کا کوئی معبود اس کی نظر میں نہیں ٹھہرتا سب سے اپنے کو بڑا سمجھتا ہے آریوں، برہموں، سکھوں، محمدیوں، مسیحیوں، غرض کہ سب کا مخالف ہے حال کے طاعونی اشتہار میں شیعوں کو للکارتا ہے کہ،

میں حسین سے بڑا ہوں۔

جوتمام محمدیوں کے نزدیک سید الشہداء، اور بقول محمد صاحب جنتیوں کے سردار ہیں مگر مرزا آل محمد کا بھی سردار ہوا۔کیا یہ دجال کا نشان نہیں

ب ۔خود خدا بن بیٹھا ۔حضرت محمد نے ہمیشہ عبودیت کا دعوی کیا اور اپنے کو خدا کے سامنے ایک عاجز بندہ ثابت کیا مگر قادیانی خدا بن بیٹھا۔اسکا طاعونی اشتہار

دیکھئے کہ،

خدا مجھ سے اور میں خدا سے۔

اب فرمایئے خدا بننے میں کیا شک رہا، اور دجال کی صاف صفت اس میں پائی گئی مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے ایک محمدی دوست کو جس نے قادیانی سے بیعت کی تھی ملامت کی تو اس نے کہا کہ مرزا صاحب کا ہاتھ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسا خدا کا ہاتھ ہے۔، مرزا صاحب قادیانی بھی اپنے مریدوں کی اس خوش اعتقادی کو قبول کرتے ہوں گے یا خود ان کو فرماتے ہوں گے کہ میں خدا ہوں۔ کیا اب بھی مرزا قادیانی کے دجال ہونے میں شک رہا؟

ج۔ عجائبات۔ یعنی جھوٹے نشان۔ قادیانی مرزا اپنے سینکڑوں نشانات بیان کرتے ہیں جو ان کے مریدوں کے نزدیک بالکل سچ ہیں جھوٹی پیش گوئیاں جھوٹے معجزے نئے سے نئے روز دیکھ لو اگر یہ دجال نہیں تو کیا ہے۔ اب سمجھ لو کہ قیامت میں کتنی دیر ہے اسکے جھوٹے عجائبات سے ناظرین واقف ہیں۔

د۔ محمدی حدیث کی رو سے خاص سات نشان دجال کے ہیں۔ وہ سب مرزا قادیانی میں پائے جاتے ہیں۔

ا۔ فسادی ہونا اس کی روزانہ زندگی اور تحاریر سے ظاہر ہے جب سے اس کا ظہور ہوا کس قدر فتنے برپا ہوئے۔

۲، سبھوں سے چھڑا کر اپنی غلامی میں سب کو لیتا ہے اور کہتا ہے کہ صرف میری تابعداری کرو میری تابعداری نہ کرنے کے باعث ہی طاعون آیا ہے۔

۳۔ اس کے بال مڑے ہوئے ہیں چنانچہ اس کے دعووں میں بار بار اس کا ذکر ہے۔

۴۔ اس کی الوہیت کا جھوٹا دعوی ہم نے اوپر ثابت کر دیا۔

۵۔ وہ جھوٹا مسیح ہے اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے اور یہی حال دجال کا ہے۔

۶۔ گدھے کا سوار۔ اگر چہ لفظی طور پر نہیں مگر معنوی طور پر دو دفعہ گدھے کی سواری کر چکا ہے اس کا دعوی تھا کہ اگر آتھم اور لیکھ رام کی نسبت میری پیش گوئی پوری نہ ہو تو میرے گلے میں رسی ڈال کر گدھے پر سوار کیا جائے۔ اب جس طرح یہ پیش گوئی پوری ہوئی ناظرین خود واقف ہیں۔ تو کیا وہ اپنی ہی زبان سے گدھے پر سوار نہیں ہو چکا۔ کیا اب

بھی اس کے دجال ہونے میں کسی کو شک ہے۔
ے۔مردے کو زندہ کرے گا۔ یہ شائد ابھی باقی ہے۔اس ایک نشان کی کمی سے محمدی صاحبان کو اس کے دجال ہونے میں شک ہو تو ہو امید ہے کہ عنقریب وہ بھی کر دکھائے گا مگر مجھے کہ مسیحی ہوں اسکے دجال ہونے میں کچھ بھی شک نہیں لیکن چونکہ خدا مہربان اور رحیم ہے ستار اور غفار ہے اگر اب بھی قادیانی توبہ کرے تو وہ بخش دے گا ورنہ اس کا حشر ضرور دجال کے ساتھ ہوگا۔ میں ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ قادیانی خطرناک شخص ہے اس سے اپنا دین اور ایمان بچاؤ جو کچھ میں نے اوپر عرض کیا ہے اس پر غور وفکر کرو

اڈیٹر شحنہ ہند لکھتے ہیں: مسیحی ہم عصر کو شائد معلوم نہیں مرزا جی تو مردہ بھی زندہ کر چکے ہیں جس کی خانگی زبردست شہادت ہے یعنی مرزا جی کی بی بی ام المرزائین نے بیان کیا کہ میرا بچہ ہاتھوں پر آ گیا تھا مرزا جی نے اپنے باپ کی آسمانی پریوی کونسل میں اپیل کی جو منظور ہوئی اور ملک الموت کو ڈانٹا گیا کہ خبردار جو میرے پوتے پر دانت کٹکٹائے پس بچہ ہٹہ کٹہ اور بھلا چنگا ہوگیا۔

غرّے ڈبے ٹوٹ گئے

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

یا تو اوائل میں مرزا جی کی یہ کیفیت تھی کہ اگر ایک رسالہ بھی اپنی رسالت و نبوت اور الہامات وغیرہ کے متعلق چھاپتے تھے،تو حقانی علماء اور مشائخ کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجتے تھے کہ جوابدو۔اب چونکہ ہمارے علماء و مشائخ اس جانب متوجہ ہوئے اور لگا تار مرزا جی کی مرمت میں رسالے شائع ہورہے ہیں ایک کے دو اور دو کی چار، تو مرزا جی کو قدر عافیت معلوم ہوئی لہذا اپنے رسالوں کو اب ناظرین سے یوں چھپاتے اور دباتے ہیں جیسے بلی اپنی براز کو۔رسالوں کی اشاعت اپنے مریدوں ہی تک محدود رکھتے ہیں مرزا جی کی ایسی کایا کیوں پلٹ گئی۔وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس بجز مکر اور زور اور سادہ لوحوں کے پھانسنے کے درحقیقت کوئی مسالا ہی نہیں گولہ بارود کا میگزین

ختم ہو گیا ہاتھ سے ہتھیار چھوٹ گئے کریں تو کیا کریں خانگی اخبار پرچہ الحکم بھی صرف فدائیوں میں جاتا ہے شحنہ ہند میں بھی آتا تھا مگر نکتہ چینی اور اعتراضات ہونے لگے تو منارے کی درزوں میں چھپ گیا یہ علامت ضعف نہیں تو کیا ہے۔ لیکن ہمارے ناظرین کا فرض ہے کہ اگر ان کی نظر سے الحکم گذرے تو ضرور لغویات کی چھتاڑ کر کے ہفتہ وار ہمارے پاس بھیجتے رہیں

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۲۹ جلد ۲۰ و ۲۲ یکم اگست ۱۹۰۲ء

مرزا قادیانی کے اقوال وافعال میں تخالف

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند
چوں بخلوت میرود آن کار دیگر مے کنند

پیارے ناظرین! مجھے عرصہ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کتب و اشتہارات کا مطالعہ رہتا ہے۔ ان سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا صاحب اعلیٰ درجہ کے محرر ہیں۔ رہا یہ کہ فرقہ احمد یہ مرزا صاحب کو مہدی آخر الزمان مسیح موعود مثیل مسیح بروزی محمد وغیرہ اعتقاداً مانتے ہیں اور منکران عقیدہء مذکور کو بے دھڑک بلا خوف خدا و رسول کافر کہتے ہیں تو یہ ان کا خیال غلط ہے۔ میں مرزا صاحب کے منکروں کو ہرگز کافر نہیں کہتا۔ صرف خدا اور رسول (محمد ﷺ) کا منکر کافر ہے اس پر قرآن اور حدیث گواہ ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قول اور فعل میں بہت اختلاف ہے جو ایک بزرگ کے خواص سے بعید ہے۔ یعنی بزرگیدگان خدا جو بات کرتے ہیں وہ خالصتاً لوجہ اللہ ہوتی ہے، اس میں کسی خواہش نفسانی کو دخل نہیں ہوتا۔ اور اس کا فعل کبھی اس کے قول کے مخالف نہیں ہوتا۔ اور اس کا قول تب اوروں کے دل پر اثر کرتا ہے جب وہ خود ہی اس پر عمل کر کے ثابت کر دے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نفس کی تعریف میں بہت سے

اوراق پریشان کو جمع کیا ہے اور وہ اوراق قابل قدر بھی ہیں کیونکہ مرزا صاحب کی تصنیف تو ہیں نہیں بلکہ قدیمی کتب سے تالیف واقتباس کیا ہے مگر ناظرین پر کھل جائے گا کہ کہاں تک مرزا صاحب یا ان کی جماعت اس پر عامل ہے۔

تعریف نفس۔ نفس انسان ایک ایسی پوشیدہ چیز ہے جس میں بہت سے باطنی استعدادات اور قوی موجود ہیں اس کی تربیت اور نشو ونما میں انسان اعلی مدارج حاصل کرسکتا ہے جسکے تھن درجے ہیں۔ امارہ۔ لوامہ، اور مطمئنہ

امارہ: نفس امارہ اس باطنی استعداد کا نام ہے جو انسان کو بدی کی طرف جھکا تا ہے اور برے راستوں پر اس کو چلاتا ہے کیونکہ برائی کی طرف جانا انسان کی ایک حالت ہے جو اخلاقی حالت سے پہلے اس پر طبعاً غالب ہوتی ہے اور یہ حالت اس وقت تک طبعی کہلاتی ہے جب تک انسان عقل ومعرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا اور بہائم کی طرح کھانے پینے سونے جاگنے غصہ اور جوش دینے والے امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے اور بات بات میں اس کو غصہ آتا ہے تحمل صبر حوصلہ اس سے دور بھاگتے ہیں مغلوب الغضبی انتقام کشی گندہ ذہنی کا والہ وشیدا بن جاتا ہے۔

لوامہ: نفس لوامہ سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں اس مقام پر انسان دوسرے حیوانی مشابہت سے نجات پاتا ہے اور امارہ سے لوامہ کے درجہ پر ترقی پاکر انسان کو برائی پر ملامت کرتا ہے اور اس بات پر خوش نہیں ہوتا کہ انسان شتر بے مہار کی طرح خواہشات نفسانی کی پیروی میں جدھر منہ اٹھاوے چلا جائے بلکہ اس کا اقتضاء یہ ہی ہوتا ہے کہ انسان سے اچھے عادات اور اچھے اخلاق صادر ہوں اور انسانی زندگی میں کوئی بے اعتدالی سرزد نہ ہو اور اپنی طبعی خواہشوں کے مقابلہ میں عقل سلیم کو مشیر بناوے چونکہ وہ بری حالتوں میں ملامت کرنیوالا ہے اس واسطے اس کا نام لومہ رکھا ہے۔ وغیرہ

مطمئنہ۔ نفس مطمئنہ روحانی حالتوں کا تیسرا درجہ ہے جو تمام کمزوریوں سے نجات دلاکر روحانی قوتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے اور سب سے توڑ کر خدا سے ایسا جوڑتا ہے کہ بغیر اس کے جی نہیں سکتا اور جس طرح پانی فراز سے نشیب کی طرف نہایت تیز روی سے جاتا ہے اسی طرح یہ خدا کی طرف جاتا ہے اور اس میں غیظ وغضب غصہ نہیں رہتا اور وہ لوث امارہ ولومہ سے مبرا اور پاک ہوتا ہے

یہ مختصر مطلب مرزا صاحب قادیانی کی ان طول طویل تحریرات کا ہے جو اساتذہ سلف کی کتب سے نکال کر رنگ آمیزیوں سے اوراق سیاہ کر دیئے۔

اب ناظرین از راہ انصاف خیال فرما سکتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کا نفس نفیس ان تین مدارج سے کس درجہ کا مصداق ہے اور ان تحریرات سے مرزا صاحب قادیانی نے صرف اپنی خوش تقریری اور انشا پردازی جتلائی ہے یا درحقیقت مرزا صاحب کا نفس نفیس مطمئنہ ہے اور نفس مطمئنہ والے شخص میں کبھی شیطانی وساوس یا خوہشات نفسانی یا انتقام کشی یا گندہ دہانی کا ہونا ممکن ہے یا نہ۔ اگر نہیں تو جس شخص کے نفس میں یہ اوصاف ہوں وہ نفس ان مدارج میں سے کس درجہ میں قابل شمار ہے۔

مرزا صاحب کی خوش اخلاقی اور شیریں کلامی جو بقول مرزا جی و مرزائیان نفس مطمئنہ کا ظرف ہے ان کی کتب اور تحریرات سے واضح ہے بالتفصیل اس کی نقل کے واسطے ایک ضخیم کتاب چاہیے مگر میں مختصر مشتے نمونہ خروارے عرض کر کے اس کا فیصلہ مرزا صاحب اور ان کی جماعت اور انصاف پسند طبائع پر چھوڑتا ہوں۔ لیجئے

قاموس الاحمدی یا ڈکشنری احمدیہ

الف: اے بدذات فرقہ مولویاں! تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلوایا ہے؛ اندھیرے کے کیڑو؛ ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والا؛ اندھے؛ نیم دہریہ؛ ابولہب؛ اسلام کے دشمن؛ اسلام کی عار مولویو؛ اے جنگل کے وحشی؛ اے نابکار؛ ایمانی روشنی مسلوب ہوئے؛ احمق مخالف؛ اے پلید دجال؛ اسلام کے بدنام کرنے والے؛ اے بدبخت مفتریو؛ اعمی؛ اشرار؛ اول الکافرین؛ اوباش؛ اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے؛ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کاٹ لی جاوے گی۔

ب۔ بے ایمان اندھے مولوی؛ بلید طبع؛ بدذات جھوٹا؛ بدگوہری ظاہر نہ کرتے؛ بے حیائی سے بات بڑھانا؛ بددیانت بے حیا انسان؛ بدذات فتنہ انگیز؛ بدقسمت منکر؛ بدچلن؛ بخیل؛ بداندیش؛ بدظن؛ بدبخت قوم؛ بدگفتار؛ بدباطن نکتہ چیں؛ باطنی جذام؛ بخل کی سرشت والے؛ بیوقوف جاہل؛ بے ہودہ۔

۞ت ۔ تمام دنیا سے بدتر؛ تنگ ظرف؛ ترک حیا؛ تقویٰ و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا؛ ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی ؛تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

۞ث ۔ثعلب (لومڑی جیسے) ثم اعلم ایّها الشّیخ الضّال و الدّجال البطال۔

۞ج ۔ جھوٹ کی نجاست کھائی ؛ جھوٹ کو گوہ کھایا؛ جاہل وحشی؛ جادہ صدق وثواب سے منحرف و دور؛ جعل ساز ؛ جیتے ہی مرجاتا۔

۞چ ۔چوہڑے؛ چمار۔

۞ح ۔ حمار؛ حمقاء؛ حق وراستی سے منحرف؛ حق پوش۔

۞خ ۔ خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں؛ خنزیر سے زیادہ پلید؛ خطا کی ذلت انہی کے منہ پر؛ خالی گدھے؛ خائن ؛ خباثت پیشہ؛ خاسرین ؛ خالیۃ من نور الرحمٰن؛ خام خیال؛ خفاش؛ خوش شدہ آید کہ حق و دین را باطل کنید۔

۞د ۔دل کے مجذوم ۔ دھوکہ دہ ۔ دیانت امانت راستی سے خالی ۔ دجال۔ دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ ۔ دشمن سچائی ۔ دشمن قرآن ۔ دلی تاریکی۔ دروغ شما تا کنار ہائے بغداد منتشر خواہد شد

۞ذ ۔ ذلت کی موت ۔ ذلت کے ساتھ پردہ دری ۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیں گے۔

۞ر ۔رئیس الدجالین ۔ ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے ۔روسیاہ ۔روباہ باز۔ رئیس المتصلفین ۔ راس المعتدین۔ راس الغادین۔

۞ز ۔ زہرناک مادے والے۔ زندیق۔

۞س ۔ سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی ۔ سفلی ملا بے بصر۔ سیاہ دل منکر۔ سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے ۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے ۔ سادہ لوح ،سا ہنسی، سفلہ ، سفہاء ، سلطان المتکبّرین الّذی اضاع دینہ بالکبر والتّو ھین ۔ سگ بچگان۔

۞ش ۔ شرم و حیا سے دور۔ شرارت وخباثت ۔ شیطانی کاروائی والے ۔ شریف از سفلہ نمی ترسد بلکہ از سفلگی او مے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بھرا ہوا۔ شیخ نجدی۔

﴾ص ۔صم عمی ۔ صدر القناۃ نیوش صدرک ضربہ ۔ و یر یک ر ما نی بحار دماء ۔ترجمہ: سرنیزہ ترا پارہ پارہ خواہد کرد و نیزہ درگذر ندہ من ترا دریائے خون خواہد نمود

﴾ض ۔ضال ۔ ضررھم اکثرمن ابلیس اللّعین

﴾ط ۔ طالع منحوس ۔ طبتم نفساً بالغاء الحقّ و الدّ ین

﴾ظ ۔ظالم ۔ظلمانی حالت ۔

﴾ع ۔ علماء السوء ۔ عداوت اسلام ، عجیب دیندار ، عدوالعقل النھی ،عقارب ،عقب الکلب

﴾غ ۔غول الاغوی ۔غدارسرشت ۔غالی ۔غافل

﴾ف ۔ فیمت یا عبدالشّیطان الموسوم بہ،فریبی،فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ ۔

﴾ق ۔قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ۔ قست قلو بھم کما ھی عا دۃ النو کی ۔ قد سبق الکلّ فی الکذب و المین۔

﴾ک ۔ کتے ۔کینہ ور۔ کمینہ ۔کہماء (مادرزاد اندھے) ۔کج دل قوم ۔کوتاہ نظر۔ کھوپڑی میں کیڑا ۔کیڑوں کی طرح خود ہی مرجاویں گے ۔

﴾گ ۔گدھا ۔گندے اور پلید فتوی والے ۔گندی کاروائی والے ۔گندی عادت ۔ گندے اخلاق ۔گندہ دہانی ۔گندے خیال والے ذلت سے غرق ہوجاتا ۔گندی روحو

﴾ل ۔لاف وگذاف والے ۔لعنت کی موت ۔

﴾م ۔ مولویت کو بدنام کرنے والو ۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے ۔ منافق ۔ مفتری ۔مورد غضب ۔مفسد ۔مرے ہوئے کیڑے ۔مخذول ۔مھجور ۔مجنون درندہ ۔ مغرور ۔منکر ۔محجوب مولوی ۔مکس طینت مولوی کی بک بک ۔مردار خور مولویو ۔

﴾ن ۔نجاست نہ کھاؤ ۔نا اہل مولوی ۔ناک کٹ جائیگی ۔ناپاک طبع لوگوں نے ۔ نابینا علماء ۔نمک حرام ۔مفسانی ۔ناپاک نفس ۔نابکار قوم ابھی تک حیاو شرم کی طرف رخ نہیں کرتی ۔نفرتی و ناپاک شیوہ ۔ نادان متعصب ۔نالائق ۔نفس امارہ کے قبضہ میں ۔ نااہل حریف ۔نجاست سے بھرے ہوئے ۔نادانی میں ڈوبے ہوئے ۔نجاست خوری کا شوق ۔

و۔ وحشی طبع ۔ وحشیانہ عقاید والے ۔

ھ ۔ ہامان ۔ ہالکین ۔ ہندوزادہ ۔

ی ۔ یک چشم مولوی ۔ یہودیانہ تحریف ۔ یہودی سیرت ۔ یا ایّھا الشّیخ الضّال و المفتری البطّال ۔ یہود کے علماء ۔ یہودی صفت ۔ (باقی آئندہ)

مرزا جی کے خیالات کا لیکچر

مولانا احمد حسن شوکت، مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات کی ترجمانی باین الفاظ کرتے ہیں:

اے دنیا کے لوگو! خوب یاد رکھو کہ نبی اور رسول یا رفارمر ہمیشہ وحشیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور نیچر کا یہی اقتضاء ہے۔ لیکن وحشت اور تہذیب کے سر پر سینگ نہیں ہوتے ۔ یہ دونوں نسبتی امر ہیں۔ کوئی کم وحشی کوئی زیادہ وحشی۔ یوروپ والے کم وحشی اوران کے مقابلہ میں ایشیاء والے زیادہ وحشی۔

سوڈان اور ہندوستان خصوصاً ان دونوں ممالک کے مسلمانوں کی وحشت کی تو کوئی انتہاء نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں مما لک میں رفارمر پیدا ہو رہے ہیں، خواہ ان کو مہدی کہو خواہ مسیح نبی کہو خواہ رسول ۔

سوڈان میں متواتر مہدی پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں اور کچھ مہدیوں کی پود لگ رہی ہے، تخم ریزی ہو رہی ہے۔ چند روز میں موسلا دھار بارش ہونے پر اوگ آئیں گے اور پھر تھوڑی مدت میں چند درخت ہو جائیں گے۔

سنو سنو! جب کہ ہندوستان میں سوڈان سے کہیں زیادہ وحشت برس رہی ہے اور لوگ دین اور دنیا کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں۔ وحشیوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں، تو تمہیں انصاف سے کہو کہ یہاں رفارمر کیوں پیدا نہ ہو۔

پس میں (مرزا قادیانی) رفارمر ہوں، رسول ہوں، نبی ہوں، مہدی ہوں، مسیح ہوں۔، غرض کہ بعد خدا میرا درجہ ہے۔ اور ایک معنی سے تم اگر مجھے خدا بھی سمجھو، تو تعجب میں کوئی بانس نہیں۔

دیکھو! یسوع مسیح کو نصاریٰ خدا کہتے ہیں حالانکہ وہ انسان تھا۔ میں بھی انسان ہوں۔ اور جس طرح یسوع مسیح نہ صرف نبی بلکہ خدا کے بیٹے اور خود خدا ہیں، تو میں کیوں خدا کہلانے کا مستحق نہ ہوں۔ آسمانی باپ نے مجھ پر الہام کر دیا ہے کہ انت بمنزلۃ ولدی۔ اس الہام سے ظاہر ہے کہ جس طرح آسمانی باپ نے یسوع مسیح کو اپنا حقیقی فرزند بنایا ہے۔ اسی طرح مجھے بمنزلۃ ولد (متبنی اور لیپا لک) قرار دیا ہے۔ پس مجھ میں اور یسوع مسیح میں کیا فرق رہا۔

بلکہ میں ایک معنی کے لحاظ سے یسوع مسیح پر شرف رکھتا ہوں۔ یسوع مسیح کی نانیاں دادیاں کسبیاں تھیں اور یسوع مسیح کسبیوں سے تیل ملوایا کرتے تھے، میں معصوم ہوں اور ان تمام عیوب سے پاک۔ پھر جب یسوع مسیح جیسا شخص ابن اللہ اور خدا ٹھہر گیا تو میرے باب میں منکروں کے کان کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ہٹ دھرمی اور ناانصافی نہیں تو کیا ہے۔

دیکھو! تم غور سے سنو کہ قوم اور ملک کی اصلاح کا کسی شخص واحد پر خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ دنیا روز بروز بڑھتی اور ترقی کرتی جاتی ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر اصلاح ہوگی اسی قدر ترقی ہوگی، ورنہ ترقی کے پاؤں کٹ جائیں گے۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی رفارمر قیامت تک کی اصلاح کا ٹھیکہ لے سکے جب کہ زمانہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔ اور انسانی سوسائٹی ایک حال پر قائم نہیں رہتی۔ کل کا مردہ تو کل ہی کو گڑے گا آج نہیں گڑ سکتا۔ مگر جو کام ایک انسان نے کیا وہ سب کر سکتے ہیں۔

گزشتہ رفارمروں نے اول تو معجزات دکھائے نہیں، نہ ان کی یہ شان تھی کہ مداری کی طرح پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دکھائیں، نہ انہوں نے کبھی معجزات دکھانے کا دعویٰ کیا۔ اور اگر کسی نے تمہارے نزدیک معجزہ دکھایا ہے تو میں دس حصے بڑھ کر معجزہ دکھانے کو تیار ہوں اور دکھا چکا ہوں۔ تمہاری آنکھوں پر قدرت نے اندھیری ڈال دی ہو تو اس کا علاج میرے پاس نہیں۔

اگر انبیاء اور رفارمر طرح طرح کی حکمت عملیوں سے کام نہ لیتے، اور امور مافوق العادت کے کرشمے بلطائف الحیل نہ دکھاتے، تو وحشی قومیں کبھی ڈھب پر نہ چڑھتیں۔ انسان بھی منجملہ حیوانات کے ایک حیوان ہے اور جس طرح تمام حیوانوں کی

تمام نوعیں قدیم ہیں، اسی طرح نوع انسانی بھی قدیم ہے۔

پہلے آدم کا اور پھر حوا کا پیدا ہونا، اور ان کا بہشت میں رہنا اور پھر گیہوں کے کھانے پر خدا تعالیٰ کا لات مار کر ان کو بہشت سے نکال دینا، اور لڑھکتے پھڑکتے سنگلدیپ میں جا گرنا، یہ ایک دل خوش ناول ہے جس کو عقل انسانی باور نہیں کر سکتی۔ ہاں وحشیوں کے انسان بنانے اور ان پر عبرت ڈالنے کا بہت خاصہ لٹکا ہے۔

شیطان کا کوئی وجود نہیں۔ انسان ہی شیطان ہے، انسان ہی فرشتہ ہے جو کچھ انسان ہے۔ آخر بہشت اور دوزخ کا کہیں پتا بھی ہے۔ وہ کون سی سرزمین میں کون سے غار میں ہیں۔ کس پہاڑ کی کھوہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ بالکل خلاف عقل ہے کہ کوئی شئے دنیا میں موجود ہو اور اس کا پتہ نہ لگے۔ جس طرح دیووں اور جنوں اور پریوں کے سینکڑوں اور ہزاروں قصے ہیں۔ ایسا ہی قصہ آدم وحوا کا ہے مگر ہے بہت دلفریب جس پر بعض جاہل اور وحشی قومیں اب تک لٹو ہو رہی ہیں۔

سنو سنو! انسانوں کا گروہ اول میں بندر اور لنگور تھا۔ جنگلوں اور پہاڑوں سے نکلا، جابجا جھونپڑیاں بنالیں، رہنے سہنے کام کاج کرنے وغیرہ سے ان کی دمیں جھڑ گئیں، بال گر گئے، اچھے خاصے انسان نکل آئے۔ رفتہ رفتہ مکانات اور عمارات وغیرہ بنانے میں ترقی کی اور یوں شہر آباد ہو گئے۔

اب آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ چند روز میں جب انسانی نسل کامل طور پر دنیا میں پھیل گئی تو پہاڑ اور جنگل سب کے سب انسانوں سے .. یوں پٹ جائیں گے جیسے شہد کے چھتے مکھیوں سے اور ڈربے کبوتروں سے اور ٹاپے مرغیوں سے۔ اور جس قدر حیوانات اور پرند وغیرہ ہیں سب انسانوں کے شکار ہو جائیں گے کیونکہ نسل انسانی چار طرف پھیل جانے سے اناج اور ترکاری اور میووں وغیرہ کا سلفہ کر جائے گی۔ پیداوار اراضی اس کے لئے کافی نہ ہوگی۔ پس انسان جن پہاڑوں اور جنگلوں سے نکلے تھے پھر وہیں چلے جائیں گے۔ لیکن وحشت اور جہالت کے ساتھ نہیں بلکہ عقل اور انسانیت اور ادراک وتمیز کے ساتھ۔

دیکھ لو! کالونیوں کے آباد ہونے کا ابھی سے لگّا لگ گیا ہے۔ پس یہ اسی بات کا پیش خیمہ ہے کہ دنیا میں چپہ بھر زمین بھی باقی نہ رہے گی جس میں انسان آباد نہ

ہو۔ بندروں اور لنگوروں کو یہ بھاگ لگیں گے۔

سنو سنو! دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں رفارمر آئے اور سب نے یہی چاہا کہ انسانوں کو متحد اور متفق کر کے یوں لے بیٹھیں جیسے مرغی اپنے پروں میں انڈوں بچوں کو ۔لیکن شامت جو دھکا دیتی ہے تو انسان ان کے پروں سے نکل کر نفاق کی بلی کا کھاجا بن گئے۔ کسی رفارمر نے یہ نہیں کہا کہ مجھی میں سرخاب کا پر ہے اور دوسرے رفارمر بالکل لنڈورے ہیں ۔ میرے بھائی محمد صاحب ہی کو دیکھ لو جنہوں نے تمام گزشتہ میرے چچا کے بیٹے رفارمروں کو یکساں مانا اوران کی تصدیق کی اور آئندہ کے لئے حکم دیا کہ میرے بعد مہدی آئے گا، اس کو سچے دل سے ماننا اس کی اطاعت کرنا اور اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جانا۔ جس طرح تعائشی اور محمد احمد کے جھنڈے کے نیچے سوڈانی اور جیسے جردگر کے جھنڈے تلے بوئر جمع ہو گئے۔

اور اب مہدی اور امام الزمان آسمان سے سیڑھی لگا کر قادیان کے منارے پر اترا تو سب کے سب فرنٹ ہو گئے اور ان تلوں میں تیل ہی نہ رہا۔ دنیا کے لوگوں کی بدبختی نہیں تو کیا ہے۔ دیکھو تمہارے قرآن میں موجود ہے

منهم من قصصنا عليك ومنهم لم نقصص

یعنی بہت سے انبیاء کا ہم نے ذکر کر دیا اور بہتوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس آیت میں گزشتہ یا آئندہ نبیوں کی کچھ تصریح اور تخصیص نہیں ۔یعنی جس طرح گزشتہ زمانے میں نبی پیدا ہوئے ہیں آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ تم نے خدا کو عاجز اور اس کی قدرت کو محدود سمجھ لیا۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک نبی تمام آنے والے نبیوں کا خاتمہ کر دے۔ اور بالفرض کوئی نبی خاتم ہو بھی، تو وہ انبیاء کا خاتم ہو گا نہ کہ رسولوں کا۔

رسول کا مرتبہ نبی سے بڑھ کر ہے۔ پس میں (مرزا) رسول ہوں نبی نہیں ۔اور قرآن میں بھی محمد صاحب کی نسبت خاتم النبیین وارد ہوا ہے نہ کہ خاتم الرسل۔ جب تم نبی اور رسول میں بھی فرق نہیں کر سکتے تو میرے دوسرے نکتے کیا خاک سمجھو گے۔

سنو سنو! جس طرح نیچر کا اقتضا ہر قسم کی ترقی ہے اسی طرح اسکا اقتضا ہمیشہ کے لئے رفارمروں کا پیدا ہونا ہے۔ تم کو معلوم نہیں یورپ میں کس قدر رفارمر پیدا ہو رہے ہیں۔ یعنی ہر فن اور علم اور ہر شعبہ کا ایک رفارمر ہے اور نہ صرف رفارمر بلکہ

موجد پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ موجد کا مرتبہ رفارمر سے بہت بڑھا ہوا ہے کیونکہ رفارمر ایک موجودہ شئے کی اصلاح کرنے والا اور موجد اور مخترع ایک نئی شئے کا پیدا کرنے والا ہے۔ تم اپنی وہی پرانی ڈفلی بجائے جاتے ہو اور پورا نے محو زدہ رفارمروں کو پیٹے جاتے ہو۔ تمہاری ہمتیں بالکل پست ہوگئی ہیں۔ ضعیف الاعتقادیوں نے تمہارے کانشنس اور اس کے فیلنگ کو بالکل چاٹ لیا ہے۔ تم تو مسلمان کیا معنی کسی مذہب کے بھی نہیں رہے۔ تم کو مسلمان کہنا اسلام کی توہین کرنا ہے۔ پس میں انیسویں صدی میں مہدی اور امام آخر الزمان کے قالب میں ڈھل کر آیا ہوں کہ تمہاری اصلاح کروں اور تمہیں انسان بناؤں۔ (باقی آئندہ)

سیف چشتیائی

یعنی: حجة الله البالغة على الشمس البازغة

و الاصلاح الفصیح لاعجاز المسیح

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں ؛

جناب فیض مآب حضرت پیر مہر علی صاحب متوطن گولڑہ ضلع راولپنڈی کے کمالات اور حالات اور خلوص اور تقوی سے نہ صرف ہمارے ناظرین بلکہ تمام پنجاب اور بیشتر حصص ممالک ہندوستان اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ ایک گوشہ نشین متوکل باللہ با ایں ہمہ اپنے انفاس قدسی اساس سے مرجع خلائق اور باعث ہدایت مریدین و مسترشدین و زائرین ہیں۔ آپ کو شہرت اور حبّ جاہ و منصب دنیوی سے بکلی نفرت ہے۔ آپ جس طرح شیخ وقت ہیں اس طرح تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقاید کا زہریلا اثر دور کرنے کو حسب اصرار علماء و مشائخ کتاب شمس الہدایہ تصنیف فرما کر شائع کی۔ پھر کیا تھا مرزائیوں پر قیامت نازل ہوگئی، اور قادیانی مرزا نے خواہ مخواہ اپنی شہرت اور نمود کے لئے حضرت محتشم الیہ کو مخاطب گردانا۔ مباحثہ کا اشتہار دے دیا۔ چونکہ یہ دین کا معاملہ تھا پس اعلاء کلمۃ اللہ کو حضرت پیر صاحب نے حسب استدعاء علما کرام و مشائخ عظام ضروری سمجھا اور معہ ایک

کثیر جمع علماء اور مشائخ کے حسب تحریک وطلب شرائط مرزا لاہور تشریف لائے جہاں کئی ہزار مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ اور لاہور میں چند روز مقیم رہے۔

قادیانی مرزا جی کے نام رجسٹریاں بھیجیں کہ مرد میدان بن کر خدا کے شیروں کے مقابلہ پر آ ئیے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اہالی موالی جن کو اپنی حقیقت معلوم تھی لومڑیوں اور حیض والے خرگوشوں کی طرح قادیان کی کھوہوں میں دم دبا کر چھپ گئے۔ جو حیض تھا وہ نفاس اور استحاضہ بن گیا۔ پاک ہوتے تو پاکوں کے مقابلے پر آتے۔

...مدت مدید کے بعد حضرت پیر مہر علی صاحب کی کتاب شمس الہدایہ کے برائے نام جواب میں مرزا قادیانی کے ایک راتب خور گرگے نے کتاب شمس بازغہ شائع کی اور پھر مرزا جی نے تفسیر سورہ فاتحہ چھپوائی۔ جس کی چھتاڑ متعدد مرتبہ ضمیمہ شحنہ ہند میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہے۔

مندرجہ عنوان کتاب مستطاب، شمس بازغہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کا جواب واصلاح ہے جو جسیم وضخیم یعنی ۳۴۶ صفحات پر ہے۔ بایں ہمہ پیر صاحب نے محض خلوص اور افادہ خلق اللہ کے لئے اس کو وقف فی سبیل اللہ کر کے مفت تقسیم فرمایا ہے۔

اس کتاب کی لاگت اور اشاعت میں ہزار بارہ سو روپیہ سے کم کسی طرح صرف نہیں ہوا۔ مرزا صاحب قادیانی تو ایک جزء کی کتاب بھی چھپواتے ہیں تو چندے کا اشتہار دیتے ہیں۔ اور پھر ایک پیسے کی لاگت کے دس پیسے وصول کر لیتے ہیں۔ اور اپنے جاہل فدائیوں کے سوا دوسرے کو نہیں دکھاتے کیونکہ قلعی کھلتی ہے۔

پیر مہر علی صاحب نے نہ چندے کا اشتہار دیا، نہ کسی کو روپیہ دینے کیلئے مجبور کیا، اور متوکلاً علی اللہ یہ کام انجام کو پہنچا۔ اس میں شک نہیں کہ عجیب وغریب کتاب ہے۔ مرزائی عقاید اور دعاوی ہی کا استیصال نہیں کیا بلکہ مرزا قادیانی کی تفسیر سورہ فاتحہ (جس کا نام انہوں نے اعجاز المسیح رکھا ہے) کی ایسی اصلاحیں کی ہیں کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

اب ہم منتظر ہیں کہ قادیانی گنبد سے سیف چشتیائی کے جواب میں کیا صدا نکلتی ہے۔ مرزا جی کس کس کتاب کا جواب دیں گے جب کہ ایک ایک شیطان کی درگت کو بیس بیس فرشتے تیار ہیں۔

کتاب عصائے موسیٰ کا جواب دینے والے تو زندہ در گور ہو گئے۔ ہاں مرزا جی نے اس حیلے سے چندہ خوب بٹورا۔ اور جس طرح امہات المومنین کے جواب میں تو تھمبو کر کے لوگوں سے ٹکے اینٹھے، اسی طرح عصائے موسیٰ کے جواب میں اپنے فدائیوں کو جل دے کر ان کی گانٹھ کاٹی۔ اب سیف چشتیائی کے جواب کے لئے مداری کا کاسہء گدائی مرزائیوں کے گھر گھر پھرے گا اور جواب تو جیسا کچھ نور بھرا ہو گا ہم کو پہلے ہی معلوم ہے جب ضمیمے کے ایک مختصر سے آرٹیکل کا جواب بھی نہیں دیا جاتا تو ایسی بسیط اور قاطع کتابوں کا جواب کیا بن پڑے گا۔

ہاں قادیانی زنبیل حمقاء کی گاڑہی کمائی سے ضرور بھر پور ہو جائے گا۔ پس مرزا جی ایسے بدرتے تو خدا سے چاہتے ہیں اسی میں ان کی گرم بازاری اسی میں روٹیاں اور اسی میں زعفرانی حلوے اور قوت باہ کی یاقوتیاں ہیں جن سے قادیان میں ایک ایک مرزائی ساٹھا پاٹھا بنا ہوا سنڈ یار ہا ہے اور سانپ کی طرح پھنپھنا رہا ہے۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارے علماء اور مشائخ اور خود ہمیں نے جوابات لکھ کر مرزا قادیانی کو شہیر کے بانس پر چڑھا دیا ہے، اور وہ اسی میں خوش ہے۔ چار طرف سے کیسی کیسی چھتاڑ ہو رہی ہے جعلی نبوت و رسالت کا کیسا کچھ خاکہ اوڑ رہا ہے، مرزا جی کے کیریکٹر کی کیسی مٹی خراب ہو رہی ہے، مگر وہ خوش ہیں اور ایک ایک مرزائی کی باچھیں کانوں تک کھلی ہوئی ہیں حیا کون کتی ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے پاس دم ہلاتی آوے۔

ایک مسخرے صاحب کسی محفل سے جتیا کر، دھکے دے کر، نکالے گئے۔ جھٹ پٹ پگڑی سر سے لپیٹ کر، اور مونچھوں کو تاؤ دے کر کہتے ہیں، واہ بے ایسے تیسو! تمہاری یہ محفل تو کیا چیز ہے، ایں جانب تو بڑے بڑے محلوں سے نکلوائے گئے ہیں۔

یہی کیفیت مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی ہے۔ پیر مہر علی صاحب نے زبان عرب میں اس کتاب کا جو فصیح و بلیغ دیباچہ چار صفحوں پر لکھا ہے مرزا قادیانی اور تمام مرزائی سر سے سر اور سر سے سر ملا کر ویسا دیباچہ لکھ کر دکھائیں تو سہی۔ اگر کچھ

لکھیں گے تو کتب عربیہ کا سرقہ ہوگا، جیسا کلام مجید کی آیتوں کا سرقہ کر کے تیل باتربوز اپنا الہام گھڑا ہے۔

پیر مہر علی صاحب ایک چشمہ فیض ہیں۔ تمام سچے مسلمانوں کو آپ کا ممنون ہونا چاہیے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کے دل و دماغ میں زیادہ برکت دے اور اس دینی نصرۃ کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ (باقی آئندہ)۔

بعض بد اخلاق مرزائی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزائیوں کی سینکڑوں درخواستیں دھوکہ دے کر ہمارے نام آتی ہیں کہ ضمیمے جاری کردو۔ کوئی مولوی ہوتا ہے، کوئی حکیم، کوئی مختار، کوئی ڈاکٹر، کوئی کلرک، کوئی سر دفتر۔ مگر مجددانہ الہام سے ہم کو فوراً ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بدمعاش ہیں، دھوکے باز ہیں۔

کوئی مرزائی لوٹ پھیر کر عیسیٰ مسیح کی وفات کی نسبت وہی پرانے بودے سوالات کرتا ہے جن کے جوابات چند مرتبہ ضمیمہ میں ہو چکے ہیں۔ اور بعض بدمعاش اس لئے ضمیمہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس میں ان کے پیر و مرشد کی کیسی درگت ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں ایک بدمعاش نے ۸ نام لکھ کر بھیجے کہ ان کے نام ضمیمہ جاری کردو اور سب کی قیمت فلاں ہیڈ کلرک سے بذریعہ وی پی وصول کرلو۔ مگر جب ہم نے ہیڈ کلرک کے نام خط بھیجا، تو صدائے برنخاست اور نہ پھر اس مردود نے جواب دیا۔

یاد رکھو ہم ضمیمہ کسی سے نہیں چھپاتے جس طرح تمہارا پیر و مرشد اپنی خانگی دو ورقی (الحکم) کو چھپاتا ہے ہم تو جو کچھ کرتے ہیں ڈنکے کی چوٹ کرتے ہیں۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۸ اگست ۱۹۰۲ء نمبر ۳۰ جلد ۲۰ و ۲۲ ص ۲۴۵

مختصر نوٹ

الحکم قادیان مطبوعہ ۲۴ جولائی گزشتہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ کی کتاب سیف چشتیائی پر ایک نہایت دل شکن نوٹ شائع ہوا ہے حضرت پیر صاحب یا ضمیمے کے نامہ نگار گورنمنٹ کو ایسے مشتبہ کرنے والے نوٹ کا ضرور جواب دیں ہم بھی کچھ لکھیں گے۔ وہ نوٹ یوں ہے:

> پیر گولڑوی نے سیف چشتیائی جو کتاب تیار کی ہے اس کے ٹائٹل پیج پر دو تلواروں کی تصویر بھی دی ہے۔ ہم کو یاد پڑتا ہے کہ لارڈ لارنس کے سٹیچو پر جو تلوار اور قلم کا کتبہ ہے اس پر اعتراض کیا گیا تھا اور اہل ہند یا کم از کم اہل پنجاب کی خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ اس کتبہ کو بدل دیا جائے۔ سیف چشتیائی کے مصنف کی غرض ان تلواروں کے بنانے سے اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود (مرزا) کے خلاف قتل کا مخفی اشارہ نہیں، یا جہاد کی ترغیب نہیں، تو اس فضول تحریک سے کیا فائدہ تھا۔ یہ امر بہر حال گورنمنٹ کے نوٹس لینے کے قابل ہے۔ اور ہم اس پر کسی قدر صراحت سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک گوشہ نشین، نقاب پوش، درویش کی تحریر پر ان تلواروں کا نشان حیرت انگیز امر ہے، اور کسی خاص راز کی طرف ایما کرتا ہے۔ ورنہ پیر گولڑوی کے مذاق اور مشرب کے لحاظ سے تو طنبور اور چنگ کی تصویریں موزوں تھیں۔ (الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۲)

اسی نمبر کے الحکم میں مرزا جی کے ملفوظات میں سے کچھ حصہ اخذ کیا ہے جس میں حج کی تعریف ہے۔ لیکن جدید نبی اور اس کی امت کو حج کی کیا ضرورت جب کہ قادیان ایک درجہ کا دارالامان ہے اور جس کی حرمت حرمین سے زیادہ ہے۔ غالباً حج سے مراد قادیان کا حج ہے۔ مرزائی لوگ جو روپیہ حج میں صرف کریں وہ مرزا جی کے

فنڈ میں کیوں نہ دیں حج کرنا ایک تیرتھ ہے اور قادیان جانا معراج۔

الحکم میں سوزاک اور لواطت کا علاج بتایا گیا ہے بے شک اس اصلاح کی اشد ضرورت تھی کیا قادیان میں بجائے طاعون اب یہ مرض پھیلا ہے۔

خدا تعالی کے خوف اور محبت کی نسبت بھی مرزا جی کے ملفوظات سے الحکم میں کچھ حصہ لیا گیا ہے۔ محبت کیسی؟ یہاں تو خوف ہی خوف ہے۔ فلاں اتنے دنوں میں کتے کی موت مارا جائے گا، اور فلاں اتنے عرصہ میں مچھر کی طرح بھن بھن کرتا ہوا ہلاک ہوگا۔ اور فلاں اتنے دنوں میں تلوار کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ مرزائیوں کا خدا محبت کا خواہاں نہیں وہ تو جلال کا پتلا ہے۔ بات یہ ہے کہ وحشی لوگ خوف اور دھونس ہی سے قابو میں آتے ہیں آگے چل کر تمسخر آمیز اور موہن عبارت حسب ذیل ہے

حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔.. غرض یہ نمونہ جو انتہاء محبت کا لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے (یہ سنگ اسود کو بوسہ دینے کی تضحیک ہے۔ اڈیٹر شحنہ ہند) پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے.. وغیرہ۔ (الحکم قادیان ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۲)

بقیہ: مرزا جی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! وحشیوں پر اپنے لٹکوں کا کامل اثر جمانے کے لئے رفارمر کو بہت کچھ پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں مدت مدید تک اسکا افسوس بے کار جاتا ہے جیسے چکنے گھڑے پر پانی کی بوندیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ استقلال بڑی چیز ہے بالآخر نشیب میں پانی مر جاتا ہے اور کام چھتیس ہو جاتا ہے یعنی جب وحشی اچھی طرح قابو میں آجاتے ہیں تو رفارمر ان کی نکیل ہاتھ میں لے کر جس طرح چاہتا ہے اٹھک بیٹھک کراتا ہے۔

دیکھو! میرے چھوٹے بھائی محمد (ﷺ) نے پورے چالیس سال تک وحشیوں

کو شیشے میں اتارنے کے لئے کیا کیا جتن کئے ۔ کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں ۔ کیسے کیسے زناٹے دار لطائف الحیل سے کام لیا۔ بالآخر وحشیوں کو ٹھونک رکھا اور سب کی سرکشی کے تکلے کے بل نکال ڈالے۔

اس کے بعد ضرور تھا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتے اور اپنے کو منجانب اللہ اور صاحب وحی بتاتے اور اپنے نام کا کلمہ پڑھواتے۔ کیونکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اب کوئی چون و چرا کرنے والا باقی نہیں رہا۔

میری بعثت کو بھی ڈہائی قرن یعنی ۳۰ سال گزر گئے ہیں۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دفعتہً نبی اور رسول ہو گیا ہوں۔ میں نے بھی اس عرصہ میں طرح طرح رنگ بدلے ہیں۔ پہلے تمام مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ لکھی، اور مسالے دار اشتہارات دیئے کہ اگر کوئی اس کا جواب لکھ دے تو میں اپنی ذاتی بارہ ہزار روپیہ کی جائداد انعام میں دینے کو تیار ہوں۔ وحشیوں پر اس سے سکہ جمنے لگا اور بڑے بڑے لوگ جان و مال سے میری آؤ بھگت کرنے لگے۔

پھر میں نے الہام کا چھینٹا دیا اور اپنے آپ کو صاحب کشف و کرامات بتایا۔ پیشین گوئیاں کیں۔ مگر صرف لوگوں کی موت کی ۔ اس سے ہولے دلوں اور کمزور کانشنس والے ضعیف الاعتقادوں میں تہلکہ مچ گیا، بید کی طرح تھرانے لگے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وحشی لوگ لالچ کو اس قدر نہیں مانتے جس قدر خوف کو مانتے ہیں۔ اس عرصہ میں جو شخص قادیان آیا تھراتا ہی گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے خوش کرنے والی پیشین گوئی ایک بھی نہیں کی کیونکہ ایسی پیشین گوئیاں تو اکثر فقیر اور پیرزادے اور بھک منگے بھی اپنے پیٹ کی خاطر کرتے ہیں یعنی دعا دیتے ہیں کہ خدا تجھے بیٹا دے گا تیرا مرتبہ بالا کرے گا۔ اگر تو اب ہاتھی پر چڑھتا ہے تو چند روز میں نیک نامی کے بانس پر چڑھے گا۔ اگر تو اب صاحب ماہی مراتب ہے تو چند روز میں تیرا تھم گاؤ زمین کی پشت پر جمے گا۔ اگر اب تیرے جھنڈے کا پھریرا فضاء آسمان پر لہراتا ہے تو چند روز میں نہ(۹) فلک کی چوٹی سے باتیں کرے گا۔ اور اب تو لاولد ہے تو کچھ خوف نہ کر چند روز میں تیری اولاد کینچوؤں اور کہنسلائیوں کی طرح روئے زمین پر گجگجا جائے گی۔ چونکہ اس قسم کی باتیں دعائیں یا کرامات یا پیشین گوئیاں معمولی ہو گئی ہیں اور سادھو بچوں کے ایسے

پاکھنڈوں کو وحشی لوگ سمجھ گئے ہیں اور ایس سوانگ دیکھتے دیکھتے ان کی چار آنکھیں ہو گئی ہیں لہذا میں نے ان بھٹئیوں او چاپلوسی کی باتوں سے کنارا کیا اور وحشیوں پر دھونس ڈالنے کی پالیسی اختیار کی۔ اور یہ تیر نشانے پر کھٹ سے جا بیٹھا۔

پھر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ کرشمہ نہیں رکھتا جو گزشتہ رفارمر رکھتے تھے۔ ضرور رکھتا ہوں کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ میری پیشین گوئیاں ہوا میں اڑ گئی ہیں۔ ہر گز نہیں ان میں سے ایک بھی پٹ نہیں پڑی، اور سب باون تولے پاؤ رتی نکلیں۔ یہ میرا ہی مقولہ نہیں بلکہ ان لوگوں سے پوچھو جو مجھ پر ایمان لائے ہیں اور میرا کلمہ پڑھتے ہو کہ اشهد ان لااله الا الله میرزا رسول الله۔ اب رہے مخالفین وہ تمام انبیاء کے زمانے میں موجود رہے ہیں اور کسی نبی کے خوارق عادات و معجزات کو تمام انسانوں نے کبھی یکساں تسلیم نہیں کیا مگر نبی ہمیشہ نبی ہی رہے ہیں کیونکہ جب ایک جم غفیر کسی شخص کو نبی اور منجانب اللہ تسلیم کر لیتا ہے تو صفحہ ہستی سے اس کے نام کا مٹ جانا محال ہو جاتا ہے۔ دیکھو یسوع مسیح کیا چیز تھا میں تم کو اس کے کیریکٹر کا خاکہ بارہا دکھا چکا ہوں مگر تمام یوروپ جو اپنے کو تہذیب کا چشم و چراغ بتاتا اور تمام ایشیاء اور افریقہ کو اپنے مقابلے میں وحشی سمجھتا ہے یسوع کی پرستش کرتا ہے اور اس کو نبی نہیں بلکہ خدا سمجھتا ہے کیا میں یسوع مسیح جیسے شخص سے بھی گیا گزرا جو مسمریزم کے لٹکوں میں بھی ادھورا تھا اس کے خوارق کو میں بار بار کیا دہراؤں۔ تم میری الہامی کتابوں کو غور سے دیکھو تو یسوع مسیح کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو۔ جب خدا کے بیٹے اور خود خدا کی یہ درگت ہے تو دوسرے انبیاء کو بھی اسی پر قیاس کر لو مشتے نمونہ از خروار

سنو سنو! تمام انبیاء انسان تھے اور سب کے پیچھے انسان کی کمزوری کی کوئی نہ کوئی لم ضرور ہوگی۔ مخالفوں سے پوچھ دیکھو۔ یہودیوں سے یسوع مسیح کی کیفیت پوچھو اور عیسائیوں سے عرب کے بدووں اور وحشیوں کے رفارمر محمد ﷺ کے حالات دریافت کرو تو تم کو تصویر کا تاریک رخ نظر آ جائے۔

اور چونکہ ہر ایک رفارمر کچھ نہ کچھ نقص رکھتا ہے، پس موجودہ زمانے میں ایسے رفارمر کی سخت ضرورت تھی جو سب رفارمروں سے بڑھ کر ہو۔ جامع صفات و کمالات نبوت و رسالت ہو اور سب کا مصلح ہو۔ لہذا حسب اقتضاء نیچر میرا نزول لابد

ہوا۔ اگر تمہاری آنکھوں میں نیل کی سلائی نہیں پھری اور تعصب نے تم کو چوپٹ اندھا نہیں بنایا تو قادیان آ کر میری رفارم کا جلوہ دیکھو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ درحقیقت میں ازل سے ابد تک کی اصلاح کا ٹھیکہ لے کر آیا ہوں۔

کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اب تک تقریباً ایک لاکھ آدمیوں نے مجھے ویسے ہی رجماً با الغیب نبی اور رسول تسلیم کر لیا ہے کے اتنا جم غفیر باطل پر قائم ہوسکتا ہے۔ کیا یہ سب سادہ لوح اور جاہل ہیں۔ ان میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء اور حکماء اور بڑے بڑے جہاندیدہ اور تجربہ کار لوگ ہیں۔ انہوں نے میرے عیار کھاک کو اپنے کانشنس اور عقل کی کسوٹی پر اچھی طرح کس لیا ہے۔ اور میرے خالص سکّے کو بخوبی ٹھونک بجا لیا ہے۔ تب مجھ پر ایمان لائے ہیں اور میرے حلقہ بگوشوں میں شامل ہوئے ہیں۔ انسان ایک پیسے کی ہانڈی بھی خریدتا ہے، تو اس کو اچھی طرح ٹھوک بجالیتا ہے اور یہ تو ایمان اور نجات ابدی کا معاملہ ہے۔

اب رہے وہ لوگ جو میرے دام میں آ کر نکل گئے ہیں۔ اول، تو ان پر اچھی طرح پھندا نہ پڑا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک مکھی بھی جب تک اس پر مکڑی کا پورا جالا نہیں پورا جاتا اوڑ جاتی ہے۔

دوم، ان میں ارتداد اور سرکشی کی خبیث روح بدستور موجود تھی۔ نہ انہوں نے اچھی طرح میرا فلیتہ سونگھا تھا، نہ کامل طور پر میری عزیمت ان پر کارگر ہوئی تھی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ انسان ہی سعید اور شقی اور انسان ہی مومن و مرتد ہوتے ہیں۔ پس وہ شقی اور مرتد ہو گئے خس کم جہان پاک۔

دیکھو شیطان جو معلم الملکوت اور مقرب بارگاہ الٰہی تا جب تک بہشت میں رہا ٹھیک رہا بہشت سے نکلتے ہی اولاد آدم کے ساتھ وہ کھورولا یا کہ خدا کی پناہ اور ہمیشہ لاتا رہے گا وجہ یہی ہے کہ اس میں بغاوت اور خباثت اور شیطنت کی رگ موجود تھی۔

میرے نبی برحق اور رسول مطلق ہونے پر ایک لاکھ آدمیوں کا اجماع کافی ہے جو ایک پورا نیشن ہے۔ اور تمہارے نزدیک یعنی مذہب اسلام میں بھی اجماع دلیل قطعی ہے۔

اب رہے مخالفین ، وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ جس طرح کوئی مخالف گروہ کسی نبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ۔ میرا کرشمہ چل گیا میرا جذبہ کارگر ہوگیا ۔ اب چھ کروڑ نام کے مسلمان میرا بال بھی ٹیڑھا نہیں کر سکتے ۔ جب کہ میں ایک لاکھ آدمیوں کی ناک کا بال بنا ہوا ہوں ۔

بات یہ ہے کہ تمام علماء اور فضلاء اور مشائخ اور پیرزادے میری نبوت و رسالت کو اپنی نک کٹی سمجھتے ہیں ۔ مگر یہ یاد رہے کہ بلی کے بھاگوں چھینکا نہیں ٹوٹ سکتا ۔ یہ جو مکھنے ہاتھی کی طرح سونڈ ہلا ہلا کر روٹ چکھ رہے تھے اب ان کو خوف ہے کہ وہ روٹ ہمارے منہ سے چھن جائے گا اور ان کا یہ خوف ہے بھی ٹھیک کیونکہ میری بعثت اوپر اوپر نہ جائے گی اور ان کے منہ سے ضرور تر لقمہ چھین لے گی ۔

کیا تم پیشین گوئیوں کو کچھ ایسا ویسا سمجھتے ہو ۔ تمام انبیاء پیشین گوئیوں ہی سے نبی مسلّم ہوئے ہیں پیشین گوئی معجزات میں داخل ہے جن کا منکر کافر ملحد ہے پس میری پیشین گوئیوں کا منکر بھی ملحد اور کافر اور مخلد فی النار ہونے کا مستوجب ہے اور پیشین گوئیاں بھی وہ جو ٹھیک میعاد مقررہ کے درمیان کے بیچوں بیچ کے اثناء کے اندر ڈنکے کی چوٹ پوری ہوئیں ۔

آتھم کے مرنے کی پیشین گوئی یوں پوری اور ثابت و مثبّت ہوئی جیسے انگوٹھی کے ہودے میں نیلم کا نگین ۔ وہ میعاد مقررہ میں نہ مرا تو کیا ہوا ، اسکا دل مر گیا تھا ۔ یعنی جب اس نے مجھے مسیح موعود تسلیم نہ کیا تو یوں سمجھو کہ وہ مر گیا یعنی مردہ دل ہو گیا ۔ میں نے یہی پیش گوئی کی تھی کہ اگر آتھم مجھ پر ایمان نہ لائے گا تو مر جائے گا ۔ یہ کب کہا تھا کہ ملک الموت آ کر اس کی روح قبض کرے گا ۔ یہ معاملہ تو مردہ دل ہونے کے بعد کا تھا مگر وہ بھی پورا ہو گیا اور میری پیش گوئی کے حق میں ایسا ہوا جیسے سونے میں سہاگا ۔ قرآن میں ہے انك لاتسمع من فى القبور سے مراد مردہ دل ہیں یہ آیت درحقیقت مجھ پر نازل ہوئی ہے اور ٹھیکم ٹھیک اسی معاملے کی نسبت ہے پس ڈپٹی آتھم نے میری پیشین گوئی کی سماعت نہ کی لہذا مردہ دل ہو گیا جیسے میرے تمام مخالفین مردہ ہیں ان کا اپنے کو زندہ سمجھنا یعنی کہ حیات ابدی تو میری زنبیل بلکہ میرے ہر ایک چیلے کی سراویل میں ہے ۔ میرے مخالفوں کے یہ نصیب کہاں کہ مجھ پر ایمان لا کر زندہ جاوید

ہوں۔

اب رہی عالی شان پیشین گوئی میری آسمانی منکوحہ کی۔ یہ جیتی جاگتی سرسبز اور بارآور پیشین گوئی پوری ہوگی اور بیچ کھیت ہوگی۔ آج کے تھوپے آج ہی نہیں جلتے اور آج کا درخت لگا ہوا آج ہی پھل نہیں دیتا۔ میں نے جو میعاد مقرر کی تھی اس کے پورا ہونے میں ضرور ایک انچ کی کسر رہی ہے، مگر یہ پوری ہوگی اور چاندی بنی بنائی ہے۔ ایسی کسر تو ہر ایک مہوّس کی قسمت میں لکھی ہے سینکڑوں نبیوں کے الہامات غلط ہو گئے ہیں مگر وہ نبی ہی رہے ہیں۔ پہلوان ہی چت اور پہلوان ہی پٹ ہوتے ہیں۔ جو معاملہ آسمانی یا آسمانی باپ کے مواجہہ میں بشہادت ملائک ہو چکا بلکہ اسکو خود آسمانی باپ اپنے ہاتھوں کر چکا اس کا انکار بالکل الحاد وارتداد ہے۔ میں اپنے منارے پر چڑھ کر یہ سارا معاملہ دیکھ چکا ہوں تم آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ ہو میرے پاس آؤ تو اپنے سے پر سہرہ بندھا ہوا اور سہرہ پر کلغی اور کلغی پر طرہ لگا ہوا اور جوروں کو سہرہ گاتے اور ڈفلی بجاتے تان اوڑاتے دیکھا دوں۔ قسم ہے آسمانی باپ کی اس میں رائی بھر بھی شک نہیں۔ جھوٹ کے میدان میں قدم رکھنا خر دجال کا کام ہے نہ کہ دنیا کے فرمائشی امام کا،۔ میری آسمانی منکوحہ بی بی کے لاکھ بچے ہو جائیں مگر وہ سب آسمانی باپ کے لیپالک کے بچے اور آسمانی باپ کے ہی پوتے اور پڑپوتے کہلائیں گے۔ اونٹ پھرے گاؤں گاؤں جس کا اونٹ اس کا ناؤں۔ میں منارۃ المسیح کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری منکوحہ بی بی کا خصم ایک نہ ایک مرے اور ضرور مرے مسیح مسعود اور امام الزمان کے ایسے مغلظ حلف پر بھی تم کو یقین نہ آوے تو بس خدا ہی سمجھے اور تو کیا کہوں۔

تیسری معرکۃ الآراء پیش گوئی کافر اکفر پنڈت لیکھ رام کی تھی، وہ کیسی دن دیہاڑے پوری ہوئی اور آسمانی باپ نے میری کیسی مدد کی۔ اس مردود مطرود بے بہبود اخبث الوجود ابن نمرود کا سر توڑ ڈالنا میرا ہی کام تھا۔ بجائے اس کہ تم میرے ممنون ہوتے اور میرے احسان کا چھپر سر پر اٹھاتے اور مجھ پر ایمان لاتے اس نمایاں کام کے صلے میں الٹی صلواتیں سناتے ہو اگر میں پیش گوئی نہ کرتا اور آسمانی باپ پر زور نہ ڈالتا تو بھلا ایسا دشمن اسلام جہنم واصل ہوسکتا تھا۔ ہرگز نہیں تم پلّے درجے کے احسان فراموش اور ناحق کوش اور لائق پاپوش ہو۔ (باقی آئندہ)۔

ایک مسلمان اور ایک مرزئی کی گفتگو

مسلمان : لیجئے حضرت ! آ کے پیر بھائی بھی طاعون سے مرنے لگے ۔ کیا آپ کے خیال میں اب بھی مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے ہیں

مرزائی : ہمارا کوئی پیر بھائی طاعون سے نہیں مرا، اور نہ کبھی مرسکتا ہے۔

مسلمان : اخباروں میں لکھا دیکھا تھا کہ مرزا صاحب کے بہت سے مرید طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے ۔

مرزائی : ہاں چند ایسے آدمی مرے ہیں جو مرزا صاحب کے مرید ہوئے تھے

مسلمان : کیا بیمار ہونے سے پہلے انہوں نے مریدوں کے رجسٹر سے اپنا نام خارج کرالیا تھا۔

مرزائی : پہلے تو نہیں ، بیمار ہوتے ہی مریدی سے خارج ہو گئے تھے ۔

مسلمان : جو مرید بیمار ہو جاتا ہے تو کیا مرزا صاحب قادیانی اس کو مریدی سے خارج کر دیتے ہیں ۔

مرزائی : وہ خود ہی مرزا صاحب قادیانی کا معتقد نہیں رہتا کیونکہ اس کے نزدیک مرزا صاحب کا یہ دعوی کہ ہمارا کوئی مرید طاعون میں مبتلا نہ ہوگا غلط ثابت ہو جاتا ہے جس نے مرزا صاحب کے دعووں کو غلط سمجھا وہ مرید نہ رہا، پھر اگر وہ مر گیا تو مرزا صاحب کا مرید اور ہمارا پیر بھائی نہیں مرا بلکہ ایک انسان مرا۔

مسلمان ۔ بہت خوب مسلمان تو اس دعوی پر بڑے بڑے اعتراض کرتے تھے یہ بات تو بہت سہل نکلی ۔ مرزا صاحب قادیانی تو مرزا صاحب یہ دعوی تو ہر ایک آدمی کرسکتا ہے۔

مرزائی : آپ مسلمانوں کی بات رہنے دیں وہ تو مخالف کی سچی بات کو بھی جھوٹی ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں سمجھتے نہیں کہ سچ سچ ہی ہوتا ہے خواہ وہ کسی کی زبان سے نکلے ۔

مسلمان ۔ خیر یہ ذکر جانے دیجئے مسلمان سمجھیں یا نہ سمجھیں آپ کو اس سے

کیا بحث ہے مجھے ایک بات اور یاد آ گئی آپ اسکی طرف توجہ فرمائیں قادیان کو مرزا صاحب دارالامان کہتے ہی رہ گئے اور وہاں طاعون ہو گیا۔

مرزائی: طاعون ہو گیا تو کیا ہوا، افراتفری تو نہیں ہوئی۔

مسلمان: پہلے یہ دعوی تھا کہ اگر کوئی بیمار بھی یہاں آجائے گا تو شفا ہو جائے گی باہر کے لوگ تو کیا شفایاب ہوتے یہاں کے یہاں ہی بیماری ہو گئی اور جب بیماری ہو گئی تو کہہ دیا گیا کہ افراتفری نہیں ہوئی حضرت اگر دارالامان اسی کو کہتے ہیں تو ایک روز افراتفری بھی ضرور ملاحظہ فرمائیں گے اور اس وقت ہم دیکھیں گے کہ آپ کو دار الامان کہتے ہیں یا دارالفنا۔

مرزائی: جو بات آپ نے اس وقت کہی ہے وہ ہم نے مرزا صاحب سے پہلے ہی پوچھ لی ہے۔ کہتے ہیں کہ تم اس سے ہرگز نہ ڈرو ہمارے بیت الفکر میں تاویلات کی بہت سی بوریاں بھری پڑی ہیں ہم فوراً کہہ دیں گے کہ یہ لفظ دارالامان نہیں بلکہ دارالامّاں (یعنی ماں کا گھر) ہے

مسلمان، شاباش خوب پتہ کی کہی۔

راقم: عبدالغنی صدیقی از ریاست کپورتھلہ

اڈیٹر شحنہ ہند: دار بمعنی پھانسی یعنی من کو پھانسی دینے والا۔ یہ مسیح موعود کے لئے زیادہ موزوں ہے اتنا فرق ہے کہ اصلی مسیح تو خود پھانسی دیئے گئے تھے اور مسیح موعود امن کو پھانسی دیتا اور اس کے برخلاف مسلمانوں میں فساد اور نفاق کو زندہ کرتا ہے۔

بقیہ: مرزا قادیانی کے اقوال وافعال میں تخالف

ناظرین نے مرزا صاحب کی الہامی ڈکشنری دیکھ لی مجھے اس میں تھوڑا سا شک ہے کہ از روئے الہام یہ ڈکشنری تصنیف کی گئی ہے یا از روئے وحی۔ کیونکہ مرزا جی دونوں باتوں کے مدعی ہیں خیر دونوں صورتوں میں سے جس طرح تصنیف ہوئی ہے قابل غور یہ امر ہے کہ یہ ڈکشنری ان اشعار:

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اورغیظ گھٹایا ہم نے

سے پہلے تصنیف ہوئی یا بعد میں۔ اگر الہامی ڈکشنری پہلے تصنیف ہوئی اور الہامی شعر پیچھے (کیونکہ مرزا صاحب کا ہرفعل بذریعہ الہام ہوتا ہے) تو چاہیے تھا کہ ڈکشنری کے الفاظ واپس لیتے اور بذریعہ اشتہار مشتہر کرتے۔ چونکہ مرزا جی نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار پہلے طبع زاد فرمائے۔یا یوں کہو کہ الہامی شعر پہلے تصنیف ہوئے اور ڈکشنری بعد میں، تو اس صورت میں دروغ گوراحافظہ نباشد کا مضمون صادق آتا ہے اور مرزاصاحب ہرگز نفس مطمئنہ نہیں رکھتے۔حضور نے باوجود دعوے نفس مطمئنہ علمائے اسلام اہل قبلہ پابند صوم وصلوۃ حافظان قرآن حمید وحدیث رسول کریم کے نام لے لے کران کی تعریفیں ایسے پاک اور محمود الہامی الفاظ سے کی ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔سبحان اللہ! کیا خوب نفس مطمئنہ اور کیا عجیب رحم اور جوش محبت ہے جب رحم کی یہ حالت ہے اگرخدانخواستہ غصہ آ گیا تو پھرنعوذباللہ۔ اسپرطرہ یہ کہ حضور نے رسالہ اربعین میں تحریرفرمایا ہے کہ مجھے بنی نوع انسان سے ایسی محبت ہے جیسے ماں کو بچوں سے خدا ایسی ڈائن ماں کی محبت سے نجات دے

اگر کوئی مرزائی یامرزا جی یہ کہیں کہ آپ اچھے مصنف ہیں مرزاجی کی کتب کالب لباب تو پبلک کے روبرو دوہرادیا مگر دیگرلوگوں نے جومرزاجی کے حق میں منافی شان کلمات کہے ہیں انکا ذکرتک نہ کیا اگرمرزا جی نے بھی انکے واسطے جواباً الہامی ڈکشنری بنادی تو کون سی قباحت ہوئی کیونکہ السن بالسن و الجروح قصاص۔

عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

تو میں بہت ادب سے عرض کرونگا

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ

جناب من! آنحضرتﷺ کا سابقہ ہمیشہ ان لوگوں سے پڑتا تھا جوخدا اوراس

کے رسولوں کے دشمن تھے، مگر اس خلق عظیم نے دائماً ان کے حق میں بجز دعائے خیر اور کچھ نہ فرمایا۔ اور بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عوض یہی کہا کہ

اے خدا! تو دلوں کا پھیرنے والا ہے بعوض ظلم کے جو مجھ پر کرتے ہیں ان کو توفیق شرف اسلام دے، میں ان سے انتقام نہیں لیتا۔

سبحان اللہ! یہ تھے رحمۃ للعالمین۔ اور یہ ہے مرزا صاحب قادیانی کا بے عمل اور زبانی دعوے۔ مرزا جی مثیل مسیح اور مثیل محمدﷺ کس طرح بن سکتے ہیں۔ مسلمہ قاعدہ ہے کہ شبہ کو مشبہ بہ سے مناسبت ضرور ہے۔ مشبہ بہ آنحضرتﷺ تو کوئی کوڑی بتوں کے پوجنے والوں کو بھی دعائے خیر دیں، اور مرزا جی ایک خدا پر ایمان لانے والوں اور رسول آخر الزمان کے امتیو ں کو جس مثیل خود مرزا بننا چاہتا ہے ایسے الفاظ سے یاد کرے۔ عجب ایمان باللہ وبالرسول ہے۔ اب مرزا جی خود اپنے دل میں فیصلہ کریں کہ وہ کہاں تک حق پر ہیں۔ میں ناظرین کی خدمت میں آنحضرتﷺ کے صبر وتحمل اور استقلال اور ایمان باللہ اور نفس مطمئنہ کا ادنی نمونہ گزارشکرتا ہوں۔ ذرا غور سے پڑھیں:

آنحضرتﷺ سفر طائف میں تنہا رہ گئے او وہاں کسی کو بھی توفیق قبول اسلام نہ ہوئی۔ بلکہ قوم قریش کی طرح ان کو بھی طیش آ گیا، تو مجبوراً آپ کو تین روز بعد وہاں سے واپس آنا پڑا۔ کمینہ لوگوں کا ایک گروہ کثیر برا بھلا کہتا اور غل مچاتا تمام دن آپ کو گھیرے رہا، اور آپ کو ایک باغ کے احاطہ میں پناہ لینی پڑی۔ مگر اللہ رے صبر و استقامت کہ انگور کے سایہ میں بیٹھ کر بارگاہ احدیت میں یہ مناجات کی

اے رب جلیل یہ بندہ مسکین وعبد ذلیل تیری بارگاہ عزت وجلال میں اپنی کمزوری اور صبر وتحمل کی کمی اور اپنی ذلت وخواری کی فریاد لایا ہے کیونکہ تو سب سے رحم والا اور ہر ایک عاجز و ناتوان کا مددگار اور خود میرا مالک اور پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے؟ کیا ایسے دوست کے جو مجھے دیکھ کر ناک بھوں چڑھائے۔ یا ایسے دشمن کے جس کو تو نے میرا معاملہ سونپ دیا ہے لیکن اگر یہ بلا تیری خفگی کی وجہ سے نہیں تو مجھ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں تیرا بچاؤ میرے لئے بہت وسیع ہے میں تیری قوت و رحمت کے نور میں جو تمام تاریکیوں کا روشن کر دینے والا ہے تیرے غیظ وغضب کے نزول سے

پناہ لیتا ہوں لیکن اگر تیری خفگی ہی میں میری بھلائی ہے تو تجھے وہاں تک اختیار ہے کہ تو مجھ سے راضی ہو جاوے اور بغیر تیری مدد کے نہ میں برائی سے بچ سکتا ہوں نہ نیکی کی قدرت و طاقت رکھتا ہوں۔

ناظرین! انصاف فرماویں کہ مرزا قادیانی کو کس نے گالیاں دے کر ذلیل کیا، یا جانی مالی اذیتیں پہنچائیں ۔صرف اس معمولی انکار نبوت و بروزی رسالت پر مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا اور کر رہے ہیں۔ آنحضرتﷺ نے کافروں سے بھی ایسا سلوک روا نہیں رکھا۔ خالی برا بھلا کہنے اور الہامی ڈکشنری ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ گورنمنٹ کو عام گروہ اہل اسلام سے بدظن کرنے میں بھی کسر نہیں کی ۔عام لوگوں کو باغی اور بدخواہ اور اپنے کو اور اپنی مبارک جماعت کو خیر خواہ سرکار ظاہر کیا۔ مگر ہماری عادل گورنمنٹ بیدار اور روشن دماغ ہے، وہ کسی کی پولیٹیکل چالوں میں کب آنے لگی۔ اس نے عام مسلمانوں پر یہ رحم کیا کہ مرزا صاحب کے خونی الہام یک قلم بند کرا دیئے اور مرزا جی سے اس فعل کا توبہ نامہ لکھوا کر شامل مثل کرایا تا کہ عدالت کا خوف ہر وقت مرزا جی کے دل الہام منزل پر طاری رہے۔

توبہ نامہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اب میرے اشتہارات وغیرہ میں ذاتیات اور ملاعنہ ومباہلہ نہ ہوا کریں گے اور ہر ایک ایسی پیشین گوئی سے اجتناب رہے گا جو امن عامہ خلائق اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف یا کسی شخص کی ذات یا موت پر مشتمل ہو اگر گورنمنٹ ذرا اور اشارہ کرتی تو مرزا جی عارضی نبوت کو بھی نذر کر دیتے۔

دعویداران نبوت تو مرزا جی سے پہلے بھی گذر چکے ہیں، مگر کسی مدعی نبوت نے اپنے مدعا علیہم سے ایسے ناجائز ذرائع سے ڈگری پانے کی کوشش نہیں کی۔ میں امید کرتا ہوں کہ کوئی مسلمان ہندو عیسائی یہودی مورخ عالم فاضل بی اے، ایم اے، خصوصاً از جماعت مرزا صاحب نظیراً ایسا نبی پیش نہ کر سکے گا جس نے جابرانہ یا دوسرے الفاظ میں گالیاں دے کر دے کر دعوی نبوت و بروزی رسالت کی ڈگری پانے کی خواہش کی ہو۔ مرزا جی بزبان خود تو ہر ایک نبی کا مثیل و مثنی یا نقل بن جاتے ہیں مگر نقل مطابق اصل نہیں ہوتی ۔پس صاف ظاہر ہے کہ مرزا جی ہرگز اخلاق محمدی کی پیروی نہیں کرتے ۔ہاں مرزا جی کی جماعت گالیوں میں غصہ میں جوش میں نہ راست

بیانی میں ، اخوت اسلامی کے قائم کرنے میں مرزا صاحب سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ۔کاش مرزا جی اپنے پیغمبر آخر الزمان کے اخلاق کی ایسی پیروی کرتے جیسے آپ کے مرید آپ کی کرتے ہیں تو تنازع کی بنیاد نہ رہتی ۔خدا پاک تو فرماوے

لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا

اور مرزا جی ان اشخاص کو جو کہیں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ،

کافر جہنمی مرتد بیدین وغیرہ کہے ۔

سبحان اللہ! پیغمبر کا اتباع تو درکنار خدا کا حکم ماننے میں بھی تامل ہے ۔

چند روز ہوئے اس جگہ کے چند مقامی معززین نے ایک مرزائی ریلوے بابو کو کہا کہ تم ہم کو مرزا جی کے دعوی نبوت اور بروزی رسالت سمجھاؤ ۔اتفاق سے ایک مرزائی پلیڈر اور چند دیگر ورنیکولر مرزائی بھی موجود تھے، وہ صرف ہاں میں ہاں ملاتے تھے مگر ریلوے بابو اور پلیڈر جی اس مسئلہ کو بیان کرتے تھے ۔ ریلوے بابو نے ایک حدیث بیان کی جس میں ایک حصہ اصلی حدیث کا تھا اور دو حصے غلط ۔ چونکہ اس جلسہ میں مولوی فضل حق صاحب خلیفۃ المسیح ایبٹ آبادی اور پیر احمد علی شاہ صاحب باشندہ اسی علاقہ کا بھی موجود تھے، پیر صاحب بول اٹھے غلط غلط شرم شرم ۔ایک حدیث میں کیا بے جا ایزاد ہو رہا ہے ۔ پلیڈر صاحب نے اس بات کو مان تو لیا ۔مگر مارے غصہ کے ہر دو صاحبوں کا وہ براحال ہوا کہ میں اس وقت کا فوٹو بیان نہیں کرسکتا ۔آنکھیں ایسی نکل پڑیں جیسے سفوکیٹڈ باڈی یعنی گلا دبا کر مارے ہوئے لاش کی نکل پڑتی ہیں ۔ جھاگ منہ میں اس طرح بھر لائے جیسے دریا طغیانی میں آجاتا ہے ۔ پلیڈر صاحب نے دو تین گھونسے میز پر مار کر کہا کہ میں علی رؤس الاشہاد کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مخالفوں میں سے جس کسی کو دعوی ہو آوے میں اس سے تحریری بحث کرتا ہوں ۔اور اپنے اور اپنی جماعت کی تعریفوں کے پل باندھ کر ثنائے خود بخود گفتن کے مصداق بنے ۔میں نے اندازہ کیا کہ یہ نفس مطمئنہ کا عکس ہے ۔ بحث وحث کچھ نہ ہوئی ۔خلیفۃ المسیح نے دو گھنٹہ تک سورہ فاتحہ کے نکات بیان کئے ۔صرف الرحیم تک بیان ہوئے اور مجلس برخاست کیونکہ رات کے دس بجنے کو تھے ۔

اس کے بعد سنا گیا کہ ایک سچی اور خلاف واقعہ ڈائری کے ذریعہ یہ رپورٹ پیر مرشد مرزا جی کو دی گئی اور اخبار الحکم میں دیکھا گیا کہ فلاں مقام پر مباحثہ ہوا اور خلیفۃ المسیح نے فتح پائی۔ آفرین۔ سچائی اسی کا نام ہے۔

حضرات! پبلک تو جناب سرور کائنات ﷺ کے حاشیہ نشینوں اور حواریوں کے حالات سے بخوبی واقفیت ہے۔ حضرت علیؓ نے جب ایک کافر دشمن کو گرا کر زیر کیا اور فرمایا کہ کہو خدا ایک ہے۔ تو اس کافر نے جنابؓ کے مبارک چہرہ پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ نے فوراً کافر کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے۔ حاضرین نے کہا کہ یا حضرت ایسے بے دین کو کیوں امان دی۔ آپؓ نے فرمایا اس سے پہلے میرا مقابلہ اس کے ساتھ خدا کی راہ میں تھا، اور اب جو اسنے میری ذات کے ساتھ گستاخی کی تو اب خدائی معاملہ نہ رہا۔ میں خدائی امور میں ذاتی امور کو دخل نہیں دیتا اور اپنا بدلہ نہیں لینا چاہتا۔ کافر اس ایمان باللہ کا شیدا ہو کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ دیکھئے حضرت مرزا صاحب نفس مطمئنہ اس کو کہتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

پیسہ اخبار میں غلط خبر کی تردید

اڈیٹر شحنہ ہند میرٹھ لکھتے ہیں:

طاعون قادیان کے متعلق کسی اخبار یا کسی نامہ نگار کے ذریعہ سے پیسہ اخبار میں ایک غلط خبر درج ہوئی تھی جس کا تعلق حکیم نورالدین صاحب سے تھا۔

حکیم صاحب نے پیسہ اخبار کو اپنے وکیل کے ذریعہ سے نوٹس دیا۔ چنانچہ اس کی تردید مشتہر ہوئی۔

بے شک غلط واقعہ کی تردید ایک پاک باز پاک کانشنس اڈیٹر کا فرض ہے یہ خبر شحنہ ہند میں بھی آئی تھی مگر ہم نے اس کا پیرایہ دیکھ کر نہیں چھاپی۔ ظرافت اور مذاق کا پیرایہ دوسرا ہے مگر ایک خلاف واقع کو واقعیت کا رنگ دینا راست بازی کے خلاف ہے۔ مرزا جی اور اون کے معتقدین سے ذاتی عداوت نہ ہونی چاہیے بلکہ صرف ان کے دعوے کی ڈیفنس کرنی چاہیے اور نفسانیت کو مطلق دخل نہ دینا چاہیے ورنہ مناظرہ نہ ہوگا بلکہ مجادلہ ہوگا۔

ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۲ء نمبر ۳۱۔ جلد ۲۰ و ۲۲

بقیہ: مرزا جی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! آتھم کے مرجانے کی تاویل تم سن چکے، حالانکہ اس کے مرنے کا کہیں ذکر میری پیش گوئی میں نہیں۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ وہ ہاویہ میں گرایا جاوے گا، تم اس کا مطلب مرجانا سمجھے۔ مجھے اس طوفان بہتان سے ایسا غصہ آتا ہے کہ تمہارا منہ نوچ لوں اور دانتوں سے ایک ایک کی ناک چبا ڈالوں۔

اے احمقوا ہونّق کی بیٹ کھانے والو اور کسی احمق الذی کی قئے چاٹنے والو، ہاویہ میں گرائے جانے کے معنی ہلاک ہونا تم کو کون سے لال بجھکڑ نے بتایا اور فرہنگ کی کون سی لال کتاب میں نظر آیا۔ کیا تم سب کے سب جون پوری قاضی کے چیلے بن گئے ہو۔ تم کہتے ہو کہ ہم میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء قرآن و حدیث کے پھانکنے والے اور کیڑا ابن کرفن ادب کی کتابوں کے چاٹنے والے ہیں۔ اب ایں جانب کو کامل یقین ہو گیا کہ تم میں کا ایک ایک کمثل الحمار یحمل اسفا را کا مصداق ہے اور ان انکر ا لا صوا ت لصو ت الحمیر کا مورد ہے۔

بھلا غضب خدا کا ہاویہ میں گرائے جانے کے معنی مر جانا! بس اب میرے غصہ کی کوئی حد نہیں۔ کوہ ہمالیہ سے لے کر سیلون تک زلزلے آئیں، تو بجا ہے۔ اور پشاور سے لے کر راس کماری تک طاعون ایک ایک کو چٹ کرے تو زیبا۔ پہاڑ دھنس جائیں، زمینیں غبارا بن کر اڑ جائیں، آسمان دھواں بن کر رائی کائی ہو جائیں تو سب بجا ہے، یورپ والے مجھ پر ایمان نہ لائے دیکھو جو کوہ آتش فشاں نے ایک خطے کی کیسی درگت کی کہ چالیس ہزار آدمی دم کے دم میں سلفہ ہو گیا۔ یہ ان کے لئے عبرت کا پہلا تازیانہ ہے جیسا تمہارے لئے طاعون عبرت کا پہلا سبق ہے۔ کیا تم اپنے کو زندہ سمجھتے ہو۔ ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ آسمانی باپ کی قسم اس کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ اور اگر اب بھی مجھے عیسیٰ موعود تسلیم نہ کیا اور اپنے ایسے ویسے مردہ

یسوع کو اپنے کانشنس سے دیس نکالا نہ دیا تو دیکھنا کیا کیا تماشے دکھاتا ہوں اور کیسے کیسے ناچ نچاتا ہوں

منجنیق صد حصار است آہ من غافل چرا ست
شمع رساں بے منجنیق از صد ست نکبائے من

کیا کروں مجبوری کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا، ورنہ میں تم کو پیشین گوئیوں کا ایسا مزہ دکھاتا کہ خون چٹوا دیتا۔تم فریادی ہوکر انگریزی عدالت میں گئے۔اس نے مجھ پر دھونس ڈالی میں تو پھر بھی دھونس میں نہ آیا۔مگر میرے کھوسٹ بوڑھے پوپلی منہ والے آسمانی باپ پر باوصف گرگ باراں دیدہ ہونے کے کچھ ایسی دباغت پڑی ،اور برٹش عدالت نے اسے ایسا شکنجے میں دھر کے کھینچا کہ حواس باختہ اور ہوش فاختہ ہوگئے۔پس یوں میری پیشین گوئی کی کمر ٹوٹ گئی۔مگر اب میں نے آسمانی باپ کی پھر ڈھارس باندھی ہے اور اسے پھر شیشے میں اتارا ہے۔کیونکہ بوڑھے اور بچے کی ایک حالت ہوتی ہے، ذرا سے دباؤ میں دب جاتے ہیں اور ذرا سے ابھار میں پھر پھر کرنے لگتے ہیں۔ذرا دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے۔ایک ایک منکر کو زندہ درگور نہ کر دیا تو جبھی کہنا۔تم ذرا خوش ہو لو، بکر کود مچا لو، دولتیاں پھینک لو، پشتنگیں جھاڑ لو، مگر آسمانی باپ نے چاہا...تو پھر میری سچی مگر غضب ناک پیشین گوئیوں کے کھونٹے بندھوا اور ضرور بندھو۔کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ وہی پیشین گوئی پوری ہوتی ہےجس کا اظہار کیا جائے ، میری پیشین گوئی کیا ہے بددعا سہی، کیا دعا کے لئے ظاہر ہونا بھی ضرور ہے میں برابر بددعاؤں کی کھچڑی پکا رہا ہوں مگر اس میں ابھی کھدبدی نہیں آئی۔

اب سنو ھاویہ، ہوا سے اسم فاعل ہے۔جسکے معنی خواہش کرنے والی کے ہیں۔یہ دوزخ کا نام ہے جو منکروں کی اماں جان ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے و امّہ ھاویہ۔چونکہ دوزخ بھی اپنے فرزندوں کو آغوش محبت میں لینے کی خواہش کرے گی لہذا اس کا نام ہاویہ ہوا۔مگر میری پیشین گوئی کا یہ مقصد تھا کہ اگر وہ ایمان نہ لایا اور مجھے ہر طرح اس کے ایمان لانے سے مایوسی ہوگئی تو میں نے حکم دیا کہ اتنی مدت تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔چنانچہ یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی اور وہ دوزخی ہوگیا۔اور اب فرعون اور نمرود وغیرہ سرکشوں اور مرتدوں کے ساتھ دوزخ میں دندنا رہا ہے۔

پاس آؤ تو دکھا دوں تم تو مادر زاد اندھے ہو۔

سنو سنو! جب میں آیات قرآنی پیش کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ هوالذی ارسل رسوله بالهدى وغیرہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں، تو تم بہت ہی چوکنا ہوتے ہو اور میری نسبت لام کاف بکتے ہو۔ تم کو یہ خبر نہیں کہ کوئی رسول نیا ہو، یا پرانا مگر قانون قدرت ایک ہے، وہ بدل نہیں سکتا۔ نیا رسول بھی اسی کی پیروی کرے گا اور قدرت خود پیروی کرائے گی۔ کوئی نیا بادشاہ جب تخت نشین ہوتا ہے تو مروجہ قوانین تعزیرات کو بدلتا نہیں، ہاں ترمیم اور اصلاح کرتا ہے۔ میں بھی قرآن مجید کی ترمیم اور اصلاح کر رہا ہوں۔ دیکھو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم ابھی ابھی تخت نشین ہوئے ہیں اور... اگست کو ان کی رسم تاجپوشی ادا ہوئی ہے۔ کیا انہوں نے کوئی نیا قانون جاری کیا ہے؟ وہی قدیمی قوانین ہیں جن کے وہ حال میں وارث ہوئے ہیں، اور برابر ان کی حفاظت عمل میں لاویں گے، اور رعایا کو ان پر عمل کرائیں گے۔ میں بھی رسول ہوں اور قرآن کا وارث ہوں۔ جس طرح میرا جی چاہے گا ترمیم کروں گا۔ خود تمہارا اس بات پر ایمان ہے کہ قرآن قانون الٰہی ہے جو قیامت تک جاری رہے گا مگر یہ بھی تو دیکھو کہ محمد صاحب (ﷺ) اب کہاں ہیں جو اس قانون کی پیروی کرائیں۔ میں ان کا جانشین ہوں اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ صرف یہ فرق ہے کہ محمد صاحب نے اپنے کو بشیر بھی بتایا اور نذیر بھی۔ یہ ان کی (معاذ اللہ) غلطی تھی، میں نے اس کی اصلاح کی۔ یعنی اپنے کو صرف نذیر ثابت کیا، منکروں کو دھمکی دی اور جب وہ دھمکی میں نہ آئے تو میں نے موت کے کولھو میں ان کو پیل دیا اور پھر جہنم کے محبس میں دھکیل دیا۔ وحشی لوگ ہرگز جنت کے سبز باغ پر فریفتہ نہیں ہوتے اور نہ اس کو خیال میں لاتے ہیں وہ تو سزا اور عقوبت کو مانتے ہیں۔ وحشیوں پر عبرت ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے، نہ کہ خوش کرنے اور چیتے کی طرح پھلانے کی۔ خود قرآن میں ہے:

و لو بسط الله الرزق لعبا ده لبغوا فی الار ض (الشوریٰ:۲۷)

بھلا خیال کرنیکی بات ہے کیا قانون تعزیرا اسی لئے نہیں کہ مجرموں کو سزا دی جائے نہ کہ ان پر رحم کیا جاوے، یہ تو سراسر ظلم ہے۔ جب کسی مجرم کو رہا کر دیا جاتا ہے تو ارتکاب جرائم پر دلیر ہو جانے سے سو مجرم پیدا ہوتے ہیں۔ پس یہ محمد صاحب کی بڑی بھاری

غلطی تھی کہ انہوں نے اپنے کو مجرموں کا بھی شفیع گردانا۔ میں نے اس کی ترمیم کی کیونکہ یہ امر لاز آف نیچر (Laws of nature) کا توڑنے والا اور بالکل اس کی نقیض ہے۔ پس میں نے اگر قرآن کو اپنی جانب منسوب کیا اور یہ کہا کہ وہ مجھ پر نازل ہوا ہے، تو تعجب میں کون سا شہتیر ہو گیا۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میں ابھی قرآن کی بعض آیتوں کو اپنا الہام بتاتا ہوں تمام قرآن کو نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ میرے آسمانی باپ نے اسی میں مصلحت دیکھی ہے کہ کھانا ٹھنڈا کر کے کھانا چاہیے اور وحشیوں کو دفعۃً انگلی نہ دکھانا چاہیے۔ جب ان میں اچھی طرح پانی مر جائے گا اور بھڑکنا موقوف ہو جائے گا تو آسمانی باپ سارا قرآن مجھ پر نازل کر دے گا۔

اونٹ ہمیشہ برّاتے اور بل بل کرتے ہی لدتے رہے ہیں وہ وقت بہت جلد آنے والا کہ تم تمام رسولوں کو بھول جاؤ گے اور انیسویں صدی کے ایک رسول اور ایک امام پر ایمان لاؤ گے اور یہ تمہارے پیرزادے اور مشائخ اور نیم ٹر علماء دانت پیستے اور ہونٹ کاٹتے رہ جائیں گے۔ ان کو بھوجنوں کے بھی ٹوٹے ہوں گے اور پھر سب کے سب منہ میں تنکے لے لے کر میرے دارالامان قادیان کو سجدہ کریں گے۔ شعلہ کی طرح ان کی سرکشی تھوڑی دیر کی ہے اپنی آگ میں آپ ہی جل بھن کر خاکستر ہو جائیں گے

اے شمع چند سانس ہیں تیرے سحر تلک
ہنس کر گزار یا انہیں رو کر گزار دے

قرآن میں دوسری آیت میری نسبت یہ نازل ہوئی

اذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول اللہ الیکم مصدق لما بین یدی من التوراۃ و مبشّرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔

دیکھو یہ دھڑلے اور طمطراق کی زناٹے دار پیشین گوئی ہے جس میں میرا نام صاف طور پر یوں چمک رہا ہے جیسے کالی گھٹا میں آفتاب۔ اس سے انکار کرنا مسلمان کا تو کام نہیں، البتہ ملحد اور مرتد کا کام ہے۔ اور یہ پیش گوئی کس کی ہے، خود عیسی کی جو محمد صاحب کو یاد دلائی گئی ہے۔ جب خود عیسی مسیح کہے کہ میرے بعد احمد آئے گا تو بس

سارے انبیاء کا خاتمہ ہو گیا۔آخر میرے آنے کی کوئی تو وجہ ہے۔صاف ظاہر ہے کہ موسوی اور عیسوی اور محمدی دین سب ناقص تھے اور یہ بات عیسیٰ اور محمد صاحب کو معلوم تھی کہ اصلاح اور ترمیم کے ساتھ تمام ادیان کی تکمیل کی ضرورت ہے اور ہم پوری تکمیل کی طاقت نہیں رکھتے۔اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انسانوں کو اپنا بوتا اور اپنا کس بل اور اپنے نفس کا علم اور اس کی بساط اچھی طرح معلوم ہوتی ہے۔پس ان زبردست شواہد کے بعد دنیا میں میرا آنا اٹل تھا تا کہ خدا کا نوشتہ پورا ہو۔

افسوس ہے کہ تم قرآن کا سیاق وسباق سمجھنے سے بھی بالکل بے بہرہ ہو۔ عرب کے نبی کا نام محمد ہے کہ نہ کہ احمد۔وہ تو جلال کا پتلا تھا جس نے دنیا کا صفایا بولنے (جہاد) کا حکم دیا۔احمد میں ہوں۔میرا عنصر بالکل جمال اور رحم سے بنایا اور گوندھا گیا ہے۔اور میں نے جو چند سال قبل اس پرامن عہد سلطنت میں لوگوں کے مارے جانے کی دھمکی دی،تو میں اس مجبوری کی معذرت کر چکا ہوں کہ اسکا الزام میرے آسمانی باپ پر ہے، نہ کہ مجھ پر۔اگر آیت میں رسول عرب مراد ہوتا تو خدا تعالیٰ بجائے من بعدی اسمه احمد کے یاتی من بعدی اسمه محمد کہتا۔رسول عرب کا نام محمد ہے اور میرا نام احمد،محمد کو احمد کہنا لوگوں کی نری بھیڑ چال ہے۔

دیکھو دوسری آیت میں محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار آیا ہے۔جس سے صاف طور پر شان جلال ظاہر ہے اور اشداء علی الکفار جو اصحاب محمد کی شان میں ہے،تو یہ واضح طور پر بتا رہی ہے کہ وہ قتل یقتل کا باب گردانے کو اتری ہے۔پس میں اپنی احمدی شان جمال ورحم سے آیت مذکور بالا کی تلافی کرنے آیا ہوں کیونکہ دنیا میں کوئی دین قتل اور سفک اور جبر واکراہ سے نہیں پھیلا

ذرا غور تو کرو جب انسانوں کا یک قلم صفایا ہی کر دیا جائے تو کسی نبی اور رسول پر ایمان لانے والا کون باقی رہے گا۔پس رسول عرب سے بڑی بھاری غلطی یہی ہوئی ہے جس کی اصلاح کے لئے میرا نزول ہوا۔اگر رسول عرب میں جمال اور رحم کی شان ہوتی تو آج کے روز تمام یورپ مسلمان نظر آتا۔میں اس لئے یورپ میں اپنی تصویریں بھیج رہا ہوں تا کہ یورپ والے میری شان جمالی ورحیمی کا نظارہ کریں اور اپنے مردہ خدا (عیسیٰ مسیح) کو چھوڑ کر زندہ مسیح اور امام الزمان پر ایمان لائیں۔اور چونکہ

میری رسالت عام ہے، لہذا ایشیا اور افریقہ میں بھی اپنی تصویریں بھجوا رہا ہوں تا کہ یہاں کے لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ میں کس آن بان اور کس ٹھسّے اور شان کا نبی ہوں۔ ایک مرتبہ لوگ میری جھلک دیکھ لیں، پھر تو ممکن نہیں کہ میرے دلدادہ اور فریفتہ نہ ہو جائیں خواہ وہ کسی ملت اور مذہب و سوسائٹی کے ممبر ہوں۔ خود

تصوب عند رؤية خدّها
آراء من عكفوا على النيران

یعنی میں ایسا معشوق ہوں کہ جب میرے بھبھو کا سرخ رخسارے دیکھے جاتے ہیں تو ان لوگوں کی عقلیں صواب معلوم ہوتی ہیں جو خلوت میں بیٹھ کر آگ کی پرستش کرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ رسول عربی کی شان جلال نے مذہب اسلام کو رسوا او دنیا کی آنکھوں میں ذلیل کر دیا اور اسلام کو سب کی نظروں میں کٹھنا ہوّا بنا دیا۔ اور بالفرض اس زمانہ کے وحشیوں کے لئے جلال و قتال کی ضرورت تھی بھی، مگر اب جہاد کی پالیسی کالعدم ہوگئی ہے، زمانہ مہذب بن گیا ہے۔ زمانہ میں جہالت اور وحشت اور بدامنی اور تعصب کی تاریکی تھی۔ موجود زمانہ میں امن اور آزادی کے لمپ گھر گھر روشن ہو رہے ہیں۔ پس احمدی جمالی شان دکھانے کی ضرورت ہے نہ کہ محمدی جلالی تازیانہ دکھانے کی۔

مسلمانوں کی عقل تو الو لے اڑے ہیں، وہ میری حکمت عملیوں کو بالکل نہیں سمجھتے۔ چونکہ اسلام میں جہاد ہے اس لئے مجھے خوف تھا کہ چند روز میں نہ صرف اسلام بلکہ تمام اہل اسلام دنیا سے یوں ناپید ہو جائیں گے جیسے ہاتھی کے سر سے سینگ اور گدھے کی کمر سے زین۔ پس میں نے اسلام سے جہاد کو حرف غلط کی طرح مٹایا اور جو قومیں مسلمانوں کو جہاد کے اتباع کے باعث نگل جانا چاہتی تھیں ان کا غصہ ٹھنڈا کیا، اور اسلام کو جو پھارنے والا بھیڑیا تھا بھیڑ بنا دیا، بلکہ دودھ دینے والی گائے۔

اگر مسلمانوں کے سروں میں احسان فراموشی کا بھیجا نہ ہوتا، تو مجھ پر ایمان تو بھاڑ میں گیا کم از کم میرے شکر کا گٹھا تو کاندھے پر رکھتے۔ انہوں نے تو ہر طرح جوا ہی پھینک دیا اور لمبے لمبے سینگوں سے میرا پیٹ پھاڑنے پر تل گئے جو زعفرانی حلوے

اور روغن بادام کے دم کیئے ہوئے پلاؤ سے ریل گاڑی کے بورے کی طرح پھولا ہوا ہے۔ وائے بے دردی اور ہائے ناحق شناسی۔

میں کہہ چکا ہوں کہ تم کو قرآن کا سیاق وسباق سمجھنے کا بھی شعور نہیں یأ تی من بعدی اسمه احمد میں یاتی صیغہ مستقبل ہے۔ اگر اس کے بعد فأ تیت ہوتا (یعنی جب تو آیا) تو ضرور محمد صاحب مراد ہوتے۔ چونکہ ایسا نہیں ہے پس میں ہی مراد ہوں کیونکہ میں عیسی اور محمد کے بعد زمانہ مستقبل میں آیا ہوں۔

اس کے بعد کی آیت فلمّا جاء هم بالبینات قالوا هذاسحر مبین کو لو، لما حرف شرط ہے جو ماضی کو مستقبل بنا تا ہے۔ تو یہ معنی ہوئے کہ

جب آئے گا مرزا غلام احمد اپنی بینات (پھڑکتی ہوئی موت کی پیشین گوئیاں لے کر)
تو منکرین کفار کہیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

دیکھ لو! یہ سب باتیں مجھ پر صادق آرہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی رمال ہے۔ کوئی کہتا ہے نجومی ہے۔ کوئی کہتا ہے مداری ہے۔ کوئی کہتا ہے شعبدہ باز مسمر یزم والا ہے۔ کیا اب بھی میرے نبی کامل اور مسیح الزمان ہونے میں کچھ شک باقی ہے۔ میں نے اپنے کو تمہاری حالت کے آئینے میں ہو بہو اور عین مین دکھا دیا ہے تمہاری آنکھیں بیل کے دیدے ہوں تو میرا کیا قصور۔

دیکھو میں تمہیں ایک اور نکتہ سمجھاتا ہوں اور نکتہ بھی ایسا لمڈھیک کہ اگر ہندوستان کے تمام گرانڈیل علماء اور ریشائل مشائخ ایک دوسرے کے پشتیبان بن کر اپنی بودی اور لچر عقل سمجھ کا زور لگائیں تو ایسے نکتے کے انڈے بچوں کی جھول ہرگز نہیں نکال سکتے، خواہ کیسی ہی ٹکڑوں کوں کریں۔ عیسی مسیح نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہوکر کیوں کہا کہ میرے بعد احمد آئے گا۔

اول تو میں لکھ چکا ہوں کہ آیت میں محمد کا لفظ نہیں بلکہ احمد کا لفظ ہے اور وہ میں ہوں۔

دوم محمد صاحب نے عیسی معہود ہونے کا دعوی نہیں کیا اور میں نے کیا۔ ایک تو میں احمد ہوں دوم عیسی معہود۔

اب بھی اگر تم مجھے سچا نہ جانو تو میں یہی کہوں گا کہ تمہارے سر میں گدھے کا

دماغ ہے۔ پھر تمہاری عقل کہاں گھن چکر ہوگئی ہے کہ تم تورات دن محمد محمد کا وظیفہ رٹتے ہو اور خود محمد میرے نام لیوا تھے اور کہتے تھے کہ میرے بعد عیسی آئے گا، مہدی آئے گا جو ایسا اور ویسا ہوگا۔ وہ سب علامات اور آیات بینات مجھ میں موجود ہیں۔ میرا چہرہ دیکھو، مہرہ دیکھو، بشرہ دیکھو، خوارق عادات دیکھو، ظلیت و بروزیت دیکھو، میرا من وسلوا عفرانی حلوہ دیکھو، میری سقنقور اور ریگ ماہی ملی ہوئی معجونیں دیکھو جو قوت باہ کی نانیاں اور دادیاں ہیں، میرا منارہ آسمانی باپ کا ٹھاکر دوارہ دیکھو، قادیان آکر چین چان چہل پہل اور میرے چیلوں کی کود پھاند دیکھو، دیکھنے کو تو سبھی کچھ ہے مگر تم کو خدا نے آنکھیں بھی دی ہوں۔ غالب دہلوی کہتا ہے:

از ذرہ تا بمہر دل و دل ہے آئینہ
طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئینہ

عیسی مسیح نے بھی یہی کہا کہ احمد آئے گا اور خود محمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مسیح موعود آئے گا۔ تعجب ہے کہ تم دونوں کو نبی برحق مانتے ہو مگر ان کا کہنا نہیں مانتے۔ اگر مجھ پر تمہارا ایمان نہیں تو عیسی اور محمد ﷺ پر بھی نہیں۔ اب تمہارا ٹھکانہ دوزخ کے سوا نظر نہیں آتا۔ مگر تم اپنے ہاتھوں دوزخ جا رہے ہو۔ میں تو تم پر ویسا ہی مہربان ہوں جیسا آسمان باپ مجھ پر۔ میں آسمان باپ کا لیپا لک ہوں اور تم میرے لیپا لک۔ پس تم آسمانی باپ کے پوتے ہوئے۔ بھلا میں تمہارا بدخواہ کیونکر ہوسکتا ہوں۔ اور یہ جو میں کبھی کبھی تمہیں صلوات ومغلظات سناتا ہوں، اول تو میں نے اب ان کا بھی ڈر با پھونک دیا ہے اور کبھی کبھی کوئی گالی میری زبان سے نکل جاتی ہے تو وہ درحقیقت گالی نہیں سہالی ہوتی ہے جو دل سوزی کی حالت میں میرے دل سے طبعاً نکل پڑتی ہے۔ کیا ماں باپ بچوں کو بسا اوقات گالیاں اور کوسنے نہیں دیتے لیکن کیا وہ ان کے دشمن ہوتے ہیں۔

رہے میرے بعض چیلے چاپڑ جو تم کو اکثر ماں بہن کی دینے لگتے ہیں، اول تو وہ سخت منہ پھٹ بدزبان ناخلف ابن الفضول بڑے نامعقول اول جھلول جھلنگے کی چول گدھے کی جھول ہیں وہ میرا اتباع نہیں کرتے۔ دوم کبھی کبھی وہ جزاء سیئۃ سیئۃ پر بھی عمل کر بیٹھتے ہیں۔

اگر چہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں مگر تم کو برا نہ ماننا چاہیے کیونکہ یہ تمہارے ہی قرآن کا حکم ہے پس نبیوں میں جو حکم و وقار کی صفت ہونی چاہیے وہ سب مجھ میں موجود ہیں۔

حماقت تو دیکھو کہتے ہیں کہ عیسی مسیح آسمان پر براج رہے ہیں۔ بھلا یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ ان کے واسطے آسمان میں باورچی خانہ بنا ہے۔ ان کی اماں جان حضرت مریم ماماں پکتیاں پکاتی اور اپنے فرزند کو کھلاتی ہے۔ پھر کوئی پائخانہ بھی رفع حاجت کے لئے آسمان میں ضرور ہوگا، ورنہ غیر ممکن ہے کہ کوئی شخص انیس سو برس تک زندہ رہے اور دانہ تک اڑ کے اس کے منہ میں نہ جائے۔ حالانکہ خود آسمان ہی کا وجود نہیں یہ تو محض انتہائے نظر ہے۔ یہ باتیں بالکل خلاف نیچر اور آسمانی باپ کے آئین و قوانین کے سراسر خلاف ہیں۔

ایسا ہی تمہارا لغو اور بے سروپا عقیدہ ملائکہ کی نسبت ہے کہ وہ آسمانوں پر اس طرح پٹے پڑے ہیں جیسے انگریزی فوجوں کا ٹڈی دل پچھلے دنوں ٹرنسوال میں پٹا پڑا تھا۔ حالانکہ مراد ستارے اور ان کی قوتیں ہیں۔

عیسی مسیح مر گیا گل گیا کشمیر میں اس کی قبر موجود ہے مگر تم کہتے ہو کہ فلک چہارم پر بیٹھا ہوا فرشتوں سے کانا پھوسی کر رہا ہے۔ بھلا تم میں اور بے وقوف عیسائیوں میں کیا فرق رہا۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ بیٹا (یسوع مسیح) خدا (باپ) کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے عیسی مسیح کا تو میرے سامنے نام بھی نہ لو۔ میرے تن بدن میں مرچیں بھر جاتی ہیں تتیّے چھوٹ جاتے ہیں اور پتنگے لگ جاتے ہیں، مجھے ایک ایک عیسائی سور کی شکل نظر آتا ہے۔ اگر چہ میری صفت بلکہ میرا تمغہ کسر صلیب اور قتل خنازیر ہے مگر چونکہ نہ فقط میں بلکہ آسمانی باپ بھی برٹش جیسی جبار و قہار گورنمنٹ کے جبروت سے دونوں بید کی طرح لرزتے ہیں لہذا خون کے سے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہوں، ورنہ تمام عیسائیوں کا جو کچھ حشر ہوتا دنیا دیکھتی۔ اور اب تو مسلمان اور عیسائی دونوں ہی میری نبوت اور مسیحیت اور مہدویت کے یکساں منکر ہیں، لہذا میں دونوں کو سگان زرد برادران شغال سمجھتا ہوں کیونکہ دونوں عیسی کو برحق مانتے ہیں۔ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ذرا دیکھتے جاؤ کیا ہوتا ہے۔ کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں۔ ابھی میرے پنجے

دنیا کی زمین پر اچھی طرح نہیں گڑے۔ہاں میری امت اور اولاد دن دونی رات چوگنی کسی حریص کی توند کی طرح بڑھ رہی ہے اور پھل پھول رہی ہے، انڈے بچے دے رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ چند روز میں اپنا کرشمہ دکھا سکوں گا اور اپنا اور آسمانی باپ کا عندیہ پورا کرسکوں گا۔ سردست تو میرے ہاتھ بندھے ہیں، مشکیں کسی ہیں، پاؤں کاٹھ میں ٹھکے ہیں، نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔

تمہارا یہ عقیدہ بھی کتنا خام ہے کہ پیغمبر عرب کو ان معنی میں خاتم النبیین سمجھتے ہو کہ ان پر نبوت ختم ہوگئی۔ بھلا نبوت بھی ایسی شئے ہے جو افراد انسانی میں سے کسی فرد پر ختم ہو جائے۔ پیغمبر عرب میں کیا ترجیح تھی کہ برخلاف ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء کے انہیں پر نبوت ختم ہوئی۔ کتاب تقویۃ الایمان میں غیر مقلدوں اور وہابیوں کے پیرو مرشد مولوی اسماعیل صاحب لکھ گئے ہیں کہ اگر خدا چاہے تو آنحضرتﷺ جیسے لاکھوں نبی پیدا کردے۔ یہ پیغمبر عرب پر خلاف لاز آف نیچر بڑا بھاری طوفان اور بہتان ہے کہ خدا تعالی ان جیسا پیدا نہیں کرسکتا۔ اور اس سے خدا کا عجز بھی لازم آتا ہے۔ تم نہ قرآن کے معنی سمجھتے ہو، نہ پیغمبر کے اقوال کے۔ خود پیغمبر صاحب فرما گئے ہیں لا تخیروا فی انبیاء الله جب یہ صورت ہے، تو ان پر نبوت کیونکر ختم ہوئی۔ اس صورت میں تو وہ تمام انبیاء سے افضل ٹھہرتے ہیں۔ اور یہ قول حدیث مندرجہ بالا پر نظر کرکے بالکل ما لا یرضی به القائل ہے اور قرآن کے بھی خلاف ہے جس میں لا نفرق بین احد من رسله وارد ہے۔ پس نبی نبی سب ایک ہیں۔ میں ہوں یا دوسرے انبیاء ہوں۔ اور اگر ختم نبوت میں ایسا ہی سرخاب کا پر ہے تو مجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا مستحق نہیں کیونکہ میں سب انبیاء کے بعد اور پیغمبر عرب سے بھی تیرہ سو برس کے بعد نازل ہوا ہوں۔ مگر تم یہ بات خوب یاد رکھو کہ سب سے اخیر میں ہونا یا یوں کہو کہ خاتم الانبیاء بن کر سب سے پھسڈی رہ جانا فضیلت اور بزرگی میں داخل نہیں بلکہ سب سے اول ہونا باعث شرف ہے۔ اگر اولویت اور اخرویت میں ترجیح کی کوئی پچر ٹھکی ہوتی تو تمام انبیاء پر باوا آدم کو فضیلت ہوتی نہ کہ کسی پس ماندہ اور پھسڈی نبی کو۔

بات یہ ہے کہ تم خاتم النبیین کے معنی ہی نہیں سمجھے خاتم بمعنی مہر ہے اور مہر کسی شخص کی علامت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر عرب میں بھی وہی نبوت کی

علامت اور صفت موجود تھی جو انبیاء سابقین میں تھی، نہ کہ یہ معنی کہ ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

بالفرض پیغمبر عرب خاتم ہی سہی مگر وہ انبیاء کی کاتم ہیں نہ کہ رسولوں کے میں تو رسول ہوں نہ کہ نبی اور پیغمبر عرب نے بھی لا نبی بعدی فرمایا ہے نہ کہ لا رسول بعدی اور چونکہ رسالت میں نبوت بھی داخل ہے نہ کہ علی العکس تو یہ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹ پڑا کہ میں (یعنی مرزا قادیانی) رسول بھی ہوگیا اور نبی بھی۔ مجھے حاملہ رسالت ملی جس کے پیٹ سے نبوت کا بچہ کھٹ سے نکل پڑا مولی دے اور بندہ لے۔ چھپر پھاڑ کر ملنا اسی کو کہتے ہیں۔

سنو سنو! پیغمبر عرب نے فرمایا ہے کہ قرب قیامت میں عیسی اور مہدی پیدا ہوں گے اب قرب قیامت ہے میں عیسی موعود ہوں اور مہدی مسعود بھی اور میرے بعد قیامت ہوگی اور دنیا کے خاتمہ کے ساتھ نبوت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اب تمہیں انصاف سے کہو کہ نبوت مجھ پر ختم ہوئی یا کسی اور پر۔

اور حماقت سنو! تم کہتے ہو کہ مہدی آخر الزمان آئے گا اور وہ نبی ہوگا بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ نئی شریعت کا پوٹلا بغل میں دبا کر آئے گا یا اسی پورانی کرم خوردہ دقیانوسی اسلامی شریعت کی بٹیا یا پک ڈنڈی پر چلے گا اگر نئی شریعت کا گٹھا سر پر رکھ کر آئے گا تو پیغمبر عرب کی ختم نبوت غارت غول ہوئی اور اسی پورانی شریعت پر چلے گا تو سلمنا۔ اور میں یہ بیان کر چکا ہوں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اسی اسلام میں قیامت تک بے شمار نبی پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوں گے۔ بس میں بھی نبی ہوں نبی کیا معنی وہی مہدی ہوں تمام اولیاء مثلاً پیران پیر اور بایزید بسطامی اور جنید بغدادی وغیرھم درحقیقت نبی تھے تم یہ کہو گے کہ انہوں نے نبوت کا دعوی کیوں نہیں کیا میں کہونگا کہ یہ ان کا کسر نفس تھا دوم ممکن ہے کہ ان پر اظہار نبوت کا الہام نہ ہوا ہو مگر میں مجبور ہوں مجھ پر الہام ہو چکا ہے کہ تو مثیل المسیح ہے مہدی موعود ہے رسول ہے اگر میں ڈنکے کی چوٹ، نہ کہ قادیان کی اوٹ، ایسا اظہار نہ کرتا تو آسمانی ہائی کورٹ میں دھرا جاتا اور یسوع مسیح تو چند ساعت دوزخ میں رہا مجھے ہمیشہ رہنا پڑتا تمہارا کیا ہے تم نے تو ہنڈا سا منہ کھول دیا مصیبت تو میری ننھی سی جان پر پڑتی۔

سنو سنو! غیر ممکن ہے کہ ایک نبی یا رسول ساری خدائی کیلئے ہو اور وہ بھی قیامت تک زمانہ طرح طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے ہر خطہ اور ہر زمین کی آب وہوا پھول پھل اناج ترکاری اور خود انسانوں کی طبائع جدی جدی ہیں پس ساری خدائی کو ایک شخص کا تابع کر دینا بڑا بھاری ظلم اور خلاف نیچر ہے پھر تمام انبیاء مر گئے گل گئے تم ان نہیں کی لکیر کے فقیر ہوا گر وہ نبی تھے بھی تو اس زمانہ کے جس میں وہ مبعوث ہوئے جو وحشت و جاہلیت زمانہ تھا اب تو تہذیب کا زمانہ ہے مردوں کے آگے گردن خم کرنے کے دن لد گئے۔ نہ خلیل خان رہے نہ فاختہ۔ پس مردوں کا پیچھا چھوڑو۔ میں زندہ نبی زندہ مسیح زندہ مہدی ہوں، مجھ سے بیعت کرو اور گلے میں ڈھول ڈال کر میری رسالت ومہدویت کی ڈونڈی پیٹو کہ

ملک آسمانی باپ کا

اور حکم امام الزمان مہدی دوران مسیح زمین وآسمان اور منزل فی قادیان

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قدس اللہ سرہ العزیز کا۔

سنو سنو! نبی ہو یا غیر نبی سب انسان ہیں اور انسانی طاقت محدود ہے برخلاف اس کے زمانہ متسلسل الی غیر النہایۃ سیّال ہے جو دنیا کی ساری چیزوں کا ظرف ہے بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ایک ناتواں ضعیف البنیان ہستی غیر محدود اور غیر متناہی امور کی اصلاح کا ٹھیکہ لے سکے جب کہ وہ خود فانی ہے۔

مسلمانوں میں وہابیوں کا ایک گروہ ہے جو پیروں کے ماننے اور ان کو نذر نیاز چڑھانے کا سخت مخالف ہے مگر مردہ انبیاء کو وہ بھی مانتا ہے بلکہ بعض کا کلمہ پڑھتا ہے بھلا غور کرنے کی بات ہے کہ مردے مردے سب یکساں ہیں ولی ہوں یا نبی، غوث ہو یا قطب۔ وہابیوں کی بھی وہی مثال ہے کہ گڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ تم زندہ نبی کو مانو میں زندہ ہوں اول تو میں مروں گا نہیں۔ اور مروں گا بھی تو قیامت آئے گی جب کہ نبوت ورسالت کا کھڑاگ ہی کافور ہو جائے گا۔ اور اگر میں ابھی ابھی دس پانچ برس میں ٹیں ہو گیا تو کون ایسا تیسا کہتا ہے کہ تم مجھے زندہ سمجھو اور میرے مردہ کی پرستش کرو۔ ہاں میں اپنا قائم مقام اور اپنی بڑی یادگار منارۃ المسیح چھوڑے جاتا ہوں اور اس کی حفاظت تمہارا فرض ہے جیسے صلیب کی

حفاظت عیسائیوں کا فرض ہے اس کے سوا میری نسبت کوئی کیسی ہی بے پر کی اوڑائے مگر تم اپنے پروں پر پانی نہ پڑنے دیتا۔ (باقی آئندہ)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء نمبر ۳۲ جلد ۲۰ و ۲۲

بقیہ: مرزا قادیانی کے اقوال وافعال میں تخالف

حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفرؓ حسب الحکم رسو خدا ﷺ ایک سوآدمیوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے شاہ حبش کے پاس جو عیسوی مذہب تھا پناہ گزین ہوئے۔ کفار قریش نے اپنے ڈیلیگیٹ Delegate ان کے پیچھے شاہ حبش کے پاس بھیج کر لکھا کہ یہ جماعت ہمارے لونڈیاں غلام بھاگ کر آپ کی دولت میں پناہ گزیں ہوئے ہیں، ان کو ہمارے گروہ کے حوالہ کرو۔ شاہ حبش نے حضرت جعفرؓ کو بلا کر دریافت کیا ۔حضرت جعفرؓ نے بزبان فصیح یہ خطبہ پڑھ کر حاضرین کو دنگ کر دیا

یاایها الملك کنا قوماً اهل جاهلیة نعبد الاصنام و نأکل المیتة و نأتی الفواحش و نقطع الارحام و یأکل القوی منا الضعیف فکنا علی ذلك حتی بعث الله الینا رسولاً منا نعرف نسبه و صدقه و امانته و عفافه فدعانا الی الله لنوحّده ونعبده و نخلع ماکنا نعبد نحن و آباءنا من دونه من الحجارة و الاوثان و امرنا بصدق الحدیث و اداء الامانة و صلة الرحم و حسن الجوار و الکف عن المحارم و الدماء و نهانا عن الفواحش و قول الزور و اکل مال الیتیم و قذف المحصنات و امرنا ان نعبد الله وحده لا نشرك به شیئا و امرنا بالصلوة و الزکوة و الصیام فصدقناه و اتبعناه علی ما جاء به من الله تعالی فعبدنا

الله تعالى و حده و لا نشر ك به شيئا و حر منا ما حر م الله علينا و ا حللنا ما احل لنا فعدى علينا قو منا فعذ بو نا وفتنونا عن د يننا لير دونا الى عبا د ت ا لا وثان من عبادت الله تعالى و ان نستحل من اللخبا ئث كما قهرونا و ظلمو نا و ضيّقوا علينا و حا بوا بيننا و بين د يننا و خر جنا الى بلادك و ا ختر ناك على من سواك و رغبنا فى جوارك و رجو نا ان لا نظلم عندك يا ايها الملك (سيرة النبى لابن هشا م) ۔

ترجمہ: حضرت جعفر نے فرمایا کہ اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے بتوں کو پوجتے تھے مردار گوشت کھاتے تھے بدکاریاں کرتے تھے ہمسایوں سے بہ بدی پیش آتے تھے زبردست کمزور کا مال کھا جاتے تھے اور ایک مدت سے ہماری یہی حالت چلی آتی تھی یہاں تک کہ خدا نے ہمارے ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جس کی شرافت نسب راست بازی ایمان داری اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف تھے پس اس نے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اسی کے خدا کو جانیں اور اسی کی عبادت کریں اور ان بتوں اور پتھروں کی عبادت کو چھوڑ دیں جن کو ہم اور ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور حکم دیا کہ ہم صرف خدا ہی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو ذات وصفات اور استحقاق عبادت میں اسکے ساتھ شریک نہ کریں اور ہم کو پانچوں وقت نماز پڑھنے اور سال پھر بعد بقیہ مال کا چالیسواں حصہ صدقہ دینے اور ماہ رمضان میں بیماری اور سفر کے سوا روزہ رکھنے کا حکم دیا (پھر ایک ایک کر کے تمام احکام اسلام اس کے سامنے بیان کئے اور پھر کہا) اس پیغمبر نے ہم کو سچ بولنے اور امانت کو اس کے مالک کے پاس پہنچا دینے اور قرابت داروں سے رعایت ومروت کرنے اور ہمسائیوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنے اور برائی اور حرام کاموں اور خون خرابوں سے بچنے کا حکم دیا اور بدکاریوں اور جھوٹی گواہی دینے اور یتیموں کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا پس ہم نے اس کو پہچانا اور جو احکام خدا کی طرف سے اس نے پہنچائے ان سب کی پیروی اختیار کی پس ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کسی چیز کو کسی بات میں بھی اس کے شریک نہیں کرتے اور جو چیز خدا نے ہم پر حرام کر دی ہے اس کو حرام اور جو چیز حلال کر دی ہے اس کو حلال جانتے ہیں پس اس بات پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی ہے اور طرح طرح کے دکھ دیئے اور ہم کو ہمارے دین سے پھرانا

چاہا کہ خدا کو چھوڑ کر پھر بت پوجنے لگیں اور جن بری باتوں اور چیزوں کو ہم پہلے جائز سمجھتے تھے ان کو جائز جانیں۔ پس جب کہ انہوں نے ہم کو نہایت عاجز کر دیا اور طرح طرح کے ظلم کئے اور نہایت تنگ اور دق کیا اور ہمارے دین سے ہمیں پھرانا چاہا اور ہمارے مزاحم ہوئے تو ہم اپنا وطن چھوڑ کر اور تجھ کو دیگر بادشاہوں کی نسبت اچھا جان کر تیرے ملک میں چلے آئے اور یہ امید کر کے کہ تیرے ہوتے کوئی شخص ہم پر ظلم نہ کر سکے گا تیری پناہ اختیار کی۔

یہ ہے اسلام کا صحیح فوٹو جس کے دیکھنے سے اسلام کی سچی عظمت دلوں میں بھر جاتی ہے اور اس کی حقیقی صداقت اور حقیقت کا ایک گہرا اور پائدار نقش دل پر جم جاتا ہے۔

اب قادیانی مرزا جی ہی سچ کہدیں کہ اپنے ستارہ قیصر و تحفہ قیصریہ میں جو بحضور علیا جناب قیصرہ ہند ارسال کئے تھے کون سی عظمت و شان شوکت اسلام کی بیان فرمائی ہے۔ اگر کچھ لکھا ہے تو یہی لکھا ہے کہ اے قیصرہ ایک مہدی آیا ہے جس کے بزرگوں نے سرکار کی فلاں فلاں خدمات کی ہیں۔ وہ خونی مہدی نہیں، وہ سچا خیر خواہ سرکار ہے۔ اور اس مہدی کے آنے کی سخت ضرورت ہے۔ اے قیصرہ! تم نے ایسے عجیب و غریب مہدی کی کوئی قدر نہ کی اور باوجود اس قدر وسیع اخلاق کے اپنے مخلص مہدی کو محروم رکھا۔ شائد وہ ایک رسالہ حضور میں نہیں پہنچا اور کہیں پس و پیش ہو گیا ہو گا اس لئے اب ستارہ قیصرہ بھیجا جاتا ہے امید ہے کہ جواب سے افتخار بخشا جاوے گا۔

سبحان تیری قدرت! کیا خوب نبوت اس تحریر سے ٹپک رہی ہے اور بروزی رسالت کی شان ظاہر ہو رہی ہے۔ آپ کو پیروی اور اتباع کی کیا ضرورت۔ آپ تو حسب اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء خود محمد رسول اللہ اور خاتم النبیین اور جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ اور اپنے مریدوں کی غلطی کا ازالہ کر رہے ہیں کہ وہ آپ کو پہلے ایک مجدد سمجھتے تھے اور اب رسول بنالیا۔

اب اختلاف درمیان قول و فعل مرزا صاحب ناظرین پر ظاہر ہو گیا یا کوئی کسر باقی رہ گئی۔ مرزا جی ہی خدا لگتی کہدیں کہ کیا آپ کے دل میں پیغمبر خدا ﷺ کی کوئی وقعت ہے، اور آپ واقعی ان کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ کیا سرور کائنات نے بھی کبھی کوئی اس قسم کی پولیٹکل چال چلی تھی۔ کیا یہ آنحضرت ﷺ کی پالیسی تھے جس کی آپ تقلید کر

رہے ہیں۔ بندہ پرورحضور انور نبی ہاشمی روحی فداہ نے تو کافروں پر بھی وہ احسانات کئے کہ فلک گفت احسن ملک گفت زہ ۔اور کفار دل وجان سے قائل ہو گئے کہ بے شک یہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

آنرایبل سرسید احمد خان کو طرح طرح سے برا بھلا کیا گیا گالیاں دیں گئیں۔ مغلظات کے ملفوف خطوط بھیجے گئے ۔کفر کے فتوے اس پر بزور چپکائے گئے۔ غرض کہ سب قسم کی اذیتیں اسکے حق میں روا رکھی گئیں۔مگر اس پیر جواں ہمت نے اپنے نانا کی سنت کو تازہ کر کے اف تک نہ کی ۔اورسوائے دعائے خیر ومرحبا کچھ نہ کہا ۔جب بہ تقاضائے بشریت بہت تنگ آ گیا تو اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا جیتے جی میری تم قدر نہیں کرتے۔

یاد آوے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

چنانچہ اب انکی دائمی مفارقت آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے۔اگر وہ چاہتے تو لکھوکھہا روپئہ کی جائدادیں حاصل کر سکتے تھے۔اگر مدعی نبوت ہوتے تو میں سچ کہتا ہوں کہ تعلیم یافتہ سوسائٹی تو بے چون و چرا قبل قائم کرنے امور تنقیح کے اقبال دعوی داخل کرتے ، اور بہت خوشی سے اس کو مثیل یا بروزی وغیرہ طور پر ماننے کو تیار ہو جاتے۔ مگر وہ سچا اور حقیقی مسلمان بخوبی جان چکا تھا اوراس کا ایمان تھا کہ نبی ہاشمی ﷺ کا یہ قول بالکل حق اور راست ہے ولوکان بدی نبیاً لکان عمر نبیاً ۔

قرآن کے جو معارف وہ مرحوم بیان کر گیا ہے اگر سو سال حضور (مرزا قادیانی) اور حضور کا مشن ان تھک کوششیں دن رات کرتا رہے تو عشر عشیر بھی بیان نہ کر سکے ۔جن معارف پر مغربی فلاسفروں کی قلمیں توڑ دیں، مخالفین اسلام کے صدہا قسم کے اعتراض رد کر کے اسلام کی موہنی تصویر کو ایک محبوب دلہن کی طرح مرغوب خاص و عام کر دیا۔

سبحان اللہ! مرزا جی کے معارف قرآنی کیا کیا مضحکہ خیز ہیں ناظرین کی خدمت میں دانہ از خرواری عرض کرتا ہوں:

و اذا الجبال سیّرت

معارف مرزائی ۔ پہاڑ اڑائے جا کر عمارت بنائی جاتی ہے یعنی مہدی آخر زمان (مرزا

صاحب) کے ظہور کی علامت یہ ہوگی کہ اس زمانہ میں پہاڑ اڑائے جاویں گے اور عمارات بنائی جاویں گی اب چونکہ پہاڑ اڑائے جاتے ہیں اور پتھر عمارات کے کام میں آتے ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ زمین گول ہے۔ اب وہ وقت ہے کہ مہدی آخر زمان (مرزا صاحب) پیدا ہو۔

کیا خوب معارف ہیں۔غور کا مقام ہے کہ مرزا جی نے ایک ایسی جدید اور نئی تھیوری مہدی آخر زمان کی بیان فرمائی کہ محمد علی بابی کی بوسیدہ لاش بھی قبر میں پھڑک گئی اور حسن بن صباح اور مسیلمہ کذاب کی قبر سے صدا مرحبا نکلی کیونکہ دنیا میں ابتدائے آفرینش سے الی زمان مسعود مرزا صاحب نہ کبھی پہاڑ اڑائے گئے نہ پتھر نکال کر عمارات بنائی گئیں اور نہ کسی کو اس طرف خیال ہوا۔اب جو مرزا صاحب کا ظہور ہوا تو یہ باتیں ہونے لگیں اور قیامت کے آثار کی دلیل خود مرزا صاحب نے پبلک کو بتائی۔

جناب نے کبھی تواریخ کے اوراق کو الٹا ہے۔اہرام مصری کی تاریخ پڑھی ہے وہ اہرام کس نے بنائے تھے اور کس چیز کے بنے تھے اور کتنے عرصے میں بنے تھے اور وہ پتھر جوان میں صرف ہوئے وہ پہاڑوں ہی سے لائے گئے تھے یا خشت سازوں نے بنائے تھے۔افسوس خودغرضی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہ اہرام مصر کے ہر حصے میں اس قدر کثرت کے ساتھ تھے کہ ان کی صحیح تعداد بتانا تقریباً غیر ممکن ہے ان اہراموں کو بنے ہوئے بارہ ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا ہے جس پر تحریر کیا گیا کہ

بنينا هذا الاهرام فى ستين سنة فليهد مها ن ير يد فى ستمأة سنة فان الهدم ايسر من البناء

یعنی ہم نے اس اہرام کو ساٹھ برس میں بنایا ہے مگر جو اس کے ڈھانے کا ارادہ رکھتا ہے وہ پہلے اسکو چھ سو برس میں تو ڈھالے حالانکہ بنی ہوئی عمارت کو کھوڈ ڈالنا اسکے بنانے سے سہل تر ہے۔

اذا العشار عطّلت

معارف مرزائی ۔ ریل کے جاری ہونے سے اونٹ بے کار ہوگئے ۔ بارک اللہ، کیا عجیبہ معارف ہیں ۔یعنی قیامت کے علامات سے جب کہ مہدی آخر زمان (مرزا صاحب) پیدا ہوں گے اور ان کا ظہور ہوگا ایک علامت یہ ہوگی کہ ریل کے جاری ہونے سے اونٹ بیکار ہو جاویں گے۔

یہ بڑی بین دلیل ظہور مہدی کی ہے کہ اونٹ بے کار ہو گئے کیونکہ باوجود ریل کے جاری ہونے کے اب اونٹ اس قدر کارآمد ہیں کہ دس پندرہ سال آج سے پہلے جس اونٹ کی قیمت ۶۰ روپیہ تھی آج کل وہ ڈیڑھ سو روپیہ میں بھی دست یاب نہیں ہوتا۔ کیوں؟ اسلئے کہ صرف پنجاب میں نوکورس اونٹوں کے قائم ہوئے یعنی ۹ رسالے اونٹوں کے کھڑے کئے گئے ہیں فی رسالہ یا کور میں ۱۰۹۰۔ اونٹ ہوتے ہیں مقامات ذیل میں وہ کور موجود ہیں۔ دہلی، میاں میر، منٹگمری، جہلم، راولپنڈی، نوشہرہ۔ تین دیگر مقامات پنجاب میں تو کل ۹۸۱۰۔ اونٹ اس وقت برسرکار ہیں اور ہر ایک رسالہ میں لوگوں کو قرضہ دیا جا رہا ہے کہ اونٹ خریدو اور بھرتی کرو۔

یہ معارف کیا گو زشتر سے زیادہ وقعت رکھتے ہیں کیا اذا العشار عطلت کے معارف اس پر صادق آتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ شائد مرزا صاحب کے معارف پبلک سمجھتی نہیں شاید مرزا صاحب نے فرمایا ہو کہ باوجود ریل کے جاری ہونے کے اونٹ بیکار اور کم یاب ہو جاویں گے اور ڈھونڈے نہ ملیں گے۔

اذا الصّحف نشِرت

مرزائی معارف: ایک علامت قیامت کی یہ ہے کہ اخبارات اور رسالے مطبوعوں سے نکل کر لوگوں کو ملتے ہیں اور ایسے وقت میں مہدی (مرزا صاحب) کا ظہور ہوگا۔ بہت معقول، یہ بھی نئی بات ہے مطابع اب مرزا صاحب ہی کے زمانہ میں ایجاد ہوئے۔ پہلے تو صفحہ ہستی پر تھے ہی نہیں۔ حضرت سال ۱۸۵۷ء میں پہلا چھاپہ خانہ انڈیا میں بمقام گوا قائم ہوا جب کہ حضور کی عمر ۱۲ سال کی ہوگی۔ اور یورپ امریکہ افریقہ میں مطابع کا وجود اپنی جماعت کے بی اے، ایم اے صاحبان سے پوچھ لیں۔

اذا البحا ر فجّر ت

مرزائی معارف: قیامت کی اور ظہور مہدی (مرزا صاحب) کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ دریاؤں سے نہریں کاٹ کر آب پاشی کے واسطے لائی جاویں گی۔ حقیقت میں یہ بات تو بالکل نئی ہے دنیا میں حال کے سوا کبھی نہریں نہیں نکلیں اور نہ کسی نے نکالیں۔

سبحان الّذی اسری بعبده لیلاً

مرزائی معارف: مسجد اقصی سے مسجد قادیان مراد ہے اور بیت المقدس سے موضع

قادیان۔ جناب کجا کادیان کو دیان اور کجا مسجد اقصیٰ اور کجا بیت المقدس ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔آپ کے دل میں یہی عظمت اسلامی ہے اور اسی پر دعویٰ نبوت ہے۔

اذا الشّمس کوِّرت:

قیامت کی ایک یہ نشانی ہے کہ مہدی (مرزا) کے ظہور کی ضرورت ہے کیونکہ جہالت چھا گئی ہے۔

جناب من! اور تو کوئی جہالت نہیں چھائی بفضل خدا ہر طرح سے آفتاب علم چمک رہا ہے ہاں اگر جہالت چھائی ہے تو اس واسطے کہ ایسے کورانہ معارف بیان ہوتے ہیں چور کی داڑھی میں تنکا۔ ہاں مسلمانوں پر ظلمت کیوں نہ چھائے جب کہ قرآن مجید کی یہ قدر کی جاتی ہے اور ایسے معارف بیان کئے جاتے ہیں۔

راقم: مرزائیوں کا خیر خواہ۔ از مردان

حیات ومماۃ مسیح

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

میرٹھ میں آج کل مرزا جی کے ایک قائم مقام تشریف کا پوٹلا لائے ہیں۔ وہی حیات وممات مسیح کا باسی تباسی مسئلہ عوام جہلاء کے روبرو پیش کرتے ہیں جسکی نہ صرف ضمیمہ شحنہ ہند میں بلکہ علماء کے مختلف رسالوں میں بارہا تردید ہو چکی ہے۔ اور حال میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مدظلہ نے تو اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مرزا جی کے دعوے ممات مسیح کا اس دھڑلے اور زور شور سے استیصال کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا۔ اور مرزا جی اور ان کے چیلوں کے دلوں میں کچھ بھی انصاف اور حقانیت ہے تو پیر صاحب کے دلائل قاطعہ کے سامنے گردن تسلیم خم کریں گے۔

خوبی یہ ہے کہ مرزا جی باوصف دعویٰ مسلمانی وہی اعتراضات کرتے ہیں جو آریا اور دہریئے اور یہودی کرتے ہیں کہ خدا کہاں ہے، اور کیسا ہے، کیا وہ اپنے عرش (مکان یا بنگلہ یا ایوان) کے چبوترے پر کرسی بچھائے بیٹھا ہے، اور اپنے لمبے لمبے ہاتھوں

سے ساری دنیا کا انتظام کر رہا ہے، اور محمد صاحب (ﷺ) افلاک کو چیر پھاڑ کر پدموں اور سنکھوں میلوں کے خلاء بسیط جو طے کر کے کیونکر طرفۃ العین میں شب معراج آئے اور گئے۔

علی ہذا کیونکر ممکن ہے کہ عیسی مسیح کی اتنی عمر ہو، اور وہ بغیر کھائے پیئے فلک چہارم پر دندنا رہا ہو۔

یہ ایسے ملحدانہ اعتراضات ہیں کہ ایک مسلمان جو کتاب وسنت کے اتباع کا مدعی ہو، ان کو سنکر اس کا خون جوش میں آئے گا نہ یہ کہ وہ خود اسلام پر ایسے اعتراض کرے گا۔

ہم کو حیرت ہے کہ جب مرزا جی کے ایسے عقاید ہیں اور وہ کتاب وسنت کے نصوص قطعیہ کے ایسے منکر ہیں اور جدید ریفارمر بنے ہیں تو اپنے کو مسلمان کیوں کہتے ہیں۔ تمام اسلامی علماء اور مشائخ مرزا جی کو دائرہ اسلام سے خارج کر چکے۔ الحاد وتکفیر کے فتوے لگا چکے۔ مگر مرزا جی اور تمام میرزائی بدستور یہی کہے جاتے ہیں کہ ہم اچھے خاسے ترشے ترشائے مسلمان ہیں۔ بلکہ ہمیں مسلمان ہیں اور ہمارے سوا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

مرزا جی نے اپنی بروزی اور ظلی رسالت کا دار و مدار بالکل مسیح کی موت پر رکھ چھوڑا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی بادشاہ مر جائے اور ایک گدا گر یہ ہاک لگائے کہ میں اس کا جانشین ہوں۔ ایسے شخص کو لوگ مخبوط الحواس اور مجنون نہ سمجھیں گے تو کیا سمجھیں گے۔ مرزا جی کے خلیفہ کہتے ہیں کہ تمام علماء میرے سامنے آئیں مگر شرط یہ ہے بجز ممات مسیح کے دوسرے مسئلہ پر بحث نہ ہوگی۔ حالانکہ جب مرزا جی مدعی نبوت بنے ہیں، تو سب سے پہلے ان کو اپنی نبوت اور موعودیت کا ثابت کرنا ضروری ہے۔ ان کے پاس تو بس یہی دلیل ہے کہ مسیح برے تھے، ان میں فلاں فلاں عیوب تھے، وہ جھوٹے اور مکار تھے۔ میں ان سے بدرجہا اچھا ہوں۔ کتاب وسنت میں تو عیسی مسیح کے معصوم اور نبی برحق ہونے کی تعریف ہو اور مرزا جی باوصف دعوی مسلمانی انکو فاسق و فاجر عوام سے بھی بدتر سمجھیں۔ کیا کوئی مسلمان اس کو یقین کر سکتا ہے اور مسیح پر ایسے فحش گو اور طوفان باندھنے والے کو ترجیح دے سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ مرزا صاحب تو اپنے چچا کے بیٹوں (۲۳ مہدیان کذاب) کی سنت پر بھی نہ چلے یعنی کسی جھوٹے مہدی نے انبیاء کو گالیاں نہیں دیں، نہ ان کے مقابلے میں اپنے کو ظلی اور بروزی رسول اور نبی قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وحشیوں اور جاہلوں میں تھوڑی دیر ان کی شعلہ کی جھلک یا بجلی کی سی چمک قائم رہی، کیونکہ وہ ناحق پر تھے اور بالآخر خود ہی بجھ گئی۔ ورنہ سوڈان اور افریقہ کے وحوش ان کو چندروز کے لئے بھی مہدی تسلیم نہ کرتے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میرٹھ کے نہ صرف علماء کرام بلکہ عوام اہل اسلام نے بھی خلیفہ جی کو قابل خطاب نہیں سمجھا بس یوں ان کی گرم بازاری پر اوس پڑ گئی۔

کتاب عصائے موسیٰ کا جواب

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

۳۱ جولائی گزشتہ کے الحکم قادیان میں اعلان دیا گیا ہے کہ کتاب عصائے موسیٰ کا جواب طیار ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ کتاب امروہہ سے ملے گی یا قادیان سے۔ اور کتاب کا حجم کیا ہے اور اس کی قیمت کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے معقول رقم اینٹھنے کو گول مول اعلان دیا گیا ہے۔ اس نقاب کی اوجھل سے جواب کی حقیقت اور اور اس کی جھلک بھی معلوم ہو گئی۔ اس سے اور دوحرفی اعلان سے یہ بھی پتا لگ گیا کہ ڈیل در گنبد اور آواز در بھس ہے۔ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

جواب عصائے موسیٰ کے لکھنے سے قبل تو وہ وہ لاف زنی تھی کہ آسمان سر پر اٹھالیا تھا، اور مرزائیوں کی بڑی بھاری میٹنگ کے بعد امروہی مولوی صاحب جواب لکھنے کو منتخب ہوئے تھے۔ گویا مرزائیوں میں یہی گھر سے فالتو اور مرد میدان بننے کے قابل تھے۔ مگر جب جواب لکھ کر اور چھپ کر تیار ہو گیا تو دوحرفی اعلان دینے پر خاتمہ ہو گیا۔ اگر کتاب مذکورہ درحقیقت چھپ کر تیار ہو گئی ہے تو ہم کو یقین نہیں کہ اس کی ایک کاپی مصنف عصائے موسیٰ کے نام بھیجی گئی ہو۔ چہ جائیکہ دوسرے علماء اور مشائخ کے نام۔ اور شحنہ ہند کے نام بھیجتے ہوئے تو لرزہ چڑھتا ہے کیونکہ یہاں شیر لگتا ہے۔

خدا کی شان ہے ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ مرزا جی ایک چھوٹی سے چھوٹی کتاب اور ایک آدھ ورق کا اشتہار بھی شائع کرتے تھے تو رجسٹریاں کرا کر علماء ومشائخ اسلام کے نام بھیجتے تھے کہ جواب دو، یا ایک یہ بھی زمانہ ہے کہ اپنی تصانیف کو عورتوں کے ناپاک چیتھڑوں کی طرح مردان اسلام سے چھپاتے ہیں۔

اس عرصے میں سینکڑوں رسالے مرزائی عقاید کی تردید میں شائع ہوئے بھلا کسی مختصر سے رسالے کا جواب بھی بن پڑا۔ پھر کیوں کر ممکن ہے کہ عصائے موسیٰ جیسی مبسوط کتاب کا ٹھیک جواب بن پڑا ہوگا جو بالکل مرزا جی کا صحیح اور سچا اعمال نامہ ہے۔ ہاں اپنے حمقاء کا نمک حلال کرنے کو کوئی دو ورقی چہار ورقی نکال دی ہوگی کہ لیجئے جواب ہو گیا اور دلوا یئے دودھ ملیدا اور دانت گھسائی۔

عصائے موسیٰ کا جواب لکھتے ہوئے تو دو سال ہو گئے۔ حال میں حضرت پیر مہر علی شاہ نے جو بسیط کتاب سیف چشتیائی چھپوا کر مفت شائع فرمائی ہے، دیکھیں اس کا جواب کتنے دنوں میں ہو سکے گا۔

بھلا کس کس کا جواب دیں گے، عمامہ سنبھالتے ہی سنبھالتے ۹۹ تک نوبت پہنچ جائے گی اور پھر تسلسل لازم آئے گا یا تقدم الشی علی نفسہ کا دور۔

ان کے علاوہ جو سینکڑوں رسالوں کا ردّ مرزا جی کے سر پر یکے بعد دیگرے چڑھا ہوا ہے ان کا تو حساب ہی نہیں اور ان کی جانب کیوں التفات نہیں فرمائی گئی۔ یہ تو بڑھتی دولت ہے جس قدر رسالے نکلیں گے اسی قدر کماؤ پوت چندہ دیں گے۔

پس مرزا جی کو اسلامی علماء اور مشائخ کا ممنون ہونا چاہیے کہ انہوں نے بے فکروں کے لئے معاش کا دروازہ کھول دیا ہے اور مجردوں اور مسٹنڈوں کیلئے یاقوتیوں اور مبہی معجونوں کا مسالا بتا دیا ہے کہ کھاؤ اور دندناؤ اور ہوائے نفس کے دریا میں شہوت رانی کے جہازات چلاؤ۔

الحکم میں کتاب سیف چشتیائی پر جو سانڈوں والا تمسخر کیا گیا ہے تو یہ امر صاف عجز کی دلیل ہے۔ پس مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے پاس تمسخر اور پھکڑ کے سوا جواب دینے کا کوئی سرمایہ نہیں اور ہو کہاں۔ سچی بات کا جواب ہی کیا۔

امریکا میں مرزا جی کا مشن

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا جی امریکا میں بروزی یا ظلی یا مرزائی دین کی اشاعت کے لئے ایک مشن بھیجنا چاہتے ہیں جس کا ذکر ۱۰۔ اگست ۱۹۰۲ء کے الحکم میں ہے۔ مرزا جی پرانی دنیا کی اصلاح اور تکمیل تو کر چکے اب نئی دنیا کی مرمت کو جاتے ہیں

تو ہندوستان رانکو ساختی۔ کنوں سوئے امریکا پر داختی

ظلی اور بروزی دین کی اشاعت کے مستحق سب سے پہلے مرزا جی کے پڑوسی کابل اور ایران اور قوقند اور بلخ اور بخارا وغیرہ ممالک وسط ایشیاء ہیں۔ مگر وہاں جاتے ہوئے لرزہ چڑھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بڑے کٹے اور غیور مسلمان ہیں۔ پس مرزا جی کو اپنے مشن والوں کے سروں کے ختنہ ہو جانے کا خوف ہے۔ یورپ اور امریکا والے تو آزادی پسند دہریے ہیں، وہاں مذہب وذہب کا کھڑاگ کون پالتا ہے۔ مذہب والوں کی جنگ یا یوں کہو کہ مذہبی دنبوں اور مینڈھوں کی ٹکروں کا تماشا دیکھنے کو کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، اور پھر اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مضحکے اور قہقہے اڑائے جاتے ہیں۔ مرزا جی تو اپنے کو فقط دین اسلام کا مجدد اور رفارمر بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کی اصلاح (حجامت) بنالیں، تب دیگر مذاہب والوں کا سر مونڈیں۔ جب خود مرزائیوں کے سروں پر ابھی تک کھونٹیاں موجود ہیں کہ نہ اچھی طرح پوچارا پھیرا گیا، نہ بخوبی بال نرم کئے گئے، تا بدیگرے چہ رسد۔

بھلا امریکہ جانے اور تمام مذاہب کی گو ہارسہنے کو مرزا جی میں بوتا ہی کیا ہے وہ کس مسالے پر ایسا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو دعوی ہے لچر ہے۔ جو ادعا ہے محض لغو۔ قدم قدم پر ٹھوکریں۔ بیانات میں تناقض۔ ابھی کچھ ابھی کچھ، اور امریکا والے ٹھہرے فلسفی اور دہریے ان کے سامنے ٹھہرنا خالہ جی کا گھر سمجھا ہے۔

مرزا جی کے پاس تو اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ عیسی مسیح مر گئے میں اسلئے ظلی اور بروزی نبی ہوں۔ اگر ایک آدھ مرزائی امریکا جائے تو مزہ آ جائے۔ امریکا

والے ایک ایک کو بے دال کا بودم بنا کر نہ چھوڑیں تو ہمارا ذمہ۔

هذا شیء عجاب

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

۳۱ جولائی گزشتہ کے اخبار الحکم قادیان میں قادیانی مرزاجی فرماتے ہیں کہ مسیح نے ہرگز یہ دعوی نہیں کیا کہ فی الحقیقت میں ہی دوبارہ آجاؤنگا۔

ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کہاں دعوی کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں اس طرح آؤنگا کہ قادیانی مرزا میرا بروز اور ظل ہوگا۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی فرمائی ہے نہ کہ قادیانی مغل کی۔

پھر آنحضرت ﷺ نے نہ صرف حدیث میں بلکہ جناب باری نے قرآن مجید میں مسیح کی عصمت کی گواہی دی ہے، اور ان کو کلمۃ اللہ ٹھہرایا ہے مگر قادیانی ان کو غیر معصوم اور ان کی تعلیم کو غلط بتاتا ہے۔ گویا کلمۃ اللہ غلط ہے اور کلمۃ چینی مغل صحیح ہے۔ قرآن مجید نے عیسی مسیح میں تمام کمالات نبوت اور معجزات ثابت کئے مگر چینی مغل دنیا کے تمام معائب عیسی مسیح میں بتاتا ہے کیا کسی مسلمان کا ایسا جگر اور پتا ہوسکتا ہے

آگے چل کر چینی مغل کہتا ہے:

> جب یہ راقم مسیح کے رنگ (اسی فاسق وفاجر کے رنگ) سے رنگین ہوکر اور اس کے لباس (فسق و فجور) میں ظاہر ہوا تو نہ مسلمانوں نے مجھے قبول کیا نہ عیسائیوں نے اور میں کافر ٹھیرایا گیا اور قتل کے فتوے لکھے گئے۔

سب سے پہلے کفر اور الحاد کے کلمات بک کر خود تو نے اپنے کو کافر ٹھہرایا، تب مسلمانوں نے کفر کے فتوے دیئے جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوگیا۔ پس

از ماست کہ بر ماست

کا مسئلہ منطبق ہوا۔

تیرے قتل کا فتوی کسی نے نہیں دیا بلکہ خود تو نے دنیا کے مارے جانے کی پیشین گوئی کی۔ اور نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ عیسائیوں اور آریوں تک کو نہ چھوڑا۔

پھر قادیانی مرزاجی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں چونکہ کثرت سے شرک و بدعت گور پرستی اور پیر پرستی وغیرہ پھیل گئی ہے، پس میں آخر زمانے میں مجدد بن کر آیا ہوں۔ چہ خوش!

بت پرستی اور مرزا پرستی تو خود پھیلا رہا ہے۔قادیان کو مکہ اور مدینہ بنا رہا ہے۔ اپنی تصویریں قیمۃً شائع کر کے مستحق لعنت بن رہا ہے۔ اور اس حرام تجارت سے اپنا گوشت پوست پال رہا ہے۔ نبی اور رسول بن رہا ہے۔ باایں ہمہ مسلمانوں کو عموماً بدعتی اور مشرک بتاتا ہے۔

خدا تعالیٰ تو ایک نبی ایک اسلام بھیجے، اسی پر چلنے اور اسی کو ماننے کا حکم دے اور کس دھڑلے کے ساتھ ارشاد فرمائے کہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔

پھر بھی اگر کوئی مکار اپنے کو نیا نبی بتائے اور دین اسلام کو غیر کامل اور ناقص ٹھیرائے، تو اس میں مسیلمہ کذاب اور خرد جال کی روح نہیں تو کیا ہے۔

ہم حلفاً کہتے ہیں اور ہم کو تجربہ ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں کسی نبی کی اپنے مقابلے میں مطلق عظمت نہیں۔ مسلمانوں کے دلوں میں جو انبیاء خصوصاً آنحضرت ﷺ کی عظمت ہے تو مرزا قادیانی کو یہ امر سخت ناگوار ہے۔

ابھی خود مرزا قادیانی کو اپنے مرزائیوں پر اتنا وثوق نہیں کہ ان کے دلوں سے آنحضرت ﷺ کی وقعت بالکل مٹ سکے گی کیونکہ اس کے نزدیک ان پر ابھی ایسی اندھیری نہیں پڑی کہ آنکھیں مانگنے کی ضرورت نہ ہو۔ البتہ جو حواری رات دن صحبت میں رہتے ہیں اور جنہوں نے قادیان میں منڈیاں چھائی اور دھونی رمائی ہے وہ مرزا کو ضرور افضل الرسل والانبیاء یقین کرتے ہیں۔ مگر وہ دن قریب ہیں کہ تمام مرزائی مرزا کو ایسا ہی سمجھیں گے اور آنحضرت ﷺ کو طاق پر رکھ دیں گے۔

مرزا قادیانی کے ظلی اور بروزی نبی بننے سے پہلے جب کسی مرزائی سے کوئی مسلمان کہتا تھا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، تو وہ کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے طوفان ہے بہتان ہے۔ مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ یہ تو غضب ہو گیا، خود اپنے ہی گرگے نبوت کے منکر ہیں، تو جھٹ سے اعلان دے دیا اور

اپنے چیلوں کو ڈانٹا کہ خبردار جو میری نبوت سے انکار کیا۔ میں پورا نبی ہوں، پورا رسول ہوں، آٹھوں گانٹھ کمیت ہوں اور تم ابھی نرے بچھیا کے باوا ہو۔ پس ان میں پانی مر گیا اسی طرح رفتہ رفتہ آنحضرت ﷺ کی رسالت سے بھی علی الاعلان ہو جائے گا۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء جلد ۲۰ و ۲۲

بقیہ: مرزا جی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! اے ناعاقبت اندیش، تعصب کیش، نشتر حسد سے سینہ ریش، بدتر از گاؤ میش، درخور لعنت بیش بیش، بے خبر از یگانہ و خویش، مسلمانو! میں کب کہتا ہوں کہ تم میرے چھوٹے بھائیوں دوسرے انبیاء خصوصاً اپنے پیغمبر عرب کو چھوڑ دو۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جس طرح پیغمبر عرب نے ایک بڑی پولٹکل حکمت عملی سے تمام انبیاء کو مانا اسی طرح تم بھی باستثناء مسیح سب کو مانو۔ کیونکہ مسیح کو نبی کہنا تو درکنار وہ تو انسانیت سے بھی گرا ہوا تھا۔ اس کے خوارق ایسے تھے کہ ایک عام آدمی بھی ان سے نفرت کرے گا۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو، تو یہودیوں سے عیسی مسیح کا کیریکٹر پوچھ لو۔ باقی سب انبیاء مہذب انسان تھے مگر اب ان کے ماننے کا زمانہ نہیں رہا۔ اب تو کسی انسان کا نبی بننا نہایت مشکل ہے کیونکہ دنیا پر سائنس اور فلسفے کا قبضہ ہے۔ یورپ والے بڑے کائیاں ہیں۔ انہوں نے دنیا کو عقل مند بنا دیا ہے۔ اور جن لوگوں میں کچھ وحشت و جہالت باقی ہے ان کو بھی مہذب اور عقل مند بنا کر چھوڑیں گے۔ اعجوبہ پرستی زندہ درگور ہو رہی ہے۔ صداقت اور صفائی پھیل رہی ہے۔ پس میں نے زمانہ کا رنگ دیکھ کر اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے اور دوسرے انبیاء کی طرح اپنے کو مبعوث من اللہ قرار دیا ہے کیونکہ جب تک کوئی انسان اپنے کو خدا کا بھیجا ہوا صاحب الوحی والالہام نہیں بتاتا اور طرح طرح کی پالیسیوں سے ٹھونک نہیں رکھتا، وحوش سیرت انسان اس کو نبی اور رسول تسلیم نہیں کرتے۔

کسی نے کہا میں مردوں (اموات) کو زندہ، گونگوں کو شنوا، کوڑھیوں کو تندرست، اندھوں کو سوانکھا، کرتا ہوں۔ کسی نے کہا میں اپنی لاٹھی کو اژدہا بناتا ہوں اور لاٹھی مار کر پتھروں سے چشمے نکالتا ہوں وغیرہ۔ پس اے احمق کی بیٹ کھانے والے سادہ لوحو! اب ایسے بوستان خیال اور حمام گرد باد کے فسانوں کے باور کرنے کے دن گئے۔ اگر لاز آف نیچر Laws of Nature یا سنۃ اللہ معجزات پر جاری ہوتی تو وہ ہمیشہ ظہور میں آیا کرتے۔ کیا وجہ ہے کہ ہزاروں برس گذر گئے مگر کسی نے ویسے معجزات نہ دکھائے۔ کیا فطرت یا نیچر بالکل عقیمہ ہوگئی کہ ہزاروں برس پیشتر تو اس نے معجزات کے اس قدر بچے کھٹا کھٹ جنے اور اب توالد وتناسل کے دروازے پر قفل لگ گیا۔ اگر تم میں کچھ بھی عقل ہے تو یہ نکتہ سمجھو گے کہ دوسرے انبیاء اور رسل کے عہد میں دنیا کس قدر اندھی اور وحشت و جہالت کے عمیق گڑھے میں گڑی ہوئی تھی کہ مذکورہ بالا لغویات (معجزات) پر ایمان لائی تھی جن کو انسانی عقل ہرگز باور نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے فیلسوف اسلام پر مضحکے اڑا رہے ہیں کہ اسلام جس شئے سے عبارت ہے وہ مداریوں کے پھنک ایک اور پھنک دو کا تماشا ہے۔

سنوسنو! میں اگر چاہوں تو اپنے ہتھ پھیر اور داؤں گھات سے ویسے ہی بلکہ ان سے بڑھ کر ہزاروں معجزے دکھا سکتا ہوں۔ مگر میں دنیا کے منہ پر اندھیری ڈالنا اور ان کو تاریکی میں رکھنا نہیں چاہتا۔ میں تو تم کو صداقت اور صفائی کی روشنی میں لانا چاہتا ہوں۔

تم کو اپنے قرآن کے معجز ہونے پر بڑا گھمنڈ ہے۔ اور تم تیرہ سو برس سے لے کر اب تک یہی کہے جاتے ہو کہ قرآن اپنی فصاحت و بلاغت میں دنیا کا عاجز کر دینے والا ہے۔ مجھ کو تمہارے اس دعوی پر اس قدر ہنسی آتی ہے کہ دیوار قہقہہ بن جاتا ہوں۔ بیسیوں کتابیں نظمیں اور قصائد ایسے موجود ہیں جن کا جواب آج تک نہیں ہوسکا اور نہ ہوسکتا ہے، کیا وہ سب معجز ہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ میں نے سورہ الحمد کی تفسیر (اعجاز المسیح) لکھی ہے کیا کوئی ویسی تفسیر بالمقابل لکھ سکتا ہے۔ تمہارے علماء اور پیر جی اور شاہ جی اسکے سوا کچھ نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں کہ میری کتاب پر صلات کی غلطی کا طوفان بہتان دھریں کہ فی کی جگہ من اور من کی جگہ فی اور علی کی جگہ الی اور الی کی جگہ علی ہے۔

پس یہ وہی مثال ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ مگر کسی آج تک یہ بھی نہ ہو سکا کہ میری کتاب کے جواب میں دو چار صحیح سطریں ہی لکھ سکے چہ جائیکہ ایسی ضخیم اور جسیم کتاب اگر تم کو کچھ بھی حیا ہے تو میری اعجاز المسیح پر ویسا ہی ایمان لاؤ گے جیسا قرآن پر، ورنہ اس کی نظیر پیدا کر کے دکھاؤ گے

اے نامردو! بھلا تم سے بجز اس غل غپاڑا مچانے کے میری سی سالہ بعثت ورسالت میں اور کیا ہو سکا ہے کہ مرزا قادیانی ایسا ہے اور مرزا قادیانی ویسا ہے، مگر تم خوب یاد رکھو کہ ریت کی آڑ باندھنے سے سمندر کا سیلاب رک نہیں سکتا۔ میری امامت، میری مہدویت، میری مسیحیت، میری بروزی نبوت، میری ظلی رسالت کو ۶ کروڑ حیز اور نامرد مسلمان ہرگز نہیں روک سکتے۔ جب میں نے براہین احمدیہ لکھی تھی اور مجھ پر الہام اور وحی کی ٹپکا ٹپکی ہونے لگی تھی تو کتنے آدمی میرے صحابی تھے۔ صرف دو۔ اب میری جماعت تقریباً ایک لاکھ ہے اور برابر انڈے بچے دے رہی ہے۔ اگر مجھ میں صداقت اور حقانیت کا کرشمہ نہ ہوتا تو اس قدر رجوعات ہرگز نہ ہوتی۔

سنو سنو! جب میں مجدد اور رفارمر ہوں تو عرب کے لٹریچر کا بھی مصلح ہوں۔ میں کسی کا مقلد نہیں۔ اگر میں علی کی جگہ الی لکھوں تو کس کی طاقت ہے کہ چون و چرا کر سکے۔ اگر لغت میں بھی ایسی ہی اندھی تقلید ہوتی جیسی تمہارے دین میں ہے، تو لٹریچر کبھی ترقی نہ کرتا۔ نئے الفاظ نئے محاورات نئے صلات نئی ترکیبیں پیدا کرنا رفارمر کا کام ہے نہ کہ گلے میں تقلید کا پٹا ڈال کر عالم و فاضل بننے والوں اور اپنا حوصلہ پست کرنے والوں کا۔

سنو سنو! جب تم زبان عرب اور اس کے محاورات کے لئے قرآن کو مستند مانتے ہو، تو میرے کلام کو جو مثل قرآن الہام اور وحی ہے اور باوصف اس کے کہ میں پنجابی ہوں پھر بھی مجھ پر زبان عرب ہی میں الہام ہوتا ہے کیوں مستند نہیں مانتے۔، پیغمبر عرب پر اگر زبان عرب میں فصیح و بلیغ الہام ہوا تو یہ ان کی مادری زبان تھی معجزے میں داخل نہیں۔ مجھ پر باوصف پنجابی اور دراصل چینی نژاد ہونے کے ایک اجنبی زبان (عرب) میں الہام کا ہونا ایسا اچھوتا معجزہ ہے جس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو کاٹھ کا الو ہو۔ پیغمبر عرب کو تم امی کہتے ہو۔ اگر وہ درحقیقت امی تھا، تاہم زبان عرب اس کی

مادری زبان تھی خود ہمارے ہندوستان میں بہت سے شعراء اور صاحب ملفوظات جن کو تم اولیاء اللہ کہتے ہو بالکل امی تھے تاہم وہ فصیح و بلیغ نظم و نثر لکھ سکتے تھے پس یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ میں پنجابی نژاد ہو کر فصیح و بلیغ زبان عرب کا صاحب الہام ہوں جو ایک اجنبی زبان ہے اور میری مادری زبان نہیں۔ پس میرا مرتبہ عرب کے امی نبی سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ دیکھ لو میں اپنی کتاب اعجاز المسیح سے نہ صرف ہندوستان بلکہ مصر اور ترکی کے عربی انشا پردازوں اور علماء اور فضلاء کو مبہوت کر دیا۔ مصر کے عربی اخبار المنار کو بھی شامت نے ویسا ہی دھکا دیا جیسا کہ علماء ہند کو کہ اس نے بھی صلات ہی کی غلطیں نکالیں، مگر میری ایک ہی ڈانٹ نے اس کی سراویل میں چھل چھل لگا دی اور خطا ہو گیا اور منہ میں گھنگھنیاں بھر کر گونگے کا گڑ کھا گیا۔ اگر تم میں کچھ سکت اور دم درود ہے تو اڈیٹر المنار کی پشتیبانی کرو اور اس کو میدان میں لاؤ۔

پھر مجھ میں ترجیح اور تفضیل کا دوسرا مسالا یہ ہے کہ میں علاوہ زبان عرب کے اردو پنجابی فارسی بھاشا انگریزی پر بھی قادر ہوں، اور وہ بھی ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جو چار دانگ عالم کے لقب سے ملقب ہے۔ پیغمبر عرب کی ولادت صرف عرب کے چھوٹے سے جزیرہ نما میں ہوئی اور لے دے کر صرف ایک زبان عرب کے سوا دوسری زبانوں سے ان کو مطلق مس نہ ہوا۔ میں ہفت زبان کار فرما ہوں اور مجھ پر ہر زبان میں الہام ہوتا ہے۔ اب تمہیں چھوٹے دیدوں پر شعور و ادراک کی عینک لگا کر دیکھو کہ میں تمام انبیاء میں ممتاز ہوں یا کوئی اور۔ اور آسمانی باپ نے اپنے سارے بیٹوں کو عاق اور محروم الارث کر کے مجھے خلف اور کلونٹا اور لیپا لک بلکہ حقیقی فرزند بنایا ہے یا کسی اور کو۔

اپنے عقل کی پرانی پھٹی غلیظ گدڑی کے کفو گرو! ذرا تو سمجھو کہ میں کیا چیز ہوں۔ مجھ میں کیسا سرخاب بلکہ عنقا کا شہپر ہے۔ میری کیا شان ہے۔ مجھ میں کیا کرشمہ ہے۔ بھلا تیرہ سو برس میں کسی دوسرے ایسے تیسے نے میرے سوا نبوت و رسالت مسیحیت و مہدویت کا کیوں دعوی نہ کیا۔ آسمانی باپ کو تو ہر طرح کی طاقت تھی وہ جس کو چاہتا رسول اور نبی بنا دیتا۔ مگر میرے سوا دوسرے میں یہ صلاحیت و قابلیت ہی نہ تھی۔ اور اگر میں جھوٹا نبی ہوں تو ہر شخص جھوٹی نبوت کا دعوی کر سکتا ہے مگر کسی نے آج تک

کیا بھی۔ اگر حوصلہ ہے تو نبی بن کر دیکھ لے۔ایک لاکھ آدمیوں کی بڑی مہتم بالشان تعداد ہے۔آسمانی باپ نے چاہا تو ایک دہائی بلکہ ڈہائی آدمی اسکے گر گے اور چیلے نہ بنیں گے:

ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گوئے

تم ہزار سر مارو۔لوگوں کو میری جانب سے لاکھ بدظن کرو، مگر ایک سچا نبی کبھی جھوٹا نہیں بن سکتا۔تمہارے ہی گروہ کے لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر میری جماعت میں مل رہے ہیں اور یوں میری احمدی جماعت بڑھ رہی ہے اور تمہاری محمدی جماعت گھٹ رہی ہے۔ میں نے ابھی تک عیسائیوں، آریوں، سکھوں کی جانب زیادہ توجہ نہیں کی کیونکہ ان کو احمدی (مرزائی) بنانے کا ابھی مجھ پر الہام نہیں ہوا۔اس میں آسمانی باپ کی کوئی مصلحت ضرور ہوگی جو بہت جلد تم پر ظاہر ہو جائے گی۔

اے قارون کے سگو! اے دقیانوس کے بیٹو اور پوتو! اے مادر زاد اندھو! خوب یاد رکھو کہ تم میرے مقابلے میں بالآخر تھک جاؤ گے۔تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے۔تمہاری اشتہار بازی، اخبار بازی، رسالہ بازی کا بہت جلد تڑکا ہو جائے گا۔ تم میری جماعت کو حسب فحوائے یدخلون فی دین الله افواجا روز بروز بڑھتے دیکھ کر آتش حسد میں جل کر فی النار ہو گے۔ وجہ یہ ہے کہ تم میں خود اتفاق نہیں۔مقلد تم میں، غیر مقلد تم میں۔ پھر ان کی بھی مختلف شاخیں۔غیر مقلدوں میں عرشی اور فرشی خود میرے ہمسایہ لاہور میں ۔مقلدوں میں حنفی شافعی مالکی حنبلی۔پھر ان میں بھی چشتی قادری سہروردی شطاری صابری نظامی حکیمی جلالی جمالی وغیرہ۔کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ پھر ایک دوسرے کو کوئی لامذہب و بد مذہب کہتا ہے۔ کوئی مشرک و بدعتی کا خطاب دیتا ہے۔ جب خود تمہارے آپس میں پھوٹ ہے تو میری ایک آسمانی جماعت احمدیہ کے مقابلے میں جو جنود اللہ ہیں اور جنہوں نے ایک ہی رسی کو مضبوط پکڑ رکھا ہے جو جان و مال سے ایک ہی امام الزمان کے سر پر قربان ہونے کو ہر وقت مستعد ہیں اور ایک بھائی دوسرے بھائی کا جاں نثار ہے، کیا تیر مار سکو گے۔

تم میرے نبی اور رسول بننے سے بہت قلا بازیاں کھاتے ہو۔ نبی کے معنی خبر دینے والا، رسول کے معنی بھیجا ہوا ہے۔اب لغوی معنی میں وضع ثانی (اصطلاح) کا پوّا لگانا

کہ نبی وہ ہے جو صاحب معجزہ ہو دین اسلام کو مسخ کرنا ہے۔ پس میں نے اگر اپنے کو نبی اور رسول بنایا تو کیا گناہ کیا۔ اور ابھی کیا ہے جب آسمانی باپ ایک ایک احمدی (مرزائی) کو نبی اور رسول بنا کر میری امامت کی منادی کے لئے نہ صرف اقطار ہندوستان بلکہ ممالک یورپ وایشیا وافریقہ میں بھیجے گا تو تمہارے ہوش اور بھی گند لے ہوں گے

میں صرف لغت کو مانتا ہوں اصطلاح کو نہیں مانتا۔ میں اگر چاہوں تو ہزاروں اصطلاحیں گھڑ سکتا ہوں جو علماء اسلام کے خواب میں بھی نہ آئی ہوں گی۔

قرآن کے تمام مفسرین نے وہ جھک مارا ہے کہ کچھ نہ پوچھئے۔ اسلام پر جو یورپ کے فلاسفر اعتراضوں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں، تو انہیں مفسرین کی بدولت۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ آپس میں سر پھٹوّل ہے، لپاّ ڈگی ہے۔ الغرض ان بے مغزوں کی رسائی قرآن کے مغز تک نہ ہوئی اور دنیا کا مغز چاٹ گئے۔ اسکے سوا اور کیا کہا جائے کہ یہ سب الوکا بھیجا کھا گئے تھے.. بایں ہمہ مفسر بننے کی شوراشوری تو دیکھو کہتے ہیں کہ بل رفعه الله اليه سے مراد یہ ہے کہ خدا نے عیسیٰ کو زندہ اٹھا لیا۔ یہ اپنے منہ پر تھپڑ مار رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اگر اپنی جانب کسی کو زندہ اٹھاتا تو پیغمبر عرب کو اٹھاتا۔ وہ تو مر کر زمین کا پیوند ہوا اور عیسیٰ مسیح زندہ رہے اور نہ صرف دنیا میں بلکہ فلک چہارم کی برجی کی کلسی پر۔ اگر خدا کو مسیح کا زندہ رکھنا مقصود تھا تو روئے زمین پر کیوں زندہ نہ رکھا۔ یہ قرآنی تفسیر ہے یا بکواس اور مالیخولیا اور آرائش محفل اور الف لیلی کی داستان۔ بس ان کور مغز مفسروں سے خدا ہی سمجھے اور تو کیا کہوں:

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس قسم کے خلاف عقل اور ان نیچرل ڈھکوسلے چھوڑو کیونکہ موجودہ زمانہ کی ہوا اسکا انکار کر رہی ہے اور یہ اسلام کے چمکتے ہوئے صاف و شفاف رخسارے پر ایک نہایت بدنما مسہ یا کلنک کا ٹیکا ہے تم اس کے عوض مجھے کافر اور ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہو۔

یہ تمہاری کس درجہ کی حماقت اور جہالت ہے کہ مردوں کو زندہ بتاتے ہو۔ جب انسان مر گیا، گل گیا، چاروں عنصر اپنے اپنے طبقہ میں مل گئے، تو زندگی کیسی۔ تم روح کو زندہ بلکہ ازلی اوابدی بتاتے ہو۔ انسان کی زندگی اور موت بالکل ایسی ہے جیسے

شمع میں تیل۔ یعنی جب تک تیل موجود ہے شمع جلتی ہے، جب تیل جل چکا شمع رخصت ہوئی۔.... ایک انجن زور شور سے چل رہا جب اسٹیم (قوت دخانی) کم ہو گئی چلنا موقوف۔ اس میں کون سی روح موجود تھی کہ آسمان میں جا کر طبقہ ارواح سے کھسر پھسر کرنے لگی۔ یہی حال انسان کا ہے کہ جب تک حرارت غریزی اس کے جسم میں رہتی ہے زندہ ہے جب حرارت بجھ گئی مر گیا۔

سنو سنو! میری امامت اور موعودیت کا انحصار بالکل عیسی کی ممات کے مسئلے پر معلق ہے۔ تم جہالت اور سفاہت سے کہتے ہو کہ وہ زندہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بالکل محال ہے۔ تم تو اپنے اولیاء اللہ کو بھی زندہ اور حاضر و ناظر جانتے ہو اور یہ تمہارا ایک معمولی رسمی آبائی عقیدہ ہے۔ بفرض محال عیسی زندہ ہی سہی مگر اس میں جدت اور خوبی کیا نکلی اور نیچر میں تم نے کون سا تعجب ٹھونس دیا کہ تمہارے اولیاء بھی زندہ اور عیسی مسیح بھی زندہ۔ مگر عیسی کے مقابلے میں پیغمبر عرب مردہ۔ اس بڑبھس پر یوں جی چاہتا ہے کہ سر پیٹ لوں دیکھو عرب کا ایک شاعر کہتا ہے

و لو کان فی الدنیا خلود لواحد
لکان رسول اللہ فیہا مخلدا

بدنیا گر کسے پائندہ بودے
ابو القاسم محمد زندہ بودے

جب تم نے اسلام جیسے عظیم الشان مذہب کی بنیاد صرف مسیح کی حیات پر رکھ چھوڑی ہے تو ضرور ہے کہ میں بھی اپنی موعودیت و رسالت کا دار و مدار مسیح کی ممات پر رکھوں اور تمہیں ہر طرح ٹھونک دوں ضد ہے تو ضد ہی سہی۔ اور یہ عام مسئلہ ہے کہ

الا شیاء تعرف بالا ضداد

ایسی ضد کا بھی ٹھکانہ ہے کہ مذہب چھوڑ کر
میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا

کشمیر میں جا کر دیکھ لو عیسی کی قبر موجود ہے۔ اور کہو تو اپنے چیلوں کو بھیج کر اس کی ہڈیاں بھی اکھاڑ دوں اور پھر کشمیر کے کسی ڈل میں بہا دوں۔ جیسے لارڈ کچنر نے سوڈان کے مہدی کذاب تعایشی کی قبر بم کے گولوں سے اڑا دی اور ہڈیاں دریائے

نیل میں بہا دیں۔ میں تو عیسیٰ کے نام ونشان سے بے زار ہوں۔ قابو چلے تو ہڈیاں کیسی اسکی گور کی خاک بھی بگولوں کے حوالے کر دوں کیونکہ مسلمان گور پرست ہیں اس کی گور کا بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔ بھلا تم میں اور عیسائیوں میں کیا فرق رہا۔ اگر وہ صلیب پرست، تثلیث پرست، تصویر پرست وغیرہ ہیں تو تم مسیح کے گور پرست ہو یا اس کی حیات پرست۔

میں ایک لا ثانی عالی شان نبی اور رسول اور مہدی اور امام آخر الزمان ہوں اور میں نے چمکتے ہوئے دلائل اور شوہد سے ڈنکے کی چوٹ اپنا دعوی ثابت کر دیا ہے اور دنیا کو سنوا دیا ہے، مگر تم صرف ایک مسئلہ حیات مسیح پر جو بالکل بے وجود ہے میرے سچے دعووں کا انکار کر رہے ہو۔ تم سے زیادہ اور کون ناحق پوش، دیگر تعصب کا سرپوش مبتلائے خواب خرگوش دین و دنیا فراموش ہوگا۔

عیسیٰ کا مرجانا کچھ بڑی بات نہیں۔ جس طرح چیونٹیاں اور مچھر مر جاتے ہیں عیسیٰ بھی مر گیا۔ تمام ذی حیات کے مرنے کا دور نیچر کا قانون اور نیچر کے بائیں ہاتھ کا معمولی کرتب ہے مگر چونکہ تم کو ضد اور تعصب نے اندھا کر دیا ہے پس میں بھی ہر طرح تم پر حجت قائم کر رہا ہوں اور ضد سے تنکے کو شہتیر اور رائی کو پہاڑ بنا رہا ہوں۔

تم حیات مسیح پر ایسی پا در ہوا اور لچر باتیں بناتے ہو کہ میں تو میں ایک گدھا بھی سن لے تو مارے غصے کے ڈھیچوں ڈھیچوں کرنے لگے اور اگاڑی پچھاڑی تو ڑا کر دم دبا کر کان جھڑ جھڑا کر کھونٹا اکھاڑ کر سیدھی پڑادے کی راہ لے یہ جا اور وہ جا اور کمہار لگام ہاتھ میں لئے دور سے دوب دکھاتا ٹاپتا رہ جائے۔ لگے کہنے کہ مسیح ویسا ہی زندہ ہے جیسے شہداء زندہ ہیں چنانچہ قرآن میں ہے لاتحسبنّ الّذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء و لکن لا تشعرون میں جبھی تو کہتا ہوں کہ تمہارے علماء مفسرین گھاس کھا گئے ہیں۔ اول تو قرآن میں احیاء کو عدم شعور یا عدم العلم سے منطوق کیا ہے۔ مطلب یہی ہوا نا کہ تم نہیں جانتے کہ شہداء کیونکر اور کس طرح زندہ ہیں ان کی حیات کیسی ہے پس یہ ایک چیستان یا لاحل معمہ ہوا اور شریعت سے تفصیل ثابت نہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ اجمال واجب العمل نہیں۔ پس جب تم کو اصل حیات ہی کا علم نہیں تو شہداء کی حیات سے مسیح کی حیات کا منطبق کرنا یعنی چہ

دوم مسیح کو شہداء سے تشبیہ دینا استغفر اللہ نعوذ باللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ ۔ کجا شہداء کجا مسیح میں تم کو اپنی کتاب میں مسیح کے کیریکٹر کا فوٹو دکھا چکا ہوں۔

سوم، حقیقی معنی کسی مفسر کے خواب میں بھی نہیں آئے وہ ریگستان عرب میں اندھی اونٹنی کی طرح جا رہے ہیں۔ سنو شہداء کی حیات سے مراد ہمیشہ ان کے نام کا زندہ رہنا ہے۔ دیکھ لو جو لوگ میدان کارزار میں سینہ سپر ہو کر غنیموں سے لڑے ہیں اور پھر جان پر کھیل گئے ہیں ان کا نام ابدالآباد تک زبانوں اور صفحات تواریخ پر زندہ ہے۔ مسیح نے تو زندگی میں ایک چوہیا کا بچہ بھی نہیں مارا۔۔ بالآخر یہودیوں کے ہاتھوں بے کسی اور بے بسی کی حالت میں ایلی ایلی لم سبقتنی کہتا ہوا صلیب پر کھینچا گیا۔ اس کو شہیدوں کے زمرے میں داخل کرنا یا شہیدوں سے تشبیہ دینا شہادت کا خون کرتا ہے۔

چہارم، تم ریفارمروں کے لٹکے کیا سمجھو۔ آیت سے مقصود لوگوں کو جنگ پر ابھارنا اور شجاعت کے جوہر دکھانے پر آمادہ کرنا اور جبن اور حیز پنے کو دور کرنا ہے۔ یہ آیت گویا جنگ کیلئے ایک رجز ہے۔ جسکو سن کر نامرد بھی مرد بن جاتے ہیں اور جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ آیت کے منطوق سے ہویدا ہے کہ لاتحسبن میں نون تاکید اور تنبیہ کا ہے۔ یعنی خبردار رہو جاؤ جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں مگر تم نہیں جانتے۔

یہ آیت گویا ان لوگوں کے لئے تنبیہ کا تازیانہ ہے جو جبن کو کام میں لاتے یا جنگ میں قتل ہو جانے والوں کو حقیر سمجھتے تھے۔ مقصود صرف شہادت کو مہتم بالشان بنانا ہے۔ اس سے یہ بھی غرض ہے کہ نامرد کی زندگی موت سے بھی بدتر ہے۔ حقیقی زندگی انہیں لوگوں کی ہے جو خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں مگر ہمارے ظاہر بین ظاہر پرست یا علماء ظواہر ایسے حقیقی نکات اور مفاہیم کو کیا سمجھیں۔

پنجم، اگر شہداء کی زندگی سے وہی مراد ہوتی جو ہمارے علماء سمجھتے ہیں تو آیت میں صرف اتنی عبارت کافی تھی الذین قتلوا فی سبیل اللہ احیاء مسلمانوں کے خدا نے گویا لاتحسبن اور امواتا و الکن لا تشعرون کو محض حشو بھرتی کیا۔

مجھے ان جاہل علماء اور فضلاء اور اور مفسرین پر بعض اوقات غصہ کی جگہ رحم

آجاتا ہے کہ یہ آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں آپ اپنی ریش مبارک کھسوٹ رہے ہیں آپ اپنا منہ نوچ رہے ہیں آپ اپنے ہونٹ کاٹ رہے ہیں۔ حقیقی آسمانی باپ جس نے مجھے اپنا لیپا پالک بنایا ہے ان پر رحم کرے اور ان کو خیالی خدا کے پنجوں سے چھوڑائے۔

دیکھو حیات وممات مسیح کے متعلق جو شخص میری تقریریں دیکھتا اور سنتا ہے گم صم ہو جاتا ہے۔ پس میں نے اسی کو اپنی مسیحیت کی سپر بنا رکھا ہے اور کسی کا کیا منہ ہے کہ میرے دلائل پر چونچ کھول سکے۔ وجہ یہ ہے کہ میں موجودہ زمانہ میں ٹھیک نیچر کی شاہراہ پر بگٹٹ گھوڑا دوڑا رہا ہوں، اور تم نیچر کیخلاف خارزار اور پیچدار بلکہ مہلک راہ اختیار کر رہے ہوں۔ پس غاروں اور کھوہوں میں گر کر تمہاری گردن ٹوٹے اور ضرور ٹوٹے۔

چونکہ حیات مسیح پر تمہارا ایمان خدا پر ایمان لانے سے بھی بڑھ کر ہے۔ لہذا میں نے اپنے تمام چیلوں چاپڑوں سے کہہ دیا ہے کہ جب گفتگو کرو اسی مسئلہ پر گفتگو کرو۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیر لغویات کے لئے بہت سے ملا نے گداگروں کی طرح پھیریاں لگاتے اور روٹیاں مرورتے پھرتے ہیں۔ پس ایسے مسائل انہیں پر چھوڑ دو اور اب یہ باتیں کچھ گاؤ خوردسی بھی ہوگئی ہیں۔ اب تو نئے رفارمر کی رفارم اور نئ مذہبی اسکیم کا زمانہ ہے کل جدیدلذ یذ

سنو سنو! میں نیا رفارمر ہوں اور رفارمر کو نہ صرف متعدد ابواب بلکہ تمام کلیات وجزئیات کی اصلاح کرنی پڑتی ہے ابھی تمہیں نے مسیح کی حیات وممات کے مسئلے کو چھیڑا ہے کیونکہ یہ میری مسیحیت سے متعلق ہے جب اسی ایک چھوٹے سے مسئلے نے دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے تو تمہیں سوچو کہ دوسرے عظیم الشان مسائل اور گراں اصلاحات دنیا میں کیسا کچھ انقلابات پیدا کریں گے ابھی سے مسلمان جدا سٹپٹا رہے ہیں عیسائی جدا سر پیٹ رہے ہیں۔ آریا بھی سر بگریباں۔ شیعہ ماتم حسین کی جگہ دیواروں سے جدا سر پھوڑ رہے ہیں۔ علماء اور مشائخ کو جدا قدر عافیت معلوم ہو رہی ہے حالانکہ بڑھیا نے بن میں ایک پونی بھی نہیں اٹی، اور سب پر قیامت کا برپا ہونا ابھی باقی ہے۔

کچھ میرے خروج پر نہیں بلکہ ہر رفارمر اور نبی کی بعثت پر غل غپاڑے مچے ہیں ۔ دنیا ادھر اور اودھر ہوگئی مگر چند ہی روز میں میدان صاف ہوگیا ہے اور گرد وغبار ہٹ گیا ہے۔ میں صرف مسلمانوں ہی کا رفارمر نہیں ہوں جیسا کہ تمہارا خیال ہے چونکہ میں مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور میرے باپ دادا بھی رسمی اور تقلیدی مسلمان تھے پس اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ میں بھی اپنے کو اوائل میں مسلمان ہی قرار دیتا اور سب سے پہلے مسلمانوں ہی کی مرمت اور خدمت کرتا، ورنہ درحقیقت میں نہ مسلمان ہوں نہ ہندو، نہ آریا، نہ عیسائی، نہ بودھ، نہ پارسی، نہ ژندی، میں تو سب کا رفارمر اور ساری دنیا کے لئے جدید شارع ہوں اور اس لحاظ سے میں سب کچھ ہوں کیونکہ سب کی اصلاح کرسکتا ہوں۔

تمہیں غور کرو کیا ایک جلیل القدر رفارمر بوسیدہ تقلیدی مذاہب کا پابند ہوسکتا ہے اس صورت میں تو وہ کیا خاک رفارم کرسکے گا بھلا کہیں رفارمر بھی مقلد ہوا ہے۔

بعض انبیاء سے یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی کی انہوں نے گزشتہ مذاہب کو کانٹ چھانٹ کر ایک کمپونڈ مذہب تیار کر دیا ہے۔ یہ ان کی حد درجہ کی کمزوری تھی۔ مثلاً پیغمبر عرب جس کو تم ساری دنیا کا رفارمر کہتے ہو، وہ بھی ابراہیمی دین کا مقلد ہوا ،اور خدا کو بھی یہی کہنا پڑا کہ قل بل ملة ابراهيم حنيفاً یعنی کہدے اے محمد کہ میں ملت ابراہیم کا اتباع کرتا ہوں۔ بھلا رفارم کو کسی پرانے مذہب وملت کے اتباع و تقلید سے کیا سروکار۔

بات یہ ہے کہ انسانی ناتوانی سب کے ساتھ لگی ہے۔ رفارمر بھی آخر انسان تھے، وہ خدا کے لیپا لک اور معصوم نہ تھے۔ میں خدا کا لیپا لک کیا معنی حقیقی فرزند ہوں اور یہ قاعدہ ہے کہ الولد سرّ لا بیه۔ میرا باپ معصوم ہے تو میں بھی معصوم ہوں۔ معصوم سے معصوم اور غیر معصوم سے غیر معصوم پیدا ہوتا ہے۔ عیسی مسیح غیر معصوم تھا اس کا خدا بھی غیر معصوم تھا،

گندم از گندم بروید جو ز جو

میں صداقت کا پتلا، حقانیت کا فوٹو، خلوص کا موٹو، عصمت کا مرقع ہوں۔ میری ہر بات ٹکسالی لا یزالی احمدی اور جمالی ہے۔ میری پیشین گوئی ایک بھی پٹ نہیں

پڑی، اور ایسی تیر بہدف نکلی جیسے بوئر جنرل سیوٹ کے گولے برٹش کمپ کے عین مین کے بیچ۔ انبیاء کی سینکڑوں پیشین گوئیاں غلط ہوگئیں۔ خدا تعالی نے ان کو بارہا غلطیوں پر ڈانٹا مگر میرے خدا نے مجھے ہمیشہ پیار کیا۔ میرے سامنے کبھی اف تک بھی نہیں کی۔ عیسی مسیح کو تو دوزخ ہی میں دھکیل دیا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ اسی قابل تھا اور میں اس کے مقابلہ میں اسی قابل ہوں۔ (باقی آئندہ)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۰۲ء نمبر ۳۴ جلد ۲۰ و ۲۲

بقیہ: مرزا جی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! ہندوستان میں ہر کس و ناکس سے بیعت کرنے کی وبا طاعون کی طرح پھیل رہی ہے اور لوگوں کو ہلاکت میں ڈال رہی ہے۔ یہ مشہور خاندانوں کے پیرزادے اور مشائخ جو گدی تکیہ لگائے بیٹھے ہیں، خدا پر ان کا تکیہ نہیں۔ یہ مسلمانوں کو خدا سے پھیر کر اپنا بندہ بنا رہے ہیں۔ اور میں اپنی بیعت سے سب کو آسمانی باپ کا بندہ بناتا ہوں۔

اور میں اگر انکو اپنا بندہ بھی بناؤں تو بجا ہے کیونکہ میں آسمانی باپ کا لیپالک ہوں۔ جب کہ عیسائی عیسی مسیح جیسے بدخوارق انسان کو خدا کہتے ہیں، تو میرے چیلے مجھے کیوں خدا نہ کہیں۔ پس مجھ سے بیعت کرنا درحقیقت آسمانی باپ سے بیعت کرنا ہے۔ مجھے غصہ تو اسی پر آتا ہے کہ میرے ہوتے لوگ بدھو شاہ چلالی اور نتھو شاہ جمالی اور لکڑ شاہ مداری اور مکڑ شاہ سلاری اور جھکڑ شاہ ہزاری سے بیعت کریں۔ مسلمان تو بھنگ کھا گئے ہیں یا ان کی مہے کی پھوٹ گئی ہے کہ بالکل چپڑ سوداس بن گئے ہیں۔ میں خاتم الخلفاء ہوں میرے سامنے کسی کی کیا مجال کہ اپنا شجرہ قلمہ پیش کر سکے۔ میں نے جس طرح تمام مردہ پیروں اور ولیوں اور نبیوں اور رسولوں کا خاتمہ کر دیا ہے اسی طرح تمام موجودہ مشائخ کو بھی بہت جلد زندہ درگور کر دونگا۔

میں نے جو اپنے کو خاتم الخلفاء کہا ہے، نہ کہ خاتم الانبیاء تو تم اس پر شور نہ کرو۔ جب میں نے اپنا ظلی اور بروزی نبی ہونا مشتہر کیا تھا تو تم نے لمبے لمبے منہ بنائے تھے، اور تم تہ وبالا ہو گئے تھے۔ اور پیرزادوں اور مشائخ کے سروں پر تو قیامت ہی نازل ہو گئی تھی۔ وہ انگاروں پر لوٹنے لگے تھے کہ اب ہمیں کون پوچھے گا، کونڈے اور توشے نذر نیاز حلوے مانڈے اور منتیں دکھشنے اور دانت گھسائیاں اب قادیان ہی کو ریلوے مال گاڑیوں پر لدی چلی جائیں گی۔ اور ان کا یہ خیال تھا بھی ٹھیک، کیونکہ خورشید کے آگے چراغ نہیں جلتا۔ پس میں نے خیال کیا کہ وحشیوں اور نادانوں.. اور سادہ لوحوں کو کیوں انگلی دکھائی جائے۔.اس لئے میں نے اپنے کو بجائے خاتم الانبیاء خاتم الخلفاء کہا اگرچہ بات ایک ہی ہے یعنی یہ دونوں لفظ درحقیقت ہم معنی ہیں۔

سنو سنو! خلیفہ کے معنی نبی کے ہیں قرآن مجید میں ہے

انّی جا عل فی ا لا ر ض خلیفۃ

آدم خلیفہ یعنی نبی تھے، پھر خلافت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ تمام انبیاء یکے بعد خلیفہ ہوتے چلے آئے۔ آنحضرت ﷺ بھی خلیفہ تھے مگر خاتم الخلفاء نہ تھے۔ خاتم الخلفاء میں ہوں۔ میرے بعد کوئی خلیفہ نہ ہوگا۔

تم تو بالکل مادرزاد اندھے ہو۔.. احمقو! اگر پیغمبر عرب خاتم الخلفاء ہوتا تو میں کیوں مبعوث ہوتا۔ آسمانی باپ ایسا ناعاقبت اندیش نہ تھا کہ اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا اور اپنے سپوت لیپا لک کی میراث غصب کر کے کسی دوسرے کو دے دیتا اور اپنے فرزند کو عاق اور محروم الارث کر دیتا۔ اس کی کورٹ میں انصاف ہوتا ہے وہ چوپٹ نگری کا اندھا راجہ نہیں۔

.. جب میں نے الہام کا دعویٰ کیا تو تمہاری چرخ چوں عقل دریائے حیرت میں ڈبکوں ڈبکوں کرنے آسمان سر پر اٹھا لیا، زمین تلووں سے نکل گئی۔ مگر تم رفتہ رفتہ یہ غپا بھی کھا گئے اور چونکہ نبی اور رسول ہونا کچھ بڑی بات نہیں، لاکھوں نبی اور رسول پیدا ہوتے چلے آئے ہیں اور آئندہ کروڑوں پیدا ہوں گے، اور میں لکھ چکا ہوں کہ آسمانی باپ میں سب طرح کی طاقت ہے، پس میں نے اپنے باپ سے رو کر بلبلا کر ایڑیاں رگڑ کر اصرار کیا کہ اگر میں بھی نبی اور رسول ہی رہا، اور آئندہ ترقی نہ کی تو تمہیں آسمانی

باپ اور مجھے لیپا لک خلف فرزندار جمند کون کہے گا۔نبوت اور رسالت تو آندھی کے آم ہوگئے ہیں۔آپ جانتے ہیں تریا ہٹ اور بالک ہٹ مشہور ہے،لہذا آسمانی باپ کو میری یہ ہٹ ماننی پڑی اور مجھ پر یہ الہام نازل فرمایا

ان کنت من قبل رسولا نبیا فا لآن انت بمنزلة و لد ی و خاتم الخلفاء اعنی خا تم الانبیاء

میں نے اپنے آپ کو اخبار الحکم مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۷ کالم ۲ میں علی الاعلان خاتم الخلفاء قرار دیا۔اب دیکھوں یہ اعلان تم کو کیا کیا ناچ نچاتا ہے اور تم پر کیا غضب ڈھاتا ہے۔مگر یاد رکھو چند روز میں تم اس کو بھی سہہ جاؤ گے اور نرم چارے کی طرح نگل جاؤ گے۔تمہارے دقیانوسی علماء اور مشائخ غل مچائیں گے خاک اڑائیں گے بالآخر سٹپٹا کر اور سر پیٹ کر رہ جائیں گے۔

سنو سنو! تمہارے علماء اور مشائخ میں چونکہ خلوص نہیں بلکہ وہ میرے بالمقابل معاندانہ و متناقضانہ محض حب مال و دولت کی وجہ سے میرے مقابلہ میں اپنی کساد بازاری دیکھ کر کارروائی کر رہے ہیں۔لہذا ان کے رسالوں ان کی کتابوں ان کے مضامین میں مطلق اثر نہیں ہوتا۔تمہیں غور کرو اس عرصہ میں انہوں نے..اپنی توپوں سے کس قدر بم کے گولے چھوڑے،مگر میرے دارالامان قادیان کے حصن حصین اور منارے کی برجوں پر ان کا کیا اثر ہوا۔انہوں نے تو اس عرصہ میں میرا کیا بگاڑا بلکہ جس قدر جان توڑ کر مخالفت کی اسی قدر احمدی جماعت کو روز افزوں ترقی ہوئی اور ہو رہی ہے۔میرے ذاتی اخبار الحکم میں جو ہفتہ وار بیعت کا کالم چھپتا ہے تم اس سے اندازہ کرتے ہو گے کہ میری جماعت خود بخود یوں نمو پا رہی ہے جیسے بہار کے موسم میں نخل و شجر اور جیسے برسات کے موسم میں خودرو درخت اور حشرات۔

تمہارے مشائخ اور علماء کے اثر کا میں اس وقت قائل ہوتا کہ تم دنیا کو میری جانب رجوع ہونے سے روک دیتے۔کیا تم کو ابھی میرے اصلی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے میں شک ہے۔میں جھوٹا سہی،مکار سہی،عیار سہی،خودغرض سہی،بوالہوس سہی،لیکن میں تن تنہا جو کارروائی کر رہا ہوں اور میں نے مسلمانوں میں جو انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے تم سب کے سب متفق ہو کر اس کے عشر عشیر تو کارروائی کر دکھاؤ۔تمہارے

گروہ میں بڑے بڑے لوگ ہیں اور بعض مشہور خاندانوں کے پیرزادے اور مشائخ تو لاکھ لاکھ مرید اور خدام رکھتے ہیں، مگر سب مجھ جیسے منفرد مگر سچے مہدی اور مسیح کے سامنے پست ہیں اور ان کو دانتوں پسینہ آرہا ہے۔ یہ پسینہ نہیں عرق انفعال ہے۔

اب انصافاً تمہیں غور کرو کیا ایسا شخص جھوٹا ہوسکتا ہے۔ کیا قدرت الٰہی جھوٹی ہے جو جھوٹوں کو یوں فروغ دے رہی ہے۔

سنو سنو! تم یہ بھی تو بتاؤ کہ ہندوستان میں میرے مخالف کتنے ہیں۔ شائد انگلیوں پر گننے کے قابل بھی وہ بمشکل ہوں۔ امرت سر میں ثناء اللہ، راولپنڈی میں مہر علی شاہ، لاہور میں مصنفان عصائے موسیٰ اور شائد کوئی ایک آدھ ملتان اور پشاور میں ہو۔ ان میں سے بعض اول اول میرے موافق بلکہ مرید خالص اور میری زنبیل میں پیسہ کوڑی ڈالنے والے تھے اخیر میں مجھ سے باغی اور منحرف ہو گئے جن کے مفصل وجوہ کا کبھی ذکر کروں گا۔

پنجاب کے مذکورہ بالا چند مخالفوں کے علاوہ بتاؤ ممالک مغربی وشمالی، ملک متوسط، بنگال، مدراس، بمبئی وغیرہ میں میرا کون مخالف ہے۔ کسی ایک آدھ کا ہی نام لو۔ پھر علاوہ ہندوستان کے افغانستان، وسط ایشیا، روس، عرب، ترکی، یورپ وافریقہ اور تمام ایشیاء میں میری مخالفت کے جھنڈوں کے پھریرے کہاں کہاں لہرا رہے ہیں۔ چھوٹے منہ سے کہیں کا تو حوالہ دو۔ سب نے چپ چاپ میری نبوت ورسالت کو مان لیا ہے اور کوئی چوں بھی نہیں کرتا۔ یہ تو پنجاب ہی کے چند گم نام لوگوں کی بدبختی اور شامت ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور فرستادہ خاص پروردگار کا انکار کر رہے ہیں سچ کہا ہے

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
عیب ش اندر طعنۂ پاکاں برد

ملک اور قوم پر بڑا اثر ڈالنے اور فیلنگ پیدا کرنے کے آلے صرف اخبارات ہوتے ہیں، یہ سب مجھ پر ایسا سچا ایمان لائے ہیں کہ ان کا ایسا ایمان خدا اور پیغمبر عرب پر بھی نہ ہوگا۔ ان میں لے دے کر میرے مخالف صرف دو ہیں، پیسہ اخبار اور شحنہ ہند۔ پیسہ اخبار کو تو میرے حکیم الامۃ (نورالدین) نے ایک ہی ڈانٹ بتائی تھی کہ غریب کی

گھگھی بندھ گئی اور آئندہ کیلئے مخالفت سے توبہ نصوح کی۔ اب شحنہ ہند میرٹھ کی باری ہے۔ خدانے چاہا تو وہ گھر کی دوں کہ ہندوستان چھوڑ کر بھاگ جائے، اور اپنی سیف زبانی اور تجدید بیانی اور مجدد الز مانی کو بھول جائے ۔میں بھی اس کی تاک میں یوں بیٹھا ہوں جیسے کوئی چڑی مار شیر کی تاک میں ۔دیکھوتو سہی کیا ہوتا ہے۔ان دو اخباروں کے سوا تمام دیسی بلکہ انگریزی اخبارات میرے چیلے، میرے گر گے، میرے ہوا خواہ اور میری مسیحیت ومہدویت پر قربان ہیں۔ یہ دو چنے کیا بھاڑ کو پھوڑ سکتے ہیں اور میری ٹرین کی راہ میں کیا شہتیر ڈال سکتے ہیں۔

سنو سنو! جب میں خاتم الخلفاء یعنی خاتم الانبیاء ہوں جیسا کہ اوپر بیان کر چکا تو میری جماعت کا ایک ایک متنفس نبی ہے اگر چہ میں نے ان کی نبوت کا اعلان نہیں دیا کیونکہ ابھی میرے خاتم الانبیاء ہونے کا چارطرف غلغلہ مچے گا۔ جب دنیا اس دعوے کو بور کے لڈوؤں کی طرح ہضم کر جائے گی، تب ایک ایک احمدی کو نبی بنا دوں گا۔ اور نبی بننے میں کون سے چھکڑے لدتے ہیں، جس شخص کے مرید اور چیلے کثرت سے ہوں گے وہ جسے چاہے گا نبی بنا دے گا، اور خود افسر الانبیاء اور سردار رسل بن جائے گا۔ پنچوں میں خدا ضرور ہوتا ہے، بلکہ پنچ مل خدا، اور خدا مل پنچ۔

دیکھو عیسائیوں نے عیسیٰ کو خدا اور ان کے حواری پولوس، یوحنا، متی وغیرہ کو رسول بنا دیا۔ میں بھی خدا کا لیپا لک ہوں اپنے کو خاتم الانبیاء اور تمام احمدیوں کو انبیاء کیوں نہ بناؤں۔ اگر چہ خاتم الانبیاء ہونا میری کوئی صفت نہیں بلکہ میرے لئے ایک قسم کی توہین ہے، لیکن چونکہ چونکہ وحشی اور جاہل مسلمان انبیاء کی بڑی عظمت کرتے ہیں، لہذا میں نے اپنے کو خاتم الانبیاء اور اپنی سوسائٹی کے تمام ممبروں کو انبیاء بنانا ٹھہرا دیا ہے۔ بھلا غضب خدا کا عیسیٰ جیسا شخص تو خدا بن جائے جو شائستہ اور مہذب انسان بننے کے قابل بھی نہ تھا، اور میں اس کے مقابلہ میں خاتم الانبیاء اور وارث و جانشین ابناء اللہ بھی نہ بنوں۔

سنو سنو! تمہارے دیدے تو ہو گئے ہیں پٹم کیونکہ حبّك الشيء يعمى و يصم اس لئے تم میری بروزی اور ظلی رسالت اور ختم نبوت کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے۔ میں بار بار اعلان دیتا ہوں کہ تم قادیان آؤ، مجھ سے دو چار ہوتے ہی تمہاری چار آنکھیں نہ

ہو جائیں، اور میری زیارت کرتے ہی ساری چوکڑیاں اور اڑان گھاٹیاں نہ بھول جاؤ تو یہی کہنا کہ جھوٹے کے منہ میں وہ۔

دل میں کتنے مسودے تھے ولے
ایک بھی اس کے روبرو نہ گیا

مردہ نبیوں کی کہانیاں تم نے قرآن میں دیکھی ہیں، اور اپنے وعظوں سے ان کے دلکش قصے سنے ہیں۔ سنی سنائی باتوں پر تو تمہارا ایمان اور میں جو تمہارے سامنے خدا کا زندہ لیپالک اور زندہ خاتم الانبیاء موجود ہوں، مجھ پر ایمان لاتے ہوئے کنیاتے ہو یہ تمہاری سیاہ بختی نہیں تو اور کیا ہے۔

مرزائی کشکول میں پیسہ اور دھیلا

اعینو یا رجال الغیب

مخدوم ومکرم جناب مولوی صاحب السلام علیکم

جناب کو یاد ہوگا کہ مرزا صاحب قادیانی نے اخبار الحکم مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۲ء میں ایک اشتہار عام اپنے کل حواریوں کو دیا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ:

مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بعض خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں پس ہر ایک مرید جو مرید ہے اس کو چاہیے کہ اب اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کردے خواہ ایک پیسہ خواہ ایک دھیلا ہو اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد کرتا اور دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد (۵ جون ۱۹۰۲ء) وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکتا تین ماہ تک ہر بیعت کرنے والے کا انتظار کیا جائے گا اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا یعنی ۵ جون ۱۹۰۲ء تک تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔

اب ۵ جون ۱۹۰۲ء کو تین ماہ کامل ہو گئے معلوم نہیں نتیجہ کیا ہوا اگر آپ کو یا

آپ کا اخبار دیکھنے والوں میں سے کسی صاحب کو معلوم ہو تو بذریعہ شحنہ ہند اطلاع بخشیں مشکور ہوں گا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی مالی حالت کچھ مذبذب اور خطرناک ہے کیونکہ پیسہ پیسہ اور دھیلا تک مانگنے کی کوشش کی جاتی ہے مشک عنبر کستوری بیدمشک برف اور لیمنٹ اور روغن بادام وغیرہ جو ہر روز بلا دریغ استعمال میں آتی تھیں ان میں کچھ فتور سا آ گیا ہے۔ باہر جانے کا خوف ہے۔ اگر واقعی یہ بات ہے تو سخت افسوس اور رنج کا مقام ہے۔ اور مجھ کو جناب مرزا صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم ان کے آمدنی کی کوئی عمدہ سبیل کر دے۔ ان کے مریدوں کے دل نرم ہو جاویں کہ مثل حضرت ابوبکر وغیرہ اصحاب رسول مقبول اپنا کل مال جائداد (جسکی مالیت لاکھوں روپئہ کی ہو ورنہ تھوڑی سے کام نہیں چلے گا) مرزا صاحب کے نام وقف کر دے، یا نسخہ کیمیا مل جائے تا کہ آئندہ مرزا صاحب مدۃ العمر بے فکر ہو کر تصنیف و تالیف میں مشغول رہیں، اور علماء دین کو کافر بے دین تاریکی کی اولاد کہہ سکیں، اور رسول اللہ بنے رہیں یا عین خدا اور فرزند خدا بن کر تثلیث کے مسئلہ کا کامل ثبوت دیتے رہیں۔ ورنہ درصورت دیگر مرزا صاحب لنڈورے ہو کر عام لوگوں کی مانند ہو جاویں گے، اور گرم بازاری سرد پڑ جاوے گی۔

میں جناب سے اور نیز ناظرین شحنہ ہند اور دیگر خیرخواہان قوم سے درخواست کرتا ہوں کہ سب صاحب یک دل ہو کر تمام مریدان مرزا صاحب اور دیگر مسلمانان مرزا صاحب کی حالت زار اور خطرناک پر رحم کر کے ان کی امداد کریں۔ یہ عین وقت مدد ہے، ورنہ پھر دست افسوس ملنے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ ایسا مربی خیرخواہ قوم امام امت مہدی مسعود رسول اللہ ﷺ اگر فاقہ کشی سے فوت ہو گیا، تو اسکا گناہ تمام لوگوں پر ہو گا۔ یا مرزا صاحب کی دعا (بددعا) سے کوئی بلا مثل طاعون وغیرہ یا کوئی بلاء آسمانی نازل ہو، تو پھر سخت مشکل ہو گی۔

خاکسار بھی جو کچھ ہو سکے گا نذر کرنے کو تیار ہے۔ مگر اول جناب براہ مہربانی بخوبی تحقیقات کر لیں کہ مرزا صاحب کی واقعی ایسی حالت ہے۔ اغلبًا ایسی ہی ہے کیونکہ خدا نے خود مرزا صاحب کو بذریعہ الہام فرما دیا ہے کہ ان کے مرید ربانی مرید ہونے کا دعوی کرتے ہیں مگر گرہ سے کچھ نہیں کھولتے آخر کہاں تک بلا زر کام چلے۔ انا اللہ و

انا الیہ راجعون

ہاں ایک بات یاد آئی۔ مریدان مرزا صاحب نے امداد کی ہے یا نہیں (خواہ وہ پیسہ یا دھیلا ہی کیوں نہ ہو) اور برابر ماہوار امداد پہنچتی ہے یا نہیں۔ اگر پہنچتی ہے تو بڑی خوشی ورنہ افسوس ہے۔ مگر جن مریدوں نے امداد نہیں کی وہ منافق ہوئے یا ابھی کچھ کسر باقی ہے۔ اوران کے نام رجسٹر خدا سے کاٹے گئے یا نہیں۔

اگر کاٹے گئے تو چشم ماروشن دل ماشاد، کیونکہ منافق واقعی اسی لائق تھے۔ اور اگر نہیں کاٹے گئے تو کیا خدا کے یہاں میعاد بڑھادی گئی اور تاریخ پیشی و اخراج نام دوسری مقرر ہوگی۔

براہ مہربانی ان سب حالات سے مطلع فرما کر مشکور فرماویں، مجھے سخت بے چینی اور بے قراری ہے۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا کہ مرزا صاحب ایسی حالت کو پہنچ جاویں۔ اگر مرزا صاحب کے مرید امداد نہ کرسکیں یا نہ کریں ،اور منافق ہوکر خارج از رجسٹر ہوگئے ہیں ،تو دوسرے مسلمانوں کو ان کی مدد کرنی چاہیے۔ یہ دشمنی کا وقت نہیں مسلمان وہ ہے جو مصیبت کے وقت دشمن کی بھی امداد اور دست گیری کرے۔

بررسولاں بلاغ شد وبس۔ آئندہ اختیار

میں نے ناظرین کی سمع خراشی اس لئے کی کہ مجھ کو اتفاقیہ اخبار الحکم ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء دیکھنے کو مل گیا۔ اس کے صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب مرزائی احمدی کی ضروری یاددہانی کے ملاحظہ کا اتفاق ہوا۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ تا حال مریدان مرزا صاحب نے، جناب مرزا صاحب کے خدائی اشتہار کی کچھ پرواہ نہیں کی اور تا حال کوئی صورت امداد چندہ ماہوار کی نہیں ہوئی، جس کے دیکھنے سے سخت قلق ہوا۔

اللہ تعالی آپ کے حال پر رحم کرے ورنہ حالت ردی معلوم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب تو جس صورت سے ہوسکے گا اپنے اندوختہ سے (لوگوں کا مال خیال نہ کریں) کسی نہ کسی طرح اپنی زندگی کے دن پورے کریں گے ،مگر مجھ کو تو زیادہ خیال جناب مرزا صاحب کی ذریات اور اصحاب خاص الخاص کا ہے کہ بے چارے کیا کریں گے اور ایک در چھوڑ کر کس دوسرے گھر پر دھرنا دیں گے (خصوصاً اپاہج)

الحکم مورخہ ۲۴۔ اگست کی اسی ضروری یاد دہانی میں یہ بھی دھمکی دی گئی ہے کہ ایسا نہ ہو ایسے غافل (بقول حضرت اقدس منافق مرزا قادیانی) الا مراض تشاع و النفوس تصلی انی اری الملائکۃ الشداد کے نشانہ بنیں یعنی امراض شدیدہ اور دیگر مصائب و طاعون سے ان پر یا ان کے رشتہ اروں پر ابتلائیں پیش آئیں وغیرہ۔ کیوں حضرت اگر مریدان مرزا صاحب امداد (حضرت اقدس کریں) تو ابتلاء و بلا صرف مریدان خاص پر پڑے گی دوسرے مسلمان تو اس سے محفوظ رہیں گے کیونکہ حضور کو تو مریدوں کا خیال ہے نہ کہ مسلمانوں کا جن سے کوئی درخواست امداد نہیں کی گئی۔ انکا تو کوئی گناہ نہیں اگر یہی بات ہے تو خدا کا شکر ہے اور ہم ممنون ہیں جناب مرزا صاحب کے کیونکہ ایک کا گناہ دوسرا نہیں اٹھاتا۔

مجھے ۳۱۔ اگست کو جناب پیر قمر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع میانوالی کے ساتھ ریل گاڑی میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا پیر صاحب ایک مشہور مرید جناب مرزا صاحب کے ہیں عندالذکر معلوم ہوا کہ پیر صاحب کچھ عرصہ سے بیعت تو ڑکر آزاد ہو گئے ہیں اور اب مرزا صاحب سے ان کو کوئی تعلق نہیں رہا۔ پیر صاحب نے اور بھی کئی راز جناب مرزا صاحب کے بیان کئے جن کے ثبوت آپ کے پاس موجود ہیں مگر میں مصلحۃً ابھی ذکر نہیں کرتا اگر ضرورت ہوئی تو پھر عرض کرونگا

جناب حضرت اقدس مرزا صاحب کا دلی خیر خواہ

خاکسار اور خادم۔ م۔ م۔ د۔ لاہوری

اڈیٹر شحنہ ہند کہتے ہیں: براہ عنایت چھپی دھری لگی لپٹی سب کھول دیجئے باسی نہ رکھئے یہ کس دن کیلئے رکھ چھوڑی ہے۔

(الحکم ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۱۳۔۱۴ سے ،ضروری یاد دہانی کے عنوان سے ماسٹر عبدالرحمٰن قادیانی کی تحریر ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ بہاء

ناظرین کو یاد ہوگا کہ حضرت اقدس (مرزا) نے ۵ مارچ ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا تھا جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جملہ برادران سلسلہ احمدیہ لنگر خانہ کے انتظام کے لئے کچھ ماہواری چندہ ارسال کیا کریں اور جو صاحبان مالی مدد نہیں کر سکتے وہ کسی جسمانی امداد سے اس سلسلہ کے خادم بنیں۔ اور جو نہ مالی طور سے اور نہ جسمانی طور سے اس سلسلہ کی مدد نہیں کر

سکتا وہ اپنے تئیں اس پاک جماعت (احمدی) اور پاک سلسلہ سے تصور نہ کرے۔ ایسا شخص منافق ہے اور لکھا گیا تھا کہ

میں (مرزا قادیانی) یہ جو اشتہار شائع کرتا ہوں کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بعضے خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں پس ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیے کہ اب اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد (۲۵ جون ۱۹۰۲ء) وہ اس سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ تین ماہ تک ہر بیعت کرنے والے کا انتظار کیا جائے گا اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا یعنی ۵ جون ۱۹۰۲ء تک تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائیگا۔،

(ماسٹر عبدالرحمٰن قادیانی کہتے ہیں) جملہ برادران قوم احمدی کی خدمت میں التماس ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ جو بھائی چندہ نہیں دیتے ان کو اشتہار مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۲ء کے مضمون سے خبر دیں حضرت اقدس نے اشتہار مذکور کو ایک معمولی تحریر نہیں کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے احباب کو اس اشتہار کے مضمون کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ حضور (مرزا) کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ چندہ کی کوئی تعیین نہیں کی بلکہ لا یکلف الله نفساً الا وسعها کو مدنظر رکھ کر ...غرباء کو پیسہ پیسہ یا دھیلا ماہواری چندہ دینے کا ارشاد فرمایا ہے اور باقیوں کو حسب مقدرة چھوڑا ہے اور بہتوں کے لئے جسمانی خدمت مکتفی سمجھی گئی ہے۔ الغرض ہر صاحب کو چاہیے کہ اس اشتہار کو بنظر غور پڑھے اور غافلوں سے اس کی تعمیل کرائی جاوے۔ ایسا نہ ہو کہ ایسے غافل (بقول حضرت اقدس (مرزا قادیانی) ۔منافق، الا مراض تشاع و النفوس تضاع، انی اری الملائکة الشداد کے نشانہ بنیں۔ یعنی امراض شدیدہ اور دیگر مصائب و طاعون سے ان پر یا ان کے رشتہ داروں پر ابتلاء پیش آوے۔ ان لوگوں پر بہت افسوس ہے جنہوں نے دنیا کے اس قدر تعلقات توڑے اور کافر اور بیدین کہلائے اور طرح طرح کی ایذائیں بداندیشوں سے اٹھائیں پھر وہ اس سلسلہ سے ہمدردی کرنے سے لاپرواہ اور متکبر پائے جاتے ہیں۔ چندہ دینا کوئی نئی بات نہیں آنحضرت ﷺ بھی چندہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے چالیس ہزار روپئہ چندہ دیا تھا

و آ خر ین منهم لما یلحقوا کے مصداق تو تب ہی بنیں جب ان کے سے اعمال ہوں گے۔

اب ہر ایک صاحب کو مناسب ہے کہ اپنے آشناؤں اور تمام رشتہ داروں کو بذریعہ خطوط یا اشتہار، اشتہار مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۲ء کی تعمیل کے لئے طیار کرے۔ یہ جو حضرت اقدس (مرزا) نے ارقام فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی طرح سے اس سلسلہ کی مدد نہیں کرتا وہ منافق اور ہمارے سلسلہ سے خارج ہے، یہ حق ہے۔ کیونکہ جو کوئی خدا کے لئے ایک روپئے میں سے ایک پیسہ یا ایک آنہ بھی ادا نہیں کر سکتا اس نے آسمانی نور کی کیا قدر کی ۔ ماسٹر عبدالرحمٰن از قادیان۔

مرزا صاحب قادیانی نے جو اصل اشتہار بابت لنگر خانہ اور چندہ وغیرہ شائع کیا تھا اور جس کا ماسٹر عبدالرحمٰن قادیانی کی تحریر بالا میں ذکر ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ بہاء۔

لنگر خانہ کے انتظام کے لئے

(مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں) چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل میں نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخوں پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چار پائیاں اور فرش اور برتن اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا جایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں آٹھ سو روپئہ روپئہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے۔ اس خرچ کے لئے خاص اللہ تعالیٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے کہ اب تک ہمیں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہیں آیا مگر چونکہ ہر ایک امر جس کے ساتھ کوئی انتظام نہیں موجب ابتلاء ہوتا ہے اور سلسلہ غموں کا اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اس لئے اس پرتشویش وقت میں کہ جب کہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپئہ ماہواری بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپئہ ماہواری سے کم نہیں کوئی انتظام تو کلاً علی اللہ ضروری ہے بالخصوص جب کہ قحط کے دن بھی شدت کرتے جاتے ہیں اور طاعون (چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لئے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقوں میں ہیں منع کرتا ہوں کہ

وہ اپنے علاقوں سے نکل کر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی روکیں۔ اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔ توبہ واستغفار کریں اور راتوں کو اٹھ کر دعائیں کریں کہ یہی ضروری چیز اور حیز ہے۔ منہ) کے دن بھی ہیں۔ اسلئے میں نے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جس کو میں اپنے ساتھ رکھتا ہوں، اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ غرباء اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتوں کو سنے اور سمجھے۔ اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہیں لیکن میں سنت انبیاء علیہم السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر میں رہتا ہوں کہ ایک گروہ حق کے طالبوں کا ہمیشہ میرے پاس رہے اور نیز دور دور سے لوگ آویں اور اپنے اپنے شبہات پیش کریں اور میں ان شبہات کو دور کروں اور نیز ایسے لوگ آویں جو خدا تعالی راہ مجھ سے سیکھنا چاہتے ہیں اور نیز یہ کہ جو کچھ میں لکھوں وہ کتابیں چھپتی رہیں۔ اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا تعلق بھی ہے اور اس کا انتظام خرچ بھی ابھی ناقص اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور میں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ جو لڑکے اس مدرسہ میں پڑھیں گے وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دین داری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی کی راہ سیکھیں گے ...وہ میرے پاس رہ کر ہر روز تازہ بتازہ ہدایت پا سکتے ہیں۔ سوانہیں کا سب سے زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت سلسلہ طے کر چکے ہیں اور تھوڑا باقی ہے۔ اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لئے میں یہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص چاہیے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیے کہ لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر قائم نہ رہ سکے۔ سوانہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ مقرر کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیے کہ جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو خواہ

ایک دھیلہ ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے ۔ اب اس کے بعد وہ اس سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا ۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے ۔ اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا یعنی ۵ جون ۱۹۰۲ء تک تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا ۔ اور مشتہر کر دیا جائے گا ۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا والسلام علی من اتبع الہدی ۔

المشتہر : میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور ۵ مارچ ۱۹۰۲ء

الحکم ۱۷ ۔ مارچ ۱۹۰۲ء ص ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ قادیانی مجموعہ اشتہارات جلد ۳ ص ۴۶۷ ۔ ۴۶۹

اور الحکم کے صفحہ ۱۶ پر اس اشتہار کا تتمہ یوں نقل ہوا ہے :

مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں :

یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقاء بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے لہذا ازبس ضروری ہے کہ حسب استطاعت ہر شخص اس کے لئے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کر لے اور یہ بات میں پھر دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھ کر چندہ مقرر کرے ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاقت بوجھ سمجھ کر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالی کے نزدیک وہ گنہگار ٹھہرے گا ۔ اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی سب درخواستیں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس آنی چاہییں ۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات او زکوۃ اور اس طرح کی ہر قسم کی خیرات کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیے ۔

اور دل چسپ بات یہ ہے کہ اور جن متوقع مہمانوں کے لنگر کے لئے یہ چندہ طلب کیا جا رہا ہے ان کو مخاطب کر کے مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی قادیانی اسی تتمے کے معاً بعد لکھتے ہیں :

بہت ضروری اطلاع

ہماری ساری جماعت آگاہ رہے کہ حضرت امام مطاع باذن اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود، اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے حکم اور سنت کی اتباع و اطاعت کی غرض سے حکم دیتے ہیں کہ کوئی شخص ایسی جگہوں سے جہاں طاعون ہے جیسے سیالکوٹ جموں اور نواح سیالکوٹ اور نواح جموں، وزیرآباد، لائل پور کے متاثر علاقے گورداسپور، جالندھر، لودہانہ، پٹیالہ، سرہند، بسی وغیرہ وغیرہ عیدالضحیٰ کے موقع پر ہرگز ہرگز قادیان میں نہ آویں۔ بلکہ جب تک ان کے شہروں میں طاعون کا دور اور اثر ہے ادھر آنے کی کوشش نہ کریں۔

والسلام ۱۲ مارچ ۱۹۰۲ء۔ المشتہر: فقیر عبدالکریم از دارالامان قادیان۔

الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء مطابق ۶ ذی الحج ۱۳۱۹ھ۔ ص ۱۶)

لندن اور قادیان

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

جیسا کہ اخبار الحکم قادیان ۲۴۔ اگست میں لکھا ہے کہ مرزا جی سے ان کے ایک بڑے حواری (حکیم نورالدین) نے بیان کیا کہ میرے نام لندن سے ایک خط آیا ہے کہ یہاں آکر دیکھیں جنت عیسائیوں کو حاصل ہے یا مسلمانوں کو۔ میں نے اسکو جواب لکھا کہ سچی عیسائیت مسیح اور اسکے حواریوں میں تھی اور سچا اسلام آنحضرت ﷺ اور صحابہ میں تھا پس ان دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔

اس پر مرزا جی نے لمبی چوڑی تقریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ لندن میں آزادی ہے عیش پرستی ہے وغیرہ حالانکہ بہشت کی کلید تقوی ہے۔

خیر یہ تو معمولی جواب ہے لیکن حواری صاحب (حکیم نورالدین) نے اپنے امام الزمان کے عندیئے اور ضمیر کے خلاف یہ کیا کہا کہ سچی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی۔ امام الزمان کے نزدیک تو عیسی اور اس کے حواری جو کچھ تھے وہ آپ نے عینک لگا کر ان کی کتاب ازالۃ الاوہام میں پڑھے ہوں گے ہم کو سخت تعجب ہے کہ ایسا مقرب خاص اور حکیم الامۃ المرزائیہ ایسا کلمہ زبان سے نکالے جو امام الزمان

کے منشاء کے بالکل خلاف بلکہ نقیض ہو مرزا جی نے عیسی مسیح کو جس قدر صلوتیں سنائیں ہیں ان سے کئی حصے بڑھ کر ان کے حواریوں کو سنائی ہیں یا یوں کہو کہ سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکا ہے پھر سچی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں کہاں ہوئی ہم کو تعجب ہے کہ مرزا جی نے ایسی کھلی مخالفت پر حکیم صاحب کی نبض نہیں دیکھی ہم کو تو دہیں دھوکڑی پر ایسا غصہ آ رہا ہے کہ قابو چلے تو حکیم صاحب سے حکیم الامۃ المرزائیہ ہونے کا ڈپلوما چھین کر کسی راسخ العقیدہ مرزائی کو دے دیں اچھی کہی امام الزمان سے اور مخالفت یہ بھی ایک ہی ہوئی۔ بس جی بس معلوم شد۔ پھر آسمانی باپ کے کرم سے قادیان کیا مرزا اور مرزائیوں کیلئے لندن سے کچھ کم ہے ایک جانب پلاؤ دم ہو رہے ہیں دوسرے جانب زعفرانی حلوے مشک اور عنبر ریگ ماہی اور سقنقور چشم بد دور دشمن رنجور آمیز کئی ہوئے اور روغن بادام میں چرب کئے ہوئے تیار ہیں کہ سیر لالہ وگل اور گلگشت نسرین و سنبل سے مراجعت فرماتے ہی ڈٹ گئے۔ پھر کیا تھا مزے ہیں بہاریں ہیں منہ کڑھائی میں اور سر چولھے میں ۔.. بھلا ایسی رنگ رلیوں کے مقابلے میں بہشت کی کیا حقیقت ہے دنیوی لذتوں کا کیف اٹھایئے اور شعر گنگنایئے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

دنیا میں رات دن گل چھرے اڑانے والوں کی روح بڑی مشکل سے نکلے گی کیونکہ ہوا پرستوں کے ارمان سے ان کا نفس سرکش یوں کہے گا

دل تو لگتے ہی لگے گا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر

الحکم میں جعلی بیعت کی فہرست

بارہا ضمیمہ شحنہ ہند میں مرزائیوں کی پردہ دری کی گئی مگر حیادار اپنی روش نہیں چھوڑتے کبھی فرضی نام کبھی مکرر سہ کرر نام درج کر دیتے ہیں اور بہت سے ایسے نام بھی طبع ہوتے ہیں کہ ان بے چاروں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں اور یہاں مرزائیوں کی

فہرست میں نام درج ہو گیا۔ ایک جاہل مرزائی کے ملازم دھوبی بہشتی حجام بھٹیارے سب کے نام درج ہو جاتے ہیں جب اس سے بھی کام نہیں نکلتا تو اب مسماۃ زوجہ فلاں دختر فلاں دادی فلاں سے کام نکالتے ہیں جب اس سے بھی تعداد میں کچھ ترقی نہیں معلوم ہوتی تو اب عورتوں کے بھی لگتے ہاتھ مکرر سہ کرر نام درج ہونے لگے۔

چنانچہ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم (ص ۱۶) میں مسماۃ کلثوم زوجہ شیخ ہدایت اللہ صدر بازار پشاور کا نام درج کر چکے تھے۔

اب ۱۰ جولائی کے الحکم (ص ۱۶) میں پھر اسی کا نام درج کر دیا (جب کہ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم میں اس کے ساتھ اس کی معصوم لڑکی مسماۃ صغری کا نام بھی لکھ مارا تھا)

۱۷ مئی کے شمارے میں یہ نام ہیں:

مولوی عبدالرحمٰن برادرزادہ جناب مولوی غلام رسول صاحب ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ کلثوم زوجہ شیخ ہدایت اللہ صاحب صدر پشاور، صغری شیخ ہدایت اللہ صاحب صدر پشاور، علی بخش ہرمی ضلع لدھیانہ۔ برکت علی ضلع لدھیانہ، زوجہ علی بخش ضلع لدھیانہ، نبی بخش جھمت، اولیا ی جھمٹ، بوڈو جھمٹ، کرم بخش جھمٹ، مولا بخش جھمٹ، محمد ابراہیم بھنی جالندھر بھی موجود ہیں)

۱۰ جولائی کے شمارے میں نام یوں ہیں:

کلثوم کے بعد، علی بخش، صفری برکت علی لودیانہ،

زوجہ علی بخش، نبی بخش جھمٹ، اولیاء از جھمٹ لودیانہ، بوڈو۔ کرم بخش مولا بخش عظمت برج وغیرہ موجود ہیں۔ بہاء)

قادیانی مرزاجی کی نبوت و رسالت کے حقائق و معارف اسی قابل ہیں کہ ان کی صداقت ان پڑھ دھوبی، حجام، بہشتی منان بائی یا جاہلہ عورتیں کریں۔ اہل علم کو تو مرزا غلام احمد قادیانی کافر و ملحد ہی نظر آتا ہے۔ اس کی حماقت و سفاہت شیخ چلی کے خیالات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

راقم: ج۔ ن

استفتاء

علماء کیا فرماتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی بانی مذہب احمدیہ کی نسبت کہ تمام مسلمان جو آپ کے دعوی مسیح موعود ہونے کا انکار کریں۔ بموجب فتوی حکیم الامۃ احمدیہ مندرجہ الحکم مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔،،

نیز آپ کی متعدد تحریرات کے بموجب تمام مسلمان مشرک ہیں کیونکہ عیسیؑ میں اوصاف الوہیت ثابت کرتے ہیں جیسے عیسی کا آسمان پر زندہ موجود ہونا اور مردوں کا زندہ کرنا پرندکو بنا کر اس میں روح پھونک دینا باذن اللہ وغیرہ۔ اب سوال یہ ہے جب کہ قرآن مجید میں و لا تنکحو المشر کو ن حتی یؤمنوا ۔ (البقرۃ: ۲۲۱) آیا ہے تو ان مرزائیوں کی عورتیں جنہوں نے اب تک آپ سے بیعت نہیں کی ان پر کیوں کر حلال ہیں اور ان کی اولاد کیوں حرامی نہیں بینوا توجروا ۔

راقم: ج۔ن۔

رسالہ اشاعۃ السنہ اور مرزا قادیانی

یہ ایک ماہواری رسالہ ہے جسکے ادیٹر فاضل اجل مولوی ابوسعید محمد حسین ہیں جو قریب ۲۱ سال سے جاری ہے۔ یہ وہی رسالہ ہے جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کی بیخ و بنیاد کھود کر پھینک دی۔ جس سے مرزا غلام احمد ہر کہ ومہہ کی آنکھوں میں ذلیل وخوار رہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی، فاضل (مولانا محمد حسین بٹالوی) موصوف سے ایسا خائف ولرزاں رہتا ہے کہ راتوں کو خوابوں میں چلا اٹھتا ہے کہ، مولوی محمد حسین صاحب آگئے مجھے بچاؤ۔،

(مرزا قادیانی) فاضل (محمد حسین بٹالوی) ممدوح کے ڈر کے مارے بھاگا بھاگا پھرا۔ جہاں گیا فاضل ممدوح نے اس کا تعاقب کر کے اسکو ذلیل اور رسوا کیا۔ دہلی و لودھیانہ میں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کریا بھرشت کی، وہ سب پر روشن ہے۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی کے جلسہ میں اگر کسی نے دہلی کے معرکوں اور لدھیانہ کا ذکر چھیڑ دیا تو مرزا قادیانی بدحواس و ہوش باختہ اور اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ (دہلی میں مرزا قادیانی نے اکتوبر ۱۸۹۱ء میں سید محمد نذیر حسین محدث کے بالقابل اشتہار بازی شروع کی تو مولانا محمد حسین بٹالوی بھی اپنے استاد کے پاس پہنچ گئے۔ اور اشتہارات اور جوابی چیلنجوں کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کو اتنا زچ کیا کہ جب انجام کار دہلی میں مرزا صاحب کا مولانا محمد بشیر سہسوانی سے مباحثہ طے پایا تو اس میں مرزا صاحب نے یہ شرط رکھ دی تھی کہ مولانا بٹالوی مجلس مباحثہ میں سامع کی حیثیت سے بھی تشریف نہ لائیں۔

اور لدھیانہ میں مرزا قادیانی کا مولانا بٹالوی سے ۱۸۹۱ء میں مباحثہ ہوا تھا جو ۱۲ روز جاری رہا تھا۔ اور آخر کار مرزا قادیانی شرائط مباحثہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میدان مباحثہ سے فرار ہو گئے تھے۔ بہاء)

فاضل (محمد حسین بٹالوی) ممدوح نے علماء ہند و پنجاب سے اسکی تکفیر کا فتوی حاصل کیا۔ ادھر عدالت سے پیغمبری اور نبوت چھنوا کر دونوں جہان میں ذلیل و خوار کیا۔ جب سب طرح سے مرزا قادیانی کا کام تمام کر دیا اس وقت اس کا پیچھا چھوڑا۔

کچھ عرصہ کے واسطے اشاعۃ السنہ کا طبع ہونا موقوف ہو گیا، تو مرزائیوں کی جان میں جان آ گئی اور بغلیں بجانے لگے کہ مرزا قادیانی کی بددعا سے اشاعۃ السنہ بند ہو گیا۔ لیکن ان بدنصیبوں کو خبر نہ تھی کہ سسکتے ہوئے مرزا قادیانی کو زندہ در گور کرنے کے لئے پھر آب و تاب سے جلوہ افروز ہوا۔

اب کدھر گئے مرزا قادیانی اور مرزائی کیوں چوہے کا بل ڈھونڈنے لگے آجکل مرزائیوں کے پیٹ میں چوہے چھوٹے ہوئے ہیں۔ ہر وقت اشاعۃ السنہ ہی کے ذکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں۔ طرح طرح کے منصوبے باندھے جاتے ہیں تمام مرزائیوں پر موت پڑ گئی ہے۔

راقم: ج۔ ن۔

ملا فضل قادر اور مرزا قادیانی کی تکفیر

ملا صاحب ضلع پشاور کے ہیں بعض مرزائیوں نے مرزا قادیانی کی جھوٹی تعریفیں حلفیہ ان کے روبرو بیان کیں تو آپ مرزا سے فیض یاب ہونے کیلئے قادیان تشریف لے گئے وہاں جا کر کفر والحاد زور و مکر تکبر و شیخی تمسخر و دروغ کے سوا کچھ نہ پایا لہذا لعنت و ملامت اور مرزا قادیان پر لاحول بھیجتے ہوئے واپس آئے۔

یہاں آن کر مجمع عام میں مرزا غلام احمد قادیانی کے عقاید باطلہ کا علانیہ ذکر فرمایا اور ان کی تردید کی۔

چونکہ بعض اہل اسلام انکے قادیان جانے کی وجہ سے ان سے بدظن تھے، لہذا ملا صاحب موصوف سے درخواست کی کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ لکھ دیں۔لہذا ملا صاحب نے اپنے قلم سے یے تحریر فرمایا:

کل عقا ید القا د یا نی یعنی مرزا غلا م ا حمد کادیانی د هریه و زندیقه ۔

العبد: میاں فضل قادر بقلم خود ۵ جولائی ۱۹۰۲ء۔

راقم: ج۔د۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء نمبر ۳۵ جلد ۲۰ و ۲۲

کاغذی مسیح کی ناؤ جھوٹ کے طوفان میں

قادیان کے کاغذی مسیح کا کوئی دعوی پورا نہ ہوا (اور خدا چاہے تو کبھی پورا نہ ہوگا)۔

بارہا الحکم کے ذریعہ اعلان دیا، الگ بھی ایک رسالہ شائع کیا کہ طاعون صرف ان کیلئے نازل ہوا ہے جو مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔چنانچہ اخبار الحکم مطبوعہ ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ پر

فرماتے ہیں:

ایک اور آفت یہ آئی کہ مسلمانوں میں سستی اور غفلت تو پیدا ہو ہی چکی تھی سچے عقائد کو چھوڑ کر قسم قسم کی بدعتیں اور سلسلے خدا تعالی کے سچے دین اور سلسلے کے برخلاف پیدا کئے گئے اور مشرکانہ تعلیمات اور وظائف مقرر کر لئے۔

ان ساری آفتوں کے ہوتے ہوئے جب خدا تعالی نے ان پر قدیم قانون کے موافق محض اپنے فضل سے ایک بندہ بھیج دیا جو ان کی ساری مصیبتوں کا چارہ گر اور مداوا (لاحول ولاقوۃ۔ یہ منہ اور گرم مسالا) تھا، ان لوگوں نے ناحق اسے تکلیف دی اور اس کی مخالفت کیلئے اٹھے۔ جب ان کی مخالفت اور شرارت حد سے بڑھ گئی اور خدا تعالی کے حضور ان کی شوخیاں اور گستاخیاں اور بے جا ضد اور عداوت سے ملا ہوا انکار قابل سزا ٹھہر گیا، تو اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس بندہ کی تائید کے لئے طاعون بھیجا۔..(ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالی اس مرض سے محفوظ رکھے اور اپنی پناہ میں لے۔ طاعون کوئی معمولی مرض نہیں ہے اور نہ اس کے دورہ کا کوئی خاص نظام ہے بلکہ بعض اوقات یہ سال ہائے دراز تک اپنا سلسلہ جاری رکھتی ہے۔ اور اس وقت تو طاعون خدا تعالی کی طرف سے ایک خاص کام کے لئے مامور کی گئی ہے وہ لوگ غلطی اور گناہ کرتے ہیں جو طاعون کو برا کہتے ہیں۔) یہ خدا کا فرشتہ ہے جو اسکے بندے کی سچائی پر ایک گواہی قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔

اب ہم نہیں جانتے کہ وہ میرزائی جو آنجناب پر ایمان لائے تھے کیوں طاعون کی رگڑ میں آ گئے۔ کیا وہ بے ایمان تھے؟ آپ کی گواہی کا فرشتہ غلطی کرتا رہا اور جب آپ نے قادیان کو طاعون سے بچنے کا اعلان دیا تھا تو وہ آپ کی گواہی کا فرشتہ قادیان میں کیوں جا براجا کہ آپ کے ساتھ آپ کا خدا بھی رگڑا گیا اور ساتھ ہی گواہی کا فرشتہ بھی اندھا ہو گیا اور قادیان طاعون سے محفوظ نہ رہ سکا حضرت:

کیجئے توبہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

ہم نہیں جانتے کہ کاغذی مسیح کے دعاوی کہاں تک سچ اور کہاں تک جھوٹ ہیں۔ البتہ اسی کے رسالجات سے کسی قدر حال کھل جاتا ہے جو سراسر ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ ہم ناظرین کی دل چسپی کے لئے ایک بیان کو تین کتابوں سے ذیل میں

اتارتے ہیں

۱۔آپ اپنی تصنیف ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۷۳ پر فرماتے ہیں کہ

مسیح اپنے وطن میں جا کر فوت ہوا۔،

۲۔اب اس کے خلاف رسالہ ست بچن کے حاشیہ درحاشیہ صفحہ ۱۶۴ کو دیکھئے وہاں لکھا ہے:

مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔،

۳۔اب ان ہر دو بیانات کے سراسر خلاف آپ اپنے راز حقیقت صفحہ ۱۵ پر یہ بکواس کرتے ہیں کہ:

مسیح کی قبر ملک کشمیر موضع سری نگر میں ہے۔،

کیا یہ تینوں بیان باہم متضاد نہیں ہیں؟

میرزائیو! دیکھ لو یہ ہے تمہارا مسیح موعود جس نے دروغ بافی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔اور اصل پوچھو تو میرزا غلام احمد قادیانی کا بھی کچھ قصور نہیں۔اگر قصور ہے تو سراسر میرزائیوں کا، جو ایک دوسرے کے تعلقات کے باعث ہاں میں ہاں ملا کر گذر اوقات کر رہے ہیں۔اور یوں اس کاغذی مسیح کا جہاز طوفان بے تمیزی میں چلا رہے ہیں مگر کب تک کیونکہ اس کا دعوی ہے کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں (انجام آتھم ص ۱۱۰۔۱۱۱) حالانکہ کام ہمیشہ حضرت مسیح کے کاموں کے برخلاف کرتا ہے مثلاً قتل لیکھ رامی کے دنوں میں گورنمنٹ سے عرض کی تھی کہ

چونکہ آریہ صاحبان میرے قتل کرنے کی فکر میں ہیں لہذا میری حفاظت کیلئے سپاہی دے دیئے جائیں۔

مگر گورنمنٹ نے کچھ بھی غور نہ کیا۔

اب دیکھئے حضرت مسیح کو کہ انہوں نے اپنے ستانے والوں کے حق میں دعا مانگی کہ:

اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔(انجیل لوقا)

پس ٹکڑ گداؤں کی تائید کہ آپ مسیح ہیں کافی نہیں:

عیسی نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔

زمانہ کی آنکھوں پر پٹی نہیں بندھی کہ اندھا دھند آپ کے قابو چڑھ جائیں اور اپنی عاقبت خراب کریں گے

حضرت! جب آپ کے دعاوی ہی پورے نہیں تو کیوں مسیح موعود کہلاتے ہو اور کیوں اپنے ایمان کی فکر نہیں کرتے اور ناحق دیگر مذاہب کو طعن و تشنیع کرتے ہو۔

مرزا صاحب! ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور قبولیت کا وقت ہے:

ہنوز آن ابر رحمت در فشاں است
خم و خم خانہ با مہر و نشان است

پھر دیکھ لیجئے گا کہ وہی آپ اور وہی ہم۔ وہی سبزہ زار اور وہی باغ لیکن افسوس کہ نہ تو آپ کا وہ دل ہے نہ وہ دماغ ہے۔

خدا کو سراسر بھولے ہو اور اپنی موعودیت پر پھولے ہو۔ خدا کی رحمت سے منہ پھیرتے ہو۔ غضب کرتے ہو۔ دیکھو زندگی چند روزہ ہے، شائد مرگ مہلت نہ دے۔ مکرر سہ کرر ہماری رفیقانہ التماس یہی ہے کہ توبہ کرو اور اس گمراہی کے راستے سے باز آؤ۔

توبہ کر اب بھی تو کہ درِ توبہ باز ہے۔
راقم: شاکر (میرٹھی) از قلعدار گجرات

وہی ممات مسیح

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

کسی نبی کے ایک معجزے کا انکار تمام انبیای اور ان کے معجزات کا انکار ہے جس کو ایک سچا مسلمان الحاد و ارتداد سمجھے گا مگر مرزا صاحب قادیانی اور انکی امت عمداً معجزات انبیاء کا بڑے دھڑلے سے انکار کر رہی ہے اور باایں ہمہ مسلمانی کا دعوی ہے۔

دنیا میں کون سا کلام ہے جس کی تاویل نہیں ہوسکتی اور ہم لکھ چکے ہیں کہ تاویل ہمیشہ جھوٹے دعوی اور جھوٹی بات کی ہوتی ہے امر حق اور واقعیت کو تاویل سے کیا واسطہ۔ روز روشن تاویل سے ہرگز شب تاریک نہیں بن سکتا اور نہ اس کا عکس ممکن ہے

جس طرح ایک جھوٹ کے لئے بہت سے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں اسی طرح ایک تاویل کیلئے بہت سی تاویلیں چھانٹنی پڑتی ہیں۔

سیدنا مسیح کی نسبت مرزا جی فرماتے ہیں کہ رفعه الله الآیہ سے مراد رفع روحانی ہے۔مگر اس میں عیسی مسیح کی کیا خصوصیت نکلی ،ایک چیونٹی بھی مر کر رفع روحانی کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

پھر ماقتلوه و ما صلبوه کے بعد مرزا جی کے رفع مزعوم نے کیا فائدہ دیا اس صورت میں تو آیت کا سیاق یوں مقتضی تھا

لما قتلو ہ و صلبوه رفعه الله اليه

پھر جسم سے روح کے نکل جانے یا رفع ہوجانے میں شبہ کیسا۔ یعنی و لكن شبه لهم بالکل حشو ٹھہرتا ہے معاذ اللہ۔

پھر جناب باری کا مکرر بطور تاکید و اصرار یعنی و ما قتلو ہ یقیناً کے بعد بل رفعه الله فرمانا تو اور بھی فضول ہوتا ہے۔

کاش مرزا جی سمجھیں کہ رفع روحانی قتل سے متعلق ہوگا نہ کہ عدم قتل سے کیونکہ یہ ایک فطری امر ہے کہ جب کوئی ذی روح قتل کیا جاتا ہے تو فوراً رفع روحانی ہو جاتا ہے یعنی روح اٹھ جاتی ہے۔اور جب کہ عیسی قتل ہی نہیں کئے گئے جیسا کہ و ما قتلوه وما صلبوه سے ثابت ہے تو رفع روحانی یا صلب روح چہ معنی دارد۔

آپ شاید پھر تاویل کریں گے کہ رفع روحانی سے مرد روح کا رفیع الدرجات ہونا ہے، تو کیا اس سے پہلے مسیح مثل کل انبیاء رفیع الدرجات نہ تھے۔ ایسا عقیدہ تو کسی آریہ یا دہریہ کا ہوسکتا ہے نہ کہ کسی مسلمان کا۔

پھر یہ عقیدہ کہ عیسی اب رفیع الدرجات ہوئے پہلے نہ ہوئے تھے، آپ کو عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کا معتقد بنا تا ہے۔

پھر آپ کے نزدیک تین عیسی ہیں:

ایک عیسائیوں کا یسوع۔

دوم عیسی علیہ السلام جن کا ذکر قرآن میں ہے۔

سوم آپ کا ذاتی پیدا کیا ہوا عیسی جس کی قبر مقام گلیل علاقہ کشمیر میں ہے

معلوم نہیں ان تینوں میں سے آپ کی رقابت کون سے عیسیٰ کے ساتھ ہے۔
جب تک آپ اپنی اس تثلیث کا فیصلہ نہ کرلیں جواب لینے کے مستحق نہیں ہیں۔

بحث اس امر میں تھی کہ ایک تاویل سے بہت سی تاویلیں اور ایک جھوٹ سے بہت سے جھوٹ پیدا ہوتے ہیں تو آپ

ابر ىء الا كمه و الا بر ص و ا حيى المو تى با ذن الله

اور : كلمة القا ها الى مر يم و رو ح منه

کی بھی یہ تاویل کریں گے کہ عیسیٰ مسیح ،روحانی امراض کو اچھا اور مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے، اور تمام ذی روح خدا کے کلمات اور اس کی روحیں ہیں (اگرچہ آپ روح منه کے اصلی معنی نہیں سمجھ سکتے)۔

تو یہ فرمایئے کہ انبیاء کو تمام ذوی الا رواح چیونٹی، مکھی، مچھر، مکوڑے، کینچوے، کنسلائی وغیرہ پر کیا ترجیح ہوئی۔

اگر آپ مسلمان ہیں، تو سمجھیں گے کہ خدا ہر نبی کو ایک خاص ترجیح (معجزہ) عطا کرتا ہے جو دیگر انبیاء سے اسکی شناخت کا باعث ہوتا ہے:

ا:اس لحاظ سے عیسیٰ ایک تو روح اللہ ہیں یعنی بے باپ کے پیدا ہوئے۔
دوم آپ مردوں کو زندہ اور ہر قسم کے بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔
سوم آپ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے

اگر ان میں سے آپ ایک معجزے کا بھی انکار کریں گے تو تمام انبیاء اور ان کے معجزات کا انکار لازم آئے گا اور نؤ من ببعض و نكفر ببعض کا مصداق بننا خدا تعالیٰ کی بھاری وعید کا مستحق ہونا ہے۔

ہاں آپ یہ جواب دے سکتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کے زندہ رہنے اور دوبارہ دنیا میں آنے سے چونکہ میری مسیحیت و مہدویت ٹوٹتی ہے، میں اس لئے عیسیٰ مسیح میں اولاً طرح طرح کے کیڑے ڈالتا ہوں، اور پھر ان کو مارتا ہوں۔

آپ کو تو اپنی مسیحیت و مہدویت پیاری ہے

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

جب کہ آپ نبی اور رسول ہونے کے مدعی ہیں تو یہ بھی خوب سمجھ لیجئے کہ کسی نبی نے اپنے سے سابق انبیاء کی شان میں محض اس غرض سے کہ لوگ ان کو برا اور مجھے اچھا سمجھیں کبھی کسی قسم کی گستاخی نہیں کی بلکہ پیروی کی ہے جیسی کہ آنحضرت ﷺ نے حسب تعمیل آیت قل بل ملة ابرا هيم حنيفاً حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پیروی فرمائی ہے۔ یاد رکھئے ابھی وہ زمانہ نہیں آیا اور نہ آپ کی اور ہماری زندگی تک آئے کہ لوگون کے دلوں سے گزشتہ انبیاء کی عظمت مٹ جائے۔ ہاں تہذیب اور آزادی کے طوفان سے کیا عجب ہے کہ چند صدی کے بعد ایسا زمانہ بھی آ جائے۔

بقیہ: مرزا جی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! میری بعثت ساری دنیا کے لئے یکساں ہے مگر سادہ لوح مسلمان یہی سمجھ رہے ہیں کہ میں صرف ہندوستان کا نبی ہوں۔ ان کو ذرا اپنی عقل کے ناخن لینے چاہییں۔ قدرت الٰہی نے آسمان سے کسی فرشتے کو نبی بنا کر نہیں بھیجا۔ کسی ملک کے ایک قبیلہ میں نبی پیدا ہوتا ہے مگر چند ہی روز میں اس کی نبوت ساری دنیا میں دائر سائر ہو جاتی ہے۔ دیکھو

آفتاب ہر صبح مشرق کے ایک گوشے سے نکلتا ہے اور تھوڑی سی دیر میں ساری خدائی پر مسلط ہو جاتا ہے۔

ہلال ہنگام طلوع کتنا منحنی اور لاغر ہوتا ہے مگر روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے اور اپنی روشنی سے تمام ستاروں کو ماند کر دیتا ہے۔

اسی بنا پر اگرچہ میری بعثت ایک چھوٹے سے گمنام قصبہ قادیان میں ہوئی ہے، مگر رفتہ رفتہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام ممالک میں پھیل گئی ہے۔ تم تو گولر کے بھنگے ہو، تمہیں زمین و آسمان کی کیا خبر۔ تم تو چمگادڑوں کی طرح اپنے تیرہ و تار کونوں کھدروں میں سر نیچے ٹانگیں اوپر پڑے آنکھیں مانگ رہے ہو۔ تمہیں آفتاب عالم تاب کی کیا حس، اور اس کی جانب دیکھنے کی کیا تاب۔

میرے جاسوس تمام ممالک میں... فرشتوں کی طرح پنکھ پھیلا کر دوڑ رہے ہے

ہیں، اور دنیا کو پروں میں یوں سمیٹ رہے ہیں جیسے مرغیاں اپنے انڈوں بچوں کو۔ میرا ایک ایک جاسوس روح القدس سے کم نہیں۔ میرے مشن کے لوگ فرشتوں کی ٹکڑیاں ہیں جو میرے نام کی ہردم تسبیح پڑھ رہی ہیں کہ

لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ

اگر چہ اس کلمہ میں اپنے نام غلام احمد کے داخل ہوجانے سے مجھے سخت ندامت ہے، کیونکہ میں مستقل نبی ہوں کسی کا غلام تلام اور چولام کیوں بننے لگا۔ مگر چونکہ یہ نام میرے والدین نے رکھا ہے اور میں اسی نام سے دنیا میں مشہور ہوں، اور آسمانی باپ نے بھی ابھی تبدیل نام کی وحی مجھ پر نازل نہیں کی، لہذا مجبوراً اپنے امتیوں کی زبان سے مجھے اپنے کلمہ میں یہ نام سننا پڑتا ہے۔ لیکن بہت دن نہ گذریں گے کہ آسمانی باپ میرا یہ نام پرانے میلے چیکٹ لگے کپڑوں کی طرح بدل دے گا۔

جس طرح پیغمبر عرب نے بجائے بیت المقدس کے کعبۃ اللہ کو بدل دیا اور اسی کو قبلہ بنایا، پیغمبر عرب کی طرح میں بھی مجدد ہوں پھر تجدید کیوں نہ کروں۔ قادیان کو میں نے ابھی تک قبلہ تو نہیں بنایا، ہاں مسلمانوں کے لئے مدینہ اور عیسائیوں کے لئے یروشلم (بیت المقدس) ضرور بنا دیا ہے۔ یعنی منارۃ المسیح قائم کر دیا ہے۔ ادھر آسمانی باپ کی وحی جس دن سے اتری ادھر میں نے عام طور پر قادیان کو قبلہ بنایا۔

جب سے میرا نزول قادیان میں ہوا ہے، سب سے پہلے اس کے گردونواح اور پھر تمام پنجاب میں مخالفت کا غلغلہ مچ گیا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ہندوستان کے سادہ لوح جہلاء میں طاعون کی طرح پھیل گیا ہے۔ یہی میرے نبی برحق ہونے کی قوی اور مضبوط برہان ہے۔ اور یہی سنت انبیاء ہے۔

پیغمبر عرب کی بعثت پر اولاً مکہ میں اور پھر تمام عرب میں جو چیخ چہا ہوئی، خود تمہارا قرآن اس سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ پیغمبر عرب کو مکہ چھوڑ کر جلا وطن ہونا پڑا۔ یہ سب حالتیں مجھ پر بھی گذرنے والی ہیں اور میں بھی بہت جلد قادیان سے رنگون کی جانب جلاوطن ہونے والا ہوں کیونکہ سچا نبی ہوں۔ اتنی کسر ہے کہ مجھ پر ابھی وہ مظالم نہیں ڈھائے گئے جو دوسرے انبیاء خصوصاً پیغمبر عرب پر۔ اگر چہ مجھے علماء اور مشائخ نے کافر اور ملحد اور زندیق ٹھہرا دیا ہے اور کبھی کبھی میرے قتل کی بھی دھمکیاں

دیتے ہیں، مگر عملی طور پر کوئی ایسی کاروائی نہیں ہوئی جیسی انبیاء سابق پر ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آسمانی باپ نے مجھ پر الہام کر دیا ہے کہ

کوئی کیسی ہی گھات لگائے مگر تو تلوار کے گھاٹ ہرگز نہ اتارا جائے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہاتھی چھوٹے اور گھوڑا چھوٹے، کالرا ستائے، طاعون کا وبال آئے، ٹاپیں مارتا خر دجال آئے، میں ایسے حوادث کا ذمہ دار نہیں۔ ہاں تلوار کے دم خم کی یہ طاقت نہیں کہ تیرا بال بھی ٹیڑھا کر سکے۔ تجھ پر تلوار اٹھانے والوں کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔

تیری طرف بدنیتی سے آنے والوں کے پاؤں شل ہو جائیں گے۔ بدنظری سے تیری جانب گھورنے والوں کی آنکھوں کے ڈھیلے نکل پڑیں گے ۔تیرے کوسنے والوں کی زبانیں مفلوج ہو جائیں گی۔،

پس مذکورہ بالا الہاموں پر میرا ویسا ہی ایمان ہے جیسا اپنی نبوت و رسالت پر، اور اس لئے میں پاؤں پھیلا کر اپنی نیند سوتا اور اپنی نیند جاگتا ہوں۔ میری نیند کو کوئی روباہ خصال سگ زاد برادر شغال خواب خرگوش نہ سمجھے۔ میں قادیان کے کچھار میں شیر کی طرح پڑا دھڑ و کتا ہوں۔ موٹے تازے مجرب شکار مارتا ہوں اور اپنا بچا کھچا اولش لومڑیوں اور گیدڑیوں اور تیندووں کو دیتا ہوں۔ جب میں زور شور سے ڈکارتا ہوں تو بزدلوں کا پتا پانی ہو جاتا ہے، اور جتنے بچھیا کے باوا ہیں سب مجھ سے یوں تھراتے ہیں جیسے گائے قصائی سے۔ جب میں رعد کی طرح گرجتا، بجلی کی طرح چمکتا، اور پھر کالی گھٹا بن کر برستا ہوں، تو بڑے بڑے خرانٹ گرگ باراں دیدہ مخالفین بھیگی بلی بن جاتے ہیں۔

سنو سنو! تم جو میری نبوت پر اپنی ستھنیوں سے باہر ہو رہے ہو، تو اس کی یہ وجہ ہے کہ تم نے آج تک کسی نبی کو اپنی آنکھوں نہیں دیکھا صرف کانوں سنا ہے۔ اور میں کہہ چکا ہوں کہ دھوکا کھانا کان کا کام ہے نہ کہ آنکھ کا۔ پس تم نبی اور غیر نبی کو کیا جانو۔ میں (مرزا قادیانی) ظلی نبی ہوں۔ تمام عالم برزخ منارۃ المسیح کی طرح میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں سب انبیاء کی دھما چوکڑیاں اور گرم جولانیاں ہر دم میرے پیش نظر ہیں۔ اور اس سین سے ہر لحظہ حظ اٹھاتا ہوں کہ

فلاں نبی کتنے پانی میں اور فلاں رسول کی رسالت کی تھاہ کہاں تک ہے۔ تم تو گندے تالاب کی مچھلیاں ہو، تمہیں سمندر کا حال کیا معلوم۔ پس تم میرے پاس آؤ اور کمالات نبوت دیکھو تو معلوم ہو جائے کہ نبی ایسا ہوتا ہے۔

سنو سنو! تم اس بھروسے نہ رہنا کہ سوڈان میں بہت سے جھوٹے مہدی پیدا ہو چکے ہیں اور قادیانی مہدی کا نمبر بھی نہیں میں ہے بیشک جھوٹے مہدی پیدا ہوئے اور کیا عجب ہے کہ میرے بعد بھی پیدا ہوں۔ مگر میں جھوٹا نہیں ہوں

اشھد انی مھدی صادق

بھلا مہدی سے بڑھ کر کسی کے مہدی ہونے کی سچی شہادت کیا ہوگی۔ جب مجھے میرے کانشنس نے مہدی بنا دیا ہے، تو گو دنیا میری مہدویت کو نہ مانے مگر میں سچا مہدی ہوں۔ جس قدر مہدیان کذاب مجھ سے قبل گزرے ہیں، وہ بے شک جھوٹے تھے کیونکہ خود ان کے کانشنس نے ان سے کہہ دیا تھا کہ

اشھد انی انتم الکاذبون۔

کانشنس (نور ایمان) سے بڑھ کر کسی کی شہادت نہیں ہو سکتی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک ہی سیپی میں سچے موتی بھی ہوتے ہیں، اور جھوٹے بھی۔ ایک ہی کان میں لعل و جواہر بھی ہوتے ہیں، اور شیشہ اور کانچ بھی۔ پس سب مہدی نہ جھوٹے ہو سکتے ہیں نہ سب مہدی سچے۔

جھوٹے مہدیوں نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں اور آخری مہدی تعالیشی تو ایسا ناعاقبت اندیش، غلط کار، تھا کہ کوئی نہ ہوگا۔

اول تو اس تعالیشی مہدی نے خود حکومت مصر سے بگاڑی، جو برٹش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں تھی۔ پھر خود برٹش سے بگاڑی، جو آسمانی باپ کے بیٹے کے پوتے کی بھتیجی کی پڑپوتی کی لکڑ بھانجی ہے۔ آپ جانتے ہیں گیدڑ کی شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ پس غریب عطائی تعالشی یوں مارا گیا۔ مگر میں ایسی غلطی نہ کروں گا کہ برطانیہ جیسی جبار و قہار گورنمنٹ سے بگاڑ کر تعالشی مہدی کے ساتھ اپنا حشر کروں۔

میں بار بار برٹش گورنمنٹ کے حضور عرضیاں بھیج چکا ہوں کہ تمہارے عہد

میں آسمانی باپ کے حکم سے مہدی آخر الزمان نازل ہوا ہے جو تمہارے خدام کے خادموں کی جوتی کی خاک، اور تمہارے غلامان غلام کا حلقہ بگوش، اور تمہاری چوکھٹ کا عبودیت فروش، اور تمہاری پارلیمنٹ کا پر جوش ارادت کوش، اور تمہاری عافیت اور درازی حیات کا جام نوش، اور تمہارے لشکر ظفر پیکر کے ٹرانسپورٹ کا دراز گوش ہے۔

بھلا غضب خدا کا ایسی شفیق اور مہربان آزاد گورنمنٹ سے بگاڑنا اور اسی کی بلی ہو کر اسی کے سامنے میاؤں کرنا سخت نمک حرامی، بدبختی، بے وفائی، ناسپاسی ہے۔

سنو سنو! جھوٹے مہدیوں کا پودھ کا کھیت قدیم سے سوڈان اور افریقہ ہے نہ کہ یورپ اور ایشیاء۔ تمہیں کہو میرے سوا یورپ، ایشیاء اور وسط ایشیاء میں بھی آج تک کوئی مہدی پیدا ہوا۔ ہندوستان اور عرب ایشیاء میں ہے، عرب میں بے شک پیغمبر پیدا ہوا، جس نے میری بعثت کی پیشین گوئی کی۔ پس میں نے اسی کی پیشین گوئی کے موافق ہندوستان میں خروج کیا۔ ہندوستان اور وسط ایشیاء ایک ہیں، کیونکہ افغانستان سے وسط ایشیاء کا ڈانڈا مینڈا ملا ہوا ہے۔ اور افغانستان سے ہندوستان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور پھر ہندوستان پر ایک مہتم بالشان یورپی سلطنت قابض ہے۔ اور اس لحاظ سے ہندوستان اور یورپ دونوں ایک ہیں۔

پس میں بالفعل باستثنا تر کی تمام ممالک کا مہدی ہوں۔ میں نے یہ استثناء اس وجہ سے کیا ہے کہ روم اور شام اور عرب کے حمقاء اور سادہ لوح وحشی اہل اسلام عبد الحمید کو خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں، اور ہندوستان کے مسلمان بھی ان کی اندھی تقلید سے عبدالحمید کو ایسا ہی سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ برٹش گورنمنٹ کا کٹا حریف ورقیب ہے۔

بھلا برٹش کا مخالف کیوں کر خلیفہ ہو سکتا ہے۔ میں برٹش کا سچا ہوا خواہ اور عبودیت پرست ہوں۔ اس لئے نہ صرف مہدی اور خلیفہ بلکہ امام الزمان اور خاتم الخلفاء ہوں۔ خوب یاد رکھو جب تک کوئی شخص برٹش سلطنت کا مطیع اور جان نثار نہ ہوگا، ہرگز مہدی اور خلیفہ نہیں بن سکتا۔ پس سچے مہدی کا یہی نشان اور تمغہ ہے۔

سوڈانی مہدی اسی وجہ سے پھول پھل نہ سکے کہ ان بدبختوں نے گورنمنٹ سے بگاڑی اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ میں اپنے احمدی گروہ کو اسی لئے پال رہا ہوں اور کیل کانٹے سے چست اور دم خم سے درست کر رہا ہوں کہ آج کل انگریزی

اخبارات روس کی پیش قدمی بجانب افغانستان سے خوف زدہ ہو رہے ہیں،..پس میں اپنے احمدیوں کی ریزروفوج کو ہرطرح لیس کر رہا ہوں، اور عنقریب گورنمنٹ میں درخواست بھیجونگا کہ اگر روس منحوس کو شامت نے دھکا دیا ،اور اس نے افغانستان کی جانب رخ کیا،تو میں ہندوستان سے اوپر ہی اوپر اس کا مہرہ لوں گا۔ امیر کابل کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے کی تکلیف نہ دوں گا، اور اپنی احمدی فوج ظفرموج سے روس کو جہاں سے نکلے گا، وہیں دھکیل دونگا۔

میں گورنمنٹ میں یہ درخواست بھی دونگا کہ اب ہندوستان کے اندرونی اور بیرونی غنیموں کی روک تھام اور سرکوبی کے لئے لاؤ لشکر کی کوئی ضرورت نہیں، میری احمدی فوج کافی ہے۔ اور میں اسی لئے مہدی بنا ہوں کہ اپنی جان و مال، اہل وعیال اور اپنے احمدیان خجستہ فال ظفر مآل کو گورنمنٹ کے قدموں پر نثار کروں۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

مگر افسوس ہے کہ اب تک برٹش گورنمنٹ نے اپنے مہدی کا مرتبہ نہیں پہنچانا، نہ اس کی قدر کی، نہ اس پر ایمان لائی، نہ اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک اپنے پادریوں، بشپوں، اسقفوں کے پھندے میں پھنسی ہوئی ہے جو مجھے خون خوار نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، اور یہ یقین کئے بیٹھے ہیں کہ مسیح موعود کا دم ہے تو ان کے یسوع کا چراغ گل ہو جائے گا اور پھر بیف بسکٹ چائے برانڈی کے گل چھرے ان کے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ (باقی آئندہ)

مذہب مرزائی ہے آزادی کا نام

اس لئے مرزائی ہو جاتے ہیں اکثر خاص و عام

صوم وصلوۃ حج وزکوۃ وغیرہ اعمال کا وہی شخص پابند ہوگا جو اصول اسلام پر ایمان رکھتا ہوگا۔ اور جو خدا ہی کا قائل نہ ہو اور احکام شریعت کی وقعت اس کے نزدیک جو برابر بھی نہ ہو، جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اس کا اپنے تئیں مسلمان کہنا اور

بعض احکام شرعی کا پابند ہونا محض ایک دام تزویر ہے، جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو پھانستا ہے ۔وہ اللہ تعالی کو مجسم ہوکر اس کے فرزند کی شکل میں آسمان سے اترنے کا قائل ہے چنانچہ اس کا الہام ہے جو الہامی فرزند کے خطاب میں اس کو ہوا:

فرزند دل بند گرامی ارجمند مظهر الحق والعلا كأنّ الله نزل من السماء

اور خود بھی مدعی الوہیت ہے چنانچہ اسکا الہام ہے:

تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں ۔

اپنے کو ازلی وابدی بھی کہتا ہے چنانچہ اس کا یہ الہام ہے:

تو میرے ساتھ ایسا ہے جیسے میری توحید وتفرید ۔

اللہ کے لیپا لک ہونے کا بھی مدعی ہے جیسا کہ اسکا یہ الہام ہے

انت منی بمنزلة ولدی

پس ایسا گستاخ ،آزاد ،جونعوذ باللہ کبھی خدا کا باپ، کبھی اس کا بیٹا، کبھی خود مدعی الوہیت ہو، اس کو صوم وصلوۃ کی کیا حاجت ہے۔ضرور نادانوں کے واسطے دام تزویر ہے۔ جب خدا پر ایمان نہیں ،تو اسکے رسولوں پر ایمان کیسا ۔اسلئے ازالۃ الاوہام میں مرزا قادیانی نے پیغمبروں کی نسبت لکھا ہے کہ

انبیاء کی جماعت کثیر نے جھوٹی پیشین گوئیاں بھی کی ہیں۔ دھوکا کھا کر شیطانی الہام کو ربانی وحی سمجھ لیا ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید کے بعض الفاظ کے معانی وحقیقت معلوم نہ ہوئی ہو ۔

عیسی کو گالیاں دیں اور توہین کی اور ایسے بڑے اولوالعزم پیغمبر کو ایک بدکردار معمولی کہا۔

اب کچھ دنوں سے کوئی پرچہ الحکم قادیان کا خالی جاتا ہوگا جس میں خود بدولت عیسی سے بڑھ چڑھ کر ہونے کا دعوی نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ دافع البلاء میں مرزا قادیانی خود لکھتا ہے :

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ شعر لکھ کر مرزا قادیانی خود کہتا ہے:

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔

جس بے ایمان کا ایسا اعتقاد ہو اور توہین انبیاء اسکا روزمرہ ہو، بھلا ایسے بے دین کی صوم وصلوۃ کیا واقعہ ہوسکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ وہی دام تزویر ہے۔

کیا مرزائیوں کو معلوم نہیں کہ جس اسلام میں یہ روزہ نماز ہے، اسی کو مشرکوں کا مذہب کہتا ہے، اور مسلمانوں کو مشرک قرار دیتا ہے اسلئے کہ قرآن مجید میں عیسی کو زندہ آسمان پر اٹھالینا لکھا ہے، یہ مسلمان قرآن پر ایمان لاکر اس عقیدہ کو صحیح مانتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ علماء دین اسلام کے ہر فرقہ نے مرزا قادیانی کو کافر اور دین اسلام سے خارج لکھا ہے۔

اسی واسطے مرزا غلام احمد قادیانی کا نماز وروزہ بھی مسلمانوں کے خلاف ہے۔ مہینوں بجائے پانچ نمازوں کے دن میں تین ہی نمازیں ادا کرتا ہے۔ جماعت کی بھی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔

حج جس کے تارک کو حدیث شریف میں یہود ونصاری سے ہوکر مرنے کی بشارت دی ہے، نہ کبھی اس نے کیا ہے اور نہ مریدوں میں سے کسی کو حج کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟

روزہ بھی ذرا سے عذر میں کھا جاتا ہے، اور مریدوں کو روزہ رکھنے سے منع کر دیتا ہے۔

حرام وحلال شرعی کی اس کو کچھ پرواہ نہیں۔ تصویر جو حرام ہے اسکو حلال اور مال زانیہ کو جائز سمجھ کر کھا جاتا ہے، اور اس کے بعض مرید بھی شیر مادر سمجھتے ہیں۔

پس ایسے مذہب کو جس میں تکلیف شرعی سے آزادی ہو، آزادمنش کیوں نہ قبول کریں۔ یہی وجہ ہے کہ حال میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنے اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۹ کے صفحہ ۹۲ میں ارقام فرمایا ہے:

> قادیان کے مرزا کا مذہب باطل جو پنجاب وہندوستان میں کسی قدر شیوع پایا ہے، تو اسکا سبب ومنشاء بھی یہی ہے کہ وہ مغالطے سے کام لیتا ہے، اور اپنے پیرووں کو آزادی کا سبق دیتا ہے کہ تصویریں بناؤ اور سور کھاؤ اور دور دراز سفر کی مصیبت اٹھاکر مکہ کیوں جاتے ہو۔ بجائے مکہ قادیان کو کعبہ بناؤ۔ گرمی

کے موسم میں روزہ رکھ کر بھوکے نہ مرو، بلکہ اس بیت پر عمل کرو

نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

اس ریمارک پر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے مرچیں لگ گئیں۔ چنانچہ ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء کے الحکم میں بہت اچھلے کودے اور بے ہودہ بکواس سے ۹ کالم بھر دیئے۔ ہم اس بے ہودہ تحریر کے پرخچے اڑائے دیتے ہیں۔

قال: اس تحریر (یعنی مذکورہ بالا فاضل بٹالوی) سے پہلے ان کو (یعنی فضل الدین مرزائی کو) ایک مسلمان کی حیثیت سے شیخ صاحب (یعنی فاضل بٹالوی) پر حسن ظن تھا۔

اقول: تم تو کیا، تمہارے گرو دجال سیرت کو بھی کبھی حسن ظن فاضل ممدوح پر نہیں ہوسکتا جھوٹ تو مرزائیوں کے مذہب کا اصل اصول ہے۔ فاضل ممدوح ہی ہیں جن سے ہر مرزائی ایسا خائف ہے جیسے حضرت عمرؓ سے شیطان خائف تھا کہ جس راہ سے عمرؓ جاتے شیطان راہ چھوڑ کر بھاگتا۔ جب کہ تمام بنی آدم خصوصاً مسلمانوں سے مرزا قادیانی کو سخت دشمنی و بدظنی ہے تو فاضل بٹالوی تو اس کے قدیم بیخ کن و سرکوب ہیں ان سے مرزائیوں کی حسن ظنی سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

قال: قادیان میں آکر دیکھا۔

اقول: قرآن وحدیث کا نام قادیان میں تم جیسے سادہ لوح دین سے جاہل لوگوں کے پھانسنے کے واسطے کیا جاتا ہے اور صوفیوں کی کتابوں کی بعض باتیں سنائی جاتی ہیں ورنہ دہریہ وملحدوں کو قرآن وحدیث سے کیا نسبت۔

قال: جس پر انہوں نے (یعنی فضل الدین مرزائی نے) شیخ صاحب کو ایک کارڈ لکھ دیا کہ یہ آپ نے جھوٹ لکھ دیا۔

اقول: لعنة الله علی الکاذبین۔ یہ کارڈ انہوں نے نہیں لکھا، بلکہ مرزا قادیانی اور اس کی کمیٹی سے لکھا گیا کہ تمہارے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔ شب وروز جھوٹ اور مکر ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ معمولی جھوٹ تو بولا ہی جاتا ہے بلکہ اللہ پر جھوٹ اور افترا باندھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے فاضل ممدوح کی نسبت جھوٹ کا الزام لگایا جاتا ہے شائد مرزا قادیانی کا وہ جھوٹ یاد آگیا ہوگا:

جومناظرہ دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب کے ساتھ وعدہ کر کے پھر درمیان
مناظرہ کے بہانہ کر کے بھاگ گیا،
یا پیر مہر علی شاہ صاحب سے وعدہ کر کے پھر مقابلہ پر لاہور میں نہیں آیا،
یا سید امیر شاہ صاحب رسالدار میجر سردار بہادر سے جھوٹ بول کر مبلغ پانچ
صد روپئہ وصول کر لیا کہ میں دعا کر کے تمہارے فرزند پیدا کرا دوں گا ورنہ
میں جھوٹا سمجھا جاؤں گا مگر فرزند نہ ہوا۔

ایسے ایسے دن رات جھوٹ دغا بازیاں قادیانی پیغمبر کرتا رہتا ہے فاضل ممدوح (محمد حسین بٹالوی) کی شان ایسے گندہ الزاموں سے پاک وارفع ہے۔

قال: اپنے کارڈ میں ساری بحث اس ایک امر پر رکھ دی۔

اقول: حج کا ترک کرنا بلاعذران مرزائیوں کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں جو شخص مدعی اسلام بلکہ مدعی نبوت ورسالت ہو کر ایسے رکن اسلام کا تارک ومنکر ہو اور عقاید بھی اس کے مخالف اسلام ہوں اس کا نماز روزہ ظاہری مکروزور و دھوکا دہی نہیں تو کیا ہے۔ (باقی آئندہ)۔

راقم: ج۔ن

(شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی کا خط درج ذیل ہے:

شملہ محلّہ سنجولی۔ مکان مرادٹھیکیدار ۲۳۔اگست ۱۹۰۲ء

میاں فضل الدین صاحب واصلی راقم کارڈ

بہر رنگے کہ می آئی شناسم

مرید پرافٹ قادیان ہو کر خاکسار کی نسبت دعوی حسن ظنی دھوکہ دہی جس سے میرے مضمون (نمبرا) واغراض کی تائید ہوتی ہے کیا پرافٹ کا باوجود مستطیع ہونے کے حج نہ کرنا ان شبانہ روزی اعمال سے نہیں ہے جن سے اس کا مریداں کو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے۔نہیں تو کیوں نہیں۔اور باتوں کو تو رہنے دو صرف یہی بتاؤ کہ پرافٹ حج کیوں نہیں کرتا۔اگر اس کو فرض جانتا ہے خوف قتل ہے تو بشارت و الله يعصمك من الناس کس دن کے لئے ہے۔کوئی مرد میدان میں نکلے تو سنبھل کر قدم رکھے۔کوئی ہاتھ بڑھاوے تو پہلے اس بیت کو خیال میں لاوے

ہر کہ با فولاد باز و پنجہ کرد
ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد

مضمون کے پورا ہونے کا انتظار تو کیا ہوتا ابھی بسم اللہ شروع ہوئی ہے

پہلا صدمہ دیکھ کر روتا ہے کیا
آگے چل کر دیکھئے ہوتا ہے کیا

الحکم صاحب کچھ خامہ فرسائی کریں تو پرچہ جولان گاہ خامہ میرے پاس بھی بھیج دیں۔ ادھر سے بھی جوابی پرچہ روانہ ہوگا۔ چنانچہ تاج الدین لاہوری کی معرفت کہا گیا تھا۔ اور تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اشاعۃ السنہ سے نہ الجھو و ا لا تذ کرو ن ما اقو ل لکم و افوض امری الی اللہ۔ الراقم ابوسعید محمد حسین (الحکم ۳۱۔ اگست ۱۹۰۲ء ص۱۲،۱۳)

بٹالوی پیشگوئی کہ قادیانی حج نہیں کریگا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو یہ کہا ہے کہ:

اسلام کے مستند علماء کا تخت گاہ حرمین شریفین ہے زا ھما اللّٰہ مجداً و شرفاً و برکتاً اور اسلام میں بھی بلادعرب خاص کر کے مکہ و مدینہ دین کا گھر سمجھے جاتے ہیں۔

اس سے جو اس کا مقصود تھا (کہ علماء حرمین اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں) وہ تو جیسا باطل ہوا ہے ناظرین پر مخفی نہ ہوگا، مگر یہ قول آپ کا اگر دل سے ہے، تو اس پر آپ کا دہن مبارک قند و شکر سے بھر کر دینے کا مستحق ہوگیا ہے اور آپکا یہ قول آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

ہم اس قول کی دست آویز سے مرزا قادیانی کو ایسی تدبیر و تجویز بتاتے ہیں جو روز کے جھگڑوں کی جڑ کاٹ دے اور قادیانی کو (اگر وہ اپنے دعووں میں اور نیز اس قول میں سچا ہے) تمام جہان کا عزیز و مخدوم و مقبول بناوے۔ وہ تدبیر یا تو قیر و تجویز ہر دل عزیز یہ ہے:

قادیانی صاحب ان تینوں فرضی علماء حرمین کی شہادت کو تو واپس لیں اور اسکے بجائے خود بنفس نفیس حرمین شریفین میں تشریف لے چلیں۔ ان کا زاد راہ خاکسار کے ذمہ ہے، جب قصد کریں فوراً نقد وصول کرلیں۔ اور وہاں چل کر پہلے کعبہ کا حج کریں اور اس فریضہ اسلام کے ادا کرنے سے جو غالباً دس ہزار روپیہ کی ذاتی جائداد کے مالک ہونے سے اور دس ہزار سے زائد فتوحات کا روپیہ آنے سے ان پر فرض ہو چکا ہوگا، فارغ ہوکر پورے مسلمان بنیں۔ اس کے بعد اپنے عقاید و مقالات کو علماء حرمین شریفین کے حضور پیش کریں۔

ان علماء نے ان عقاید کو اسلامی عقاید قرار دیا اور آپ کو مجدد و امام وقت و مسیح موعود سمجھ کر اپنا مقتداء بنالیا تو پھر ہندوستان کیا تمام روئے زمین کے مسلمانوں میں آپ مخدوم وامام مانے جائیں گے۔ اور آپ کے مخالفین و معارضین، خصوصاً یہ خاکسار اڈیٹر اشاعۃ السنہ، جو اس سفر میں آپ کا ہم رکاب ہوگا، بھی آپ کا لوہا مان لے گا۔ پس اب چلنے کی ہی ٹھہراویں۔ اب تو آپ پر حج بھی فرض ہوگیا، اور عدم استطاعت کا عذر اگر تھا، جاتا رہا۔ ایک شخص آپ کے زادراہ کا ذمہ دار ہوگیا ہے اور آپ کی سچائی کا وہ معیار و قانون جس کو آپ نے بڑے فخر وناز کے ساتھ بیان کیا تھا آپ کے خصم نے مان لیا ہے، اب کیا رہا؟

آپ نے اس تدبیر وتجویز کے تسلیم سے انکار کیا، تو کس ناکس کو یقین ہوگا کہ حرمین اور وہاں کے علماء کی تعریف میں آپ کا وہ بات کہنا محض کذب ہے اور چھپے نفاق پر مبنی ہے۔ اور آپ کا یہ دعوی کہ مستند علماء حرمین آپ کے ساتھ ہو جاتے ہیں نیز محض کذب ہے جس سے جہلا عوام کی تسخیر آپ کو مدنظر ہے۔ اور آپ کو کامل یقین ہے کہ حرمین شریفین کے علماء آپ کو کافر بلکہ اکفر جانتے ہیں اور اس وجہ سے آپ حرمین کے فتوی وفیصلہ پر ہرگز راضی نہ ہوں گے بلکہ کبھی حرمین جانے کا قصد نہ کریں گے۔ اور یہ جانتے ہوں گے کہ آپ حرمین جاکر اور وہاں پر اپنے عقاید جدیدہ ظاہر کرکے وہاں سے زندہ سلامت واپس نہیں آسکتے اور اس خوف وعذر سے آپ حج خانہ کعبہ بھی اپنے ذمہ سے ساقط کر بیٹھے ہوں گے۔ ہمارا خیال غلط ہے تو بسم اللہ کیجئے اور حرمین چلنے کی تیاری کرکے جب چاہیے، زادراہ لیجئے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۵)

(لیکن مرزا غلام احمد نے حج نہیں کیا جیسا کہ مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد کہتے ہیں کہ (میرے ماموں) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی ...صدقہ نہیں کھایا، زکوۃ نہیں کھائی، صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ سیرۃ المہدی، جلد۲، ص۵۲)۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء نمبر ۳۶ جلد ۲۰ و ۲۲

دعا میں اثر

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا جی اخبار الحکم قادیان میں فرماتے ہیں کہ،

دعا میں بڑا اثر ہے اسلئے میں نیچری خیالات کا سخت مخالف ہوں۔

ہم کہتے ہیں کہ آج کل تو صرف امام المرزائین کی دعا میں اثر ہے کیونکہ مرزا اورمرزائیوں کے سوا کوئی مومن ہی نہیں جس کی دعا میں اثر ہو اور کلام مجید کی آیت فادعو نی استجب لکم مرزا قادیانی اورمرزائیوں کی شان میں اتری ہے۔

اگر مرزا جی استجابت دعا کا انکار کریں تو رقمیں کیوں کر اینٹھیں اور کھٹا کھٹ بچے جنوانے کا وعدہ کیوں کر کریں۔ دعا کی مخالفت میں تو نیچریت آگھسی، مگر معجزات انبیاء کا انکار نیچر کے موافق ہے۔ میٹھا ہڑپ اور کڑوا تھوتھو۔

عیسی مسیح کو تو قادیانی مرزا جی اس لئے مارتے ہیں کہ خود مسیح موعود بنے ہیں یعنی جب خود زندہ مسیح دوبارہ آئے گا، تو مرزا جی کس کھیت کی دساور رہیں گے۔

اور معجزات سے اسلئے انکار ہے کہ خود بدولت مداری یا بھورے جنگل کے جمورے کے بھی تماشے دکھانے میں ادھورے بلکہ لنڈورے ہیں۔

جب آپ نبی اور رسول ہیں تو کیا وجہ ہے کہ خرق عادت کا کوئی کرشمہ نہ دکھائیں، اس لئے معجزات خلاف نیچر ہیں۔ عصمت بی بی از بے چادری

جب معجزات کا انکار ہے جو نیچر کیخلاف ہیں تو دعا کی قبولیت پہلے خرق عادت ہے۔ کیونکہ تمام معجزات انبیاء کی دعاؤں ہی سے واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت موسی کی دعا پر آسمان سے من وسلوی کا نزول، اور حضرت موسی کی دعا سے فرعون کا غرق ہونا، اور نوح کی بد دعا سے طوفان آنا، وغیرہ تمام معجزات کا ظہور دعاؤں ہی سے ہوا ہے۔ پس دعا کی قبولیت پر ایمان اور معجزات کا انکار ادھا تیتر آدھا بٹیر ہے۔ معجزات نیچر کیخلاف ہیں تو دعا بھی جو ایک شئے کی اصلی ماہیت کو بدل دیتی ہے اور واقعات کو منقلب کر دیتی ہے ضرور نیچر کے خلاف ہونی چاہیے۔

پھر مرزا جی کی بھی ساری دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہی قبول ہوتی ہیں جن کا دکھشنا اور دانت گھسائی ملتی ہے اور آسمانی باپ انہیں لوگوں کو اپنے لیپا لک کی دعا سے متمتع کرتا ہے جو اس کو زعفرانی حلوا کھلاتے ہیں دنیا کے لوٹنے کو باپ بیٹے خاصے گھٹے ہیں ایک چور دوسرا گٹھ بند پس اب دنیا کا اللہ ہی بیلی ہے پھر تعجب ہے کہ آسمانی

باپ اپنے لیپا لک کی بد دعا قبول نہیں کرتا آتھم کے مرنے کیلئے کتنی ناک رگڑی مگر نہ مرا۔ اپنے رقیب یعنی آسمانی منکوحہ کے خاوند کو کیسا کیسا پانی پی پی کر کوسا مگر اس کی زندگی کے پشمینے کا ایک رواں بھی نہ اکھڑا۔ ہاں ایک بد دعا قبول ہوگئی وہ کیا ہندوستان میں طاعون کا آنا اس میں یہ خرابی پڑی کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ یعنی بے رحم باپ نے اپنے پوتوں کو بھی طاعون کی بھینٹ چڑھا دیا۔ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ کرے داڑھی والا اور دھرا جائے مونچھوں والا۔ بات یہ ہے کہ لیپا لک کا باپ بڑا ہی ظالم ہے بہتر ہے کہ اپنے خونخوار اور ظالم باپ کی کسی رحیم اور شفیق باپ سے ادلا بدلی کر لے۔ پھر لے پالک کا باپ ساری خدائی کے جھوٹوں کا بھی قبلہ گاہ ہے اگڑم بگڑم اناپ شناپ لیپا لک سے کہہ دیا کہ میرے پوتوں کو طاعون کی ہوا بھی نہ لگے گی، اور لیپا لک نے بھی بہت کچھ دلا سا دیا کہ طاعون ملعون کا کچھ خوف نہ کرو اس کی کیا طاقت ہے کہ تمہاری طرف بری نگاہوں سے بھی دیکھے مگر اس کے منہ کو لگ گیا تھا خون باپ بیٹے دونوں کو ایک ہی لاٹھی ہانک دیا کچے بچوں کو بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر نگل گیا...

وہی ممات مسیح

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلوں نے اس بات کو زنگار آستیں بنا رکھا ہے کہ عیسی مسیح کی حیات ہی نے کئی کروڑ عیسائیوں کو گمراہ کیا ہے کہ وہ اسکو خدا سمجھنے لگے ہیں،

ہم کہتے ہیں یہود بھی تو گمراہ ہیں جنہوں نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہا۔ اور پارسی بھی گمراہ ہیں جنہوں نے آگ کو معبود سمجھا۔ علی ہذا مجوس اور شاسی بھی گمراہ ہیں جو آفتاب کو معبود سمجھتے ہیں۔ اور ہنود کی تو کچھ پوچھئے ہی نہیں جنہوں نے لاکھوں معبود بنا رکھے ہیں۔ مگر قادیانی مرزا جی نہ تو یہود کے پیچھے پڑے ہیں، نہ پارسیوں کے، نہ مجوسیوں اور شاسیوں کے، نہ ہنود کے، نہ بدھ مذہب والوں کے، نہ سکھوں کے، وہ تو صرف عیسی مسیح کو گالیاں دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اپنے کو عیسی بناتے ہیں۔

نہ مرزا غلام احمد قادیانی نے آتش پرستوں کے پیغمبر زردشت کی روح میں

حلول کیا، نہ کرشن جی یا رام چندر جی کے سر یر میں اتار کیا ہے، نہ اپنے کو بودھ بنایا ہے، نہ گرو نانک اور گورو گو بند سنگھ کی روح میں تناسخ کیا ہے۔ پس ان سے کچھ مطلب نہیں ۔مطلب تو عیسی مسیح سے ہے، جن کی جگہ آپ تشریف لائے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ظلی طور پر اپنا خروج عیسی مسیح کی روح میں بتاتے، نہ کہ آنحضرت ﷺ کی روح میں، جو صرف عیسی مسیح کے مقدم کی خبر دینے والے ہیں خود عیسی مسیح نہیں۔

قادیانی مرزا جی کی نیرنگیاں تو دیکھئے کہ اپنے کو ظل تو بتاتے ہیں پیغمبر عرب و عجم ﷺ کا، اور بنتے ہیں مسیح موعود یا مثیل المسیح ۔

پھر مثیل اور موعود بن کر اصلی مسیح کو گالیاں دیتے ہیں ۔اگر اپنے کو (معاذ اللہ) پیغمبر عرب وعجم ہی بتا دیتے ،تو کیا کوئی منہ نوچ لیتا ۔اس رسوائی سے تو نجات ملتی جو حضرت مسیح پر سبّ ولعن کرنے سے ساری خدائی میں ہو رہی ہے۔

پھر جس طرح قادیانی مرزا جی کو اصلی مسیح کے ساتھ ضد ہے اسی طرح آنخضرت ﷺ کے ساتھ بھی ضد ہے جن کے آپ ظل اور بروز ہیں یعنی آنخضرت ﷺ کے اقوال وارشادات پر عمل نہیں کرتے جب کوئی حدیث اپنے مطلب کے خلاف پاتے ہیں تو صاف انکار کر بیٹھتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہے اور قرآن حدیث پر مقدم ہے اور جو حدیث اپنے مطلب کے موافق پاتے ہیں اس کو قرآن پر مقدم نہیں کرتے حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ عمل کے اعتبار سے قرآن و حدیث میں کچھ فرق نہیں ایک واجبی استعداد والا مسلمان بھی آیت

و ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

سے واقف ہے یعنی محمد ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ان کا نطق وحی کے سوا کچھ نہیں ۔اس صورت میں حدیث بھی وحی یعنی قرآن ہے۔

مگر مرزا اور مرزائیوں میں کچھ بھی عقل وادراک ہے (نور ایمان تو مطلق نہیں) تو یہ بات سمجھیں گے کہ مسلمانوں پر براہ راست قرآن نازل نہیں ہوا بلکہ آنخضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے اور آپ کے فرمانے کے موافق ہم نے قرآن کو منزل من اللہ مانا ہے۔ اب تعجب ہے کہ قرآن پر تو ایمان اور آنخضرت ﷺ کے دیگر اقوال (احادیث) سے انکار حالانکہ دونوں آپ ہی کے اقوال سے ہیں۔ جو باتیں آسائش اور تن آسانی کے موافق

ہیں ان کو یہ کہہ کر قبول کیا جاتا ہے کہ قرآن میں ایسا ہی ہے اور جن امور میں حدیث کی رو سے تکلیف شرعیہ ہے ان سے یہ کہہ کر انکار کر دیا جاتا ہے کہ قرآن سے ثابت نہیں مثلاً پانچ نمازوں کی تصریح قرآن میں نہیں بلکہ حدیث میں ہے تو مرزا جی اور ان کے حواری پانچ وقت نماز نہیں پڑھتے بلکہ اکثر اوقات دو یا تین پڑھ لیتے ہیں اور نہ بھی پڑھیں تو کیا خدا لاٹھی لیکر مارے گا کیونکہ قرآن میں نماز کا حکم ضرور ہے مگر یہ حکم نہیں کہ پانچ وقت پڑھو روزانہ پڑھو۔ ہفتے میں ایک دفعہ، مہینے میں ایک دفعہ، سال بھر میں ایک دفعہ، بلکہ ساری عمر میں ایک دفعہ پڑھ لو تو فرضیت ادا ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن میں مطلق نماز کا حکم ہے نہ کہ مقید کا۔ بلکہ مرزا قادیانی اور مرزائی تو قرآن و حدیث دونوں سے مطلق العنان ہو گئے ہیں اور زکوۃ کی فرضیت قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی، مگر بتاؤ باوجود استطاعت رکھنے اور مستورات کو ہزاروں روپیہ کا جڑاؤ زیور بنوا دینے وغیرہ کے مرزا جی نے کبھی حج اور زکوۃ کا نام بھی لیا ہے۔ بلکہ وہ اپنے مرزائیوں کو کبھی حج اور زکوۃ کی تحریص و ترغیب دیتے ہیں قادیان اور منارۃ المسیح کی زیارت نے سب سے مستغنی کر دیا ہے مرزا جی کو مسیح الزمان اور امام الزمان مانو اور چندہ دو بس چھٹی ہوئی ورنہ ٹاپا خالی کرو۔

مرزائی مذہب کا بڑا اصول اور بڑی تلقین یہ ہے کہ عیسی مسیح زندہ نہیں ہیں بلکہ وفات پا گئے ہیں گویا عیسی مسیح کی وفات مرزا جی کے امام الزمان اور مسیح موعود ہونے کی دلیل یا معجزہ ہے باقی ٹھیں ٹھیں۔ ایک مغربی اور مشرقی تعلیم یافتہ بزرگ ہم سے ہنس کر کہنے لگے یا تو مرزائی لوگ گھاس کھا گئے ہیں یا مرزا جی کو مالیخو لیا ہے یا عمداً مکاری اور عیاری ہے ظلی اور بروزی دعوے نے تو موعودیت کو بھی کھو دیا کوئی ظل اپنی اصل کے خلاف نہیں ہوتا آنحضرت ﷺ نے عیسی مسیح کی معصومیت کی تصدیق کی مرزا ان کو گالیاں دیتا ہے اور فاسق و فاجر بتاتا ہے پس ظلیت کہاں رہی اور ساتھ ہی موعودیت بھی باطل ہوگئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کا دعوی ہے کہ آیت بل رفعه الله اليه سے رفع جسمانی نہیں نکلتا۔ ہم کہتے ہیں کہ رفع روحانی کہاں نکلتا ہے وہ یہ آیات پیش کرتے ہیں:

نرفع درجات من نشاء

اور: الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ

ہم کہتے ہیں پہلی آیت میں درجات کا لفظ اور دوسری آیت میں عمل صالح کا لفظ موجود ہے۔ یعنی ہم جس شخص کا درجہ چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں اور عمل صالح خدا ہی کی جانب بلند ہوتے ہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کیا حضرت مسیح کوئی درجہ ہیں، یا کوئی عمل، جو خدا کی جانب بلند ہوئے۔ آیت میں یوں نہیں فرمایا کہ بل رفع اللہ درجاتہ بلکہ خود حضرت مسیح کو رفع کا مفعول بنایا ہے۔ یعنی اٹھالیا ہم نے عیسیٰ کو اپنی جانب۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان جہلاء کو تاویل کرنی بھی نہیں آتی۔ قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور سر کے بل گرتے ہیں۔

(ذیل میں قادیانیوں کی تحریر نقل کی جاری ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی حج کیوں نہیں کرتے، اور یہ کہ وہ کب حج کریں گے۔ بہاء

آپ حج کیوں نہیں کرتے

شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر بسط سے شائع ہو چکا ہے لیکن اتمام حجت اور ایک نکتہ معرفت کے لئے اتنا اور عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرت اقدس (مرزا) کے حضور جب وہ خط پڑھا گیا اور یہ اعتراض پیش کیا گیا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟

تو فرمایا کہ:

میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہولے۔

شیخ بٹالوی صاحب اگر انصاف سے کام لیں گے تو امید ہے یہ لطیف جواب انہیں تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ کیوں شیخ صاحب! ٹھیک ہے نا! پہلے خنزیروں کو قتل کر لیں؟

(الحکم قادیان ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۱۶)

اس بیان میں مرزا صاحب قادیانی نے اس بات سے انکار نہیں کیا کہ ان پر حج فرض نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے فرمایا کہ پہلے خنزیروں کو ختم کرلوں پھر اس سے فارغ ہو کر حج کروں گا۔

چونکہ مرزا صاحب نے حج نہیں کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خنزیروں کو ختم نہیں کر سکے، جو ان کا پہلا کام تھا۔

جب وہ اپنا پہلا کام ہی نہیں کر سکے تو باقی کام کیوں کر کرتے۔ شائد اسی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بیٹے مرزا محمود احمد نے ان کی وفات کے بعد برسوں بعد کہا تھا کہ ابھی ان کے مشن کا اربواں حصہ بھی مکمل نہیں ہوا۔)

بے معنی الہام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الحکم ہمارے نام نہیں آتا لیکن ہمارے شاگردان رشید جاسوس بن کر کہیں نہ کہیں سے اڑا لاتے ہیں۔ ۱۷ستمبر رواں (۱۹۰۲ء) کا الحکم عجیب وغریب ہے اس میں لکھا ہے کہ

> مرزا جی کے فرزند ارجمند بشیر کی آنکھیں ایسی خراب تھیں کہ مرزا جی کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ آخر آپ نے دعا فرمائی تو یہ الہام ہوا برّق طفلی بشیر۔

اس الہام میں بھی مرزا جی کا خدا ویسا ہی غبّا کھا گیا جیسا صح زوجتی اور جری اللہ فی حلل الانبیاء والے الہام میں۔ وہاں مرزا قادیانی کے خدا کی بی بی اچھی ہوئی تھی، یہاں خدا کے لڑکے کی آنکھیں اچھی ہوئی ہیں، کیونکہ خدا نے بشیر کو طفلی کہہ کر الہام میں پکارا ہے۔

اگر یہ کہو کہ بشیر پوتا ہے یعنی خدا کے لیپالک بیٹے کا بیٹا ہے حقیقی بیٹا نہیں، تو یہ اعتراض کچھ بھاری نہیں، پوتے کو بھی لڑکا اور بیٹا کہہ دیتے ہیں جیسا زوجتی میں باپ کی زوجہ اور بیٹے کی زوجہ مرزائی شریعت میں دونوں ایک ہیں۔ دونوں میں بانس بھر کیا معنی، ہاتھ بھر، بلکہ بالشت بھر، بلکہ انگشت بھر، بلکہ جو بھر، بلکہ تل بھر بھی فرق نہیں۔

پھر خیریت سے برّق پر اعراب بھی لگا دیئے ہیں۔اس کو تبریق (تفعیل) سے صیغہ امر بنایا ہے۔

تبریق کے معنی لغت میں آنکھ اچھی طرح کھولنا اور تیز دیکھنا ہیں، تو یہ معنی ہوئے کہ میرے لڑکے بشیر کی آنکھیں اچھی طرح کھول دے اور اس کو تیز دکھا۔
اس صورت میں بشیر طفلی کا بدل واقع ہوا ہے اور حسب قاعدہ نحو بدل اور مبدل منہ کا ایک حال ہوتا ہے۔ یہاں طفلی مضاف اور مضاف الیہ ہو کر معرفہ اور بشیر نکرہ ہے اور اگر یہ کہو کہ طفلی مفعول اول اور بشیر مفعول ثانی ہے۔
اول تو کلام عرب میں تبریق متعدی المتعدی نہیں آتا، دوم بشیر پر مفعول کا نصب نہیں، نہ اس کے آگے الف ہے کہ بشیراً پڑھا اور سمجھا جائے۔
بہر حال قادیانی مرزا جی کا خدا نحو سے بالکل نابلد ہے۔ جب اس نے صرف نحو کی تعلیم ہی تجدید شوکت کے دار العلوم میں نہیں پائی تو زبان عرب میں کیوں الہام کرتا ہے۔

اگر الہام کے یہ معنی کہو کہ اچھا کر دے اپنے لڑکے بشیر کو تو علاوہ اس نقص کے کہ باپ میں اچھا کرنے کی طاقت نہیں بیٹے میں ہے بجائے طفلی کے طفلك ہو اور حسب قاعدہ نحو بشیر معرف باللام ہونا چاہیے یعنی برّق طفلك البشير۔ پس معلوم ہوا کہ آسمانی باپ بالکل گھاس کھا گیا ہے اور بیٹا اس سے بڑھ کر اس بساط پر علماء اسلام سے تحدی کی جاتی ہے اور اغلاط واسقام کے پڑاوے (اعجاز المسیح) کا جواب طلب کیا جاتا ہے
امید ہے کہ ہمارے نامہ نگار علماء بھی اس الہام پر ضمیمے میں بحث فرمائیں گے اور اگر کوئی نکتہ ہم سے رہ گیا ہو تو اسکی چھان بین کریں گے۔

مرزا جی سے آخری دو ہاتھ

مولانا شوکت سلام علیك و علی من لدیك

گو خدا کے فضل سے مرزا جی کے دعاوی ہی ایسے ہیں کہ اہل علم ان کے سنتے ہی ان کے مکذب ہو جاتے ہیں۔ علاوہ اس کے زمین و آسمان کی شہادت بینہ ان کی تکذیب کر رہی ہے۔ مگر بحکم بدر باید رسانید میرے جی میں مدتوں سے ایک تجویز کھٹک رہی ہے۔ امید ہے کہ اب اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے درج فرماویں۔

مرزا جی نے ایک اشتہار میں چالیس علماء کو مباحثہ کے لئے طلب کیا ہوا ہے۔ ہر چند میں نے بحکم لا تکلف ا لانفسك اپنی طرف سے خط لکھا اور استدعا کی کہ میں مباحثہ کو حاضر ہوں، مگر آپ اسی بات پر جمے رہے کہ چالیس پورے کر دو۔ چونکہ ندوۃ العلماء کا جلسہ امرتسر میں ہونے والا ہے، آپ کے ناظرین بھی اکثر شریک جلسہ ہوں گے۔ پس اگر آپ اس تجویز کو مکمل کریں کہ اہل علم جو شریک جلسہ ہونے کو آئیں ایک ہفتہ پہلے آپ کو منظوری سے اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزا کے مباحثہ میں شریک ہیں۔ اور آپ بحیثیت سکرٹری مرزا جی کو رجسٹرڈ نوٹس دیں کہ بعد جلسہ ندوۃ العلماء جس مقام پر چاہیں بجز کادیان کے (میرے نزدیک تو کادیان میں بھی حرج نہیں) ہم مباحثہ کو حاضر ہیں۔ کوئی شرط وشروط ہماری طرف سے نہ ہو بجز انہی شروط کے جو علم مناظرہ میں مسلم ہو چکی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس تحریک کو مکمل کرنے کے لئے ضرور ہی شریک جلسہ ہوں گے۔ کرایہ بھی نصف ہے جہاں تک جلد ہو سکے اس میری تحریر کو درج ضمیمہ فرماویں۔

ابو الوفا ثناء اللہ از امرتسر

اڈیٹر شحنہ ہند لکھتے ہیں:

بہت معقول اور مرزا جی کی ہمیشہ کی جھک جھک اور بک بک کا تصفیہ کرنے والی رائے ہے۔ ندوۃ العلماء کے جلسے کے موقع سے بڑھ کر کوئی موقع احقاق کا نہ ملے گا لہذا ہم نے بھی اس موقع کو مغتنمات سے سمجھ کر ابھی ابھی مرزا جی کو رجسٹری شدہ نوٹس

حسب مندرجہ ذیل دے دیا ہے:

جناب مرزا صاحب۔ السلا م علی من اتبع الھدی۔

مجھ کو مجلس العلماء امرتسر نے اپنا سکرٹری قرار دیا ہے لہذا میں بحیثیت انجمن کا خادم ہونے کی جناب والا کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ احقاق حق کیلئے جلسہ ندوۃ العلماء کے موقع سے بڑھ کر کوئی موقع نہیں۔ آپ ضرور تشریف لائیں اور بجز شرائط مقررہ مناظرہ کے کوئی شرط نہ کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور علماء کے مواجہہ میں اپنے دعاوی کے ثابت کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ اپنے اور اپنی جماعت کی طرف سے جناب اور علماء ہندوستان کی طرف سے جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر تسلیم کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی منظور فرمائیں گے اور اس نوٹس کا جواب بواپسی ڈاک دیں گے کیونکہ جلسہ ندوۃ العلماء کے دن بہت قریب ہیں۔

علماء کا خادم مجدد السنہ مشرقیہ ابوادریس احمد حسن شوکت

مدیر شحنہ ہند میرٹھ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

اسباب پرستی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اخبار الحکم قادیان میں لکھا ہے کہ اسباب پرستی بت پرستی سے بڑھ کر ہے پتھر کی پوجا اگر محرقہ ہے تو اسباب پرستی تپ دق ہے یادرکھو جو اسباب میں دل لگاتا ہے وہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔،

کیوں جناب یہ نصیحت عمل کرنے کیلئے بھی ہے یا یقولو ن ما لا یفعلون کی مصداق ہے ہم کو تو بدیہی طور پر امر ظانی ؟ ہی معلوم ہوتا ہے اسباب پرستی تو شرک ہے مگر تصویر پرستی کیا ہے جی کچھ نہیں صرف شرک کی نانی ہے تصویر پرستی کو مرزا جی نے اپنی بعثت اور اسکی اشاعت کے اسباب میں سے گردانا ہے درحقیقت تال میل خوب

ملا ہے یعنی شرک کو شرک فی الرسالت بلکہ شرک فی التوحید کی اشاعت کا سبب قرار دیا ہے جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔

مرزا جی کہتے ہیں میں اپنی تصویریں نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر میں اس لئے بھیجتا ہوں کہ اکثر عقلاء تصویر دیکھ کر انسان کے چہرے بشرے نوک پلک خوارق خصائل وغیرہ معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ اسباب پرستی نہیں تو کیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مرزا جی میں فی حد ذاتہ کوئی جذبہ بارقہ موجود نہیں جو انسانوں کو خود بخود کھینچ لے بلکہ دنیا کو صرف اپنی تصویر کی جھل دکھا کر فریفتہ کرتے ہیں ہم پوچھتے ہیں انبیاء میں سے کون سے نبی نے تصویر کی اشاعت کو اپنی نبوت کی اشاعت کا سبب گردانا ہے خاتم الانبیاء آنحضرت ﷺ نے تو تصویر بنانے اور بنوانے والے کو ملعون (جہنمی) فرمایا ہے تمام انبیاء صرف توحید الہی کی اشاعت کے لئے دنیا میں آئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تصویروں (بتوں) کو کیوں توڑا کیا کوئی نبی اس بات پر قادر نہ تھا کہ دنیا میں اپنی تصویریں بھیجتا اور ان کے ذریعہ سے اپنی پرستش کراتا حالانکہ ان کے جبروت کا سکہ بیٹھ گیا تھا وہ جو کچھ چاہتے دنیا سے کرا سکتے تھے مہدیان کذاب کو تو ان کے طنطنہ کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہوا انبیاء میں صداقت تھی شہرت پرستی اور دنیا طلبی نہ تھی یہ تو مرزا ہی کو مبارک ہو۔

مرزا اور اسکی امت ہی عاقبت کے بوریئے سمیٹے گی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں

الحکم قادیان میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب بھین والے نے اعجاز المسیح کی تردید کا ارادہ کیا تھا مگر مر گیا، اور اس کے کچھ نوٹ پیر گولڑی (پیر مہر علی شاہ) کے ہاتھ آ گئے انہوں نے سرقہ کر کے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں چھاپ دیئے۔ مطلب یہ ہے کہ مولوی محمد حسن کی ہلاکت کا باعث اعجاز المسیح پر تردیدی نوٹ لکھنا ہے گویا دنیا میں جو شخص مرتا ہے مرزا جی کی مخالفت ہی کی وجہ سے مرتا ہے۔

پیر صاحب کو بھی ہوشیار رہنا چاہیے وہ بھی چند روز میں مولوی محمد حسن مرحوم

سے جاملیں گے۔

فی الحقیقت امسال طاعون سے جتنے مرزائی مرے، وہ بھی شائد مرزا قادیانی ہی کی مخالفت سے۔ مرے دنیا میں طاعون اسی وجہ سے آیا ہے کہ مرزا جی کو لوگوں نے نبی اور امام تسلیم نہیں کیا۔ ہندوستان میں تو طاعون عام اور تام ہو ہی چکا ہے اب ممالک غیر کی باری ہے۔ کسی کی موت پر خوش ہونا ایسی کمینگی اور سفلگی ہے جس کی نظیر قادیان کے سوا کہیں نہ مل سکے گی۔ انسانوں کی موت سے انسانوں پر عبرت پڑتی ہے مگر ایک قادیان والوں کا نیچر ہے کہ وہ خوش ہوتے ہیں اور حضرت بروزی کا یہ قول پس پشت ڈال دیتے ہیں

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی اپنے مخالفوں کی موت یا حوادث سے تو خوش ہوتے ہیں لیکن اگر ان کے یہاں کوئی کامیابی یا خوشی ہوتی ہے تو مرزائیوں کی نانی مرجاتی ہے یہ ہے ظلی اور بروزی نبی اور یہ ہے اس کی امت۔

خیر القرون قرنی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے قادیانی مرزا جی کے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی ثم یفشوا الکذب کے موافق قرون ثلاثہ کے بعد کذب پھیل گیا۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حکیم (نور الدین) صاحب اپنے آس پاس دیکھیں۔ ادھر ادھر دیکھیں۔ اپنے دل میں دیکھیں۔ ایماناً قرآن و حدیث کی مخالفتوں کو دیکھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور سب یہی زعم کریں گے کہ ہم نبی ہیں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اب مرزا جی نے نبوت کا دعوی کر کے خود اپنے کو جھوٹا دجال بنا دیا بشرطیکہ وہ

جیسا کہ زبان سے کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے اقوال کو سچا جانتے ہوں۔

ظاہر ہے کہ ہرگز سچا نہیں جانتے ورنہ کبھی نبوت کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب یہ تاویل چھانٹنا کہ حدیث میں نبی کے پیدا ہونے کی نفی ہے، رسول کے پیدا ہونیکی نفی نہیں جھوٹ کے ثابت کرنے کو دوسرا جھوٹ ہے جس پر نوآموز طلبہ بھی قہقہہ اڑا سکتے ہیں۔ پس یوں جھوٹ پھیلا اور یوں یفشوا الکذب کی تصدیق ہوئی۔

مرزا غلام احمد اور ان کے حواری کو معلوم ہو کہ ۲۳ جھوٹے مہدی پیدا ہوئے مگر ان کا یا ان کی اولاد کا یا ان کی امت کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان بھی نہیں۔ انہوں نے بڑے بڑے محل بنائے جن کے مقابلہ میں منارۃ المسیح بچوں کا گھروندا ہے جو جمعہ کے روز مٹی اور ریتے سے بنایا کرتے ہیں اور بالآخر قضاء الٰہی زبان حال سے یہ شعر پڑھ دیتی ہے

در روز جمعہ خانہ بسے ساتی
بنیاد کاخ خویش نہ محکم گزا شتی

کذب کے وبال کو ذرا عزت کے ترازو میں تولئے کہ مہدی سوڈانی کے عالی شان منارہ دار مکانات تو الگ رہے، قبر تک کا نشان بھی توپوں کے گولوں سے جناب باری نے اڑوادیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اس بات کی کیا دلیل ہے کہ قادیانی مرزاجی تیس مہدیوں کے ذیل میں نہیں ہیں حالانکہ ابھی تک مخبر صادق کی پیشین گوئی کے موافق مہدی پورے نہیں ہوئے۔ جب تیرہ سو برس میں ۲۳ جھوٹے مہدیوں نے خروج کیا ہے، تو حساب لگا کر دیکھ لیجئے کہ بقیہ سات مہدیوں کی تعداد کتنے سال میں پوری ہوگی۔ اربعہ متناسبہ سے حساب جانچ لیجئے۔

مرزائیوں کو مرزا قادیانی سے ایک معاہدہ کرانا اور ایمان لانے سے پہلے اس بات پر مجبور کرنا چاہیے تھا کہ پہلے آپ یہ ثبوت دیں کہ آپ کے بعد کوئی اور جھوٹا نبی یا مہدی جن کی تعداد حدیث میں موجود ہے پیدا نہ ہوگا۔ اس دفع دخل کیلئے مرزاجی کہتے ہیں کہ نبی تو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ ویسے ہی نبی ہوں گے جیسے ۲۳ مہدیان کذاب ہو چکے ہیں۔

ظاہری دعوی تو یہ ہے کہ انبیاء برابر پیدا ہوتے رہیں گے مگر خاتم الانبیاء یا نبی کامل کوئی پیدا نہ ہوگا۔ حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے کو خاتم الانبیاء (خاتم الخلفاء)علی الاعلان قرار دے دیا ہے۔

ذرہ دیکھتے تو جایئے! قادیانی خم سے گرگٹ کی طرح کیسے کیسے رنگ نکلتے ہیں۔ موسم گرما آنے دیجئے، خدا نے چاہا تو دماغ کا تھرمامیٹر اونچے درجے پر پہنچ کر کامل مالیخولیا ہو جائے گا

کر علاج جوش وحشت چارہ گر
لا دے اک چنگ مجھے بازار سے

الہامی ہوئی مثیل المسیح ہوئے مہدی موعود ہوئے ظلی اور بروزی نبی اور رسول ہوئے آئندہ گرمیوں میں خاتم الانبیاء ورسل ہو جائیں گے۔ اور پھر خدا نے چاہا تو جس جست وخیز اور بکر کود سے زینہ بزینہ چڑھے ہیں اسی طرح بتدریج لوٹن کبوتر کی طرح قلابازیاں کھاتے لڑھکتے پھڑکتے آرہیں گے۔

ہے صاحب خزانہ کو ہی اوج سے زوال
ٹپکے نہ کیوں اچھال کے فوارہ آب کو

ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے ضمیمہ شحنۂ ہند نے اپنی نکتہ چینی سے مرزا قادیانی کا تنزل شروع کر دیا ہے۔ اب وہ اپنے کو مثیل المسیح اور ظلی اور بروزی نبی کہتے ہوئے جھجکتے ہیں کیونکہ بولتی بند ہوگئی ہے۔ خدا تو الی نے چاہا تو آسمانی باپ چندروز میں مرزا کا خطاب خاتم الخلفاء بھی یہ کہہ کر چھین لے گا کہ ایاز قدر خود بشناس۔

حدیث سے بغض

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعوی اور حدیث سے بغض۔ ایک لحیم شحیم موٹے تازے چکنے چپڑے بھاری بھرکم توندیلے اور پٹیلے مرزائی مولوی نے ہم سے کہا کہ جب آنحضرت ﷺ کا ذکر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا پانی ہوکر بہہ جائے گا، اور

اس کا تمام عنصر رانگ کی طرح نہیں موم کی طرح گل جائے گا۔ بھلا ایسا شخص کیونکر جھوٹا ہوسکتا ہے۔

ہم نے کہا دنیا پرست سادھو بچے تو وہ ڈھونگ باندھتے ہیں اور وہ ظاہری کرشمے دکھاتے ہیں کہ اچھے اچھے دانا بینا عاقل و بالغ عالم و فاضل لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر گانٹھ کاٹ لیتے ہیں۔

اچھا ان کو جانے دو کیا آپ نے کبھی عورتوں کے پھپھر ولے نہیں دیکھے۔ وہ وہ مکر گانٹھتی ہیں اور نخرے دکھاتی ہیں کہ مردوں کی آنکھوں میں سرسوں پھول جاتی ہے اور رونا ٹپ ٹپ ٹسوے بہانا تو ہر وقت انکی پوڑیا یا نیفے میں ہوتا ہے حالانکہ خدا تعالی ان کی نسبت فرماتا ہے انّ کیدکنّ عظیم

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حکیم الامۃ (نورالدین) جن کو مرزا قادیانی کا عکس یا ظل یا ہمزاد کہنا چاہیے ۱۷ستمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ نے سب کچھ خود کر کے دکھا دیا۔ اگر ایک حدیث بھی دنیا میں قلم بند اور جمع نہ کی جاتی، تب بھی یہ (نماز، روزہ، حج، وزکوۃ کے) مسائل صاف تھے،

پھر حکیم الامت نورالدین صاحب فرماتے ہیں:

غرض اللہ تعالی کے فرض کیلئے ایک مزکی کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بڑی بڑی کتابوں والے عبدالطاغوت ہوجاتے ہیں،۔،

(حکیم نورالدین صاحب کے فرامین حسب ذیل ہین: بہاء

حکیم صاحب فرماتے ہیں: ہر حال میں ایک امام کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ کی نسبت فرمایا کہ یتلوا علیھم آیاته و یزکیھم جو کچھ آپ فرماتے اور تلاوت کرتے وہی کر کے بھی دکھا دیتے اور اپنے عمل سے اس کو اور بھی موثر بنا دیتے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ واعظ اگر خود کہہ کر عمل کرنے والا نہ ہوتو اس کا وعظ بالکل بے معنی اور فضول ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسی لئے مزکی ٹھہرے کہ آپ جو تعلیم دیتے تھے پہلے خود کر کے دکھا دیتے۔ پانچ وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود پڑھ کر دکھا دی۔ دیکھو امام کو کس قدر التزام کرنا پڑتا ہے ۔پھر آپ پانچوں نمازوں کے خود امام ہوا کرتے تھے۔ اس سے قیاس کرلو کہ آپ کو کس قدر

التزام کرنا پڑتا تھا۔ پھر ان پانچوں نمازوں کے علاوہ تہجد اور دوسرے نوافل بھی پڑھتے تھے اور بعض وقت تہجد میں اتنی اتنی دیر تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے، جس سے آپ کا التزام بھی پایا جاتا ہے کہ عام اور فرض نمازوں سے زیادہ بوجھ آپ نے اپنے اوپر رکھا ہوا ہے۔

پھر روزہ کی تعلیم دی آپ نے ہفتہ میں دو بار مہینہ میں تین روزے اور سال بھر میں معین مہینہ روزے رکھ کر دکھا دیئے۔ اور شعبان اور شوال میں بھی روزے رکھا کرتے۔ گویا قریباً چھ مہینے سال میں روزے رکھ کر بتا دیئے۔

حج کر کے دکھا دیا خذوا عنی منا سککم

پھر زکوۃ کی تعلیم دی۔ زکوۃ لے کر اور خرچ کر کے دکھا دی۔

اسی طرح جو تعلیم دی اسے خود کر کے دکھا دیا جس سے تزکیہ نفس ہوا۔

ایک طرف تلاوت آیات کرتے تھے اور دوسری طرف تزکیہ نفوس کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ ابھی امام نہ تھے مگر نماز روزہ حج زکوۃ کے مسائل جانتے تھے۔

امام بخاری بھی امام ہونے سے پہلے نماز روزہ کرتے تھے۔

کیوں؟ اس لئے کہ حضور ﷺ نے تعامل سے سب کچھ پہلے ہی سکھا دیا ہوا تھا۔ اگر ایک بھی حدیث دنیا میں قلم بند اور جمع نہ کی جاتی تب بھی یہ مسائل بالکل صاف تھے

غرض اللہ تعالیٰ کے فضل کے لئے مزکی کی ضرورت ہوتی، ورنہ بڑی بڑی کتابوں والے عبدالطاغوت ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ حالت پیدا ہوتی ہے اور قوم کے دماغ اور دل (علماء اور مشائخ) کی حالت بگڑ جاتی ہے اس وقت وہ مزکی آتا ہے اور اصلاح کرتا ہے۔ جب قوم اور ملک ضلال مبین میں پھنس جاتا ہے تو ایک انسان خدا سے تعلیم پا کر آتا ہے جو قوم کو نجات دیتا ہے اور تزکیہ نفس کرتا ہے۔ خیالی ریفارمروں اور جھوٹے دعویداروں اور خدا تعالے کے ماموروں و مرسلوں میں امتیاز اور فرق یہی ہوتا ہے کہ اول الذکر کہتے ہیں پر کر کے نہیں دکھاتے مگر خدا کے مامور و مرسل جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں جس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۸)

حکیم نورالدین جی کا مطلب یہ ہوا کہ اب احادیث کی ضرورت نہیں، جیتا جاگتا ..مزکی (ظلی اور بروزی نبی) موجود ہے۔قرآن و حدیث کو جزدان میں لپیٹ کر اورطاق نسیان میں رکھ کراس کے پاس آ ؤ وہ تم کوسب کچھ سکھا دے گا۔

کیا اب بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی حدیث رسول کے سخت حریف ہیں اوراس کا مٹانا چاہتے ہیں یہ مرزا قادیانی کوآنحضرت ﷺ سے محبت ہے جنکا نام سن کرمرزا قادیانی گلا جاتاہےاوراپنے آنسوؤں کی کیچڑ میں بھینس کی طرح بھساک سے بیٹھا جاتاہے۔ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی نوگرفتاروں کو دام میں لانے کوایسے ہتھ کنڈے دکھاتے ہیں اور جب وہ دام میں پھنس کررنگ میں رنگے جاتے ہیں تو پھر یہ تقوی اورتورع نہیں رہتا۔ پھرتو سب کےسب لنکامیں باون گز کے ہوجاتے ہیں اور نیچرل آزادی کےکھیت میں منہ چھٹ ہریالی چرنے لگتے ہیں۔

آج کل آزادی آزادی پکارنے والوں کی نیوخوب جمتی ہے۔موجودہ زمانہ کے رفارمراورانبیاء وہ ہیں جو دنیا کوتکالیف شرعیہ سے آزاد کررہے ہیں۔ یہ رفارمر جو دعوی کریں بجاہے ان کے دعوی ضرورسرسبز ہوں گےاورہورہے ہیں۔یہی امتحان کا وہ وقت ہے جس کی نسبت مخبرصادق ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ ایمان کا سنبھالنا گویاہاتھ پر چنگاری رکھنا ہوگا اوراسلام یوں سمٹ جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں۔

ابھی تو کچھ بھی نہیں مومنوں کے ایمان کا سخت سےسخت امتحان لیا جائے گا۔ دنیامیں تیس دجالوں کذابوں کا آنا ضرور ہے،جن کے زورشور کےنعرے گنبد فلک میں گونجیں گے اورجن کے انا ربکم الاعلی کےنقارےمردوں تک کےکانوں کے پردے پھاڑیں گے۔ پس مسلمانوں کوامتحان کے لئے تیاررہنا اورآنے والی نسلوں کےتیارکرنے کا سامان فراہم کرنا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعوی کرنے والا بڑا ظالم ہے مسلمانوں کوخیال کرنا چاہیے کہ ایسا شخص کس قدرخوفناک ہےاوراسکا زہدوتقوی عبادت وریاضت (اگر درحقیقت کچھ ہو) کس کام کا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ کوئی نجس کپڑے کوعطر میں بساوے،اوریوں اس کی نجاست کوڈھک دے۔غروراورتکبرمرزائیوں کی سرشت

میں بھر گیا ہے۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ چند روز میں وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ایک ایک مرزائی اپنے کو انبیاء سے بڑھ کر سمجھے گا، اور مرزا جی نہ صرف خاتم الانبیاء بلکہ اپنے کو خدا سمجھنے لگیں گے۔ ابھی چیونٹیوں کے پر نہیں لگے، نہ جھوٹ کا جہاز جو طوفان میں آیا ہوا ہے اس میں کنارے تک پانی بھرا ہے ابھی تو بہت کچھ ہونے والا ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہے اور مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے جو ترقی گزشتہ دو سال میں کی ہے اگر اس کے انجن کی اسٹیم اسی طرح گرم رہی، تو بہت ہی جلد مکافات کو پہنچ جائیں گے اور جس طرح دوسرے ۲۳ مہدی اپنے خوارق کی یادگاریں صفحہ تاریخ پر چھوڑ گئے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی بھی اپنی نبوت و رسالت کی کارروائیوں کا بڑا بھاری ذخیرہ چھوڑ جائیں گے۔ اور ہم مبدء فیاض ازل کی برکت سے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا، دیر میں ہو یا جلد ہو۔ انبیاء کی مخالفت نے تو بڑے بڑے سرکش سلاطین اور بڑی بڑی جرار اور زبردست قوموں کو خاک میں ملا دیا ہے مرزا جی تو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی محبت آپ کی اتباع میں ہے، نہ کہ دفع الوقتی کے لئے محض زبانی دعوے کرنے میں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

قل ان کنتم تحبّو ن اللہ فا تبّعو نی یحببکم اللہ

یعنی کہہ دو اے محمد! اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو میرا اتباع کرو۔ خدا تم کو دوست رکھے گا۔

اب مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو اس کسوٹی پر کھنا چاہیے۔ بھلا ان کی کسی بات میں بھی آنحضرت ﷺ کا اتباع ہے؟ بلکہ سراسر خلاف ہے۔ اور خود نبی بننا ہی آنحضرت ﷺ کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا تمغہ اور نشان ہی ختم رسالت یعنی تکمیل کمالات رسالت ہے۔ اور جب آپ ﷺ کے بعد دوسرا نبی بھی پیدا ہوا تو تکمیل ناقص ٹھہرتی ہے نعوذ باللہ۔

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء نمبر ۳۷ جلد ۲۰ و ۲۲

جہلم میں قادیانی جماعت کی شکست

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک حواری مولوی مبارک علی جہلمی مرزائیوں کی حسب الطلب جہلم میں نازل ہوئے۔ اہل اسلام نے سیالکوٹ سے مولوی محمد ابراہیم کو بلا لیا جو مولوی مبارک علی کے پرانے واقف کار تھے۔ اور مولوی محمد کرم الدین فاضل بھین بھی اتفاق حسنہ سے تشریف لے آئے۔ دونوں صاحبوں نے مولوی مبارک علی کو مباحثہ کی دعوت دی۔ مقام مباحثہ عیدگاہ اور تاریخ مباحثہ ۲۶، اگست قرار پائی۔

تاریخ مقررہ پر عیدگاہ میں فریقین جمع ہوئے اور تحصیل دار شہر منشی غلام حیدر خان صاحب معہ بابو دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر پولیس انتظام اور امن قائم رکھنے کے لئے تشریف لے آئے۔ مباحثہ شروع ہونے سے پیشتر مولوی مبارک علی مرزائی نے عربی زبان میں کچھ فقرے پڑھے، اور حیات مسیح پر ثبوت طلب کرنے کے علاوہ جواب بھی عربی زبان میں مانگا گیا۔

علامہ ابو الفضل (مولوی کرم الدین جہلمی) نے مرتجلاً عربی میں جواب دیا اور بیان فرمایا کہ آپ نے اپنی عربی میں اعراب کی اس قدر صریح غلطیاں کی ہیں جو نحو میر پڑھنے والے طالب علم بھی نہ کریں۔ اور چند غلطیاں بحوالہ صرف و نحو بیان فرمائیں۔

مرزائی اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

آخر کار مباحثہ شروع ہوا اور مباحثہ کے لئے شرائط قرار پائے۔ مرزائیوں کی طرف سے مولوی مبارک علی کی امداد کے لئے مولوی برہان الدین جہلمی اور مسلمانوں کی طرف سے مذکور الصدر علماء تھے۔

پہلے مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حیات مسیح کے متعلق آیات بینات و احادیث نبویہ سے ثبوت پیش کئے اور قرار پایا کہ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۲ء یعنی دوسرے روز مولوی مبارک علی صاحب اس کا جواب دیں۔

مگر ۲۷۔ اگست کو مولوی مبارک علی صاحب پہلے تو کچھ اور عذر پیش کرتے رہے اور آخر کہلا بھیجا کہ بخار چڑھ جانے کے باعث مجبور ہوں۔

راجہ خان بہادر خان صاحب ایڈی کانگ حضور وائسرائے ہند، چودھری غلام قادر خان صاحب سب رجسٹرار، سردار دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر پولیس مولوی مبارک علی صاحب کے مکان پر تصدیق بیان کے لئے گئے، تو معلوم ہوا کہ بخار تو نہیں مگر بخار کا بہانہ کر کے لحاف اوڑھے پڑے ہیں۔

چودہری صاحب نے کہا آپ کو بخار بالکل نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو بلا کر تصدیق کرا سکتا ہوں اور فیس بھی اپنی جیب سے دوں گا۔ مگر مولوی مبارک علی صاحب نے منظور نہ کیا۔ آخر تینوں صاحب عید گاہ میں واپس آئے اور مولوی مبارک علی صاحب کے بہانہ کا حال بیان کر دیا۔

اڈیٹر شحنہ ہند بتاتے ہیں:

ہم لکھ چکے ہیں کہ جب مرزائی امت ممات مسیح پر بحث کرنا چاہے تو یہ جواب دیا جائے کہ تم تمام (انبیاء) اور ان کے معجزات پر مباحثہ ترک کر کے حیات و ممات مسیح ہی کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ کیا تم عیسی مسیح کے معجزات کے منکر ہو۔ اگر منکر ہو تو تمام انبیاء اور ان کے معجزات کے منکر ہو۔ قرآن کے منکر ہو، حدیث کے منکر ہو۔ اور اس صورت میں مسلمان نہیں ہو، پس مناظرہ ختم۔

اور اگر وہ یہ کہیں کہ عیسی مسیح کی وفات ہمارے محدث مسیح کے دعوی سے متعلق ہے، تو یہ جواب دو کہ پہلے تم اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کرو۔ حیات و ممات مسیح سے اس دعوی کو کوئی تعلق نہیں۔

اب رہیں صرف ونحو کی غلطیاں۔ یہ تو خود لال گرو کی بھی گھٹی میں پڑی ہیں چیلے چاپڑ تو کیا چیز ہیں۔ اس سے ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کے ناظرین اچھی طرح واقف ہیں۔ ہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ تمام مرزائی علوم وفنون سے ویسے ہی کورے ہیں جیسے مرزا جی سچی پیشین گوئیوں سے۔ ضمیمہ میں نظم ونثر کی قلعی کھل چکی ہے۔

(جہلم میں مولانا ابراہیم میرؒ سیالکوٹی اور مبارک علی قادیانی کے درمیان مباحثے کی کاروائی سراج الاخبار جہلم اور پیسہ اخبار لاہور میں شائع ہوئی تھی جس میں واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ مباحثے میں

شکست قادیانیوں کے حصہ میں آئی تھی۔مولوی کرم الدین جہلمی اورمرزا قادیانی کے باہمی مقدمات میں بھی اس مناظرے کا ذکر آیا تھا اور مجسٹریٹ جہلم نے اپنا فیصلہ لکھتے ہوئے ضمناً اس مباحثے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس مباحثے میں قادیانیوں کوشکست ہوئی ہے۔تاہم شکست کی روداد پر لیپاپوتی کر کے سلطان القلم کی شاگردی کا حق ادا کرتے ہوئے اڈیٹر الحکم قادیان شیخ یعقوب علی قادیانی لکھتے ہیں:

سراج الاخبار نے جہلم کے مباحثہ کے متعلق جو غلط واقعات شائع کئے ہیں اس پر ہم مفصل ریمارک بعد میں انشاء اللہ کریں گے اور سراج الاخبار ہی کی تحریر سے دکھائیں گے کہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد کا مصداق ہوکر اڈیٹر سراج الاخبار نے کہاں تک اپنی تحریر کو بے وقعت کر دیا ہے۔چونکہ سراج الاخبار کے اڈیٹر نے اپنی تحریر کی کثرت اشاعت کی خواہش کی وجہ سے پیسہ اخبار میں بھی اسے چھپوایا ہے جس کو احمدیوں سے بغض اور عداوت ہے، اسلیئے ہم نے ضروری سمجھا کہ اصل واقعات کے سلسلہ کوبھی شروع کر دیا جائے۔اگر چہ کشتی نوح کا مضمون اس سارے نمبر میں درج ہونا ہمارا مقصود تھا لیکن اس کا حد سے زیادہ بڑھ جانا اور ایک ہی اخبار کا اس کے اندراج کے لئے متحمل نہ ہونا اور سراج الاخبار کی خلاف بیانی کے زہریلے اثر کا بہت جلد رفع کرنا ایک ضروری امر ہونا ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اس مباحثہ کے اصل حالات کے سلسلے کوشروع کر دیں جو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اس مباحثہ کی بنا اس وقت سے پڑنی شروع ہوئی جیسے کہ میاں ابراہیم نے مولوی برہان الدین سے اس بہانہ سے بحث کرنے سے انکار کیا کہ وہ میرے استاذ الاستاذ ہیں اور پھر ان کے برخلاف جہلم میں جا کر اکھاڑا جمایا اور بہت سے لوگوں کومرزا صاحب کی جماعت کے برخلاف جہلم میں برافروختہ کر دیا اور کئی دن تک وعظ کے جلسے کرتے رہے اور عوام کالانعام کو جوش دلاتے رہے۔

ان دنوں جہلم کی جماعت کی طرف سے ایک خط قادیان میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا کہ مولوی ابو یوسف محمد مبارک العلی صاحب کومناظرہ کیلیئے بھیجا جائے مگر مولوی صاحب موصوف چونکہ قادیان کے ہائی سکول میں عربی مدرس ہیں اس لئے بوجہ ملازمت نہ آ سکے اور مرزا صاحب نے ان کوبھیجنا ضروری نہ سمجھا۔

موسم گرما کی تعطیلات کی تقریب پر مولوی مبارک علی اپنی ننہال میں جاتے ہوئے جو جہلم سے آٹھ دس کوس کے فاصلہ پر جانب شمال دریائے جہلم سے پار علاقہ ریاست جموں میں ہے جہلم میں آ گئے اور مسافرانہ طریق پر مولوی برہان الدین کے مکان پر اترے۔جماعت احمدیہ کوان کے آنے کی خبر ملی، اکثر احباب ملاقات کے لئے ان کے فرودگاہ پر پہنچے۔مولوی صاحب سے ملاقات کی اور آپ کی تشریف آوری کی خوشی ظاہر کی، اور آپ سے استدعا کی کہ ایک دوروز جہلم میں ٹھہر کر اپنے وعظ وکلامسے احباب کومستفید فرماویں۔

مولوی مبارک علی نے دو ایک روز کا رہنا بخوشی قبول کیا اور ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء کو بوقت عشاء قاری صاحب کی مسجد میں وعظ فرمایا۔ جماعت احمدیہ کے تمام ممبر اور اکثر دوسرے فرقے کے مسلمان بھی آپ کے وعظ میں جمع ہوئے۔ آپ کا بیان علم قرآن اور اس کے حصول کے ذرائع کے متعلق تھا۔ قرآن کریم سے نہایت لطافت بیانی سے یہ ثابت کیا کہ علم قرآن سوائے مطہر اور مزکی نفوس کے دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں ہوسکتا، اور علم قرآن کے حصول کے ذرائع میں سے بڑا ذریعہ تقوی وطہارت یعنی تزکیہ نفس اور تطہیر قلب اور اہل اللہ کی صحبت ہے، اور یہ باتیں اس زمانہ میں سوائے امام الزمان مرزا صاحب کی صحبت پاک کے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ علاوہ ازیں دیگر ضروری مسائل پر بھی اپنے وعظ میں بحث کی جس سے حاضرین نہایت محظوظ اور مطمئن ہوئے۔

اختتام وعظ پر ایک صاحب صوفیانہ صورت بنائے ہوئے محمد الدین نامی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہمارے نزدیک آپ کی جماعت کے برخلاف مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی قرآن کو بہت اچھا سمجھنے والے ہیں، اور ہمارا اس پر کلی یقین ہے کہ وہ بہت بڑے عالم اور بہمہ صفت موصوف ہیں۔ اس لئے یہ استدعا ہے کہ آپ حضرت مسیح کی حیات و وفات کے مسئلہ میں ان سے مباحثہ کریں، اور اس مسئلہ کو طے کر دیں۔ ہم لوگ سبک نہیں ہیں اور ہمارا مدعا صرف تحقیق حق ہے۔ اگر آپ کی بات حق ہے تو ہمیں قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ مولوی مبارک علی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگوں کو اپنے امام کی طرف سے بحث مباحثہ کی اجازت نہیں ہے اور نہ موجودہ زمانہ میں بحث مباحثہ کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا (پھر جماعت جہلم نے مرزا صاحب کو کیوں درخواست بھیجی تھی کہ مبارک علی کو بھیجا جائے۔ کیا اس جماعت کو مرزا غلام احمد قادیانی کے حکم امتناعی کا علم نہیں تھا؟ پھر مبارک علی کے نہ آنے کی وجہ ان کی تدریسی مصروفیات بتائی گئیں، یہ نہیں کہا گیا کہ حکم امتناعی موجود ہے۔ اور مرزا صاحب قادیانی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے اسلئے مباحثہ نہیں ہوگا، بلکہ انہوں نے کسی اور وجہ مبارک علی کو بھیجنا مناسب خیال نہ کیا۔ جو شیئے دیگر ہے۔ بہاء) صرف مرغ بازی یا بٹیر بازی اور تو تو اور میں میں ہوتی ہے اس لئے اسطریق مباحثہ کو میں پسند نہیں کرتا۔ اس پر صوفی صاحب مذکور نے فرمایا کہ نہیں یہ ہمارا بھی منشاء نہیں کہ ایسا ہو اور ایک تماشا گاہ قائم کی جائے بلکہ امن اور عافیت اور صلح کاری اور اچھے لوگوں کی ذمہ داری سے یہ معاملہ طے کیا جائے گا۔ اس پر مولوی مبارک علی نے باتفاق رائے احباب اس امر کو قبول کیا اور صوفی صاحب مذکور کو اجازت دی کہ وہ مولوی ابراہیم صاحب (سیالکوٹی) کو بلا لیں۔ صوفی صاحب نے یہ سن کر کہا ایسا نہ ہو کہ آپ انکے آنے سے پہلے ہی تشریف لے جاویں، مولوی مبارک علی نے بحلف اس عہد کو مستحکم کیا

کہ میں انشاء اللہ آپ کے مولوی صاحب کے آنے سے پہلے جہلم سے باہر ہرگز نہیں جاؤنگا، مگر شرط یہ ہے کہ آئندہ جمعہ تک انتظار کی جاوے گی، اگر اس عرصہ میں وہ نہ آئے تو پھر میرا حق ہوگا کہ میں چلا جاؤں کیونکہ میں مسافرانہ طریق سے آیا ہوں زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ پس صوفی صاحب نے یہ سن کر کہا کہ ہم مولوی ابراہیم (سیالکوٹی) کو ابھی تار دیتے ہیں وہ انشاء اللہ فوراً چلے آویں گے۔

اس کے بعد جلسہ وعظ برخواست ہوا اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ صبح کے وقت مولوی مبارک علی اسی مسجد میں تشریف لائے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اسی مسجد میں بیٹھے رہے اور اکثر احباب جمع ہو گئے مختلف مسائل پر بطور خود گفتگو ہوتی رہی۔ جب قریباً آٹھ بجے تو مستری عبدالکریم صاحب تشریف لائے اور اکثر تماشائیلوگ بھی جمع ہو گئے۔ مستری صاحب موصوف نے مولوی مبارک علی سے حضرت مسیح کی حیات وممات کے متعلق گفتگو شروع کی اور پر جوش الفاظ میں بولنے لگے اور ساتھ ہی یہ عذر بھی کیا کہ میں ایسا ہی بولا کرتا ہوں آپ مجھے معذور رکھیں گے۔ مولوی مبارک علی نے بڑی حسن اخلاق اور دل جوئی سے مستری صاحب کو بولنے کی اجازت دی اور کہا کہ آپ جس طرح چاہیں گفتگو کریں میں برا نہ مانوں گا۔ اس پر مستری صاحب اپنی لیاقت کے مطابق آزادی سے کلام کرتے رہے اور مولوی مبارک علی بڑی متانت اور حلم سے جواب دیتے رہے۔ اتنے میں مولوی کرم الدین ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم اور آپ کے ہمراہ میاں ملک صاحب بھی تشریف لائے اور ایک طرف آکر بیٹھ کر گئے۔

مستری صاحب سوال پر سوال کرتے جاتے اور جواب باصواب پاتے جاتے۔ جب مستری صاحب نے عربیت کے کسی مسئلہ میں غلطی کھائی، تو مبارک علی نے فرمایا کہ آپ عربی زبان نہیں جانتے اور نہ اسکے قواعد سے آپ واقفیت رکھتے ہیں اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنے کسی مولوی صاحب کو بطور وکیل پیش کریں۔ تب انہوں نے کرم الدین کو اس مسئلہ کے تصفیہ کیلئے پیش کیا۔

مولوی کرم الدین نے قبل اس کے کہ گفتگو کریں یہ بات پیش کی کہ میں کسی خاص گروہ کا آدمی نہیں۔ میں مرزا صاحب قادیانی سے حسن ظنی رکھتا ہوں اور دوسرے فریق سے بھی ابھی تک مجھے تعلق ہے اور میں نے کسی جانب ابھی تک فیصلہ نہیں کیا۔ مولوی کرم الدین کی اس دورنگی گفتگو سے حاضرین کو ایک عجیب حیرت حاصل ہوئی اور جماعت احمدیہ کو تو ان کی نسبت اسی وقت سے سوءظنی پیدا ہوگئی کہ یہ شخص لا الی ھؤلاء و لا الی ھؤلاء کا مصداق ہے، اس کی گفتگو سے کوئی نیک نتیجہ پیدا ہونے کی امید نہیں ہوسکتی۔۔

الغرض مولوی کرم الدین نے مستری کی وکالت اختیار کر کے مولوی مبارک علی سے گفتگو شروع کی اور اپنے استدلالی طریق میں ایسا الٹا مسلک اختیار کیا کہ بات بات میں ملزم ہونے لگے اور قرآن کریم

سے دو ایک ایسے استدلال پیش کئے جس سے حاضرین کو معلوم ہو گیا کہ مولوی کرم الدین قرآن کریم میں قطعاً دسترس نہیں رکھتے اور علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔

آخر کار ایک ایسی غلط رائے پر اڑے کہ مستری صاحب نے سیٹھ احمد دین کے کان میں وہیں اس مجلس میں بیٹھے ہوئے کہہ دیا کہ مولوی کرم الدین غلطی پر ہیں اور نہایت غلط راہ چل رہے ہیں۔ آخر مولوی مبارک علی نے مولوی کرم الدین کو ایسا ساکت اور لاجواب کیا کہ مولوی صاحب کا رنگ فق ہو گیا اور تیور بدل گئے اور آپ کی طبیعت میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو گیا اور کچھ نفسانیت کا رنگ آ گیا، مگر مارے شرم کے کچھ بول نہ سکتے تھے اور خجالت سے عرق عرق ہو گئے اس وقت گیارہ بج چکے تھے۔ مولوی مبارک علی کو کھانا کھانے کے لئے پیغام آیا اور جلسہ برخواست ہوا لیکن فریق ثانی کی طرف مولوی کرم الدین کے زک اٹھانے پر بے طرح جوش دیکھا جاتا تھا۔

اسی اثنا میں مشہور ہو گیا تھا کہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی بذریعہ تار بلائے گئے تھے مگر انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ آخر مجبور ہو کر اسی روز فریق ثانی نے صوفی صاحب کو ایک بجے کی ٹرین پر مولوی ابراہیم صاحب کو لانے کے لئے سیالکوٹ روانہ کیا۔

ادھر مولوی کرم الدین نے بخلاف اپنے اس اظہار حسن ظنی کے جو مرزا صاحب کی نسبت انہوں نے گفتگو سے پہلے عام جلسے میں کیا تھا بالاعلان مرزا صاحب قادیانی اور آپ کی جماعت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور عوام کو خوب بھڑکایا اور ہنگامہ گرم رکھا۔

ادھر مولوی مبارک علی کو کھانا کھانے کے بعد پیش از نماز ظہر نہایت شدت کے ساتھ تپ ہو گیا (اور ۲۵۔ اگست کا دن تھا) (۲۵ اگست ۱۹۰۲ء، یعنی ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۲۰ھ روز دوشنبہ۔ بہاء) تمام شب تپ رہا، صبح کو تپ اترا، اور نماز صبح میں شامل ہوئے۔(یعنی ۲۶۔ اگست کی صبح کو تپ اتر گیا۔ بہاء) اتنے میں کچھ اور احباب بھی آ گئے اور وہ صوفی صاحب بھی آ پہنچے جو مولوی ابراہیم صاحب کو لانے کے لئے گئے تھے۔ اور یہ سب لوگ آ کر مولوی مبارک علی کے پاس بیٹھ گئے۔ تب باستدعا مولوی برہان الدین، میاں نظام الدین احمدی نے مرزا صاحب کی نظم درثمین سے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور ان کے بعد خود مولوی مبارک علی نے بھی درثمین میں سے ایک نظم پڑھی۔ اس کے ختم ہونے پر صوفی صاحب نے فرمایا کہ مولوی ابراہیم تشریف لے آئے ہیں آپ لوگ جلسہ مباحثہ کے لئے مکان تجویز کریں اور وقت مقرر کریں اور اپنی جماعت کے حفظ امن کے ذمہ دار بھی ہوں۔ ادھر سے عرض کیا گیا کہ ہم لوگ تھوڑے ہیں اور آپ کثرت سے ہیں اور آپ کا شہر میں رسوخ بھی بہت ہے اور حکام تک راہ و رسم ہے اس لئے ان سب امور کا انتظام آپ کے

ذمہ ہے۔ہم اس میں سے کوئی بات بھی اپنے ذمہ نہیں لے سکتے، بلکہ اپنی جماعت کا بھی ذمہ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ لوگوں کا اختیار ہوگا اگر ہماری جماعت میں سے کوئی شخص بے اعتدالی کرے تو آپ اس کو جلسہ مباحثہ سے نکال دیں۔

خیر اس پر بہت بحث اور حجت ہوتی رہی اور فریق ثانی حفظ امن کا ذمہ نہ ہوا۔آخر دونوں طرف کے لوگ شہر کے ایک معزز رئیس بہاول بخش ذیلدار کے پاس گئے انہوں نے اس بات کا ذمہ اٹھالیا کہ ہم حفظ امن کا انتظام کر دیں گے بلکہ تحصیل دار اور تھانہ دار صاحب کو بھی عین جلسہ مباحثہ میں لے آویں گے۔تب ذیلدار حسب قرار داد خود تحصیلدار کے پاس گئے اور حفظ امن اور مکان جلسہ کا کل فیصلہ کر کے آگئے اور فریقین کے معتبر اشخاص کو علیحدہ علیحدہ مطلع کر دیا کہ عید گاہ شہر میں ٹھیک چار بجے سب کو جمع ہو جانا چاہیے اور دونوں فریق کے علماء اپنے اپنے ساز وسامان سے تیار ہوویں اور عند الطلب بلا عذر وحیلہ موقع پر حاضر ہو جائیں۔پس بموجب ارشاد ذیلدار دونوں فریق طیار ہو گئے اور ٹھیک چار بجے بابو غلام حیدر تحصیلدار و دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر مکان مباحثہ پر تشریف لے آئے اور فریقین کو طلب کیا۔

فریقین کے علماء آپہنچے اور باہم آمنے سامنے بیٹھ گئے اور باقی مخلوقات میدان عید گاہ میں مولوی صاحبان کے ارد گرد بیٹھ گئی۔تحصیل دار صاحب نے بالاعلان فرمایا کہ کسی شخص کو سوائے مناظرین کے بولنے کی اجازت نہیں،اور نہ اشارہ کنایہ سے کوئی شخص کسی جانب سے کسی قسم کی شرارت کرے۔جو شخص ایسا کرے گا اس سے قانونی سلوک کیا جائے گا۔اور چاروں طرف پولیس کے سپاہی تعینات کئے گئے۔

تب باجازت تحصیل دار مولوی مبارک علی اٹھے انہوں نے مولوی ابراہیم کو مخاطب کر کے عربی زبان میں بصورت سوال ایک مختصر سی عبارت پڑھی۔جو اسی وقت لکھی گئی تھی۔جس کا ماحصل یہ تھا کہ آپ حضرت مسیح کی حیات جسمانی اور آسمان پر بجسد عنصری مرفوع ہونے کے قائل ہیں اور اس باب میں ہم سے آپ تنازعہ کرتے ہیں اور یہ امر ہمارے نزدیک خدا کی سنت مستمرہ کے برخلاف اور محالات عادیہ سے ہے۔اسلئے آپ ایک امر محدث اور منکر کے دعویدار ہیں نہ کہ ہم،لہذا آپ پر واجب ہے کہ آپ نصوص قطعیہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے اپنے مدعا کو ثابت کریں،اور اس سوال کا جواب بھی عربی میں دیں،اور حاضرین کو ترجمہ کر کے سنا بھی دیں،جیسا کہ میں نے سنا دیا ہے۔

اس کے بعد مولوی مبارک علی بیٹھ گئے اور مولوی ابراہیم نے نقل پرچہ سوال طلب کیا۔اس پر مولوی کرم الدین اٹھ کھڑے ہوئے اور چند ژولیدہ لفظ عربی زبان میں ایک پرچہ پر لکھ کر آپ نے پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ اہل جلسہ عربی دان نہیں ہیں اس لئے عربی زبان میں تکلم فائدہ مند نہیں۔..پھر مولوی

مبارک علی نے کہا کہ آپ ہمارے مخاطب نہیں۔آپ نے یہ کیوں دخل درمعقولات کیا ہے۔آپ بولنے کے قطعاً مجاز نہیں۔ ہاں اگر آپ مولوی ابراہیم صاحب کی اعانت کرنا چاہتے ہیں تو صرف ان سے آہستگی کے ساتھ کلام کریں۔تب میر مجلس کی رائے سے یہ بات قرار پائی کہ سوائے مولوی ابراہیم صاحب کے اور دوسری جانب سوائے مولوی مبارک علی کے دوسرے شخص کو بولنے کی اجازت نہیں اور باتفاق رائے یہ بھی قرار پایا کہ مضمون مباحثہ اردو زبان میں ہی لکھا جاوے تا کہ عام لوگ فائدہ اٹھائیں۔

اب مولوی کرم دین خاموش ہوئے اور مولوی ابراہیم جواب دینے کیلئے اٹھے اور کتاب کی صورت میں ایک بڑی لمبی لکھی ہوئی تحریر پڑھنی شروع کی۔اس پر مولوی مبارک علی نے کہا کہ ہم اس کو کہاں تک لکھتے جائیں گے، انہوں نے تو بجائے تقریر کے ایک کتاب پڑھنی شروع کر دی ہے۔تب بحکم میر مجلس، مولوی ابراہیم نے وعدہ کیا کہ میں جو کچھ سناؤنگا جواب کیلئے اس کی حرف بحرف نقل دے دونگا۔اور کل دس بجے سے پہلے نقل مولوی مبارک علی کے پاس پہنچ جائے گی۔اور یہ بھی کہا کہ مجھے اپنی تقریر کے لئے کم از کم چھ گھنٹے ملنے چاہییں۔تب میر مجلس نے فرمایا کہ شام تک جو قریباً تین چار گھنٹے ہوتے ہیں آپ تقریر کر سکتے ہیں۔تب آپ نے اپنا وہ سارا اندوختہ اور آموختہ جو آپ کی کئی سال کی جانفشانی کا نتیجہ تھا جستہ جستہ مقامات سے پڑھ کر سنا دیا اور بجائے چھ گھنٹے کے ایک ہی گھنٹے میں ختم کر دیا۔آپ کے سارے مضمون کا لب لباب یہ تھا کہ سنت اللہ کا لفظ قرآن کریم میں صرف عذاب پر بولا گیا ہے اور انہیں معنوں میں مقید ہے۔ انسان جب ایک وقت وزنی پتھر اٹھا کر اوپر پھینکتا ہے اور وہ اوپر چلا جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ مسیح کو آسمان پر نہیں لے جا سکتا۔ پرندے جو ہوا میں اڑتے ہیں تو کیا مسیح اوپر نہیں چڑھ سکتا۔مسیح کی حیات جسمانی کا بیان وجدانی ہے بیان میں نہیں آ سکتا، توفی کے معنی پورا بھر لینا ہے یعنی معہ جسم کے اٹھا لینا۔اس پر بعض تفاسیر کے متناقض اقوال کو بطور ثبوت وشہادت کے پیش کیا اور بعض تراجم اردو کا بھی حوالہ دیا۔مسیح کو آیۃ اللہ قرار دے کر اور متکلم فی المہد مان کر اس کے خواص کو اور نبیوں سے الگ مانا اور اس وجہ سے اس کو انسانی ضوابط اور خواص سے مستثنیٰ قرار دیا۔آپ کی تقریر اول سے آخر تک مختلط الترتیب تھی۔ اور آپ کے استدلات ایسے کمزور اور غریبہ تھے جن میں آپ دیگر مفسرین سے متفرد پائے جاتے تھے ...اور آپ کا طرز بیان نہایت کرخت اور آواز بھرائی ہوئی تھی۔ بایں ہمہ ایک گھبراہٹ دامن گیر تھی جس نے آپ کو حواس باختہ بنا یا ہوا تھا۔غرض جوں توں کر کے آپ کا مضمون ختم ہوا، تو میر مجلس نے فرمایا کہ ابھی آپ کا بہت سا وقت باقی ہے کچھ تو اور کہیے۔مگر آپ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا ہوں۔تب میر مجلس نے مولوی مبارک علی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا آپ اس تقریر کا آج اور اسی وقت جواب دینا چاہتے ہیں کیونکہ ابھی کافی

وقت ہے۔

مولوی مبارک علی نے کہا کہ میں تحریر کا جواب تحریر سے ہی دینا چاہتا ہوں۔ میری پاس اس وقت کوئی لکھی ہوئی کتاب موجود نہیں جس میں سے سنا دوں اور اس طرح پر میری تقریر محفوظ بھی نہیں رہ سکتی مجھے مولوی ابراہیم کے مضمون کی کاپی مل جاوے تو میں انشاء اللہ کل جواب دوں گا (نوٹ از اڈیٹر الحکم: اگرچہ مولوی ابراہیم نے اپنے مضمون کی کاپی دینے کا وعدہ کیا تھا مگر مولوی مبارک علی و ماسٹر فقیر اللہ نے ساتھ ہی ساتھ مولوی ابراہیم کی تقریر میں سے چند ضروری نوٹ کر لئے تھے دوران تقریر میں مولوی ابراہیم نے اعتراض بھی کیا تھا کہ جب میں نے تحریر دینے کا وعدہ کیا ہے تو میری تقریر کے نوٹ کیوں کئے جاتے ہیں۔ اس پر مولوی مبارک علی نے فرمایا کہ نوٹ کرنا ہمارا حق ہے۔ ہم نے جواب دینا ہے، آپ ہم کو اس سے روک نہیں سکتے۔ اور میر مجلس نے بھی فرمایا کہ نوٹ کرنا مبارک علی کا حق ہے، آپ بھی ان کی تقریر کے نوٹ کر سکتے ہیں) اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ یہ ۲۶۔ اگست ۱۹۰۲ء کا دن تھا۔

اب صبح ۲۷۔ اگست ۱۹۰۲ء کو مولوی مبارک علی نے صبح ۶ بجے ہی سے اپنا جواب لکھنا شروع کر دیا اور اپنی یادداشت اور نوٹوں کی بنا پر بارہ بجے تک جواب لکھ کر تیار کر لیا۔ جب مضمون پورا ہو چکا تو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ بھی پہنچا اور ساتھ ہی مولوی مبارک علی کے عربی پرچہ کا مطالبہ تھا۔ مولوی مبارک علی نے اپنا عربی پرچہ اس شخص کے ہاتھ بھیج دیا جو مولوی ابراہیم کا پرچہ لایا تھا مگر ادھر سے بھی مولوی کرم الدین کے عربی پرچہ کا بالمقابل مطالبہ کیا گیا کہ مولوی کرم الدین کو اپنی عربی کی صحت کی نسبت کچھ تو دھڑکا تھا کہ بار بار کے مطالبہ پر بھی پرچہ نہ دیا اور خلاف معاہدہ کیا کیونکہ بالمقابل تحریروں کے دینے کا معاہدہ ہو چکا تھا لیکن انہوں نے اپنا عربی پرچہ دینے سے انکار کیا اور شدت تقاضا پر بھی نہ بھیجا۔ اس سے مولوی کرم الدین کی عربی دانی کا ایک منصف طبع انسان کو پتہ لگ سکتا ہے۔

مولوی مبارک علی کو اپنا جواب مکمل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مولوی ابراہیم کے پرچے کو اول سے آخر تک پڑھ لینا چاہیے اور جواب کو اس سے منطبق کر لینا چاہیے۔

جب مضمون مرسلہ مولوی ابراہیم حرف بحرف پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں اکثر حصہ ان مضامین کا نہیں جو آپ نے اپنی تقریر میں بیان کئے تھے اور نہ وہ نوٹ بھی درج ہیں جو ان کی تقریر سے لئے گئے تھے اور وہ نوٹ اور مضامین جو مضمون سے عمداً خارج کئے گئے ایسے اہم اور ضروری تھے جس سے مولوی ابراہیم صاحب کی ساری قلعی کھل جاتی تھی اور آپ کے علم کی پوری پردہ دری ہوتی تھی۔ اس مضمون کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ زائد مضامین اور سوال بھی اس پرچہ میں درج کئے گئے ہیں تب فوراً تحصیل دار کی طرف

ایک خط لکھا گیا اور مولوی صاحب کی دیانت داری کا سارا حال منکشف کیا گیا لیکن تحصیل دار کی طرف سے اس خط کا کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا۔

اس کے بعد مولوی مبارک علی کو تپ کے آثار شروع ہو گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے تپ کی شدت ہوگئی اور بکثرت استفراغ ہونے لگے اور تپ کا اس قدر زور ہوا کہ ٹمپریچر ۱۰۷ درجے پر ہوگیا اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ آپ کی تیمارداری کرنے لگے۔ ڈاکٹر موصوف بڑی دلجوئی اور جانفشانی سے علاج کرتے رہے اور دم بدم بخار کا جائزہ لیتے رہے یہاں تک کہ کثرت پسینہ کے سبب سے بخار دھیمہ ہوکر ۱۰۲ درجے پر پہنچا۔ اس وقت ڈاکٹر موصوف نے ۱۶ گرین کونین اور فناسٹین کا مکسچر بنا کر مولوی صاحب کو پلایا۔ ۶ بجے کے قریب بخار اس قدر ہلکا ہوگیا کہ مولوی مبارک علی نے چارپائی پر بیٹھ کر ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے گذاری

یہ ۲۷۔ اگست کا دن تھا اور وہی دن تھا جس میں مبارک علی کو جواب سنانا تھا۔ ادھر عیدگاہ میں چار بجے سے پہلے ہی ایک طوفان عظیم برپا ہوا تھا۔ قاصد پر قاصد اور بلاوے پر بلاوا چلا آتا تھا برہان الدین نے یہ کہا کہ پہلے مولوی صاحبان سے کمی بیشی مضمون کی نسبت فیصلہ کر لینا چاہیے۔ اور ہماری جماعت کے لوگ مولوی صاحبان کی اس حرکت بے جا کا عام طور پر اعلان کر دیں شاید اگر اس امر کے فیصلہ تک مولوی مبارک علی کو کچھ صحت ہوگئی تو وہ خود جا کر مضمون سنا دیں گے

(اور مولوی صاحب نے اپنا سارا لکھا ہوا نہیں پڑھا تھا بلکہ جستہ جستہ پڑھا تھا۔ اور ایک گھنٹے میں ختم کر دیا جب کہ ابھی مزید دو تین گھنٹے باقی تھے، انہوں نے یہ تلخیص اسی لئے تو کی تھی کہ مولوی مبارک علی اسی مجلس میں بغیر کسی کی مدد کے جواب دیں اور اگلے دن کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اور جہاں مضامین میں کمی بیشی کا تعلق ہے قادیانیوں کو کیا پتہ، کیونکہ انہوں نے تقریر کو ٹیپ ریکارڈ تو نہیں کیا، نہ ہی انہوں نے تقریر کو لفظ بلفظ نوٹ کیا، بلکہ تقریر میں سے بعض نوٹ لئے تھے جیسا کہ خود انہیں اقرار ہے۔ اور اس بات کا بھی کیا ثبوت کہ جو نوٹ انہوں نے لئے تھے وہ واقعی تھے، اور انہوں نے سمجھ کر صحیح باتیں نقل کی تھیں یا غیر واقعی تھے اور انہوں نے مولوی ابراہیم کی باتوں کو سمجھنے میں غلطی کی ہو اور یوں نوٹ ہی غلط ہوں۔ اسی لئے تو ابراہیم صاحب نے کہا تھا کہ تمہیں لکھنے کی کیا ضرورت ہے، میں خود تمہیں حسب وعدہ تقریر کی کاپی دے دونگا۔ اور پھر مرزائیوں نے یہ نوٹ اختتام تقریر پر مولوی ابراہیم کو نہیں دکھائے اور نہ ہی میر مجلس وغیرہ کو، تاکہ ثابت ہو جاتا کہ انہوں نے وہی کچھ نقل کیا ہے جو مولانا نے فرمایا ہے۔ بہاء)

ورنہ کسی شخص کو سنانے کے لئے کھڑا کر دیا جائے گا (یہ کام اس سے پہلے کیوں نہیں ہوسکتا، اگر جواب تیار ہے، تو سامعین کو مولوی مبارک علی کی خرابی صحت کا حال بتا کر اسی وقت کسی اور سے سنوایا جاسکتا ہے

۔بہاء) مگر پہلے اس خیانت کا تصفیہ ہونا چاہیے اور تحصیل دار صاحب کو بھی دو بارہ اس پر مطلع کیا گیا تحصیل دار نے مولوی ابراہیم سے ان کی اس تبدیل وتحریف کے بارے میں باز پرس کی تو آپ نے طوعاً وکرہاً مان لیا کہ ہاں ضرور کچھ مضمون جلدی کے سبب سے درج نہیں ہوسکا تب تحصیل دار نے آپ کو بہت کچھ نادم کیا اور آپ کی اس حرکت ناشائستہ پر آپ کو ملزم ٹھہرایا مگر عوام تک ابھی یہ بات نہ پہنچی تھی، اس لئے جماعت احمدیہ کے چند تعلیم یافتہ لوگوں کو عین جلسہ میں بھیجا گیا اور مولوی ابراہیم سے عام لوگوں میں بہت کچھ ردو بدل کے بعد تسلیم کرایا گیا کہ آپ نے کل کے سنائے ہوئے مضمون میں سے اس قدر مضامین خیانت کے طور پر چھپا لئے ہیں اور ان تمام نوٹوں پر جو آپ کی تقریر سے لئے گئے تھے اور آپ کے مرسلہ مضمون سے خارج تھے تحصیل دار کی فہمائش سے اور عام لوگوں کے سامنے تسلیم کرایا گیا اور اعلان کیا گیا کہ یہ آپ کی خیانت ہے تب تو مولوی ابراہیم کو مارے خجالت کے موت کا سامنا ہوگیا اور اس قدر آپ عرق شرم میں ڈوبے کہ پانی پانی ہوگئے ۔مگر اس خجالت کا آپ پر ایک فوری اثر تھا بعد میں پھر آپ نے اپنا سر جھاڑ کر صافہ باندھ لیا ۔اور اس خیانت کے اظہار کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس چھپائے مضمون کا جواب مولوی مبارک علی لکھ چکے تھے پس اس کا اظہار اگر اس وقت نہ کیا جاتا تو مولوی ابراہیم کو اعذر کی گنائش ہوجاتی کہ یہ میری باتوں کا جواب نہیں ہے اور نہ یہ باتیں میرے تحریری مضمون میں درج ہیں (یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ مبارک علی کے پاس پہلے سے لکھا ہوا کچھ سامان موجود تھا جو وہ گذشتہ روز احباب کے ساتھ گفتگو میں بھی بیان کر چکے تھے اور اسی طرح چند دیگر نوٹ جو قادیانی مناظرین کے پاس عموماً موجود ہوتے تھے، اس روز محمد ابراہیم کا پرچہ آنے سے پہلے مرتب کر رکھے تھے ۔لیکن جب پرچہ آیا تو معلوم ہوا کہ ان کے نوٹ تو بیکار ہیں، پرچے میں تو ایسی چیزیں ہیں جن کا مرزائیوں کے پاس جواب ہی نہیں، تو بخار بھی چڑھ آیا، اور بھاگ دوڑ بھی شروع ہوگئی کہ تقریر میں یہ نہیں تھا اور وہ نہیں تھا۔ اور پرچہ میں یہ کچھ ہے جو تقریر میں نہیں تھا۔ مبارک علی جواب دینے کے قابل ہوتے تو کہتے کہ ٹھیک ہے کہ یہ باتیں تقریر میں نہیں تھیں لیکن چونکہ اب یہ تحریر میں آچکا ہے اس لئے اس کا جواب لکھا جاتا ہے۔ اگر اس کے برخلاف وہ نکات جن پر اعتراض ہے کہ تقریر میں نہیں تھے ،کسی اور موقع پر کوئی اور مسلمان مناظر مرزائیوں کے سامنے رکھ دیتا تو ان کا کیا جواب ہوتا۔ کیونکہ جو ایک اعتراض ایک دفعہ سامنے آگیا، وہ آج نہیں کل دوبارہ سامنے آجائے گا۔ بہاء)

مگر اس کاروائی کے اثنا میں ابھی تک مولوی مبارک علی کی طبیعت نڈھال تھی اور بخار میں کوئی بھی خفت پیدا نہ ہوئی تھی اس لئے پہلے مہر بہاول بخش ذیلدار کو مولوی صاحب کا معائنہ کرایا گیا تب انہوں نے تحصیل دار کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی مبارک علی بعارضہ تپ شدید بیمار ہیں اور مضمون سنانے کے لئے نہیں آسکتے

لیکن مضمون تیار ہے۔اس پر تحصیل دار نے میاں دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر اور چودھری غلام قادر سب رجسٹرار اور راجہ خان بہادر خان کو مولوی مبارک علی کی بیماری کی تصدیق کے لئے بھیجا۔اول الذکر نے تو مولوی صاحب کی حالت دیکھ کر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ واقعی اس وقت مولوی صاحب کی حالت شدت تپ کی وجہ سے دگرگوں ہے، اورضعف و ناتوانی حد سے زائد ہے،مگر آخر الذکر ہر دو صاحبان نے بہت تیز زبانی کی اور راجہ خان بہادر خان صاحب نے مولوی مبارک علی سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کو اور بیماری تو کوئی نہیں آپ صرف جواب نہیں دے سکتے اس لئے بیمار بن بیٹھے۔

اس وقت مولوی (مبارک علی) صاحب کے تمام کپڑے پسینہ میں تر تھے، اور لحاف کے سہارے سے چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔راجہ خان بہادر خان صاحب کیبات کا آپ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ میں آپ کی زبان کو نہیں تھام سکتا ،اور میرا حال میرا خدا ہی جانتا ہے۔تب راجہ صاحب نے کہا کہ ایک معمولی تپ ہے، اس میں آپ اس قدر نڈھال کیوں ہوگئے ہیں؟ چل کر مضمون سنا دیجئے۔اس کے جواب میں شیخ معراج دین نے راجہ صاحب سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر گھوڑے پر چڑھنے سے دو دو گھنٹہ تک اپنے نوکروں سے دبواتے اور چاپی کرایا کرتے ہیں ، یہ تو تپ شدید ہے اس کی کیفیت اسے ہی معلوم ہوتی ہے جسے چڑھتا ہے۔اس پر چودھری غلام قادر نے کہا کہ مولوی صاحب کو اس وقت بخار نہیں، آپ کا بدن سرد ہے ہاں پسینہ آیا ہوا ہے، میں ڈاکٹر صاحب کو لاتا ہوں اور دس روپیہ فیس بھی دونگا، اگر مولوی صاحب کو بخار ہوا تو سو روپیہ ہرجانہ بھی دوں گا۔تب ڈاکٹر شیخ عبداللہ نے فرمایا کہ آپ ضرور ڈاکٹر کو لائیں اور مولوی صاحب کا ملاحظہ کرائیں اور کچھ جیب سے بھی نکالیں اور جس طرح پر چاہیں بیماری کی تصدیق کرائیں۔اس ردو بدل کے بعد دوبارہ میاں دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو ضرور بخار ہے اور ان کی حالت کہہ رہی ہے کہ وہ اس وقت سخت ناتواں ہیں، مجبور نہیں کرنا چاہیے۔

تب یہ لوگ جلسہ میں واپس گئے اور سب سے پہلے جیسا کہ سراج الاخبار بیان کرتا ہے چودھری غلام قادر نے خلاف بیانی کا ثواب لیا اور پھر شاید راجہ خان بہادر خان نے بھی ان کی تائید کر کے اپنی عقبیٰ کو سنوارا۔ہاں میاں دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر نے جو کچھ دیکھا تھا صاف صاف بیان کر دیا ،اسی لئے سراج الاخبار نے ان کی شہادت کو اپنے حق میں غیر مفید سمجھ کر اپنے بیان میں درج نہیں کیا (جب تین میں سے دو کی شہادت ایک طرف ہو جائے تو تیسرے کو پوچھتا ہی کون ہے۔فیصلہ تو کثرت تعداد سے ہو جاتا ہے۔بہاء) اور چودھری غلام قادر صاحب معہ ڈاکٹر و ایک سو روپیہ ہرجانہ کے ابھی تک تشریف لا رہے ہیں۔افسوس کہ ان کی فضول گوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔

(یعنی وہاں یہ کہا گیا کہ مبارک علی نہیں آسکتے، یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ ان کے تشریف نہ لا سکنے کے سبب ہم برہان الدین اور کسی اور کی زبانی وہ پرچہ سنا دیتے ہیں جو مبارک علی نے لکھ رکھا ہے۔یعنی مناظرہ ختم۔اب مخالف علماء چاہے تو چلے جائیں چاہے تو کسی اور تقریب کا انعقاد کر لیں۔ بہاء)

اس کے بعد ہر دو مولوی صاحبان یعنی محمد ابراہیم سیالکوٹی و مولوی کرم الدین نوبت بہ نوبت ممبر پر چڑھے اور اس موقع کو غنیمت سمجھ کر وہ ہفوات اور ہزلیات اور الزامات اور خرافات منہ سے نکالے کہ الامان الامان۔ان کی بکواس کے سبب سے کوئی جماعت احمدیہ کا ممبر وہاں نہ بیٹھ سکا۔ کیونکہ مرزا صاحب اور ان کی پاک جماعت کی نسبت اہانت وتحقیر کا کوئی دقیقہ اس وقت مولوی صاحبان نے اٹھا نہ رکھا تھا۔اور یہ بھی شرم نہ کی کہ تعلیم یافتہ لوگ اور خصوصاً حکام انتظام ہماری نسبت کیا رائے لگائیں گے اور ہماری تہذیب اور شائستگی پر کس قدر نفرین کریں گے۔غرض مولوی صاحبان ایک ہی دھن میں لگے اور ممبر پر چڑھ کر جہاں قال اللّٰہ و قال الرّسول کا ذکر ہونا چاہیے تھا ہجو قبیح اور کذب صریح کے گیت گاتے اور قصیدے پڑھتے رہے اور اپنی طرف سے اس یک طرفہ کاروائی پر اپنی ظفر کا ڈنکہ بجایا....

(اخبار الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۱۳۔۱۵؛ الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۱۳۔۱۴)

اس کے بعد اڈیٹر الحکم قادیان نے بتایا کہ مولوی مبارک علی وہاں پہنچ گئے، اور انہوں نے مضمون سنایا، اور انہوں نے مسلمانوں کے دلائل کی دھجیاں بکھیر دیں وغیرہ وغیرہ....

معاہدہ تو یہ تھا کہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھا جائے، کوئی کسی کو اشارہ وغیرہ نہیں کرے گا۔ یہاں سامنے بیٹھ کر تقریر کرنے کی، یا لکھنے، کی بجائے، رات بھر کی مہلت لی گئی (حالانکہ نوٹس ان کے پاس موجود تھے، پھر اگلا دن گھر میں رہے، نہ معلوم کس کس کی مدد شامل حال رہی، مضمون مکمل نہ ہوا، تپ شدید ہو گیا، مزید مہلت مل گئی، پھر ثالث آگئے، دو نے رپورٹ دی کہ مبارک علی جلسے میں آسکتے ہیں اور تقریر پڑھ سکتے ہیں۔لیکن آپ نہ آئے، اور نہ کہا کہ کوئی اور پڑھ دے، یوں مناظرہ ختم ہوا۔ مخالفوں نے فتح کے ڈنگے بجا دیئے۔ ماحول ہی ختم ہو گیا، کہ اس دوران مولوی مبارک علی نہ معلوم کس کس کی مدد لے کر ایک مضمون تیار کرنے کامیاب ہو گئے اور افتاں خیزاں مشتے بعد از جنگ کا نظارہ دکھاتے ہوئے میدان عید گاہ میں آوارد ہوئے۔مرنے کے بعد دوائی کا کام؟ مناظرہ تو ختم ہو چکا، اب انہوں نے سنانا شروع کر دیا، اور کہا جاتا ہے کہ لوگ حیران ہو کر مولوی مبارک علی کا چہرہ تکتے جارہے تھے کہ اتنا بڑا فاضل اور اتنی عمدہ باتیں ۔لیکن کسی ایک نے بھی اٹھ کر نہیں کہا آپ سچے ہیں اور میں مرزا پر ایمان لاتا ہوں۔ جو کچھ پڑھا وہ وہی باتیں تھیں اور آج تک مرزا صاحب اور ان کے مرید کہتے اور لکھتے چلے آرہے تھے کہ یہ ہے اور وہ ہے، اور

جن کے دندان شکن جوابات اہل اسلام کی طرف سے بار بار دیئے جا چکے تھے۔ حیات مسیح کی بحث، اور توفی بحث وہی تو ہے جس کو دلائل ختم ہونے پر مرزا صاحب دہلی کی بحث نامکمل چھوڑ کر چلے آئے تھے، توفی کی بحث پر انعامی چیلنج وہی ہے تو ہے جس کا جواب مولانا بٹالویؒ، پیر مہر علیؒ اور کئی دیگر حضرات دے چکے تھے اور بعد میں بھی علماء دیتے رہے ہیں اور مولانا محمد ابراہیم صاحب نے بھی شہادۃ القرآن میں دیا ہے اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مباحثہ مونگ میں بھی مرزائیوں سے کہا تھا کہ لاؤ! رکھو ہزار روپیہ اور ثالث مقرر کر کے مناظرہ کرو، اور جس کے جواب میں مرزائی؛ اس طرح سوئے کہ گویا مر گئے۔ بہاء)

بے معنی الہام

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

اگر برّق طفلی بشیر والے الہام کے یہ معنی کئے جائیں کہ اے میرے بیٹے بشیر آنکھیں کھول یا تیز دیکھ، تو علاوہ اس خرابی کے کہ بشیر خدا کا بیٹا نہیں، بلکہ خدا کے بیٹے کا بیٹا ہے، طرفہ خرابی یہ لازم آتی ہے کہ لغت میں طفل کے معنی بیٹے کے نہیں بلکہ نوزائیدہ کے ہیں انسان کا ہو یا حیوان کا۔ اونٹ کا بوتا ہو، یا گائے کا بچھڑا، بکری کا بزغالہ ہو، یا بھینس کا کٹڑا، یا ہاتھی کا پاٹھا، مذکر ہو یا مونث، نر ہو یا مادیں۔

گویا یہ معنی ہوئے کہ اے میرے پہلے جھول یا پہلے گابھ کے نکلے ہوئے بچے آنکھیں کھول۔

حالانکہ بشیر بالغ ہے نوزائیدہ نہیں، نہ گہوارے میں ہے۔ ابھی ابھی اس کی شادی ہوئی ہے۔ اور اگر آسمانی باپ نے بشیر کو درحقیقت اپنا صلبی بیٹا قرار دیا ہے، تو اس سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ الہام میں ابنی بشیر نہیں کہا۔

اگر آسمانی باپ مجدد السنہ مشرقیہ سے مشورہ لیتا تو یوں اصلاح دی جاتی

برّق ابن المتبنی بشیر یعنی اے میرے لیپالک کے بیٹے بشیر آنکھیں کھول۔

غالبًا آسمانی باپ نے یہ خیال کیا کہ اس الہام میں ابن یا متبنّٰی کا لفظ نہ آنے پائے ورنہ سارے مرزائی عیسائی بن جائیں گے۔ اور جب میرے صلب سے ایک حقیقی بیٹا پیدا ہو چکا ہے تو کیوں کسی کو ابن یا ابن الابن بناؤں۔ یہ امر میرے حقیقی بیٹے کی دل

شکنی کا باعث ہوگا اور میں شرك فی ا لا بنية کے جرم کا مرتکب ٹھہروں گا۔

الہام میں حرف ندا محذوف ہے یعنی برّق یا طفلی بشیر۔

اب سنئے نحو کا قاعدہ ہے کہ جب منادی مضاف ہوگا تو منصوب ہوگا یعنی یا عبد الله یہاں طفلی منادی منصوب ہے مگر اسکا تابع (بشیر) مرفوع ہے یہ کون سی خانگی کتاب میں لکھا ہے۔ پس بشیراً آنا چاہیے

پھر برّق کے معنی مطلق تیز یا اچھا دیکھنے کے ہیں لغت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ جب کسی کی دکھتی ہوئی آنکھیں اچھی کی جائیں تب کہا جائے کہ برّق۔ اسکو اپنی کسی لال کتاب سے ثابت کیجئے۔ ثابت کر چکے۔

در بارہ طاعون آسمانی باپ کا یہ الہام ہے

انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر شخص جو گھر میں ہے اس کی حفاظت کروں گا۔

گھر سے اگر مرزا جی کا مسکونہ محل مراد ہے تو یہ حفاظت عامہ وتامہ نہ ہوئی یعنی تمام مرزائی محفوظ نہ ہوئے جو پنجاب اور ہندوستان کے دور و دراز شہروں میں رہتے ہیں بلکہ وہ حواری بھی محفوظ نہ رہے جو قصبہ قادیان میں رہتے ہیں کیونکہ دار کے لفظ کا اطلاق شہروں اور قصبوں پر نہیں ہوتا بیت اللہ یا خانہ خدا سے مراد صرف حرم کعبہ یا مسجد ہوتی ہے تمام شہر مکہ بیت اللہ نہیں جس طرح کسی قصبہ کی مسجد تمام قصبہ نہیں یعنی قادیان کو مسجد یا خانہ خدا نہیں کہہ سکتے اس صورت میں الہام یوں ہوتا

احافظ کل من فی البلد۔

کلام مجید میں ہے:

و هذا البلد الامین۔

اور: لااقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد۔

افسوس ہے کہ قادیانی مرزا جی جو قرآن کی آیتوں کو مسخ کر کے ان سے اپنا الہام تراشتے رہتے ہیں مندرجہ بالا آیتوں تک ان کی رسائی نہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوتی، خود ان کا خدا بھی خواب خرگوش میں غین ہو گیا۔

پھر احافظ باب مفاعلت سے ہے جو مشارکت فعل کو چاہتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ قادیانی مرزا جی کا خدا ان کے گھروں کا محافظ ہے اور ان کے گھر والے خدا کے

محافظ ہیں۔

اس صورت میں یہ الہام ہوتا انی احفظ کل من البلد،

یادرکھئے مجدد السنہ مشرقیہ کی اصلاح کی ضرورت جس طرح مرزاجی کو ہے اسی طرح مرزاجی کے خدا کو ہے۔ بہتر ہے کہ دونوں باپ بیٹے الہام الحکم یا کسی رسالہ میں شائع کرنے سے پہلے مجدد کے حضور پیش کر دیا کریں۔ مجدد کی بعثت موجودہ زمانہ میں جب کہ تمام مرزائی جہل وسفہ کی اندھیاری میں ٹٹولتے پھرتے ہیں اصل یہ ہے کہ ان کولٹریچر کے صاف اور سیدھے راستے پر لائے اور بتائے کہ نظم ونثر اور انشا پردازی اس کو کہتے ہیں۔ ہم کو اسی بات پر غصہ آتا ہے کہ دل میں تو مرزا قادیانی اور مرزائی مجدد کی تجدید پر ایمان لے آئے ہیں اور تصدیق بالقلب بھی کر چکے ہیں مگر اقرار باللسان نہیں کرتے جب کہ معقول دلائل وبراہین سے ثابت ہو چکا ہے کہ شوکت اللہ القہار بے شک مجدد السنہ مشرقیہ ہے تو اب کھلم کھلا بیعت تجدید کرنے اور سلسلہ مسترشدان میں داخل ہونے سے کون امر مانع ہے، دنیا میں ایک مجدد آئے اور مرزائیوں کا گروہ محض تعصب اوضد سے اس پر ایمان نہ لائے وا حسر تا وا مصیبتاہ۔

مسیح الہند اور المنار

پچھلے سال مسیح قادیانی کی نسبت المنار مصر کے مشہور فاضل سید محمد رشید رضا نے نہایت متین نکتہ چینی کی جس پر قادیانی مسیح صاحب نے آگ بگولا ہو کر ایک رسالہ موسومہ الھدی و التبصرۃ لمن یری میں اڈیٹر موصوف کو دل کھول کر برا بھلا کہا جس کی نظیر شائد کسی مہذب قوم میں نہ مل سکے گی جس پر جریدہ المنار نے حسب ذیل نوٹ شائع کیا ہے:

> اس شخص نے اپنے دعاوی کے متعلق ہندوستان اور غیر ممالک کے مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے مگر کوئی نہیں جانتا کہ اس کا مقصود کیا ہے اس کے رسائل بظاہر کاہنوں کی عبارات کا نمونہ معلوم ہوتے ہیں لیکن غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں سوا خودستائی اور دعاوی باطلہ اور مخالفین کے سبّ وشتم کے

کچھ نہیں۔ اور اکثر مقامات مین ایسے فقرات بھی ملتے ہیں جن میں گورنمنٹ سے تقرب وخطاب حاصل کرنے کے لالچ میں بہت ہی خوش آمد اور چاپلوسی کی گئی ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کو اپنا خیر خواہ ظاہر کر کے اپنے دام افتادہ مریدوں سے خوب روپیہ بٹورے

ہم اس مسیح دجال سے پوچھتے ہیں کہ بھلا وہ مسلمان کہاں ہیں جو ہندوستان میں جہاد کرنا چاہتے ہیں جس پر اپنے اصلاحات میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مسلمان دنیا بھر میں جہاد کرنے کے قابل نہیں رہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہی قومیں جو مسلمانوں کو جنگجو قوم بتاتی ہیں میدان جنگ میں سب سے بڑھی ہوئی نظر آتی ہیں کیا تمہیں یورپ سے وحی نازل ہوئی ہے کہ ضروری مقابلہ جو مدافعت مخالفین میں کیا جاتا ہے اہل یورپ کیلئے تو فضیلت سمجھا جائے اور مسلمانوں کے لئے موجب عار۔

اس شخص کا گمان ہے کہ جو احادیث وآثار در بارہ نزول مسیح وارد ہیں وہ اس کی ذات پر صادق آتے ہیں۔

احادیث مذکورہ بالا در بارہ نزول مسیح ہیں مگر عیسی بن مریم اور غلام احمد کو باہم کیا نسبت۔

احادیث میں مسیح کا دو فرشتوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہونا آچکا ہے مگر کیا ہندوستان آسمان ہو گیا؟ اور اسکے چیلے چانٹے جو احمقوں کا گروہ ہے، فرشتے بن گئے۔

احادیث میں مسیح کے ایسے نشانات آچکے ہیں جن کے لئے اسے نہ یہ لغو اور باطل تاویلیں کرنی پڑی ہیں۔

اس شخص کا خیال ہے کہ نصوص قرآنیہ وفات مسیح پر دال ہیں اور مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ بتقدیر تسلیم ہم سوال کرتے ہیں کہ آیا نصوص قرآنیہ سے تمہارا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے ہرگز نہیں۔

پس تمہیں لازم ہے کہ یا تو احادیث کی کوئی مقبول تاویل کرو یا انہیں غیر صحیح

ثابت کرو کیونکہ قرآن مجید تو متواتر اور قطعی ہے اس لئے جو قول بصورت تاویل اس کے ساتھ مطابق نہ ہوگا وہ یقیناً مردود ہے۔

یہ دجال اس امر کا بھی مدعی ہے کہ وہ امور خرق عادت کا مالک جسکا ایک ثبوت اسکی تفسیر سورہ فاتحہ ہے جو اس کے نزدیک معجزہ ہے اور دنیا اسے ہذیان و وساوس کا مجموعہ خیال کرتی ہے کیا اگر اس قسم کی لغو اور مہمل کتاب جس کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا ایک شخص کے لئے نبوت کی دلیل ہے تو وہ کتاب جسکو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کرلیں مصنف کے خدا ہونیکی دلیل ہوگی۔ کیا اس غافل کو یہ خیال ہے کہ محض قرآن مجید کا ایک کتاب ہونا آنحضرت ﷺ کے نبی ہونے کیلئے کافی تھا۔ نہیں بلکہ قرآن اس لئے معجزہ ہے کہ اس میں تمام علوم الٰہیہ اور اصول تمدن و اخلاق وغیرہ مندرج ہیں جن سے دنیا نے صلاح و سداد کا رستہ پالیا اور وہ ایسے امی کی زبان سے ظاہر ہوئے جو پہلے کچھ بھی نہ جانتا تھا مع ہذا وہ فصاحت و بلاغت میں وہ پایہ رکھتا ہے کہ روئے زمین کے بلغاء اسکے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں

اس شخص کا یہ خیال کہ سورۃ فاتحہ اسکے مسیح ہونے پر ناطق ہے اور الفاظ رحمٰن ورحیم سے حضور ﷺ اور غلام احمد قادیانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے درحقیقت قرآن مجید کی ذلت کرنا اور اسکو بازیچہ اطفال سمجھنا ہے۔ کیونکہ یہ شخص کسی خاص اصول لغت و علم استدلال کا پابند نہیں اس لئے ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ تمام قرآن مجید کو اپنی شان میں ناطق ثابت کرنے لگے مگر یہ بات محض جلوہ سراب ہے (چودھویں صدی)

مذہب مرزائی ہے آزادی کا نام

اس لئے مرزائی ہوجاتے ہیں اکثر خاص و عام

(سلسلہ کیلئے دیکھئے ضمیمہ شحنہ ہند مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء)

چونکہ اخبار الحکم ایک پاجی و کمینہ اخبار ہے اور سوا لعن طعن گالی گلوچ کے اس

میں کچھ نہیں ہوتا کیونکہ مسیح کاذب کی یہی ایک قولی وفعلی وتقریری سنت ہے جس کی پابندی ہر مرزائی پر فرض ہے لہذا اس مضمون میں بھی جناب فاضل بٹالوی سلمہ اللہ تعالی و دیگر علماء دین و اولیاء اللہ کو پیٹ بھر کر گالیاں دی ہیں ہم ان گالیوں اور لعن طعن کا کچھ جواب نہ دیں گے ہم کو اصل مطلب سے غرض ہے ہم صرف مرزا کے حج نہ کرنے کے عذرات جو بدتر از گناہ ہیں الحکم سے نقل کر کے ان کا جواب دیتے ہیں

قال: آپ نے کبھی اپنے شیخ مولوی عبداللہ غزنوی کا تو اس الزام سے تبریہ کیا ہوتا۔ الخ

اقول: کہاں یہ بدنصیب عبد الدرہم و بندہ زر کاذب وحیلہ ساز مفتری علی اللہ مرزا اور کہاں حضرت سید عبد اللہ صاحب غزنوی رحمہ اللہ علیہ زاہد وعابد عارف باللہ جو دنیا کو تین طلاقیں دے چکے تھے۔ ابھی ان کے ہزاروں دیکھنے والے موجود ہیں۔ کوئی مہینہ نہیں جاتا تھا کہ دو چار رفاقے ان پر اور ان کے اہل وعیال پر نہ گذر جاتے ہوں۔ نہ روپیہ نہ زیور نہ کی طرح کا مال وجائداد۔ پھر ان پر حج کب فرض ہوا تھا جو مرزا ان کی پیروی اس امر میں کرنا چاہتا ہے۔ مرزا چنگیز خان کی اولاد، دن دیہاڑے مریدوں کی جیب میں دھوکے اور دغا بازی سے ہاتھ ڈالتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے مال حرام سے اپنی جیب پر کرتا ہے۔ روپیہ زیور زمین جائداد سب کچھ بنالیا اب قارون ثانی ہو کر حج کرنے سے موت آتی ہے عورت کو زیور سے لاد کر نامحرموں کے سپرد کر کے باغوں کی سیر اور بکر کود مچانے کو چھوڑ دیتا ہے مشک و زعفران گلاب و کیوڑہ بادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ کا زہر مار کرنا یہ سب کچھ جائز مگر حج حرام۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے کبھی سید عبداللہ صاحب پر اعتراض حج نہ جانے کا نہیں کیا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ ان پر حج فرض نہیں ہے یہ بھی تمہارے مرزا کی سنت یعنی دروغ بے فروغ ہے مرزائیوں کا دارمدار جھوٹ وافتراء پردازی ہے۔

قال: کیا سلطان روم جن کو آپ خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں اس نے حج کیا۔ الخ

اقول: حج نہ کرنے میں مرزا کے اوپر سلطان کی پیروی فرض ہے مگر سلطان خلد اللہ ملکہ کے دیگر دینی خدمات جیسے خانہ کعبہ زاد اللہ شرفہا کی خدمتیں مدارس و شفاخانوں کا قائم کرنا و دیگر تمام خدمات کی پیروی کرنا یا صرف زبان سے سلطان کی تعریف ہی کرنا مرزا اور الحکم پر حرام قطعی ہے یہ عذر پہلے عذر سے بھی بدتر ہے۔

قال: اور نہیں تو امیر کا بل ہی سے ..الخ

اقول: امیر کا بل کا حج مرزا کے واسطے دستاویز ہے۔ اگر امیر کا بل حج کو جاویں یا سلطان تو پھر مرزا پر حج فرض ہو جاوے۔ یہ ہے مرزائیوں کی حجت و دلیل اور یہی حقائق قرآن اس مذہب کے ہیں۔ ایسی پوچ لچر بکواس لکھتے ہوئے ان بے حیاؤں کو ذرا شرم نہیں آتی

قال: اس وقت حج کے لئے قدم اٹھانا لاتلقوا بايدیکم الی التهلكة کیخلاف کرنا اور گنہگار ہونا ہے

اقول: جیسا یہ زمانہ پرامن ہے آج تک نہیں ہوا۔ اس کو زمان فتنہ کہنا یا خانہ کعبہ کو موضع فتن قرار دینا سفید جھوٹ ہی نہیں بلکہ ان بدنصیبوں کے مذہب باطلہ اور سلسلہ شیطانیہ کے ازلی بدبخت ہونے کی ایک بین دلیل ہے۔ صرف حج ہی کی طرف مرزا کا قدم اٹھانا گناہ نہیں ہے بلکہ تمام امور خیر وعبادات اس تمام فرقہ کے حق میں گناہ اور گناہ کے کام موجب ثواب ہیں کیونکہ یہ مذہب ہی الٹا اور شیطانی ہے جو مذب کا مخالف ہے

قال: مسیح کا پہلا قدم اوراس کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ قتل دجال کرے اور صلیب کو توڑے اور خنزیروں کو قتل کرے

اقول: مسیح کی ایک ہی کہی۔ ذرا کسی گندہ نالہ میں پہلے اپنا منہ تو دھو آئے پھر دعوی پیغمبری کیجئے۔ بجز چند حمقاء لنگڑے گنجے کانے خودغرض دیوانے کے دنیا بھر کے عقلاء مرزا کو کاذب دغا باز کافر وملحد یا پاگل جانتے ہیں۔ دعوی مسیحیت سے پہلے اپنا اسلام تو ثابت کر لیجئے پھر اس سڑے منہ سے مسور کی دال کھانا پھر پہلا کام جو اپنے واسطے تجویز کیا ہے اس میں کیا خاک پتھر پڑے۔ آپ دجال پادریوں کو بتلاتے ہیں فرمایئے کتنے پادری قتل کئے ساری عمر میں عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی کی وہ بھی جھوٹی نکلی صلیب توڑنے کی بجائے منارۃ المسیح قادیان پر صلیبی نقشہ کھینچا گیا جیسا کہ الحکم کے سرورق پر ظاہر ہے۔ خود اور عیسی کو خدا کا بیٹا قرار دے کر تثلیث پرستی کا ثبوت دیا خنزیروں کے قتل کی جگہ جنگل قادیان میں خنزیروں کی پرورش کی جاتی ہے۔ خنزیروں کی مجلس میں بیٹھ کر ایک ایک خنزیر کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ اگر ایک خنزیر کو اپنے ہاتھ سے الائچی دی جاتی ہے تو دوسرے کو اپنا پیرومرشد سمجھ کر اس کا ہر ایک حکم واجب

الا طاعت اس طرح سمجھا جاتا ہے جس طرح ایک مریض اپنے حکیم کے حکم کو سمجھتا ہے۔ باغات قادیان خنزیروں کا ایک رمنا ہے جس میں نر مادہ مل کر بے حیائی سے مٹر گشت اور بکر کود کرتے ہیں اور سب مل کر نجاست پر منہ مارتے ہیں اگر قتل دجال سے دلائل کے ساتھ پادریوں کا شکست دینا مراد ہے تو اور بھی زیادہ جھوٹ ہے کیونکہ مولانا ابوالمنصور امام فن مناظرہ سلمہ و دیگر علماء نے ایسی تصانیف مثل نوید جاوید و دولت فاروقی وغیرہ سے پادریوں کو لاجواب کر دیا۔ مرزا کو ان علماء کے کلام کی فہم بھی لیاقت نہیں ہے اس نے تو علماء دین کی نسبت ہزارواں حصہ بھی پادریوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا کونسی ایسی نئی دلیل مرزا نے پیش کی جو علماء اسلام نے نہ لکھی ہو صرف عیسی کی قبر سری نگر میں بے شک بنادی مگر پادری اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ سواء جہلاء مرزائیوں کے اور بھی کسی نے اس قبر کی تصدیق کی ہے؟ پھر خود ہی ازالہ اوہام میں لکھتا ہے کہ، مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔، اور ست بچن میں لکھا ہے کہ، مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔، دروغ گورا حافظہ نباشد

ایسے کذاب جھوٹے مفتری علی اللہ کا کیا اعتبار پھر مزہ یہ کہ یہ سب الہام سے لکھا گیا ہے نہیں نہیں بلکہ احتلام شیطانی سے۔ یہ کیا اچھی کسر صلیب ہے بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔

صرف مرزا ہی اکیلا بے حیا نہیں جو باوجود ایسے صریح جھوٹ کے اپنے سیاہ رو کو پبلک میں پیش کرتا ہے بلکہ مرید اس سے بڑھ کر بے حیا ہیں جی اپنے کذاب پیر کے ایسے صریح دروغ پر کان نہیں کھینچتے بلکہ پیر من خس است و اعتقاد من بس است کے مصداق ہو کر اندھے بہرے گونگے ہو رہے ہیں۔

ایک بات اپنے دل سے جھوٹ بنائی اور خود ہی اس کو کسر صلیب سمجھ لیا اور یہ نہ جانا کہ ایسے جھوٹ سے قیامت تک مرزا اور مرزائیوں کی کسر شان بلکہ دین و ایمان غارت ہو گیا مرزا کے دعووں کو جھٹلانے کے واسطے یہ دروغ کیا کچھ کم ہے اگر اس میں ذرہ بھی کچھ صدق کا لگاؤ ہوتا تو ہر مذہب والے اور خصوصاً عیسائی بکثرت مرزائی ہو جاتے سب نہیں تو ایک دو تو مرزائی ہوتا لیکن یہاں تو گھر کا مرزائی محمد یوسف آتھم کی پیشین گوئی جھوٹ ہونے پر عیسائی ہو گیا یہ معاملہ برعکس نکلا۔ اچھی کسر صلیب کی۔

پس مرزا غلام احمد قادیانی نے جو اپنے واسطے پہلا کام یعنی قتل دجال کسر صلیب قتل خنزیر مقرر کیا تھا وہ بھی نہ ہوا۔ ادھر حج سے بھی محروم رہا۔ پس مرزا سے زیادہ دنیا میں کون بدقسمت ہوگا۔

قال۔ مسیح موعود کا حج اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر و دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔

اقول: میں بڑے زور شور و تحدی سے پیشین گوئی کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز دجال کے ساتھ بھی حج بیت اللہ نہ کر سکے گا وہ جھوٹا ہے۔ لہذا ہم ڈنکے کی چوٹ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو للکارتے ہیں کہ مرزا ہمارے سامنے آوے اور اسی طرح اپنے کسی مخالف کی نسبت پیشین گوئی کرے کہ فلاں کو حج نصیب نہ ہوگا یہ معاملہ اب آسمان پر پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت خبر دی ہے کہ دجال ہرگز مکہ معظّمہ میں داخل نہ ہونے پاوے گا فرشتے مار کر نکال دیں گے پس زمین ٹل جائے آسمان ٹل جائے مگر کلام رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں ٹل سکتا مرزا کسی حال میں بھی حج نہیں کر سکتا مرزا کا دجال کے ساتھ حج کرنے کا وعدہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی منکر حج کہے کہ میں سفید جمعرات کو حج کرونگا۔ نہ سفید جمعرات ہوگی اور نہ دجال حج بیت اللہ کرے گا۔ پس اے مرزائیو! اب مرزا کے لا مذہب و دہریہ ہونے میں کیا کلام رہ گیا؟ حج کا انکار اور کیسا ہوتا ہے؟ اب تو صریح زبان سے بھی حج کا انکار کر دیا، عملی انکار ہی پر اکتفا نہیں کی گئی۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ مرزا کا پہلا کام قتل دجال ہے پھر جب دجال ہی قتل ہو گیا تو اب وہ کس رفیق کے ساتھ حج بیت اللہ کرے گا۔ اس سے بڑھ کر انکار حج اور کیا ہوگا۔

کہاں چلی گئی عقل مرزا اور اس کے معلم اول و معلم ثانی وغیرہ جماعت کی جنہوں نے فاضل بٹالوی کے ایک کارڈ کے جواب لکھنے میں ایک مدت تک ناخنوں تک کا زور لگایا مگر چونکہ حق کا مقابلہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے خلق کے روبرو ذلیل و خوار فرمایا۔ مضمون ایسا جاہلانہ جس کے تناقضات پر ایک طفل مکتب بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے جب کہ مرزا مدعی نبوت ہے اور مخبر صادق ﷺ نے مدعی نبوت کو دجال فرمایا ہے اور دجال کے واسطے مکہ معظّمہ میں جانے کا حکم نہیں لہذا ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ مرزا

حج کبھی نہ کرے گا اگر مرزا کا ملہم زندہ ہے اور کچھ غیرت وحمیت رکھتا ہے تو مرزا پر القاء کرے کہ وہ ضرور حج کرے گا ورنہ کاذب سمجھا جائے گا اور مرزا کے صدق و کذب کا ایک یہ بھی معیار ہو۔

ناظرین حج نہ کرنے کے بس یہی عذرات ہیں جن کو مرزا اور ان کی جماعت نے مشورہ کر کے لکھ کر پبلک کے روبرو پیش کئے۔ یہ عذرات ہرگز قابل پذیرائی نہیں نہ شرعاً نہ عقلاً۔ اب ہم اس مضمون کے بعض ایسے فقرات نقل کر کے جواب دیتے ہیں جو خارج از بحث ہیں اور جن کے لکھنے سے مسلمانوں کی دل آزاری کے سوا کچھ مقصود نہیں۔ باقی آئندہ۔ راقم: ا۔ن۔

مرزا جی کا طاعون اور گورنمنٹ کا ٹیکہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں قادیانی مرزا جی نے منارے سے بھی لمبا اور اپنے امل سے بھی دراز ایک مضمون دیا ہے جس میں اول تو طاعونی ٹیکے کے اجراء پر گورنمنٹ کی بہت کچھ بھٹئی اور چاپلوسی کی ہے اور پھر لکھا ہے کہ ٹیکا ضرور مفید ہے مگر میرے اور میرے چیلے چاپڑوں کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میں پیشینگوئی کر چکا ہوں کہ ان میں طاعون نہ پھیلے گا۔

پھر آپ دفع دخل کرتے ہیں کہ پھیلے گا بھی تو افراط تفریط نہ ہوگی۔

قادیانی مرزا جی کو دوپٹی ہانکنا بہت سے تجربوں یعنی بہت سی پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے کے بعد سوجھا ہے۔ اب تو ہر پیش گوئی تذبذب کا رنگ لئے ہوتی ہے تاکہ موقع ملے تو تاویل بنی بنائی ہو۔

یہ عجیب بات ہے کہ خود مرزا جی کے نزدیک طاعون کا ٹیکا ساری خدائی کے لئے مفید اور سب کو اس کی ضرورت، مگر مرزائیوں کے لئے مضر اور غیر ضروری۔ اس کی وجہ ہم سے سنئے:

مرزا جی نے منجملہ دیگر علامات کے اپنے خروج کی ایک علامت طاعون بھی

قرار دی ہے، اور جس طرح مہدی موعود کا خروج مسعود ہے اسی طرح اس کی علامت بھی مسعود ہے، تو سب سے پہلے اس کی سعادت مرزائیوں کا حصہ ہے۔ اور بد بخت ٹیکا اس علامت باسعادت کا دور کرنے والا ہے۔ لہذا مرزائیوں کے حق میں یہ مضراور دنیا کے حق میں مفید ہوا۔

گویا آسمانی باپ کی عین مرضی ہوئی کہ طاعون اس کے پوتوں کو ڈھونڈھ کر لقمہ کرتا رہے۔ اب مرزا جی آسمانی باپ کے خلاف یہ کیوں کہتے ہیں کہ طاعون میرے چیلوں کے پاس بھی نہ پھٹکے گا۔ یہ تو گویا اپنی علامت با سعادت کو خود ہی دھکے دے کر قادیان سے نکالنا ہے۔

طاعون تو آسمانی باپ کا پیدا کیا ہوا ہے اور ٹیکا برٹش گورنمنٹ کی ایجاد ہے۔ پس یہ ٹیکہ برا اور طاعون اچھا۔

مرزا جی شرک کا کھڑاگ نہیں پالتے۔ انہیں تو طاعون ہی عزیز ہوگا، نہ کہ اس کا ٹیکا۔ مگر ہم حیران ہیں کہ اس میں گورنمنٹ کی کیوں تعریف کی جاتی ہے کہ اس نے ٹیکا جاری کر کے طاعون کی دم میں نمدا کر دیا۔

وائے سادہ لوحی اور وائے بدبختی کہ جب طاعون کی دم میں نمدا ہو گیا جو مسیح موعود کا بڑا نشان ہے، تو مسیحیت و مہدویت کی دم میں بدرجہ اولی بانس ہو جائے گا۔ اور جب کہ ۲۰ سال قبلقا دیانی مرزا جی کو آسمانی باپ نے طاعون کے آنے کا آڈر سنا دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ دجال کے مقدم کی علامت خر دجال ہوگا تو تیرے خروج کی علامت طاعون ملعون۔ پھر اب طاعون سے ناک بھوں چڑھانا، اس کے دفعیہ کو تریاق بنانا اور الحکم میں اس کا علاج بتانا، آسمانی باپ کی نافرمانی کرنا اور ناخلف ہونے کا ثبوت دینا ہے۔

مرزائیوں کے لئے طاعون رحمت ہے اور ساری خدائی کے لئے زحمت کیونکہ موعود نے دنیا میں دورنگی کا فوٹو بن کر خروج کیا ہے اور پھر مرزائیوں کے لئے بھی کبھی رحمت ہے اور کبھی زحمت۔ رحمت تو اس لئے ہے کہ موعود کا تمغہ ہے اور زحمت اس لئے ہے کہ یہ کم بخت جب الجوع الجوع پکارتا ہوا جھپٹتا ہے تو نہ لیپا لک کی سنتا ہے نہ آسمانی باپ کی۔

انجمن حمایت الاسلام اور ندوۃ العلماء پر مرزا کا نزلہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

آخر کار ۴ ستمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں مرزا جی کا نزلہ انجمن حمایت الاسلام اور ندوۃ العلماء پر بھی گرا اور کیوں نہ گرتا:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

چونکہ یہ دونوں انجمنیں اثر ڈالنے والی ہیں اور اپنی اپنی خدمتیں ادا کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی پبلک نے ان کی خدمتوں کو تسلیم کیا ہے اور اس وجہ سے دونوں کو شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل ہوگئی ہے لہذا مرزا جی نے عین موقع پر جب کہ قادیان کے قرب و جوار (امرتسر) میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ ہونے والا ہے محض اپنی شہرت اور نمود کے لئے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور جب کہ علماء امرتسر نے مرزا جی کو نوٹس بھی دے دیا ہے کہ قادیان میں بیٹھے کیا زعفرانی حلوا اور لپّاں بگھار رہے ہو اور توند پر ہاتھ پھیر پھیر کر اور ڈکارین لے لے کر کیا شیخیان بگھار رہے ہو۔ ذرا مردان دے میدان وچ ترو توب مرزا جی کی پانچوں گھی میں ہو جائیں گی اور تمام مرزائی مارے خوشی کے پھول کر گھی کے کپے بن جائیں گے کہ ہمارے مشن کو علماء ہند اور ایسی بڑی انجمنوں نے اپنا مدمقابل سمجھا۔ پس اور کیا چاہیے۔

جب کبھی مرزا جی بعض نامی گرامی علماء نے مناظرہ کے لئے طلب کیا ہے تو منجملہ دیگر عذرات لا طائل کے انہوں نے یہ عذر بھی پیش کیا ہے کہ ۴۰ علماء ہوں تو میں مناظرہ کروں اب چونکہ چالیس نہیں چار سو علماء کا اجتماع بھی ممکن ہے، لہذا اگر مرزا جی نے ایسے موقع کو کھو دیا یعنی ایسے بڑے مجمع فحول علماء میں نہ آنے سے مہدویت و مسیحیت کی شہرت و اشاعت پر پانی پھیر دیا تو مرزا جی سے بڑھ کر کوئی ناعاقبت اندیش اور آپ اپنا دشمن نہ ہوگا مرزا جی کو یہ غم اصلا نہ کرنا چاہیے کہ وہ شکست کھا جائیں گے (کیونکہ یہ تو ہمیشہ پیشانی کا نوشتہ ہے) بلکہ ہر صورت میں اپنی شہرت کو مدنظر رکھنا چاہیے

بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

مرزا جی تو خدا نے چاہا نہ ندوۃ العلماء کے مقابلہ پر آئیں گے، نہ انجمن حمایت الاسلام کے۔ وہ تو قادیانی شیر قالین بلکہ پردہ کی بوبو بنے بیٹھے رہیں گے اور یہ کہیں گے کہ میں علماء سے مناظرہ اس وقت کروں گا جب کہ چیل کا موت (پیشاب) دس سیر اور ہرنی کا دودھ چھ دھڑی مہیا ہو جائے۔ امید نہیں کہ مرزا جی ہمارے نوٹس کا جواب دیں۔

☆☆☆☆☆

و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین و الحمد لله رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بهاء الدین